



50 تقاریر

حصہ دوم

برموقع یومِ خلافت 2025ء

یکے از آن لائن مطبوعات ”مشاہدات“





ابوسعید حنیف احمد محمود

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي
الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ
الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ
لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

(النور:56)

50 تقاریر

برموقع

یوم خلافت 2025ء

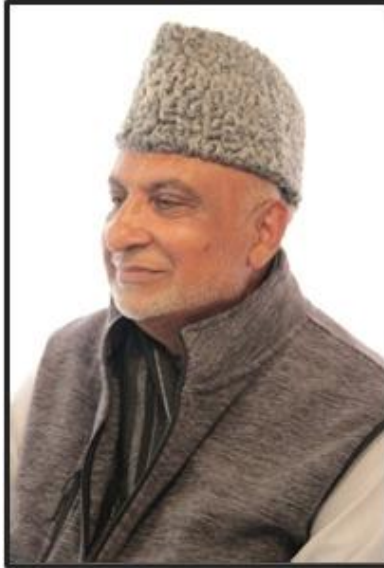
(حصہ دوم)

یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"

22

ابوسعید حنیف احمد محمود

رابطہ کرنے کے لیے



ای میل ایڈریس: hanifahmadmahmood@hotmail.com

ویب سائیٹ: www.mushahedat.com

فون نمبر: +44 73 7615 9966

”مشاہدات“ کے آنگن کا 22واں درخت

بنیادی اینٹ

خلافت کے حوالہ سے جو بھی موضوع ذہن میں آئے جیسے ضرورتِ خلافت، قیامِ خلافت، نظامِ خلافت، مقام و منصبِ خلافت، برکاتِ خلافت، استحکامِ خلافت اور حفاظتِ خلافت نیز خلافت سے وابستگی، خلافت سے پختہ تعلق اور پیار و محبت۔ ان تمام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے جو بھی ذرائع اپنائے جائیں اُن میں سے ایک ذریعہ تحریر و تصنیف کا ہے جو پڑھنے والوں کے دلوں میں تحریر کے اپنے اپنے انداز میں اثر انداز ہو کر محبّانِ خلافت کو خلافت سے مزید قریب کرنے کا موجب ہوتی ہے۔ خلافت کے حوالہ سے تقاریر، خطبات، درس و تدریس اور محافل و مجالس میں گفتگو جب تحریر کی صورت اختیار کر کے کتب، اخبارات، رسائل اور جرائد میں جگہ پاتی ہیں تو خلافت سے محبت و پیار اور اُس کے استحکام کے لیے ایک اثر پیدا کرتی ہیں۔ ہمارے پیارے خلفاء کے خطبات، خطابات اور گفتگو جب اخبارات، رسائل، میگزینز اور کتب کی زینت بنتی ہیں تو ہم ان ارشادات اور افاضات کو اپنی تقاریر، تحریرات اور مضامین کی زینت بناتے ہیں اور شعراء ان بیان فرمودہ مضامین کو اپنے اشعار میں ڈھالتے ہیں۔ ہماری یہ تحریرات، یہ منظوم کلام، یہ مضامین، یہ تقاریر تا قیامت، رہتی دنیا تک، آنے والی نسلوں کے لیے خلافت سے ہماری محبت کو بڑھانے اور اِسے مزید پختہ کرنے کا ذریعہ بنتی چلی جائیں گی۔ خلفائے راشدین اور خلفائے احمدیت کے خلافت سے متعلق ارشادات و تحریرات ہمارے دلوں میں آج بھی وجد کی کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ خلفاء کے لئے رضی اللہ عنہم اور رحمہم اللہ تعالیٰ اور موجودہ پیارے امام کے لیے ایدہ اللہ تعالیٰ و نصرہ اللہ نصرًا عزیزًا کے الفاظ استعمال کر کے جہاں ان کے لیے ہم دعا گو ہوتے ہیں وہاں اِس روحانی، علمی، اخلاقی اور للّٰہی خزانہ کو جمع کرنے والوں کے لیے بھی دل و جان سے دعائیں جاری رہتی ہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق بڑھانے، نمازوں کو خشوع و خضوع سے ادا کرنے، قرآن کریم کی ترنّم اور

خوش الحانی سے تلاوت کرنے، صحابہؓ سے عقیدت و محبت کے اظہار، ارکانِ اسلام وارکانِ ایمان پر دلی گہرائیوں سے عمل پیرا ہونے کے مواقع میسر کرتی رہتی ہیں۔

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ قلم کے استعمال کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

”زبان کے مقابلہ پر قلم کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ اس کا حلقہ نہایت وسیع اور اس کا نتیجہ بہت لمبا بلکہ عموماً دائمی ہوتا ہے۔ زبان کی بات عام طور پر منہ سے نکل کر ہوا میں گم ہو جاتی ہے سوائے اس کے کہ اِسے قلم کے ذریعہ محفوظ کر لیا جائے مگر قلم دنیا بھر کی وسعت اور ہمیشگی کا پیغام لے کر آتی ہے اور پریس کی ایجاد نے تو قلم کو وہ عالمگیر پھیلاؤ اور دوام عطا کر دیا ہے جس کی اس زمانہ میں کوئی نظیر نہیں کیونکہ قلم کا لکھا ہوا گویا پتھر کی لکیر ہوتا ہے جسے کوئی چیز مٹا نہیں سکتی۔“

(سیف کا کام قلم سے دکھایا ہے ہم نے از الفضل ربوہ 26 دسمبر 1958ء)

دنیا بھر میں تحریرات کی اشاعت کے لیے جو بہت سے ذرائع موجود ہیں اُن میں سے چند ایک کا ذکر مَیں اوپر اختصار سے کر آیا ہوں۔ ان میں سے ایک آج کے دَور میں ”مشاہدات“ بھی خلافت کی مضبوطی اور استحکام کے لئے بفضل اللہ تعالیٰ اپنا حصہ ڈالنے کے لئے کوشاں ہے۔ جس کی ویب سائٹ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی مشفقانہ شفقت اور اجازت سے ایک سال قبل جاری ہوئی اور مشاہدات کے دو سال کے عرصے میں 840 تقاریر و مضامین منظرِ عام پر آچکے ہیں۔ جن میں خلافت کے عظیم واہم موضوع پر 100 تقاریر شامل ہیں۔ جن میں سے پہلی 50 تقاریر کتابی صورت میں ویب سائٹ پر ”خلافت“ کے عنوان کے تحت موجود ہیں جبکہ دوسری 50 تقاریر کو کتابی شکل میں 27 مئی 2025ء کے یومِ خلافت کی مناسبت سے احبابِ جماعت کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے جو 5/ مئی 2025ء تک ان شاءاللہ مشاہدات کی ویب سائٹ www.mushahedat.com پر میسر ہوگی۔

امید ہے۔ خلافت کے حوالہ سے مختلف موضوعات و عناوین پر مشتمل یہ 100 تقاریر کا روحانی ذخیرہ اور مائدہ دنیا بھر کے افرادِ جماعت کے ایمان و ایقان اور خلافت سے محبت بڑھانے کا ذریعہ ہوں گی اور امسال یومِ خلافت پر ان سے استفادہ بھی کیا جائے گا۔ خلافت کی تقاریر پر مشتمل حصہ اول کا انڈیکس بھی حصہ دوم کے انڈیکس کے ساتھ دیا جارہا ہے تا کہ احبابِ جماعت اس سے بھرپور استفادہ کر سکیں۔

کان اللہ معکم و ایدکم بنصرہٖ

ان 100 تقاریر کو دو کتابوں میں مشکّل کرنے میں مکرم زاہد محمود صاحب نے بہت محنت سے کام کیا ہے۔ موصوف صرف کتاب کو ہی تیار نہیں کرتے بلکہ روزانہ کی بنیاد پر PDF تیار کرنے کی سعادت بھی پاتے ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ

دوسرے نمبر پر ہماری بہن مکرمہ عائشہ چوہدری آف جرمنی ہیں جنہوں نے ان تقاریر کو کمپوز کرنے میں خوب معاونت فرمائی بلکہ نیٹ سے مواد اکٹھا کر کے اور بعض تقریر میں موقع و محل کے مطابق خلفاء کے ارشادات کو تلاش کر کے تقاریر کو مزیّن کرنے میں اہم کردار ادا کرتی رہی ہیں۔ اس کے بعد جرمنی سے ہی مکرم منہاس محمود صاحب اور ہالینڈ سے مکرمہ عطیۃ العلیم صاحبہ اور مکرمہ فائقہ بشریٰ صاحبہ نے کمپوزنگ میں تعاون فرمایا ہے۔ اِن تقاریر کو ویب سائٹ کی زینت بنانے میں عزیزم عامر محمود ملک صاحب آف شیفیلڈ یوکے اور عزیزم سعید الدین احمد صاحب آف یوکے تعاون کر رہے ہیں۔ اشعار کے چناؤ اور درست استعمال کے لیے مکرمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ آف امریکہ نے تعاون فرمایا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ

بعض اوقات بعض جماعتی قلم کاروں کے مضامین سے مدد لی جاتی ہے وہ تمام شکریہ کے مستحق ہیں۔ خلافت بارے حصہ دوم میں مکرم چوہدری ناز احمد ناصر صاحب آف لندن، مکرم عبد السمیع خان صاحب آف کینیڈا، مکرم منیر احمد خادم صاحب آف قادیان، مکرم ریحان احمد شیخ صاحب آف قادیان اور مکرم شہود آصف صاحب آف گھانا شکریہ کے مستحق ہیں۔

آخر پر اُن احباب و خواتین کا بھی مشکور ہوں جو ویب سائٹ سے موقع و محل کے مطابق تقاریر کو لے کریاخاکسار کی واٹس ایپ کی پوسٹس سے استفادہ کر کے ان تقاریر کو آگے اپنے عزیز و اقارب، دوست احباب کو بھجواتے ہیں یا اپنے اسٹیٹس پر چسپاں کرتے ہیں۔ اُن میں سے ایک مکرم نصیر احمد باجوہ صاحب آف جرمنی اور دوسرے مکرم ڈاکٹر نصیر احمد طاہر صاحب آف ویلز برطانیہ ہیں۔ آخر پر خوبصورت ٹائٹل بنانے پر مکرم فضل عمر شاہد صاحب آف لٹویا کا بھی مشکور ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کے ساتھ ہو۔

فجزاھم اللہ تعالیٰ خیراً و کان اللہ معھم

یہ کتاب ”مشاہدات“ کے آنگن کا 22واں درخت ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ

خاکسار

ابو سعید حنیف احمد محمود۔ برطانیہ

(شاہد۔ عربی فاضل)

مربّی سلسلہ

(سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ و الفضل آن لائن لندن و نائب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ)

05/ مئی 2025ء

ویب سائیٹ: www.mushahedat.com

فون نمبر: +44 73 7615 9966

ای میل: hanifahmadmahmood@hotmail.com

تقاریر کے حوالے سے چند باتیں

1. خاکسار نے جو تقاریر تیار کیں وہ سات سے آٹھ منٹ دورانیہ کی ہیں اس میں نیت یہ تھی کہ جماعتی و ذیلی تنظیموں کے تربیتی و تبلیغی اجلاسات میں پڑھی جاسکیں۔

2. جہاں تک مقابلہ جات کی تقاریر کا تعلق ہے ان میں ان تقاریر کو ذرا مختصر کرکے حسب پروگرام کی جاسکتی ہیں کیونکہ چھوٹی تحریر کو بڑا کرنا قدرے مشکل ہوتا ہے جبکہ بڑی یا لمبی تحریر بآسانی مختصر کی جاسکتی ہے۔

3. بعض دوست جب کسی عنوان کے تحت تقریر کا مطالبہ کرتے ہیں تو ان کو وہ تقریر عنوان کی قدرے تبدیلی سے جب بھجوائی جاتی ہے وہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ وہ عنوان تو نہیں ہے جبکہ عنوان تبدیل کرکے اگر وہی تقریر کردی جائے تو وہ عین درست ہوتا ہے جیسے آنحضورؐ کا عفو کا مقام اور آنحضورؐ اور غصہ نہ کرنے کی تعلیم۔

4. تقریر کرتے وقت صاحب صدر یا سامعین کو مخاطب کرتے موقع و محل کو مد نظر رکھنا چاہئے کیونکہ صاحب تحریر کے مد نظر بھائی اور بہنیں دونوں ہوتی ہیں۔ اس طرح مخاطب ضمیر بھی بدل جائے گی۔

5. اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ تقریر خود تیار کرنے کی کوشش کیا کریں۔ اس سے کتب بینی کا بھی موقع میسر آتا ہے۔ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کی بھی توفیق ملتی ہے۔ عنوان کو ذہن میں رکھ کر درود شریف اور دعائے قرآنیہ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ بار بار پڑھیں۔ اپنے خدا سے مدد مانگیں اور اگر ممکن ہو تو صدقہ بھی دیں۔ اللہ تعالیٰ مضمون سلجھا دے گا اور تقریر لکھنے میں الٰہی مدد و نصرت بھی ملے گی۔



یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"

1۔ جماعت احمدیہ و ذیلی تنظیموں کے عہد اور ہماری ذمہ داریاں

2۔ تقاریر سیرت و شمائل محمد صلی اللہ علیہ وسلم

3۔ 100 تقاریر برائے ممبرات لجنہ اماء اللہ بر موقع صد سالہ جوبلی

4۔ 52 علامات 52 تقاریر بابت پیشگوئی مصلح موعود

5۔ 50 تقاریر بر موقع یوم مسیح موعودؑ (جلد اول)

6۔ 30 دروس بابت رمضان المبارک 2024ء (حصہ اول)

7۔ 50 تقاریر بر موقع یوم خلافت (حصہ اول)

8۔ 25 تقاریر بابت انفاق فی سبیل اللہ

9۔ 65 تقاریر برائے انصار اللہ

10۔ 20 تقاریر بابت محرم الحرام

11۔ 25 تقاریر بابت اہل بیت رسولؐ اور اُن کا مقام و مرتبہ

12۔ 50 تقاریر بابت سیرت و شمائل حضرت محمد ﷺ (حصہ دوم)

13۔ 70 تقاریر برائے خدام الاحمدیہ

14۔ 50 تقاریر بابت قرآن کریم (حصہ اول)

15۔ 50 تقاریر بابت اخلاقیات (حصہ اول)

16۔ 60 تقاریر بابت افراد خاندان حضرت مسیح موعودؑ (حصہ اول)

17۔ 40 تقاریر بابت افراد خاندان حضرت مسیح موعودؑ (حصہ دوم)

18۔ 20 تقاریر بابت فلسفہ دُعا اور اس کی حقیقت

19۔ 30 دروس بابت رمضان المبارک 2025ء (حصہ دوم)

20۔ 30 تقاریر بابت رمضان المبارک 2025ء (جلد اول)

21۔ 50 تقاریر بر موقع یوم مسیح موعودؑ 2025ء (جلد دوم)

22۔ 50 تقاریر بر موقع یوم خلافت 2025ء (حصہ دوم)



زیر ترتیب کتب

1۔ 10 تقاریر بعنوان صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

2۔ 50 تقاریر بابت اخلاقیات (حصہ دوم)

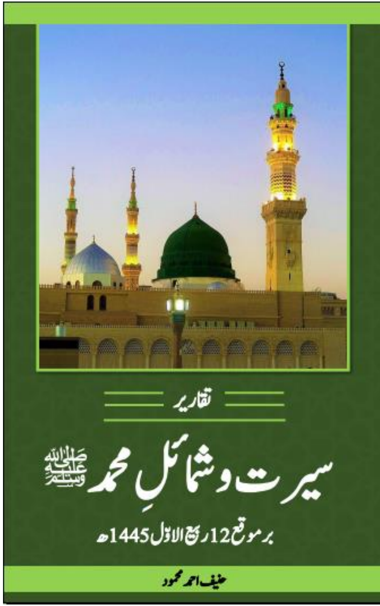
3۔ 50 تقاریر بابت عبادات

4۔ 20 تقاریر بابت واقفین / واقفات نو

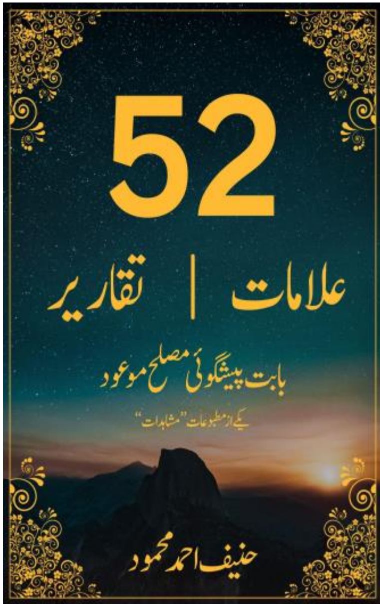
5۔ 20 تقاریر بابت ناصرات الاحمدیہ

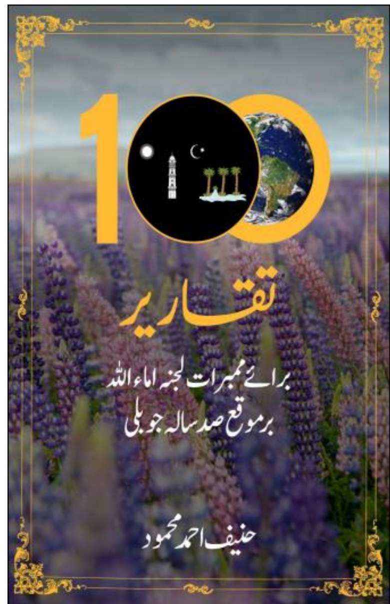
6۔ 20 تقاریر بابت اطفال الاحمدیہ

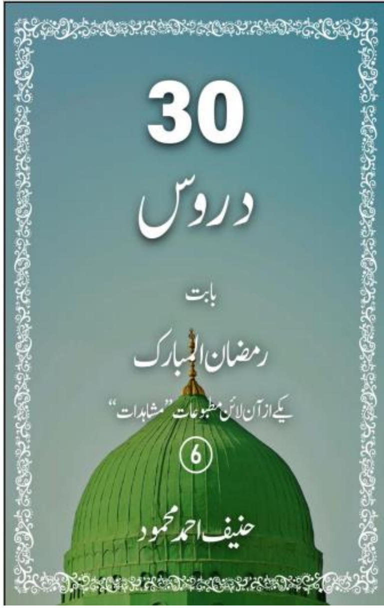


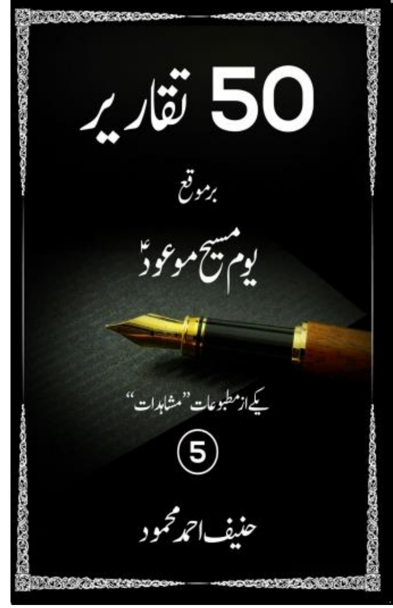

تقاریر
سیرت و شمائلِ محمد ﷺ
بر موقع 12 ربیع الاول 1445ھ
حنیف احمد محمود

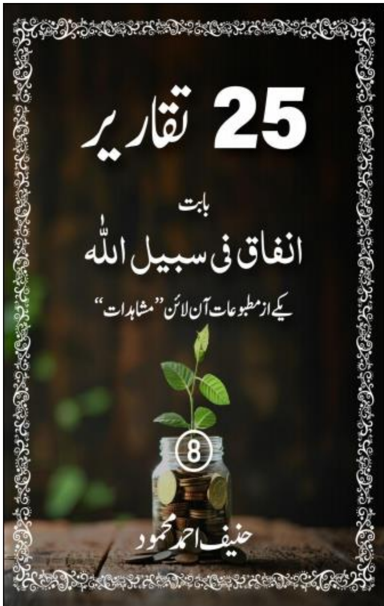

تقاریر
جماعتِ احمدیہ و ذیلی تنظیموں
کے عہد اور ہماری ذمہ داریاں
حنیف احمد محمود

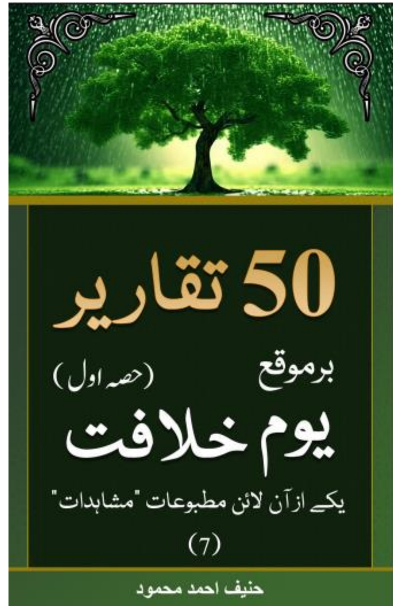

52
علامات | تقاریر
بابت پیشگوئی مصلح موعود
یکے از مطبوعات "مشاہدات"
حنیف احمد محمود

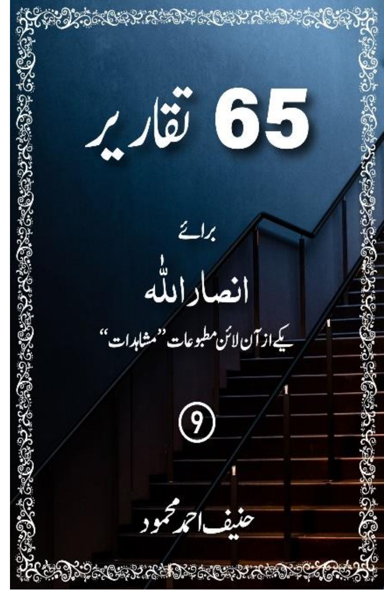

100
تقاریر
برائے ممبرات لجنہ اماء اللہ
برموقع صد سالہ جوبلی
حنیف احمد محمود


30
دروس
بابت
رمضان المبارک
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
6
حنیف احمد محمود

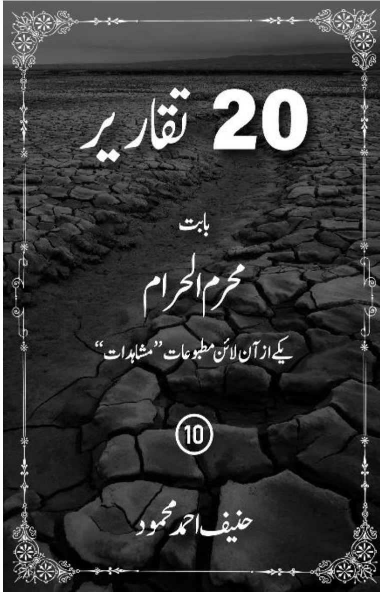

50 تقاریر
برموقع
یوم مسیح موعودؑ
یکے از مطبوعات "مشاہدات"
5
حنیف احمد محمود


25 تقاریر
بابت
انفاق فی سبیل اللہ
یکے از مطبوعات آن لائن "مشاہدات"
8
حنیف احمد محمود


50 تقاریر
برموقع
(حصہ اول)
یوم خلافت
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
(7)
حنیف احمد محمود



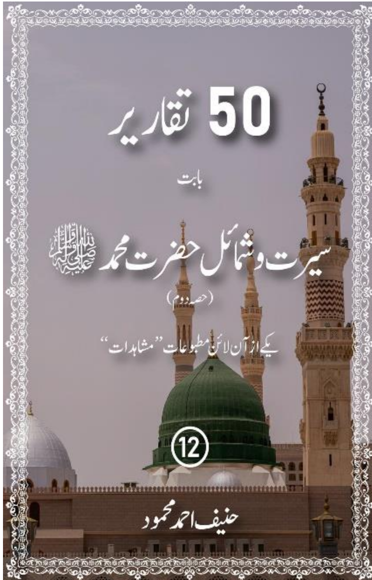
65 تقاریر
برائے
انصار اللہ
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
9
حنیف احمد محمود



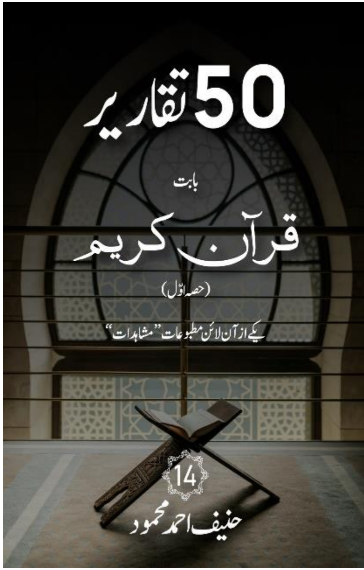
20 تقاریر
بابت
محرم الحرام
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
10
حنیف احمد محمود

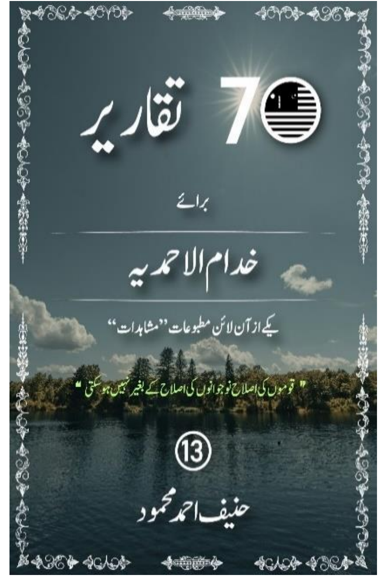


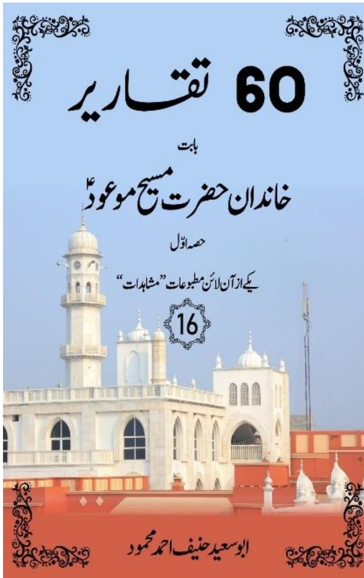
25 تقاریر
بابت
اہلِ بیتِ رسولؐ اور اُن کا مقام و مرتبہ
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
11
حنیف احمد محمود

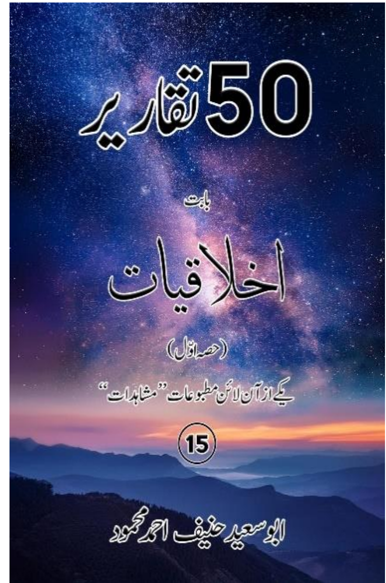


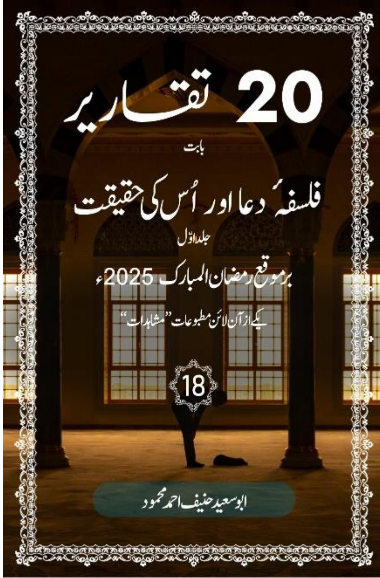
50 تقاریر
بابت
سیرت و شمائل حضرت محمد ﷺ
(حصہ دوم)
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
12
حنیف احمد محمود

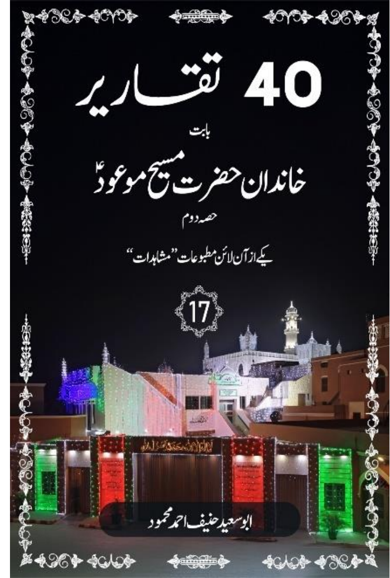

50 تقاریر
بابت
قرآن کریم
(حصہ اوّل)
یکے از آن لائن مطبوعات ”مشاہدات“
14
حنیف احمد محمود

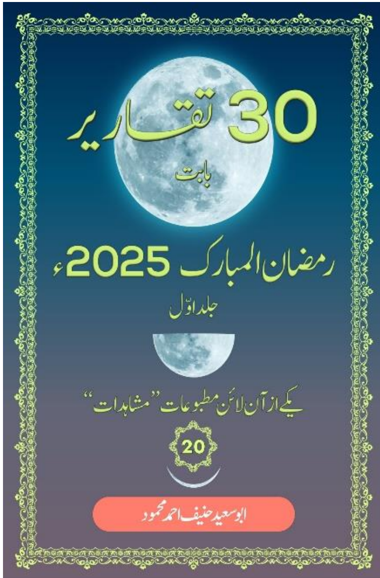

70 تقاریر
برائے
خدام الاحمدیہ
یکے از آن لائن مطبوعات ”مشاہدات“
” قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی “
13
حنیف احمد محمود

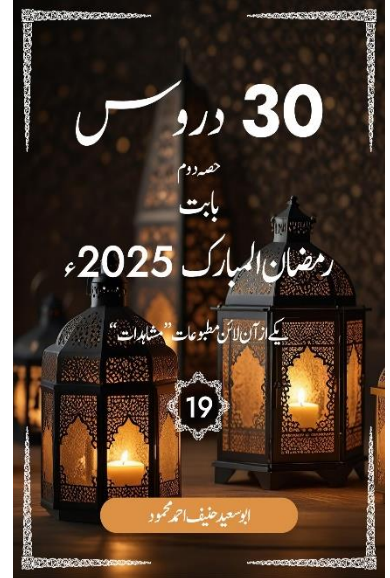

60 تقاریر
بابت
خاندان حضرت مسیح موعودؑ
حصہ اوّل
یکے از آن لائن مطبوعات ”مشاہدات“
16
ابوسعید حنیف احمد محمود

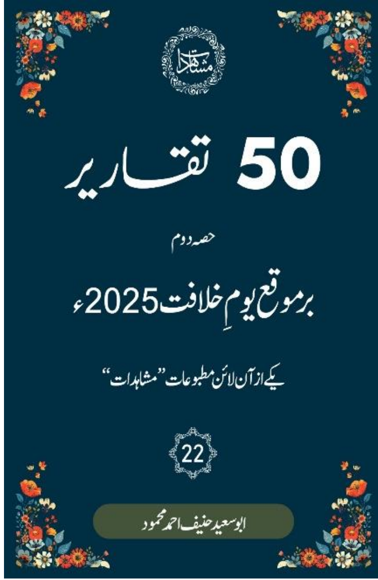

50 تقاریر
بابت
اخلاقیات
(حصہ اوّل)
یکے از آن لائن مطبوعات ”مشاہدات“
15
ابوسعید حنیف احمد محمود


20 تقاریر
بابت
فلسفۂ دعا اور اُس کی حقیقت
جلد اوّل
بر موقع رمضان المبارک 2025ء
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
18
ابوسعید حنیف احمد محمود

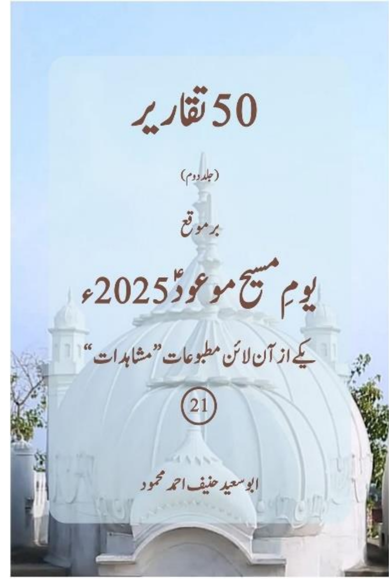

40 تقاریر
بابت
خاندان حضرت مسیح موعودؑ
حصہ دوم
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
17
ابوسعید حنیف احمد محمود


30 تقاریر
بابت
رمضان المبارک 2025ء
جلد اوّل
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
20
ابوسعید حنیف احمد محمود

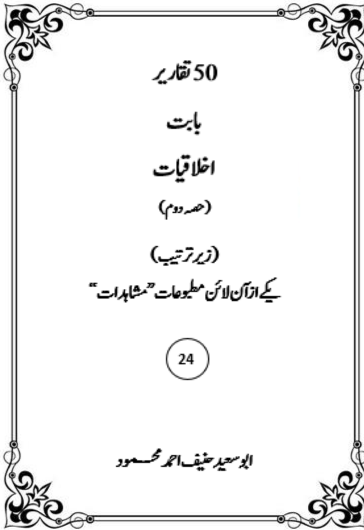

30 دروس
حصہ دوم
بابت
رمضان المبارک 2025ء
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
19
ابوسعید حنیف احمد محمود



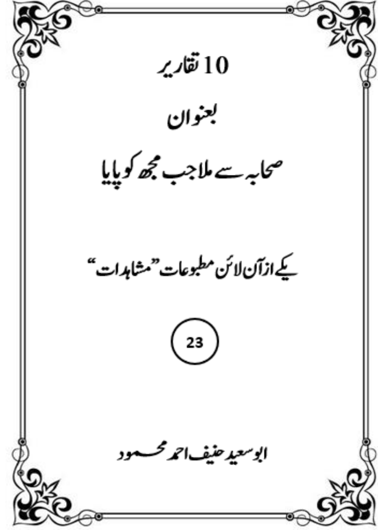
مشاہدات
50 تقاریر
حصہ دوم
برموقع یومِ خلافت 2025ء
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
22
ابوسعید حنیف احمد محمود



50 تقاریر
(جلد دوم)
برموقع
یومِ مسیح موعودؑ 2025ء
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
21
ابوسعید حنیف احمد محمود



50 تقاریر
بابت
اخلاقیات
(حصہ دوم)
(زیر ترتیب)
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
24
ابوسعید حنیف احمد محمود



10 تقاریر
بعنوان
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
23
ابوسعید حنیف احمد محمود

محفوظ قلعے میں داخل ہونے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 23 اگست 2024ء میں یہ تحریک فرمائی کہ بڑی عمر کے افراد **200 مرتبہ**، 15 سے 25 سال کے افراد **100 مرتبہ** یہ دعائیں پڑھیں اور چھوٹے بچوں سے والدین **3،4 دفعہ** دہرائیں

Hazrat Khalifatul Masih V (may Allah be his helper) instructed in his Friday Sermon on August 23rd, 2024, that adults should recite these prayers **200 times**, individuals aged 15 to 25 should recite them **100 times**, and parents should repeat these prayers with young children **three or four times**:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

پاک ہے اللہ اپنی حمد کے ساتھ۔ پاک ہے اللہ جو بہت عظیم ہے۔ اے اللہ رحمتیں بھیج، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر۔

Holy is Allah, worthy of all praise and greatness. O Allah, bestow Your blessings upon Muhammad and the people of Muhammad.

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ

100 times daily | 100 دفعہ ورد کریں

میں اللہ اپنے رب سے بخشش طلب کرتا ہوں۔ اور اسی کی طرف جھکتا ہوں۔

I seek forgiveness from Allah, my Lord, for all my sins and turn to Him.

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ

100 times daily | 100 دفعہ ورد کریں

اے میرے رب! ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے رب! پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

My Lord, everything is subservient to You! Protect me, help me, and have mercy on me.

ویب سائیٹ: www.mushahedat.com

فون نمبر: +44 73 7615 9966

انڈیکس



50 تقاریر بر موقع یوم خلافت (حصہ اول) 2024ء

انڈیکس



ضروری نوٹ

ہر مقرر یعنی تقریر کرنے والا تقریر کا آغاز درج ذیل تشہد سے کرے۔

تشہد

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ / خطاب کے آغاز میں تشہد بھی پڑھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس خطبہ / خطاب میں تشہد نہ ہو وہ یَدِ جَذْمَاء یعنی ایک ٹنڈے (کٹے ہوئے) ہاتھ کی مانند ہے۔

(جامع ترمذی، مشکوۃ المصابیح، باب اعلان النکاح، حدیث نمبر 3015)

”سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قُدرتیں دِکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دِکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جُدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دِکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دُنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔“

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305، 306)

﴿1﴾ ﴿مشاہدات۔797﴾

نظام خلافت

(تعارف، تعریف، اہمیت اور اقسام)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْامِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢبَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِیْ لَايُشْرِكُوْنَ بِیْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:56)

سامعین! آج مجھے نظامِ خلافت پر روشنی ڈالتے ہوئے اِس کا تعارف، تعریف اور اہمیت بیان کرنی ہیں۔

نظام خلافت وہ بابرکت آسمانی نظام اور حبل اللہ ہے، جو اللہ تعالیٰ جماعت مؤمنین کی روحانی بقاء اور ترقی کے لئے اُن کے اندر جاری فرماتا ہے تا کہ اس کے ذریعہ سے نبوت کے بعد مؤمنین کے دلوں میں نبوت کی برکات کو قائم رکھے اور وہ برکات کبھی مٹنے نہ پائیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَا كَانَتْ نُبُوَّةٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ یعنی ہر نبوت کے بعد لازماً خلافت کا سلسلہ قائم ہوتا ہے۔

سامعین! نظامِ خلافت کے تعارف میں سورۃ نور کی اُس آیت کو پیش کرنا ضروری ہے جو آیتِ استخلاف کہلاتی ہے۔ جس کی تلاوت مَیں اپنی تقریر کے آغاز پر کر آیا ہوں۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے نظام خلافت کے قیام اور استحکام کا وعدہ فرمایا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری

عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں مؤمنین کی جماعت سے اللہ تعالی نے یہ چار وعدے کئے ہیں۔

1۔ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا، جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔

2۔ ان کے لیے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا۔

3۔ ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔

4۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

اور اِن وعدوں کو اللہ تعالی نے مؤمنوں کی اِن چار ذمہ داریوں کے ساتھ مشروط بھی کر دیا ہے:

اول۔ یہ کہ مسلمانوں کی جماعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلافت راشدہ کے قیام کے وعدہ پر ایمان رکھتی ہو۔

دوم۔ یہ کہ خلافتِ حقّہ کی منشاء کے مطابق اعمالِ صالحہ پر کاربند ہو۔

سوم۔ یہ کہ توحید کے قیام کے لیے ہر قسم کی قربانیاں دینے کی صلاحیت رکھتی ہو۔

چہارم۔ یہ کہ ہر حال میں خلیفۂ وقت کی اطاعت کو مقدم رکھتی ہو۔

چنانچہ تاریخ اسلام اس بات پر شاہد ہے کہ جب تک اُمّتِ مسلمہ ان چار ذمہ داریوں کو ادا کرتی رہی اور ان شرائط کو پورا کرتی رہی۔ اللہ تعالیٰ ان کو خلافت راشدہ کے انعام سے سرفراز فرماتا رہا ہے۔ لیکن جب یہ شرائط مفقود ہو گئیں اور مسلمانوں میں اختلاف اور انتشار پھیل گیا اور اعمالِ صالحہ سے دوری اور اطاعت وفرمانبرداری کی روح مفقود ہو گئی تو یہ انعام چھین لیا گیا اور ظالم حکمرانوں کا لمبا دور شروع ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس زمانہ میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام کی بعثت کے ذریعہ اُمّتِ محمدیہ میں پھر ایک ایسی پاک جماعت کا قیام عمل میں آیا جو سورہ نور میں بیان فرمودہ چار شرائط سے آراستہ ہو گئی، جس کے نتیجہ میں جماعتِ احمدیہ میں خلافت راشدہ کا سلسلہ شروع ہوا اور یوں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خلافت علیٰ منہاج نبوت کے قیام والا ارشاد پورا ہوا کہ تَکُوْنُ النُّبُوَّۃُ فِیْکُمْ مَاشَاءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ

یَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰی ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَاشَآء اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰی ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰی ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِیَّةً فَیَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ یَكُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰی ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ۔(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 273۔ مشکوۃ بَابُ الْاِنْذَارِ وَالتَّحْذِیْرِ)۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ قائم ہو گی، پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا، پھر ایذا رساں بادشاہت قائم ہو گی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ جب یہ دَور ختم ہو گا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہو گی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ ظلم ستم کے اس دَور کو ختم کر دے گا جس کے بعد پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہو گی۔ یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

سامعین! خلافت کے لغوی معنی کسی کی قائمقامی اور جانشینی کرنا اور کسی کی نیابت کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلافت کے معنوں میں تحریر فرماتے ہیں۔

”خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو“

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

بشری تقاضوں کے ماتحت انبیاء کی جسمانی زندگی محدود ہوتی ہے، جبکہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نظام اور سلسلہ نے ایک مقررہ مدت کو پورا کرنا ہوتا ہے، لہٰذا خدا تعالیٰ انبیاء کی وفات پر ایک دوسرا ہاتھ دکھاتا ہے اور اپنی قدرت ثانیہ کا ظہور فرماتا ہے اور اپنے نیک اور پاکباز بندوں کو اپنے ان برگزیدہ انبیاء کا جانشین مقرر کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سلسلے کے متعلق فرماتے ہیں:

”یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے، جیسا کہ وہ فرماتا ہے: كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ (المجادلہ:22) کہ خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے۔ غلبہ سے

مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور انبیاء کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے، اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخمریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 304)

حضور علیہ السلام ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

”غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304)

سامعین! جماعت احمدیہ میں یہ نظام خلافت جو سابقہ خلافت راشدہ کا تسلسل ہی ہے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے وصال سے قبل اس نعمت کی بشارت دیتے ہوئے جماعت کو ان الفاظ میں تسلی دی تھی کہ

” سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سُنَّتُ اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سُنَّت کو ترک کر دیوے۔ اس لیے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی، غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان

نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لیے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور دوسری قدرت آ نہیں سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لیے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی...... مَیں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہیے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے"

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305-306)

سامعین! مہتمم بالشان رسالہ الوصیت کے مطالعہ سے جہاں احمدیت کی عظمت معلوم ہوتی ہے وہاں اس میں جماعت کے ہر فرد کو تقویٰ، توحید، تعلق باللہ اور اخلاق فاضلہ کی تلقین کی گئی اور اشاعت اسلام کے لیے مالی ذرائع کی طرف جماعت کی راہنمائی کی گئی ہے اور سب سے اہم امر اس رسالہ میں یہ ہے کہ اس میں نظام خلافت کی واضح الفاظ میں پیشگوئی کی گئی ہے جس کے ذریعہ سے افراد جماعت کو اشاعت اسلام میں حصہ لینے کے لیے ایک لڑی میں پرو دیا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا کہ اب وہی سکیم، وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے، جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں"

(خطبہ جمعہ 24 جنوری 1936ء، الفضل 3 جنوری 1936 صفحہ 9)

حضور علیہ السلام نے قدرت ثانیہ کو نظام خلافت سے تعبیر فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد 27 رمئی 1908ء کو حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر منتخب ہوئے اور اس وقت سب احباب نے آپؓ کی بیعت کر کے آپؓ کو واجب الاطاعت امام

تسلیم کیا۔ آپؓ کی وفات کے بعد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ دوسرے خلیفہ منتخب ہوئے اور آپؓ کی وفات کے بعد حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحبؒ جماعت کے تیسرے امام مقرر ہوئے اور آپ کی وفات کے بعد حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ خلیفہ منتخب ہوئے۔ اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے قدرت ثانیہ کے پانچویں مظہر حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، منصبِ خلافت پر متمکن ہیں۔ اس طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی مبارک اور آسمانی نظام کے ذریعہ نظام خلافت کے قیام سے دین حق کو غلبہ ، قوت اور شوکت حاصل ہو رہی ہے اور یہ نظام دین حق کے لئے نشاۃ ثانیہ ہے۔

سامعین! جہاں تک خلافت کی اقسام کا تعلق ہے۔ اُن میں سے پہلی خلافت کو خلافت نبوت کہا گیا ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کی خلافت تھی، جن کو قرآن کریم نے خلیفہ قرار دیا ہے۔ جیسے فرمایا: وَاِذۡ قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلٰٓـئِكَةِ اِنِّىۡ جَاعِلٌ فِى الۡاَرۡضِ خَلِيۡفَةً کہ (یاد کرو) جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ یقیناً مَیں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ مگر ان کو خلیفہ صرف نبی اور مامور ہونے کے معنوں میں کہا گیا ہے، چونکہ وہ اپنے اپنے زمانہ کی ضرورت کے مطابق صفات الٰہیہ کو دنیا میں ظاہر کرتے تھے اور اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ظلّ بن کر ظاہر ہوئے اسی لیے وہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کہلائے۔

دوسری قسم خلافت کی خلافتِ ملوکیت ہے جو قرآنِ کریم سے ثابت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ حضرت ہود علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ وَاذۡكُرُوۡۤا اِذۡ جَعَلَـكُمۡ خُلَفَآءَ مِنۡۢ بَعۡدِ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّ زَادَكُمۡ فِى الۡخَـلۡقِ بَصۜۡطَةً ۚ فَاذۡكُرُوۡۤا اٰلَۤاءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ (اعراف:70) کہ یاد کرو جب اس نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد تمہیں جانشین بنا دیا تھا اور تمہیں افزائشِ نسل کے ذریعہ بہت بڑھایا۔ پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ اسی طرح حضرت ہودؑ کی زبانی فرماتا ہے: وَاذۡكُرُوۡۤا اِذۡ جَعَلَـكُمۡ خُلَفَآءَ مِنۡۢ بَعۡدِ عَادٍ (اعراف:75) کہ (وہ وقت) یاد کرو جب اس نے تم کو عاد کے بعد جانشین بنایا اور اس طرح حکومت تمہارے ہاتھ میں آگئی۔ اس آیت میں خلفاء کا جو لفظ آیا ہے اس سے صرف دنیوی بادشاہ مراد ہیں اور نعمت سے مراد بھی نعمت حکومت ہی ہے۔

تیسری قسم کی خلافت، خلافتِ انتظامی ہے کہ نبی کے جانشین بھی خلیفہ کہلاتے ہیں جو اس کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں یعنی اس کی شریعت پر قوم کو چلانے والے اور ان میں اتحاد قائم رکھنے والے ہوں خواہ وہ نبی ہوں یا غیر نبی، جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام موعود راتوں کے لیے طور پر گئے تو اپنے بعد انتظام کی غرض سے انہوں نے حضرت ہارون علیہ السلام کو کہا کہ اُخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَ اَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ (اعراف:143) یعنی میری قوم میں میری قائمقامی کر اور اصلاح کر اور مفسدوں کی راہ کی پیروی نہ کر۔ حضرت ہارون علیہ السلام خود نبی تھے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیر حاضری میں اس کی قوم کا انتظام انہیں دیا گیا تا قوم کو اتحاد پر قائم رکھیں اور فساد سے بچائیں۔ پس وہ ایک تابع نبی بھی تھے اور ایک حکمران نبی کے خلیفہ بھی تھے۔ یہ خلافت، خلافت انتظامی کہلائی۔

سامعین! چوتھی اور آخری قسم کی خلافت، خلافت علیٰ منہاج نبوت کہلاتی ہے، یعنی نبی کی وفات کے بعد اس کے کاموں کی تکمیل کرنے کے لیے جاری ہوتی ہے۔ یہ وہ خلفاء ہوتے ہیں، جو ان کاموں کی تکمیل کرنے والے اور نبی کی شریعت پر قوم کو چلانے والے اور ان میں اتحاد قائم رکھنے والے ہوتے ہیں۔ ایسی خلافت شریعت والے نبی کے بعد بھی ہو سکتی ہے، جیسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، جو شریعی نبی تھے، کے بعد خلافت کا اجرا ہوا اور غیر شرعی نبی کے بعد بھی ہو سکتی ہے، جیسے آپؐ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جو صرف امتی نبی تھے، کے بعد خلافت کا اجرا ہوا اور اس خلافت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ ان شاء اللہ قیامت تک قائم رہے گی جیسا کہ مَیں اوپر ذکر کر آیا ہوں۔

سامعین! اب تقریر کے اختتام پر جہاں تک نظامِ خلافت کا قرآنِ کریم اور احادیث نبوی میں ذکر کا تعلق ہے۔ وہ بیان کر دیتا ہوں۔ اِن دونوں میں بہت وضاحت سے خلافت کا ذکر ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی سورۃ النور کی آیت 56 میں نظامِ خلافت کا ذکر فرمایا ہے۔ جو آیتِ استخلاف کہلاتی ہے جس کے معانی خلافت چاہنا کے ہیں۔ اِس آیت میں خلافت علیٰ منہاج نبوت کا ذکر ہے۔ اِسے یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔ مَیں آغاز پر تلاوت مع ترجمہ پیش کر آیا ہوں۔

احادیث میں جہاں تک خلافت علیٰ منہاج النبوت کے ذکر کا تعلق ہے تو اِس ضمن میں سب سے پہلے حضرت حذیفہؓ والی مشہور حدیث کا ذکر آئے گا جس کے الفاظ اوپر ہم سن آئے ہیں۔ جس میں آنحضور صلی

اللہ علیہ وسلم نے بڑا واضح طور نبوت کے بعد خلافت عَلٰی مِنۡہَاجِ النُّبُوَّۃِ، پھر ایذا رساں بادشاہت پھر جابر بادشاہت اور پھر نبوت کے طریق پر خلافت کے قیام کا ذکر فرمایا ہے۔ نبی کے بعد جاری رہنے والی خلافت کے سلسلے میں مذکورہ بالا بنیادی حدیث کے علاوہ بعض اَور احادیث میں بھی اشارے ملتے ہیں۔ جیسے حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

”جب بھی کوئی نبوت آئی اس کے بعد خلافت قائم ہوئی ہے۔“

(مجمع الزوائد، علی بن ابی الھیثی جلد 5 صفحہ 88)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی آخری بیماری کے دوران فرمایا:

”مجھے ڈر ہے کہ کئی خواہش رکھنے والے اُٹھ کھڑے ہوں گے اور کہیں گے کہ مَیں خلافت کا زیادہ حقدار ہوں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور مؤمن بندے ابو بکرؓ کے سوا کسی کو خلیفہ بنانے پر راضی نہیں ہوں گے۔“

(مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب فضائل ابوبکر حدیث نمبر 4399)

سامعین! پھر حضرت عائشہؓ سے ہی مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا:

”یقیناً اللہ تعالیٰ تجھے ایک قمیض پہنائے گا اور اگر منافقین تجھ سے اس قمیض کے اُتارنے کا مطالبہ کریں تو اِسے ہر گز نہ اُتارنا یہاں تک کہ تم مجھ سے آن ملو۔ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ فرمائی۔“

(مسند احمد حدیث نمبر 23427)

حضرت عرباض بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”عَلَیۡکُمۡ بِسُنَّتِیۡ وَسُنَّۃِ الۡخُلَفَاءِ الرَّاشِدِین الۡمَھۡدِیِیۡنَ“

کہ میری سُنّت اور خلفائے راشدین جو خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں، کی سنت کی اطاعت فرض ہے۔ اس طریق کو مضبوطی سے تھام لو اور دانتوں سے اچھی طرح پکڑ کے رکھو۔

(سنن ابوداؤد کتاب السنة باب فی لزوم السنة حدیث نمبر 3991)

حضرت عثمانؓ نے صحابہؓ کی ایک مجلس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ

"اللہ تعالیٰ نے ابو بکرؓ کو خلیفہ بنایا۔ اللہ کی قسم! نہ مَیں نے کبھی اُن کی نافرمانی کی اور نہ کبھی انہیں دھوکا دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے عمرؓ کو خلیفہ بنایا، خدا کی قسم! نہ مَیں نے کبھی ان کی حکم عدولی کی، نہ کبھی غلط بیانی کی اور پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیفہ بنا دیا۔ کیا میرے تم پر وہی حقوق نہیں جو ان پہلے خلفاء کے مجھ پر تھے"

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب ھجرۃ الجیشہ حدیث نمبر 3583)

خلافت اور مشورہ

حضرت عمرؓ سے روایت ہے۔ آپؐ نے فرمایا: لَا خِلَافَةَ اِلَّا عَنْ مَشْوَرَةٍ کہ خلافت کا انعقاد مشورہ اور رائے کے بغیر درست نہیں۔ نیز خلافت کے نظام کا ایک اہم ستون، مشورہ ہے۔

(کنز العمال کتاب الخلافت جلد 5 صفحہ 648 حدیث نمبر 14136)

حضرت میمونؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ کا یہ طریق تھا کہ وہ مختلف معاملات میں حکم جاری کرنے سے پہلے دیکھتے تھے کہ کتاب اللہ میں اس بارہ میں کیا حکم ہے۔ اگر اُس میں نہ ملتا تو پھر سُنّت رسول اللہؐ میں تلاش کرتے اور اگر اِس میں بھی نہ ملتا تو رؤساء کو جمع کرتے اور اُن سے مشورہ کرتے۔ جب وہ کسی معاملہ پر اتفاق کرتے تو اس کے مطابق حکم دیتے تھے۔ حضرت عمرؓ کا بھی یہی طریق تھا اور کتاب و سنت کے بعد وہ یہ بھی دیکھتے تھے کہ حضرت ابو بکرؓ کا اس بارہ میں کیا خیال تھا۔ اس کے بعد علماء سے مشورہ کرتے تھے۔

(اعلام المقعین جلد 1 صفحہ 62 باب الوعید علی القول بالرای ابن قیم جوزی)

ہر خیر خلافت سے وابستہ ہے

حضرت عثمانؓ کے زمانۂ خلافت میں جب بعض لوگ آپ کے خلاف فتنوں میں مصروف تھے تو صحابی رسولؐ، حضرت حنظلہؓ نے کچھ اشعار کہے، جن کا ترجمہ یہ ہے:

"مجھے تعجب ہے کہ لوگ کن باتوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ خلافت جاتی رہے۔ اگر وہ چلی گئی تو لوگ ہر خیر سے محروم ہو جائیں گے اور پھر انتہائی ذلیل ہو جائیں گے۔ وہ یہود اور نصاریٰ کی طرح ہو جائیں گے، جو راہ حق سے بھٹک چکے ہیں"

(تاریخ ابن اثیر جلد 2)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت سے وابستہ رہ کر اِس کے فیوض و برکات سے وافر حصہ لینے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

خلافت نبوّت کا فیضانِ عام
خدا کی عطا ہے یہ عالی مقام
خلافت کا جس دل میں ہے احترام
رہے گا زمانے میں وہ شاد کام
رہیں ہم خلافت کے ادنیٰ غلام
نظامِ خلافت مبارک نظام

(بتعاون: مکرم چوہدری ناز احمد ناصر۔ لندن)



﴿2﴾ ﴿مشاہدات۔443﴾

خلافت کیا ہے اک فضلِ عظیم ربِّ رحمان ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ 24 مئی 2024ء)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:56)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

خلافت نے ہر کام اپنا سنوارا
ہمارے دِلوں کو اُسی نے نکھارا
خلافت کے نوروں سے ہم ہیں منور
دِلوں سے خلافت نے ہے زنگ اُتارا
خلافت نہ ہوتی تو ہم بھی نہ ہوتے
ہدایت کا ملتا ہمیں نہ منارہ

معزز سامعین! مجھے آج اپنی تقریر میں حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ فرمودہ 24 مئی 2024ء سے ایسے واقعات بیان کرنے ہیں جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 27 مئی یومِ خلافت کی

مناسبت سے بیان فرمائے۔ جن میں دنیا بھر سے ہر نسل اور قوم سے تعلق رکھنے والے غیر از جماعت افراد ایم ٹی اے پر حضورِ انور ایدہ اللہ کے خطبات سن کر اور حضور کی تصویر دیکھ کر اسلام احمدیت میں شامل ہوئے۔ اِسے سچا گردانا اور خلافتِ احمدیہ کی حقیقت کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ جماعتِ احمدیہ کی ترقیات وفتوحات کو خلافت کا پیشِ خیمہ قرار دیتے رہے۔ نیز اپنے ایمان وایقان کی مضبوطی کا باعث بنے۔

حضور نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ ہم پر احسان ہے کہ اس نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا وعدہ فرمایا تھا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں دینِ اسلام کی تجدید کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے اور پھر اللہ کے وعدوں کے مطابق ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق ہی آپ کی بنائی ہوئی جماعت میں خلافت کا نظام جاری ہوا۔ ہر قسم کے نامساعد حالات کے اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے نظارے ہم نے دیکھے اور ہر خلافت میں دشمنوں نے جماعت کو ختم کرنے کا بڑا زور لگایا لیکن اس کے باوجود ہمیں تاریخ میں ترقی کے نظارے ہی نظر آتے ہیں اور دشمن نے ہر طرح ناکامی کا منہ دیکھا اور اس دشمنی کی وجہ سے حضرت خلیفۃُ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو پاکستان سے ہجرت کرنی پڑی۔ انگلستان میں مرکز قائم کیا اور پھر دنیا نے دیکھا کہ جماعت کی ترقی کی رفتار بڑھتی چلی گئی اور جماعت کی ترقی کو روکنے والے اس ترقی کو دیکھ کر پیچ و تاب کھانے لگے۔ پھر حضرت خلیفۃُ المسیح الرابعؒ کی وفات ہوئی تو پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کو پورا کرنے کا جلوہ دکھایا اور خلافت خامسہ کا انتخاب ہوا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے باوجود میری بیشمار کمزوریوں کے غیر معمولی تائید ونصرت سے نوازا اور جماعت کی ترقی کا قدم آگے سے آگے بڑھتا گیا۔ درجنوں ملکوں میں احمدیت کا پودا لگا اس دور میں، درجنوں ملکوں میں جماعت احمدیہ کا باقاعدہ نظام قائم ہوا۔ سینکڑوں شہروں اور قصبوں میں خود اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی رہنمائی کر کے خلافت کی تائیدونصرت کے نظارے دکھا کر لوگوں کے دلوں میں خلافت سے تعلق کا جذبہ پیدا کر کے مخلصین کی جماعتوں کے قیام کے سامان پیدا فرمائے اور یہ نظارے اللہ تعالیٰ دکھاتا چلا جا رہا ہے۔ خلافت سے وابستگی کے یہ نظارے اور جماعت کی ترقی کے یہ

نظارے کیوں نہ ہوتے۔ یہ تو ہونے تھے۔ اس کا اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا اور اس کی پیشگوئی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ پس نہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کو بھولنے والا اور توڑنے والا ہے اور نہ ہی اپنے سب سے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے پورا کرنے میں کمی کرنے والا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیشگوئی فرمائی تھی کہ تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ۔ فرمایا پھر اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی اور پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ پھر جب یہ دور ختم ہوگا۔ اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کر دے گا اور اس کے بعد پھر خلافت علی منہاج نبوت قائم ہوگی اور یہ فرما کر آپ خاموش ہوگئے۔

سامعین! پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھنے والے ہیں پس جو حقیقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کی جماعت کے ساتھ جڑے رہنے والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد سے جو خلافت کا نام نہاد تصور مسلمانوں میں قائم تھا وہ بھی ختم ہوگیا اور اب صرف حکومتیں ہی ہیں اور یہ حکومتیں اگر جابر بھی ہیں تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچنے والی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ بعض دفعہ رسی ڈھیلی تو کر دیتا ہے لیکن ظالموں کو پکڑتا ضرور ہے۔ بہرحال جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ آپ کی غلامی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اور آپؑ نے بھی فرمایا کہ میرے بعد بھی جماعت میں میری خلافت کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق جاری رہے گا۔ آپ نے فرمایا میں خاتم الخلفاء ہوں اب جو بھی آئے گا جس کو اللہ تعالیٰ خلافت کا مقام دے گا میری پیروی میں ہی آئے گا۔ پس دنیاوی طور پر اب کوئی جتنا چاہے زور لگا لے کبھی خلافت کا قیام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے علیحدہ ہو کر نہیں

ہو سکتا۔ بہر حال جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؑ نے خلافت کے جاری رہنے کی خبر دیتے ہوئے فرمایا۔

”سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔

میں جب جاؤں گا پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا تعالیٰ کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اِس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر یہ ضروری ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی ہے۔“

سامعین! پس دشمن کی بھرپور کوششوں کے باوجود جماعت آگے سے آگے بڑھتی چلی جارہی ہے بلکہ ہمیشہ کی طرح خدا تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں جو دور دراز ملکوں میں بیٹھے ہیں جنہوں نے کبھی کسی خلیفہ کو دیکھا بھی نہیں ہے خود رہنمائی فرماتے ہوئے خلافت کے جھنڈے تلے آنے کی ہدایت دیتا ہے مسلمانوں میں بھی اور غیر مسلموں میں بھی ایسے سینکڑوں ہزاروں لوگ ہیں جن کے سینے اللہ تعالیٰ کھولتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو وعدہ فرمایا اسے پورا کرتے ہوئے ہر روز جماعت کی تائید و نصرت کے نظارے دکھاتا ہے اور بعض لوگوں کے واقعات بھی پیش کر دیتا ہوں جن سے خلافت احمدیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید اور اس کے وعدے پورے ہونے کا نظارہ ہم دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت قائم رکھنے کا وعدہ فرمایا

تو کس طرح لوگوں کے دلوں میں خلافت سے تعلق اور اس سے جڑے رہنے کے جذبات پیدا فرماتا ہے۔

اس بارے میں برکینا فاسو افریقہ میں جب ہماری جماعت میں پہلی بار ایم ٹی اے لگا اور لوگوں نے پہلی بار خلیفہ وقت کو دیکھا تو ان کی آنکھیں نم تھیں اور خوشی ان کے چہروں سے عیاں تھی کچھ دن کے بعد وہاں سے ایک وفد آیا اور ایم ٹی اے کا شکریہ ادا کیا اور کہنے لگے کہ ویسے تو ہم خلیفہ وقت سے ملاقات کے لئے نہیں جاسکتے مگر ایم ٹی اے پر خلیفہ وقت کو دیکھ کر ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو تسکین ملتی ہے اور اس طرح اب یہ ہمارا روز کا معمول بن گیا ہے کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ ہم روز خلیفہ وقت سے ملاقات کرتے ہیں۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کر رہا ہے وہ جو کبھی ملے بھی نہیں ان کے دلوں میں بھی خلافت سے محبت ہے۔

گیمبیا کے ایک موٹر مکینک سامبا صاحب نے اتفاق سے ایم ٹی اے پر مجھے کوئی خطاب کرتے ہوئے یا خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔ سن کے کہنے لگے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس شخص کو خدا تعالیٰ کی حمایت حاصل ہے۔ چنانچہ موصوف نے اپنے خاندان کے چودہ افراد سمیت بیعت کر لی۔ ان کے کاروبار میں کمی تھی اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا تو پھر یہ کہنے لگے کہ یہ سب کچھ احمدیت کی وجہ سے ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ احمدیت اندھیرے کے لئے ایک روشن سورج کی مانند ہے۔

سامعین! حضور نے فرمایا کہ خلافت کی تائید کا اظہار غیر بھی محسوس کرتے ہیں اور پھر جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔

جرمنی میں ایک عرب دوست ہمارے تبلیغی سٹال سے قرآن کریم جرمن ترجمہ لے گئے۔ گذشتہ سال جلسہ سالانہ جرمنی پہ آنے کی ان کو دعوت دی گئی۔ انہوں نے اپنے امتحان کی وجہ سے معذرت کی اور اپنی جگہ اپنے بڑے بھائی کو بھجوا دیا۔ جنہوں نے جلسہ پر میری تقریر سننے کے بعد کہا کہ یہ شخص یقیناً خدا تعالیٰ کا تائید یافتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ڈالا کہ خلافت سچی ہے۔ موصوف نے اسی رات بیعت فارم پُر کیا اور جماعت احمدیہ میں شامل ہو گئے۔ یہ جذبات صرف اللہ تعالیٰ ہی دلوں میں پیدا کر سکتا ہے۔

دوسرے عرب دوست اپنے فیملی ممبر کے ساتھ عربوں کی ایک نشست میں شامل ہوئے۔ تکفیر کے حوالے سے ایک سوال کرنا چاہتے تھے یہی سوال ایک اور عرب دوست نے کر دیا اور جس کا میں نے ان کو

بڑی تفصیل سے جواب دیا۔ یہ جواب سن کر موصوف کی تسلی ہوئی اور بیعت کی تقریب سے قبل ہی بیعت فارم پُر کر کے انہوں نے مع فیملی ممبرز دستی بیعت کی۔

گیمبیا میں کر گور مقام پر جب جماعت کا قیام عمل میں آیا تو ایک دوست الحاجی فائے صاحب نے جماعت کی شدید مخالفت کی۔ جماعتی لٹریچر کو ہاتھ تک لگانا بھی گوارا نہیں کرتے تھے لیکن ہمارے داعیین الی اللہ نے ہمت نہیں ہاری اور مسلسل انہیں تبلیغ کرتے رہے۔ ایک دن گاؤں میں نومبائعین کے لئے تربیتی کلاس کا پروگرام رکھا گیا۔ ہمارے داعیان الی اللہ نے موصوف کو اس بات پر منا لیا کہ وہ بیشک کوئی کتاب نہ پڑھیں مگر ایک دفعہ ہمارے ساتھ مشن ہاؤس چلے آئیں اور ہمارے پروگرام میں شامل ہو جائیں۔ ہم وہاں آپ کو کوئی تبلیغ نہیں کریں گے اور نہ ہی آپ سے اس موضوع پر بات کریں گے۔ آپ صرف پروگرام میں شامل ہو کر ہماری باتیں سن لیں۔ چنانچہ موصوف جب مشن ہاؤس آئے تو کہنے لگے۔ مَیں آپ کی کلاس میں شامل ہونا نہیں چاہتا۔ یہاں ٹی وی والے کمرے میں بیٹھ کر ٹی وی دیکھ لیتا ہوں۔ اس پر انہیں ٹی وی والے کمرے میں بیٹھا کر ٹی وی پر ایم ٹی اے لگا دیا گیا۔ اس دوران موصوف نے ایم ٹی اے پر میرا خطبہ لگا ہوا تھا وہ سنا۔ کلاس کے بعد جب ان سے بات ہوئی تو کہنے لگے کہ یہ شخص جھوٹا نہیں یعنی خلافت تو یہ سچی خلافت لگتی ہے مجھے۔ چنانچہ موصوف اپنے خاندان کے دس لوگوں سمیت بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گئے۔ کیا یہ کسی انسان کا کام ہو سکتا ہے؟ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے وعدے سچے کر کے دکھا رہا ہے۔

سامعین! خلافت سے تعلق بڑھنے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہونے کا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ کیمرون کے شہر وانڈیرے کے ایک محلہ میں آٹھ فیملیوں نے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ نومبائعین کا کہنا ہے کہ ایم ٹی اے نے ہمارے بچوں کی زندگی بدل دی ہے اور دین کے بارے میں ان کے علم میں اضافہ ہوا ہے۔ ان میں سے ایک نوجوان عبد الرحمن ہے جو اولیول کر رہا ہے۔ یہ میرے خطبات بہت شوق سے سنتا ہے بڑا شیدائی ہے۔ جمعہ کے دن سکول ٹیچر سے کہتا ہے کہ میں نے گھر خطبہ سننے کے لئے جانا ہے اور سکول چھوڑ سکتا ہوں اور خطبہ جمعہ نہیں چھوڑ سکتا۔ یہ ان کا ایمان ہے۔ ان کے والد نے کہا کہ ہر جمعہ پر سکول چھوڑ کر ایم ٹی اے پر خطبہ سننے آجائے اور عبد الرحمن کہتے ہیں کہ خطبہ سننے سے میرا ایمان اور علم بڑھتا ہے پہلے میں جو بھی غلط کام کرتا تھا اب چھوڑ دیئے ہیں۔ پس یہ

لوگ ہیں جو خلافت کے ساتھ جڑنے کے عہد کو بھی پورا کر رہے ہیں۔ یقیناً ایک وقت آئے گا جب یہ ترقی کر کے سب سے اوپر ہوں گے کیونکہ یہ وعدوں کے مصداق بننا چاہتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت سے جوڑنے کا جو وعدہ ہے اس کے بارے میں اس کا ایک اور واقعہ ہے۔ برکینا فاسو ایک جگہ کافی تبلیغ کی گئی کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ جاتے ہوئے معلم کہتے ہیں میں نے چند لوگوں کو کہا کہ آپ جب شہر آئیں تو میرے گھر ضرور آنا۔ چنانچہ کچھ دنوں بعد ان میں سے ایک آدمی بون صاحب ہمارے گھر آئے تو اسے ایم ٹی اے لگا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب انہوں نے ایم ٹی اے پر مجھے دیکھا تو کہنے لگے کہ اس شخص کو تو میں پہلے ہی خواب میں دیکھ چکا ہوں۔ چنانچہ وہ اسی وقت بغیر کسی دلیل کے احمدیت میں داخل ہو گیا اور واپس جا کر اپنے گاؤں والوں کو بتایا تو اور گاؤں کے کافی لوگوں نے احمدیت قبول کر لی۔ اب خدا کے فضل سے اس گاؤں میں ایک مضبوط جماعت قائم ہو چکی ہے۔

پھر اسی طرح ایک اور اللہ تعالیٰ کی تائید کا نظارہ ہے کس طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں خلافت سے تعلق پیدا کر رہا ہے۔ اسلام کی حقیقی تعلیم ان پر واضح کر رہا ہے۔ اس بارے میں قرغیزستان سلطان صاحب ہیں کہتے ہیں۔ میرے بیٹے اور اہلیہ کو بیعت کرنے کی توفیق مل چکی تھی۔ میں نے 2017ء میں ہر جمعہ کو جماعتی مشن ہاؤس میں جانا شروع کیا۔ جب میں اور میری اہلیہ گاڑی میں نماز جمعہ کے لئے اپنی جماعت کے مشن ہاؤس جاتے تو تقریباً بارہ کلو میٹر کے سفر میں ہم ہمیشہ خلیفہ وقت کے خطبہ کی ریکارڈنگ سنتے۔ کہتے ہیں میں نے جب بھی ان خطبات کو سنا اس کے بعد میرے احساسات بہت مضبوط ہوتے جاتے۔ چنانچہ اس سال 2 مئی 2022ء کو رمضان المبارک کے مقدس مہینے کے اختتام پر عید کے دن میں نے بیعت کی۔ کہتے ہیں جو کچھ میرے اندر روح میں ہو رہا ہے میں یہ بیان نہیں کر سکتا۔ اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ میں ہر نماز میں اللہ سے اسلام کے بارے میں علم میں اضافہ کی دعا کرتا ہوں۔ ہر جمعہ کی نماز میرے لئے مسلسل کچھ نہ کچھ نیا راستہ کھول رہی ہوتی ہے۔

سامعین! گنی بساؤ میں بھی اللہ تعالیٰ لوگوں کے خلافت کے ذریعہ سینے کھول رہا ہے۔ عثمان بالڈے صاحب کا ایک واقعہ ہے جو نومبائع ہیں۔ کسی اور علاقے میں رہتے ہیں۔ انہیں جب اس بات کا علم ہوا کہ ان کے

رشتہ دار کثرت سے احمدیت قبول کر رہے ہیں تو انہوں نے بعض مولویوں کو اکٹھا کر کے اس علاقے میں لے کر آئے تا کہ جماعت کی مخالفت کر سکیں۔ ہمارے معلم نے انہیں کہا کہ آپ ضرور مخالفت کریں مگر ہمارا پیغام ایک مرتبہ سن لیں۔ عثمان صاحب نے دعوت قبول کی اور جماعت کا پیغام سننے آ گئے۔ چنانچہ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے متعلق بتایا گیا۔ جس دن وہ آئے وہ جمعہ کا روز تھا وہاں خطبہ میرا لگا ہوا تھا جو براہ راست آ رہا تھا ایم ٹی اے پہ۔ انہیں بتایا گیا کہ ہم تمام احمدی جو ہیں خلیفہ وقت کا براہ راست خطبہ سنتے ہیں اگر آپ کے پاس وقت ہو تو کچھ دیر خطبہ ضرور سنیں جس پر انہوں نے کہا کہ میں صرف تھوڑی دیر کے لئے خطبہ سنوں گا لیکن جب خطبہ سننا شروع کیا تو وقت بھول گئے اور بڑے غور سے خطبہ سنتے رہے اور مکمل خطبہ سنا۔ بعد میں کہنے لگے کہ جماعت احمدیہ کافر نہیں ہو سکتی جیسا کہ میں نے سنا تھا کیونکہ آپ کے خلیفہ تو صحابی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پیش کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں اور کوئی کافر جماعت یہ کام نہیں کر سکتی کہ صحابی کی سیرت بیان کرے۔ اس کے بعد انہوں نے جماعت کی مخالفت ختم کر دی اور اپنی تمام فیملی کے ساتھ احمدیت قبول کر لی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے علاقہ میں تبلیغ بھی کرتے ہیں اور باقاعدہ جماعتی نظام میں شامل ہیں۔

فرمایا کہ کونگو کنساشا کے لوکل مشنری کہتے ہیں۔ یہاں کے ایک علاقے میں تبلیغی مہم شروع کی گئی تو بعض غیر از احباب نے منظم طور پر مخالفت کا آغاز کر دیا۔ پھر تین ماہ کے بعد ایک دن انہی مخالفین میں سے ایک دوست عثمان صاحب نے مشن سے رابطہ کیا اور کہا کہ وہ اپنی ساری فیملی کے ساتھ جماعت میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ جب ان سے وجہ پوچھی گئی تو کہنے لگے کہ ایک دن میری بیوی سیٹلائٹ چینل دیکھ رہی تھی تو آپ کا چینل ایم ٹی اے لگ گیا۔ کیونکہ اس کو معلوم تھا کہ میں احمدیت کی مخالفت میں پیش پیش ہوں تو اس نے مجھے بلا لیا۔ جب میں جماعت کے بارے میں غلط بولنے لگا تو بیوی نے کہا پہلے پروگرام پورا سنو پھر بولنا۔ اس وقت وہاں میرا خطبہ نشر ہو رہا تھا۔ خطبہ سننے کے بعد کہتے ہیں مجھے یقین ہو گیا کہ جو آواز آج میرے کانوں میں پڑی ہے یہی اسلام کی حقیقی تصویر ہے اور خلیفہ کو سننے کے بعد جماعت کی سچائی میں مجھے کوئی شک نہیں رہ گیا۔

سینیگال کے ایک عمر صاحب ہیں کہتے ہیں آپ کا خطبہ جب بھی سنتا ہوں دل میں ایک عجیب لذت کا احساس ہوتا ہے۔ خطبہ سن کر آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ مجھے آپ سے محبت ہے۔ دعا کریں کہ خدا، رسول اور مسیح موعود اور آپ کے خلفاء کی محبت مجھے دنیا ومافیہا کی محبت سے بڑھ کر ہو۔

ایک مراکشی دوست مصطفی صاحب نے لمبا عرصہ احمدیت کے بارے میں تحقیق کر کے بیعت کی۔ کہتے ہیں میں نے بچپن سے ہی بہت سے علماء کی صحبت میں وقت گزارا ہے لیکن خلیفہ وقت کے خطبات نہ صرف قرآن کریم کی صحیح تفسیر ہیں بلکہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب لے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں یہ خطبات سننے کے بعد مجھے نمازوں کا مزہ آنے لگا ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے سچی خوابیں بھی دکھائی ہیں۔ احمدیت نے میری زندگی بدل دی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کا ذکر کرتے ہوئے موصوف آبدیدہ ہو جاتے ہیں۔

سامعین! گنی بساؤ کے ایک گاؤں میں گذشتہ سال تبلیغ کے ذریعہ احباب نے احمدیت قبول کر لی تھی مگر اس گاؤں کے چار خاندانوں نے احمدیت قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ایم ٹی اے انسٹال کرتے وقت ان تمام خاندانوں کو بھی مسجد میں مدعو کیا گیا تا وہ آکر ہمارا مسلم چینل اور ہمارے خلیفہ اور امام مہدی علیہ السلام کو دیکھیں تصویر دیکھیں۔ جب ایم ٹی اے انسٹالیشن تو اس میں خطبہ آرہا تھا۔ غیر از جماعت دوست بڑے غور سے سارا کچھ یہ دیکھتے رہے۔ معلم صاحب نے انہیں کہا کہ خطبہ انگلش میں چل رہا ہے میں آپ کے لئے ترجمہ کر دیتا ہوں تا آپ کو پتہ چل سکے کہ خلیفہ کیا کہہ رہے ہیں۔ اس پر اس نے کہا کہ مجھے سمجھ نہیں آرہی مگر میں خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ یہ جھوٹ نہیں بول سکتے۔ اگر یہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ ہیں تو احمدیہ جماعت کبھی جھوٹی جماعت نہیں ہو سکتی اور میں ابھی اور اسی وقت احمدیت قبول کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ تو اس طرح بھی اللہ تعالیٰ دلوں کو پھیرتا ہے۔ خلافت تبلیغ کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے سعید فطرت لوگ اسی طرح دیکھ کر اسلام کی حقیقی تعلیم سے آگاہ ہوتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔

پیارے بھائیو! حضور نے تسلسل میں فرمایا کہ گیمبیا کی ایک جگہ سامبے میں تبلیغ کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے بارے میں بتایا گیا۔ جماعت میں شامل ہونے کے لئے شرائط بیعت پڑھ کر سنائی گئیں تو گاؤں کے الکالی کے چیف اور گاؤں کی ترقیاتی کمیٹی کے چیئرمین نے برجستہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے امام مہدی کی آمد کی پیشگوئی فرمائی تھی اور آج وہ پہلی مرتبہ امام مہدی کو سن رہے ہیں اور جب سے احمدیت کو دیکھا ہے بہت متاثر ہیں۔ پھر کہنے لگے کہ صرف احمدی ہی حقیقی مسلمان ہیں کیونکہ ان کے پاس خلافت کی طاقت ہے جو سب کو ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہے اور جب ان کو انہیں میری تصویر دکھائی تو کہنے لگے کہ اس میں سچائی نظر آتی ہے اور ہم ٹی وی پر بھی دیکھتے ہیں۔ پھر سارے افراد نے جو بہت بڑی تعداد میں تھے بیعت کر لی۔ جب انہوں نے قرآن کریم کا ترجمہ تین مقامی زبانوں فولا، منڈیکا اور وولف میں دیکھا تو کہا کہ احمدیت ہی سچا اسلام ہے کسی اور فرقے کو یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی جیسا کہ احمدی کر رہے ہیں اور آخر پر کہا کہ وہ اب ان شاء اللہ احمدیت پر قائم رہیں گے کبھی پیچھے نہیں ہٹیں گے کیونکہ سچا اسلام یہی ہے۔ دوسرے مولوی تو آکر ہمیں دھوکہ دیتے ہیں۔

مالی میں ایک شخص ریڈیو احمدیہ تشریف لائے اور کہا کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ احمدیت کی وجہ سے آج میں جہنم کی آگ سے بچ رہا ہوں کیونکہ بعض علماء نے نماز کے متعلق کہا کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس لئے انہوں نے بھی نماز پڑھنا ترک کر دی تھی۔ مگر ریڈیو احمدیہ پر خلیفہ کا خطبہ جس میں انہوں نے نماز کی اہمیت کا بتایا اس کا مجھ پر بہت گہرا اثر ہوا ہے۔ اس کے بعد نماز ترک کرنے کو میں جہنم میں جانا خیال کرتا ہوں۔ پس آج سے میں احمدی ہوں اور کبھی بھی نماز نہیں چھوڑوں گا۔

پھر نائیجیریا کے ایک شخص نے کہا کہ مجھے جماعت کے متعلق بہت اعتراضات تھے اور دلی تسلی نہیں ہوتی تھی لیکن امام جماعت احمدیہ کا خطبہ سنا اور قدرتی طور پر میرا دل تسلی پا گیا۔ مجھے حقیقی اسلام مل گیا ہے اور سارے اعتراضات ختم ہو گئے اور میں نے جماعت میں شمولیت اختیار کر لی۔

سعید روحوں میں گیمبیا کے ایک صاحب محمد سو صاحب کہتے ہیں ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آئے اور ان کے ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑ کر اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو انہوں نے پہچانا نہیں کون تھے وہ۔ لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ احمدیوں کے امام ہیں۔ اگلی صبح یہ ہمارے مشن آئے اور ہمارے معلم کو خواب سنائی۔ معلم نے ایم ٹی اے لگا دیا جہاں خطبہ جمعہ لگا ہوا تھا۔ انہوں نے جب مجھے دیکھا تو بے اختیار کہا کہ یہی تو تھے وہ جو کل رات میری خواب میں آئے تھے اور پھر اسی وقت احمدیت قبول کر لی۔

کیمرون کے ایک شہر مروا میں لوگ کثرت سے ایم ٹی اے افریقہ دیکھ رہے ہیں اور جماعت میں شامل بھی ہو رہے ہیں۔ یہاں کے ایک امام معلم احمدو صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے ہمارے ایمان بڑھے ہیں اور خلیفہ وقت کے خطبات خطابات اور عربی پروگراموں کے ذریعہ سے ہمارے اندر ایک نور پیدا ہوا ہے اور اندھیرا ختم ہو گیا ہے۔ اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایم ٹی اے اور احمدیت کے آنے سے پہلے ہم جانور تھے اور اب ایم ٹی اے نے ہمیں انسان بنا دیا ہے۔

فرمایا! اللہ تعالیٰ خلافت کی تائید میں کس طرح لوگوں کے دل کھولتا ہے۔ اس کی ایک اور مثال سنیں۔ کیمرون کے معلم کہتے ہیں ایک مرتبہ میں جمعہ کا خطبہ دے رہا تھا آہستہ آہستہ مسجد میں لوگ داخل ہو رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص کوٹ پہنے ہوئے اور سر پر پگڑی پہنے مسجد میں داخل ہوا ہے۔ نماز کے بعد میں نے اس سے پوچھا کہ تم نے یہ لباس کیوں پہن رکھا ہے۔ کہنے لگے کہ میرے ایک روحانی امام ہیں اور وہ ایسا لباس پہنتے ہیں۔ اگر آپ ان کے بارے میں مزید جاننا چاہتے ہیں تو کیبل پر ایک چینل ایم ٹی اے افریقہ آتا ہے آپ وہ دیکھا کریں۔ اس چینل پر ان کے خطابات آتے ہیں اور وہ اپنی مسجد میں بچوں کے ساتھ سوال جواب بھی کرتے ہیں۔ آپ ان کو دیکھیں گے تو آپ کو نظر آئے گا کہ وہ سچے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے تائید یافتہ ہیں۔ اس پر میں نے انہیں دس شرائط بیعت اور تقویٰ رسالہ سے تصویر نکال کے دکھائی۔ بتایا کہ یہ مسجد اسی امام نے بنائی ہے۔ ان کو نہیں پتہ تھا کہ یہ جماعت احمدیہ کی مسجد ہے اور میں ان کی جماعت کا ہی مشنری ہوں۔ اس پر موصوف بہت خوش ہوئے اور پھر اپنی فیملی سمیت بیعت بھی کر لی۔

پس یہ چند واقعات ہیں جو میں نے بیان کئے ہیں جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ کی خدائی تائید کا اظہار ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ قدرت ثانیہ کے جاری رہنے اور اس کی تائید و نصرت کا ہے اور اس ذریعہ سے اب اسلام کا غلبہ مقدر ہے۔ خدا تعالیٰ خود لوگوں کے سینے کھول رہا ہے۔ غیروں کے دل میں خلافت احمدیہ کا اثر قائم فرما رہا ہے۔ سعید فطرت لوگوں کو خلافت کے ساتھ منسلک کر رہا ہے۔ خلافت احمدیہ کی ایک سو اٹھارہ سالہ تاریخ کا ہر دن اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی خلافت احمدیہ کی تائید و نصرت فرما رہا ہے اور جماعت ہر روز ترقی کی راہوں پر گامزن ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اپنے خاص فضل سے اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر احمدی کو بھی کامل وفا اور اخلاص کے ساتھ

ہمیشہ خلافت احمدیہ سے وابستہ رکھے اور تاقیامت وفا شعار اور تقویٰ پر قائم رہنے والے خلافت احمدیہ کو ملتے رہیں اور وہ تمام مقاصد اللہ تعالیٰ پورے فرمائے جن کا اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے وعدہ فرمایا ہے اور خلافت احمدیہ کے ذریعہ خدائے واحد کی حکومت دنیا میں قائم ہو اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہرانے کا نظارہ دنیا دیکھے۔

حسیں دلربا ہیں خلافت کی باتیں
خدا کی عطا ہیں خلافت کی باتیں
یہ تشنہ لبوں کے لئے زندگی ہیں
بہت جانفزا ہیں خلافت کی باتیں



﴿3﴾ ﴿مشاہدات۔805﴾

مقامِ خلافت کی عظمت اور اہمیت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡامِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢبَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (النور:56)

کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

معزز سامعین! مجھے آج خلافت کے مقام کی عظمت اور اہمیت آپ سامعین کے سامنے بیان کرنی ہیں۔

نظامِ خلافت اور مقامِ خلافت کی عظمت و اہمیت کا مضمون بڑے اختصار اور جامعیت کے ساتھ سورۃ نور کی آیت استخلاف جس کی تلاوت مَیں اوپر کر آیا ہوں، میں بیان کیا گیا ہے۔ اِسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خلافتِ راشدہ کا وعدہ دیا ہے۔ اِس آیت میں یہ پیشگوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح انبیاءِ سابقین کی وفات کے بعد ہر زمانے میں سلسلۂ خلافت کو قائم فرماتا چلا آیا ہے اِسی سنت قدیمہ کے مطابق اُس خدا نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی ''نظامِ خلافت'' قائم کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین خلفاءِ راشدین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوارح اور اعضاء بن کر

آپؐ کے مشن اور آپؐ کی تعلیم و تبلیغ کو فروغ دیا۔ ان کے ذریعہ سے جہاں تک خدا تعالیٰ کا منشاء مبارک تھا، اسلام دنیا میں پھیلا اور خدا تعالیٰ کا نام بلند ہوا۔

یہ آیت دراصل بڑے لطیف مضامین پر مشتمل ہے۔ اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے جماعت مؤمنین میں قیامِ خلافت کا حتمی وعدہ فرمایا ہے اور اسے ایمان اور عملِ صالح کی دو شرائط کے ساتھ باندھا ہے۔ نظامِ خلافت کی تین عظیم الشان برکات کا ذکر فرمایا ہے جن میں دین کی تمکنت اور خوف کی حالت کو امن کی حالت میں تبدیل کیا جانا شامل ہے۔

چونکہ خلیفہ اپنے وقت میں روئے زمین پر خدا تعالیٰ کا نمائندہ اور اُس کا محبوب ترین بندہ ہوتا ہے۔ خالقِ کائنات اور قادر و توانا خدا کا محبوب بندہ ہونے کے ناطے کامیابیاں اور کامرانیاں اس کے قدم چومتی ہیں۔ عبادت الٰہی کا قیام اور توحیدِ خالص کا قیام ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کی برکت سے اُسے غلبہ نصیب ہوتا ہے۔ ”مقام خلافت“ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ در حقیقت خلیفہ رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں، ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا۔ تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔“

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”جس کو خدا خلیفہ بناتا ہے، کوئی نہیں جو اس کے کاموں میں روک ڈال سکے۔ اس کو ایک قوت اور اقبال دیا جاتا ہے اور ایک غلبہ اور کامیابی اس کی فطرت میں رکھ دی جاتی ہے“

(روزنامہ الفضل، 25 مارچ 1961ء)

معزز سامعین! خلیفہ خدا بناتا ہے۔ کوئی انسان اُسے معزول نہیں کر سکتا، کے حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں۔

”خلافت کے متعلق اسلامی نظریہ یہ ہے کہ خلیفہ بناتا تو خدا ہی ہے لیکن اس انتخاب یا تعین میں وہ اُمّتِ مسلمہ کو بھی اپنے ساتھ شریک کرتا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ انتخاب بالواسطہ ہوتا ہے اور یہ واسطہ وہ اُمّتِ مسلمہ ہے جو مضبوطی کے ساتھ اپنے ایمانوں پر قائم اور اپنے ایمان کے مطابق اعمالِ صالحہ بجالانے والی ہو۔ یعنی اُمّتِ مسلمہ کے دلوں پر تصرف کر کے اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق خلیفہ کا انتخاب کرواتا ہے“

نیز فرمایا:

”اس سے ظاہر ہے کہ جب خلیفہ کا انتخاب اُمّتِ مسلمہ کی رائے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشاء کے مطابق ہو چکے، تو پھر اُمّتِ مسلمہ کو یہ حق نہیں رہتا کہ وہ اس خلیفہ کو اپنی مرضی سے معزول کر سکے۔ اس لئے کہ یہ ایک مذہبی انتخاب تھا جو اللہ تعالیٰ کی خاص نگرانی کے ماتحت کیا گیا اور اس انتخاب میں الٰہی تصرف کا ہاتھ تھا اور جسے خدا تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہو، اُسے کوئی انسان معزول نہیں کر سکتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے خلفائے راشدین کے ”عزل“ کو خود اپنے ہاتھ میں رکھا۔ جب بھی وہ دیکھے کہ خلیفہ بدلنے کی ضرورت ہے وہ خود اُسے وفات دے دے گا اور اپنی مرضی اور تصرّف کے مطابق اُمّتِ مسلمہ کے ذریعہ نئے خلیفہ کا انتخاب کروادے گا۔ پس روحانی خلفاء بندوں کے ہاتھوں معزول نہیں ہو سکتے اور جو ایسا سمجھے اس کے اندر نفاق اور بے حیائی کا مادہ ہے... ایک خلیفہ کی زندگی میں نئی خلافت کے متعلق سازشیں کرنا یا باندھنا یا باتیں پھیلانا یا اس ضمن میں کسی شخص کا نام لینا خواہ وہ شخص پسندیدہ ہو یا غیر پسندیدہ، اسلامی تعلیم کے حد درجہ خلاف اور انتہائی بے شرمی اور بے حیائی کی بات ہے اور پاکباز مومن اس قسم کی منافقانہ باتوں سے ہمیشہ پرہیز کرتے ہیں“

(ماہنامہ انصار اللہ ربوہ، اپریل 1964ء، صفحہ 27،29)

خلیفہ خدا کے ہاتھ میں ایک آلہ کی طرح ہوتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اِس عنوان کے تحت فرمایا:

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے ذریعہ انسان نے نئی زندگی حاصل کر لی اور اس کی زندگی بامقصد ہو گئی اور اس نے جان لیا کہ اس کی زندگی کا حقیقی مقصد کیا ہے اور کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال سے اس روشنی نے جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی تھی چمکنا بند نہیں کر دیا۔ حضورؑ کا تو وصال ہو گیا لیکن وہ روشنی اپنی جگہ پر قائم ہے اور روحوں کو باقاعدہ اور مسلسل منور کر رہی ہے اور مردوں اور عورتوں کی ان کی حقیقی منزل کی طرف راہنمائی کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو روشنی اور بصیرت کے بغیر نہیں چھوڑ دیا۔ روشنی چمک رہی ہے اور اس کی شعائیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء کے ذریعہ اکنافِ عالم میں پہنچ رہی ہیں۔ ان خلفاء کو چھوڑ کر نہ کہیں روشنی ہے، نہ حقیقی راہنمائی۔ در حقیقت خلیفہ کسی دنیاوی انجمن کا سربراہ نہیں ہوتا۔ اس کا انتخاب خدا خود کرتا ہے اور وہ خدا کے ہاتھ میں ایک آلہ کی طرح ہوتا ہے۔ اس کے ذریعہ آسمانی مقصد اور آسمانی سکیم کی دنیا میں نمائندگی ہوتی ہے“

(روزنامہ الفضل، ربوہ،14 مئی 1971ء)

اِسی کے تسلسل میں خلیفہ المہدی المعہود کا جانشین ہوتا ہے، آپؒ فرماتے ہیں۔

”یاد رکھو! احمدیت کوئی انسانوں کی از خود بنائی ہوئی کلب نہیں ہے۔ یہ ایک جماعت ہے اور جماعت بھی ایسی جس کی اللہ تعالیٰ نے خود بنیاد رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کی راہنمائی کرتا رہے گا اور اللہ تعالیٰ ہی حقیقۃً تمام روشنی کا منبع ہے۔ اس جماعت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی عظمت اور شان کو دوبارہ قائم کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے۔ یہی جماعت انسانیت کی امیدوں کا مرجع اور اس کے درخشندہ مستقبل کی ضامن خلافت، قدرت ثانیہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کی دوسری تجلی۔ اگرچہ خلیفہ المہدی المعہود تو نہیں ہوتا لیکن وہ المہدی المعہود کا جانشین ضرور ہوتا ہے۔ اس کا آنا اس وقت ہوتا ہے جب المسیح الموعود و المہدی المعہود کا وصال ہو جائے۔ یہ بات تو واضح ہے کہ مہدی علیہ السلام جسمانی طور پر ہمیشہ تو اس دنیا میں نہیں رہ سکتے تھے لیکن خلافت رہ سکتی ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ قائم

رہے گی۔ در حقیقت خلافت اسلام کی ان برکات کے تسلسل کا نام ہے جو مہدی معہود دوبارہ دنیا میں لائے تھے"

(روزنامہ الفضل، ربوہ، 14 مئی 1971ء)

پیارے بھائیو! خلافت کی عظمت اور اس کی عظیم الشان برکات کے اس بیان سے یہ امر واضح ہے کہ جو خلیفہ اس آسمانی نظام قیادت کا مظہر ہو گا اس کا مقام کس قدر بلند ہو گا۔ خلافت نبوت کا تتمہ ہے اور تاج خلافت سے سر فراز کیا جانے والا خلیفہ نورِ نبوت کا ظِلّ کامل ہوتا ہے۔ وہ ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہے اور اُس کی برکتوں سے حصہ پانے والا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے تصرّفِ کامل سے خلیفہ کو خلافت کا منصب عطا کرتا ہے۔ خلیفہ خدا بناتا ہے اور کوئی نہیں جو اُسے اِس منصب سے معزول کر سکے۔ وہ مؤیَد مِنَ اللہ ہوتا ہے۔ ہر آن نصرتِ الٰہی کا سایہ اُس کے سر پر ہوتا ہے۔ خدا اس کا معلم اور راہنما ہوتا ہے۔ دینی علوم و معارف اس کو خدا سے عطا ہوتے ہیں اور خدا خود اس کی محبت اور الفت دلوں میں پیدا کرتا ہے اور پھر محبت کے یہ دائرے پھیلتے چلے جاتے ہیں۔ وہ خدائی انوار سے منور ہو کر منبع نور بن جاتا ہے اور قبولیتِ دعا کا اعجاز اُسے عطا کیا جاتا ہے۔ اُس کی اطاعت دراصل رسول کی اطاعت ہوتی ہے جس کا وہ خلیفہ ہوتا ہے اور یہی اطاعت بالآخر انسان کو خدا کی اطاعت سے وابستہ کرنے کی ضمانت بن جاتی ہے۔ پس خلیفۃ الرسول کی اطاعت اور اس کے ساتھ دلی وابستگی ایک مومن کے لئے خدا کی اطاعت کا وسیلہ بن جاتی ہے۔ پس خلیفہ اپنے وقت میں روئے زمین پر خدا تعالیٰ کا نمائندہ اور اس کا محبوب ترین بندہ ہوتا ہے۔ خالق کائنات اور قادر و توانا خدا کا محبوب بندہ ہونے کے ناطے کامیابیاں اور کامرانیاں اُس کے قدم چومتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کی برکت سے اُسے غلبہ نصیب ہوتا ہے۔

ہمارے اِس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کے احیاء اور شریعتِ اسلامیہ کے قیام کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور آپؑ کی وفات کے بعد جماعت میں اپنی قدرت ثانیہ کا

ظہور فرماتے ہوئے سلسلہ خلافت کو قائم فرمایا۔ جس کے مقام اور عظمت و اہمیت کے تعلق میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

”وہی خدا جو اُس وقت فوجوں کے ساتھ تائید کے لئے آیا، آج میری مدد پر ہے اور اگر آج تم خلافت کی اطاعت کے نکتہ کو سمجھو تو تمہاری مدد کو بھی آئے گا۔ نصرت ہمیشہ اطاعت سے ملتی ہے۔ جب تک خلافت قائم رہے، نظامِ اطاعت پر ایمان کی بنیاد ہوتی ہے“

(الفضل 4/ستمبر 1937)

سامعین! خلافت کی اطاعت سے باہر ہونے والے نبی کی اطاعت سے بھی باہر ہو جاتے ہیں

اِس حوالے سے حضورؓ فرماتے ہیں:

”بیشک میں نبی نہیں ہوں، لیکن میں نبوت کے قدموں پر اور اس کی جگہ پر کھڑا ہوں۔ ہر وہ شخص جو میری اطاعت سے باہر ہوتا ہے...... میری اطاعت اور فرمانبرداری میں خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے“

(الفضل،4 ستمبر 1937ء)

پھر اطاعت ہی کے حوالے سے فرمایا:

”اطاعتِ رسول بھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے، خلیفہ کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے رشتہ میں پرو دیا جائے۔ یوں تو صحابہ بھی نمازیں پڑھتے تھے اور آجکل کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ صحابہؓ بھی حج کرتے تھے اور آجکل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں۔ پھر صحابہؓ اور آجکل کے مسلمانوں میں فرق کیا ہے؟ یہی کہ صحابہ میں ایک نظام کے تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حد درجہ کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہ اُسی وقت اِس پر عمل کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے، لیکن یہ اطاعت کی روح آجکل کے مسلمانوں میں نہیں... کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس جب خلافت ہو گی، اطاعت رسول بھی ہو گی“

(تفسیر کبیر، سورۃ نور صفحہ 369)

خلیفہ کی اطاعت پر ہی زور دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ مزید فرماتے ہیں:

"اطاعت جس طرح نبی کی ضروری ہوتی ہے ویسے ہی خلفاء کی ضروری ہوتی ہے۔ ہاں ان دونوں اطاعتوں میں ایک امتیاز اور فرق ہوتا ہے اور وہ یہ کہ نبی کی اطاعت اور فرمانبرداری اِس وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ وحی الٰہی اور پاکیزگی کا مرکز ہوتا ہے۔ مگر خلیفہ کی اطاعت اس لئے نہیں کی جاتی کہ وہ وحی الٰہی اور تمام پاکیزگی کا مرکز ہوتا ہے بلکہ اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ تنفیذ وحی الٰہی اور تمام نظام کا مرکز ہے۔ اسی لئے واقف اور اہلِ علم لوگ کہا کرتے ہیں کہ انبیاء کو عصمت کبریٰ حاصل ہوتی ہے اور خلفاء کو عصمت صغریٰ۔"

(الفضل، 17/ فروری 1935ء)

پھر خلافت کا ایک اور مقام اور برکت بیان کرتے ہوئے حضورؓ فرماتے ہیں۔

"انبیاء اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول میں مُمِدّ ہوتے ہیں۔ جیسے کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی پر نہیں چڑھ سکتا تو سونٹے یا کھڈ سَٹِک کا سہارا لے کر چڑھتا ہے، اسی طرح انبیاء اور خلفاء لوگوں کے لئے سہارے ہیں۔ وہ دیواریں نہیں جنہوں نے الٰہی قرب کے راستوں کو روک رکھا ہے بلکہ وہ سونٹے اور سہارے ہیں جن کی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے"

(الفضل، 11/ ستمبر 1937ء)

حضور رضی اللہ عنہ خلفاء کے ایک اَور مقام دین کی صحیح تشریح اور وضاحت کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

"خلفاء کے ذریعہ سُنن اور طریقے قائم کئے جاتے ہیں ورنہ احکام تو انبیاء پر نازل ہو چکے ہوتے ہیں۔ خلفاء دین کی تشریح اور وضاحت کرتے ہیں اور مختلف امور کو کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں اور ایسی راہیں بتاتے ہیں، جن پر چل کر اسلام کی ترقی ہوتی ہے"

(الفضل، 4 ستمبر 1937ء)

اقامۃ الصلوٰۃ کے قیام سے خلیفہ کا مقام اُجاگر ہوتا ہے

فرمایا:

”اقامتِ صلوٰۃ بھی اپنے صحیح معنوں میں خلافت کے بغیر نہیں ہو سکتی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صلوٰۃ کا بہترین حصہ جمعہ ہے جس میں خطبہ پڑھا جاتا ہے اور قومی ضرورتوں کو لوگوں کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ اب اگر خلافت کا نظام نہ ہو تو قومی ضروریات کا پتہ کس طرح لگ سکتا ہے۔ مثلاً پاکستان کی جماعتوں کو کیا علم ہو سکتا ہے کہ چین اور جاپان اور دیگر ممالک میں اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں کیا ہو رہا ہے اور اسلام ان سے کن قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے اور اسلام ان سے کن قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اگر ایک مرکز ہو گا اور ایک خلیفہ ہو گا جو تمام مسلمانوں کے نزدیک واجب الاطاعت ہو گا تو اسے تمام اکنافِ عالم سے رپورٹیں پہنچتی رہیں گی کہ یہاں یہ ہو رہا ہے اور اس طرح وہ لوگوں کو بتا سکے گا کہ آج فلاں قسم کی خدمات کے لئے آپ کو پیش کرنے کی حاجت ہے۔ مگر جب خلافت کا نظام نہ رہے تو انفرادی رنگ میں کسی کو قومی ضرورتوں کا کیا علم ہو سکتا ہے“

(تفسیر کبیر، سورہ نور صفحہ 368)

سامعین! تمام برکات خلیفہ وقت سے تعلق اور وابستہ رہنے سے ہیں

اِس حوالے سے پیغامیوں کو مخاطب ہو کر حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”جب تک بار بار ہم سے مشورے نہیں لیں گے اُس وقت تک اُن کے کام میں کبھی برکت پیدا نہیں ہو سکتی۔ آخر خدا نے ان کے ہاتھ میں سلسلہ کی باگیں دی، میرے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ دی ہے۔ انہیں خدا نے خلیفہ نہیں بنایا، مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ اور جب خدا نے اپنی مرضی بتانی ہوتی ہے تو مجھے بتاتا ہے، انہیں نہیں بتاتا۔ پس تم مرکز سے الگ ہو کر کیا کر سکتے ہو۔ جس کو خدا اپنی مرضی بتاتا ہے، جس پر خدا اپنے الہام نازل فرماتا ہے، جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنایا ہے، اس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کر کے تم کام کر سکتے ہو۔ اس سے جتنا تعلق رکھو گے اُسی قدر تمہارے کاموں میں برکت پیدا ہو گی.... وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص

امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو، وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا کر سکتا ہے۔"

(الفضل، 20/ نومبر 1946ء)

سامعین! اب مَیں کچھ ارشادات آپؓ کے ایسے آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گا جن سے مقامِ خلافت کی طرف حضور، احبابِ جماعت کی توجہ مبذول کروا رہے ہیں۔ خلیفہ وقت کی سکیم کے سوا اور کوئی سکیم قابل عمل نہیں ہونی چاہیے کے حوالے سے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم، وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے، جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اُس وقت تک سب خطبات رائیگان، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں"

(خطبہ جمعہ 24/ جنوری 1936 از الفضل 31/ جنوری 1936ء)

پھر فرماتے ہیں۔

"جس پالیسی کو خلفاء پیش کریں گے ہم اسے ہی کامیاب بنائیں گے اور جو پالیسی ان کے خلاف ہو گی، اسے ناکام کریں گے .... صرف خلیفہ کی پالیسی کو ہی کامیاب کریں گے۔"

(خطبہ جمعہ، مندرجہ الفضل، 4/ ستمبر 1937)

نیز فرمایا۔

"دین کے ایک معنی سیاست اور حکومت کے بھی ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے سچے خلفاء کی اللہ تعالیٰ نے یہ علامت بتائی ہے کہ جس سیاست اور پالیسی کو وہ چلائیں گے، اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں قائم فرمائے گا"

(تفسیر کبیر، سورۃ نور صفحہ 376)

انسانی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے تحت ہی کامیابی کی راہ دکھا سکتی ہیں

حضورؓ فرماتے ہیں:

"مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے ہی عقلمند اور مدبّر ہو اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے، جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے

پیچھے نہ چلو، ہر گز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو! اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا اور تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو“

(الفضل، 4 ستمبر 1937)

پھر ایک اَور رنگ میں مقامِ خلافت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

”یہ تو ہو سکتا ہے کہ ذاتی معاملات میں خلیفہ وقت سے کوئی غلطی ہو جائے لیکن ان معاملات میں جن پر جماعت کی روحانی اور جسمانی ترقی کا انحصار ہو، اگر اس سے کوئی غلطی سرزد بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کی حفاظت فرماتا ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں اُسے اِس غلطی پر مطلع کر دیتا ہے۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اسے عصمت صغریٰ کہا جاتا ہے۔ گویا انبیاء کو تو عصمت کبریٰ حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے کوئی ایسی غلطی نہیں ہونے دیتا جو جماعت کے لئے تباہی کا موجب ہو۔ ان کے فیصلوں میں جزئی اور معمولی غلطیاں ہو سکتی ہیں مگر انجام کار نتیجہ یہی ہو گا کہ اسلام کو غلبہ حاصل ہو گا اور اس کے مخالفوں کو شکست ہو گی۔ گویا بوجہ اس کے کہ ان کو عصمتِ صغریٰ حاصل ہوتی ہے خدا تعالیٰ کی پالیسی بھی وہی ہو گی جو ان کی ہو گی۔ بیشک بولنے والے وہ ہونگے، زبانیں انہی کی حرکت کریں گی، ہاتھ انہی کے چلیں گے، دماغ انہی کا کام کرے گا مگر ان سب کے پیچھے خدا تعالیٰ کا اپنا ہاتھ ہو گا۔“

(تفسیر کبیر، سورہ نور صفحہ 376-377)

سامعین! ایک اور مقامِ خلافت کہ اللہ تعالیٰ خلیفہ وقت کو اپنی صفات بخشتا ہے

حضورؓ فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ جس شخص کو خلافت پر کھڑا کرتا ہے وہ اس کو زمانہ کے مطابق علوم بھی عطا کرتا ہے...... اس کے کیا معنی ہیں کہ خلیفہ خود خدا بناتا ہے۔ اس کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جب کسی کو خدا خلیفہ بناتا ہے تو اسے اپنی صفات بخشتا ہے۔ اگر وہ اسے اپنی صفات نہیں بخشتا تو خدا تعالیٰ کے خود خلیفہ بنانے کے معنی ہی کیا ہیں“

(الفضل، 22/نومبر 1950)

خلفاء کا ادب واحترام ہی کامیابی کا ذریعہ ہے

فرمایا:

”شریعت وہ ہے جو قرآن کریم میں بیان ہے اور آداب وہ ہیں جو خلفاء کی زبان سے نکلیں۔ پس ضروری ہے کہ آپ لوگ ایک طرف تو شریعت کا احترام قائم کریں اور دوسری طرف خلفاء کا ادب واحترام قائم کریں اور یہی چیز ہے جو مومنوں کو کامیاب کرتی ہے۔“

(الفضل،4 ستمبر 1937)

خلیفہ کی دعا ہی سب سے زیادہ مقبول ہوتی ہے

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے۔ کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے .... مَیں جو دعا کروں گا، وہ انشاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی“

(منصبِ خلافت صفحہ 32)

حضور رضی اللہ عنہ جماعت کو خلیفہ کی کامل فرمانبرداری کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کو دیکھتے ہوئے میں انسانوں پر انحصار نہیں کر سکتا اور تم بھی یہ نصرت اسی طرح حاصل کر سکتے ہو کہ اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھاؤ اور ایسا کرنے میں صرف خلیفہ کی اطاعت کا ثواب نہیں بلکہ موعود خلیفہ کی اطاعت کا ثواب تمہیں ملے گا۔ اگر تم کامل طور پر اطاعت کرو گے تو مشکلات کے بادل اڑ جائیں گے، تمہارے دشمن زیر ہو جائیں اور فرشتے آسمان سے تمہارے لئے ترقی والی نئی زمین اور تمہاری عظمت وسطوت والا نیا آسمان پیدا کریں گے۔ لیکن شرط یہی ہے کہ کامل فرمانبرداری کرو۔“

(الفضل،4/ ستمبر 1937ء)

بیعت خلافت کے بعد کوئی کام امام کی ہدایت کے بغیر نہیں ہو سکتا

بیعت خلافت کے بعد مبائعین کی ذمہ داریاں بیان فرماتے ہوئے سیدنا مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”جو جماعتیں منظم ہوتی ہیں ان پر کچھ ذمہ واریاں عائد ہوتی ہیں جن کے بغیر ان کے کام کبھی بھی صحیح طور پر نہیں چل سکتے .... ان شرائط اور ذمہ واریوں میں سے ایک ایک اہم شرط اور ذمہ واری یہ ہے کہ جب وہ ایک امام کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تو پھر انہیں امام کے منہ کی طرف دیکھتے رہنا چاہیے کہ وہ کیا کہتا ہے اور

اس کے قدم اٹھانے کے بعد اپنا قدم اٹھانا چاہیے اور افراد کو کبھی بھی ایسے کاموں میں حصہ نہیں لینا چاہیے جن کے نتائج ساری جماعت پر آ کر پڑتے ہوں۔ کیونکہ پھر امام کی ضرورت اور حاجت ہی نہیں رہے گی ...... **امام کا مقام تو یہ ہے کہ وہ حکم دے اور ماموم کا مقام یہ ہے کہ وہ پابندی کرے**"

(الفضل 5/ جون 1937ء)

خلافت کی ناقدری فسق پر منتج ہوتی ہے۔ اِس حوالے سے نعمتِ خلافت کی قدردانی کرنے کی تلقین کرتے ہوئے حضورؓ فرماتے ہیں:

"ہم جو انعامات تم پر نازل کرنے لگے ہیں اگر تم ان کی ناقدری کروگے تو ہم تمہیں سخت سزا دیں گے۔ خلافت بھی چونکہ ایک بھاری انعام ہے اس لئے یاد رکھو! جو لوگ اس نعمت کی ناشکری کریں گے وہ فاسق ہو جائیں گے ...... فسق کا فتویٰ انسان پر اسی صورت میں لگ سکتا ہے جب وہ روحانی خلفاء کی اطاعت سے انکار کرے۔"

(تفسیر کبیر، سورہ نور صفحہ 370-374)

حضورؓ کے یہ تمام ارشادات سے خلیفہ کا مقام اور اس کی اہمیت عیاں ہوتی ہے۔ خلیفہ وقت کی بیعت کے بعد دوسرے تمام لوگوں کی اطاعتیں اور تمام قسم کی وفاداریاں صرف اُسی وقت تک جائز سمجھی جا سکتی ہیں جب تک ان کی وجہ سے خلیفہ وقت کی اطاعت سے حرف نہ آتا ہو۔ لیکن اگر واجب الاطاعت خلیفہ کے احکام اور ارشادات اور تحریکات کے ساتھ کسی اور چیز کا مقابلہ آن پڑے تو پھر باقی تمام رستوں اور تعلقات کا انقطاع اور تمام دوستوں اور محبّوں کا اختتام ہو جانا ضروری ہے۔ صرف اور صرف خلیفہ وقت کی اطاعت ہی مومنوں کے مد نظر رہنی چاہیے، کیونکہ بیعت کے بعد دراصل حقیقی رشتہ خلیفہ وقت سے قائم ہونا چاہیے اور باقی سب رشتے اُسی کی خاطر ہونے چاہئیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے جوڑ کر پھر خلافت سے کامل اطاعت کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ یہی چیز ہے جو جماعت میں مضبوطی اور روحانیت میں ترقی کا باعث بنے گی۔ خلافت کی پہچان اور اُس کا صحیح علم اور ادراک اس طرح جماعت میں پیدا ہو جانا چاہئے کہ خلیفہ وقت کے ہر فیصلے کو

بخوشی قبول کرنے والے ہوں اور کسی قسم کی روک دل میں پیدا نہ ہو۔ کسی بات کو سن کر انقباض نہ ہو۔ خلافت کا صحیح فہم وادراک پیدا کرنا بھی مربیان کے کاموں میں سے اہم کام ہے اور پھر عہدیدران کا کام ہے کہ وہ بھی اس طرف توجہ دیں۔"

(روزنامہ الفضل 18 مارچ 2014ء)

خطبہ جمعہ فرمودہ 6 دسمبر 2013ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"احمدیت کی خوبصورتی تو نظام جماعت اور نظام خلافت کی لڑی میں پرویا جانا ہے اور یہی ہماری اعتقادی طاقت بھی ہے اور عملی طاقت بھی ہے۔"

(روزنامہ الفضل 21 جنوری 2014ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کے مقام کو سمجھنے اور کامل اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خلافت نہ ہوتی تو ہم بھی نہ ہوتے
ہدایت کا ملتا ہمیں نہ منارہ
خلافت کے دَم سے جماعت ہے قائم
دیا ہے خلافت نے ہم کو سہارا

(بتعاون: مکرم چوہدری ناز احمد ناصر۔ لندن)



﴿4﴾　﴿مشاہدات۔804﴾

بزرگانِ اُمّت کے نزدیک خلافت کی اہمیت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْامِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِ يْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّ لَنَّهُمْ مِّنْۢبَعْدِ خَوْفِهِمْ اَ مْنًا يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ(النور:56)

کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

معزز سامعین! مجھے آج بزرگانِ اُمّت کے نزدیک خلافت کی اہمیت و برکات آپ سامعین کے سامنے بیان کرنی ہیں۔

اُمّتِ مسلمہ میں خلافت کی اہمیت، افادیت اور برکات کا تذکرہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک ملتا ہے۔ جن میں سے چند ایک کا ذکر ازدیادِ ایمان کی خاطر بیان کیا جاتا ہے۔

خلافتِ راشدہ کے قیام سے متعلق اہم خوشخبری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک الفاظ میں حضرت حذیفہ رضی اللہُ عَنہ سے مروی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تَکُوْنُ النُّبُوَّۃُ فِیْکُمْ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا عَاضًّا فَتَکُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا جَبْرِیَّۃً فَیَکُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ ثُمَّ سَکَتَ۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 273 مشکوۃ بَابُ الْاِنْذَارِ وَالتَّحْذِیْرِ)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ قائم ہو گی، پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اِس نعمت کو بھی اٹھا لے گا، پھر ایذا رساں بادشاہت قائم ہو گی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ جب یہ دور ختم ہو گا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہو گی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ ظلم ستم کے اِس دور کو ختم کر دے گا جس کے بعد پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہو گی۔ یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

وحدت ملی کو قائم رکھنے کی تلقین کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

”جب تم ایک ہاتھ پر جمع ہو اور تمہارا ایک امیر ہو اور پھر کوئی شخص آئے اور تمہاری وحدت کی اس لاٹھی کو توڑنا چاہے یا تمہاری جماعت میں تفریق پیدا کرے تو اُسے قتل کر دو۔ یعنی اُس سے قطع تعلق کر و اور اُس کی بات نہ مانو“ (حدیقۃ الصالحین 633)

سامعین! زرتشتی مذہب کے صحیفہ ٔدساتیر میں زرتشتی مذہب کے مجدّد ساسانِ اوّل کی ایک پیشگوئی درج ہے۔ اِس پیشگوئی کے اصل الفاظ تو پہلوی زبان میں ہیں جسے زرتشتی اصحاب نے فارسی زبان میں ڈھالا ہے۔ جو یوں ہے۔

”چوں ہزار سال تازی آئین را گزرد چناں شود آں آئین از جدائی ہا کہ اگر بآئیں گر نمائند نداندش.... در افتد در ہم وکنند خاک پرستی وروز بروز جدائی ودشمنی در آنہا افزوں شود..... پس شما یابید خوبی را گر ماند یکدم از ہمیں خرج انگیزم از کسانِ تو وکے وآئین وآب تو بہ تورسانم وپیغمبری وپیشوائی از فرزندان تو برنگیرم“

(سفرنگ دساتیر صفحہ 190)

اِس کا ترجمہ یہ ہے کہ شریعت عربی پر ہزار سال گزر جائیں گے تو تفرقوں سے دین ایسا ہو جائے گا کہ اگر خود شارع (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ بھی اِسے پہچان نہ سکے گا... اور اِن کے اندر انشقاق اور اختلاف پیدا ہو جائے گا اور روز بروز اختلاف اور باہمی دشمنی میں بڑھتے چلے جائیں گے... جب ایسا ہو گا تو تمہیں خوشخبری ہو کہ اگر زمانہ میں ایک دن بھی باقی رہ جائے تو تیرے لوگوں سے (یعنی فارسی الاصل) ایک شخص کو کھڑا کروں گا جو تیری گمشدہ عزت و آبرو واپس لائے گا اور اِسے دوبارہ قائم کرے گا۔ مَیں پیغمبری و پیشوائی (نبوت و خلافت) تیری نسل سے نہیں اٹھاؤں گا۔ یعنی تیری نسل میں رسالت اور خلافت کا سلسلہ جاری رہے گا اور کبھی ختم نہ ہو گا۔"

(سوانح فضل عمر جلد 1 صفحہ 67)

سامعین! حضرت بابا گورو نانک رحمۃ اللہ علیہ نے "پورے گرو" یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی فرمانے کے بعد آپ علیہ السلام کے بعد آنے والے دائمی خلافت کی پیشگوئی ان الفاظ میں فرمائی:

"ایسا پاساڑھا لسی دور دیبان ابھگ نوتن جامہ پہن کے بھئے الگ الگا ک کیے اک پکیاں گورمو کھ بھئے نہال تٹسن سیئی نانکا جو توڑے آپ دیال"

(جنم ساکھی بھائی بالا۔ صفحہ 526)

یعنی اِس پورے گورو کے بعد ایسا نظام قائم ہو گا، یہی دائمی اور غیر منقطع ہو گا۔ باباجی نے اس پیشگوئی میں "دور دیبان" اور "ابھگ" کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

لغات میں اِن کے یہ معنے بیان کئے گئے ہیں:

اوّل۔ وہ حاکم جس کے پاس داد فریاد کی جا سکے۔ دوم۔ انصاف کرنے والا حاکم اور سوم۔ حاکم انتظام کرنے والا، خزانے والا حاکم۔

(شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب صفحہ 1071 دیبان کوش صفحہ 1911 و گورو گرنتھ کوش صفحہ 644)

پھر ابھگ میں لکھا ہے۔ جو کبھی بھی ٹوٹنے والا نہ ہو۔ غیر منقطع

(گورو گرنتھ کوش صفحہ 64)

بابانانک نے خود ہی اِن الفاظ کی یوں تشریح کی ہے:

"دیبان جو ہے سوا بھگ لگے گا تٹنے کا کدے ناہی"

(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ 527)

یعنی وہ ایک ایسا نظام ہو گا جو دائمی اور غیر منقطع ہو گا۔

(روزنامہ الفضل 26/مئی 1959 صفحہ 16)

میرے ہر دلعزیز سامعین! اُمّتِ مسلمہ کے بزرگوں میں سے ایک مشہور و معروف بزرگ حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ گزرے ہیں۔ آپ نے خلافت جیسے اہم موضوع پر خطابات بھی دئے اور قلم بھی اُٹھایا اور اِس سلسلہ میں آپؒ نے منصبِ خلافت کے نام سے ایک کتابچہ بھی تحریر فرمایا۔ جس میں آپؒ نے خلافت راشدہ کے دوادوار بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

جیسا کہ کبھی کبھی دریائے رحمت سے کوئی موج سر بلند ہوتی ہے اور آئمہ ہُدیٰ میں سے کسی امام کو ظاہر کرتی ہے ایسا ہی اللہ کی نعمت کمال تک پہنچتی ہے تو کسی کو تختِ خلافت پر جلوہ افروز کر دیتی ہے اور وہی امام اس زمانے کا خلیفہ ٔراشد ہے اور وہ جو حدیث میں وارِد ہے کہ "خلافتِ راشدہ کا زمانہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس سال تک ہے اس کے بعد سلطنت ہو گی تو اس سے مراد یہ ہے کہ خلافتِ راشدہ متصل اور تواتر طریق پر تیس سال تک رہے گی۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قیامِ قیامت تک خلافتِ راشدہ کا زمانہ وہی تیس سال ہے اور بس! بلکہ حدیثِ مذکورہ کا مفہوم یہی ہے کہ خلافتِ راشدہ تیس سال گزرنے کے بعد منقطع ہو گی نہ یہ کہ اس کے بعد پھر خلافت راشدہ کبھی آ ہی نہیں سکتی بلکہ ایک دوسری حدیث خلافتِ راشدہ کے انقطاع کے بعد پھر عود کرنے پر دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ۔ (منصب امامت از حضرت شاہ اسمٰعیل شہید صفحہ 117۔ 118 ناشر مکّی دارالکتب اردو بازار لاہور 1994ء) نبوّت تم میں رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ اِسے اٹھا

لے گا اور بعدہٗ نبوت کے طریقے پر خلافت ہو گی جو اللہ کے منشا تک رہے گی پھر اُسے بھی اللہ اٹھالے گا، پھر بادشاہی ہو گی اور اُسے بھی اللہ جب تک چاہے گا رکھے گا پھر اُسے بھی اٹھالے گا۔ پھر سلطنتِ جابرانہ ہو گی جو منشائے باری تعالیٰ تک رہے گی پھر اُسے بھی اٹھالے گا اور اس کے بعد نبوت کے طریقے پر خلافت ہو گی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چپ ہو گئے اور یہ بھی امر ظاہر ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی خلافت، خلافتِ راشدہ سے افضل انواع میں سے ہو گی یعنی وہ خلافت "منتظمہ محفوظہ" ہو گی۔

سامعین! خلافت راشدہ کے ظہور کے لیے دعائیں کرنے کی تلقین کرتے ہوئے آپؒ فرماتے ہیں۔

"نزولِ نعمتِ الٰہی یعنی ظہور خلافتِ راشدہ سے کسی زمانہ میں مایوس نہ ہونا چاہیے اور اِسے مجیب الدعوات سے طلب کرتے رہنا چاہیے اور اپنی دعا کی قبولیت کی امید رکھنا اور خلیفہ راشد کی جستجو میں ہر وقت ہمت صرف کرنا چاہیے، شاید کہ یہ نعمتِ کاملہ اِسی زمانہ میں ظہور فرماوے اور خلافتِ راشدہ اِسی وقت ہی جلوہ گر ہو جائے"

(منصبِ امامت صفحہ 86)

خلافت راشدہ نعمت ربانی ہے

فرماتے ہیں۔

"امامتِ تامہ کو خلافتِ راشدہ، خلافت علیٰ منہاج النبوۃ اور خلافتِ رحمت بھی کہتے ہیں۔ واضح ہو کہ جب امامت کا چراغ شیشہ خلافت میں جلوہ گر ہوا تو نعمتِ ربانی بنی نوع انسان کی پرورش کے لئے کمال تک پہنچی اور کمال روحانی اسی رحمت ربانی کے کمال کے ساتھ نورٌ علیٰ نورٍ آفتاب کی مانند چمکا"

(منصبِ امامت صفحہ 79)

خلیفہ راشد سب کا مطاع ہے

لکھا ہے:

"خلیفہ راشد رسول کے فرزند ولیعہد کی بجائے اور دوسرے آئمہ دین بمنزلہ دوسرے بیٹوں کے۔ پس جیسا کہ کہ تمام فرزندوں کی سعادت مندی کا تقاضا یہی ہے کہ جس طرح وہ مراتب پاسداری و خدمت

گزاری اپنے باپ کے حق میں ادا لاتے ہیں وہ بتمامہ اپنے باپ کے جانشین بھائی سے بجالائیں اور اسے اپنے باپ کی جگہ شمار کریں اور اس کے ساتھ مشارکت کا دم نہ بھریں۔"

(منصبِ امامت، صفحہ 93)

سامعین! خلیفہ راشد کی شان و عظمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"خلیفہ راشد سایہ رب العالمین، ہمسایہ انبیاء مرسلین، سرمایہ ترقی دین اور ہم پایۂ ملائکہ مقربین ہے۔ دائرہ امکان کا مرکز، تمام وجوہ سے باعث فخر اور ارباب عرفان کا افسر ہے۔ دفتر افراد النبی کا سر ہے۔ اس کا دل متجلّیٔ رحمٰن کا عرش اور اس کا سینہ رحمت وافرہ اور اقبال جلالت یزداں کا پَرتَو ہے۔ اس کی مقبولیت جمال ربانی کا عکس ہے۔ اس کا قہر تیغ قضاء اور مہر عطیات کا منبع ہے۔ اس سے اعراض معارضہ تقدیر اور اس سے مخالفت، مخالفت رب قدیر ہے۔ جو کمال اس کی خدمت گزاری میں صرف نہ ہو، خیال ہے پر از خلل اور جو علم اس کی تعظیم و تکریم کے بیان میں نہ لایا گیا، سراسر وہم باطل و محال ہے۔ جو صاحب کمال اس کے ساتھ اپنے کمال کا موازنہ کرے، وہ مشارکت حق تعالیٰ پر مبنی ہے۔ اہل کمال کی علامت یہی ہے کہ اس کی خدمت میں مشغول اور اس کی اطاعت میں مبذول رہیں۔ اس کی ہمسری کے دعویٰ سے دستبردار رہیں اور اسے رسول کی جگہ شمار کریں"

(منصبِ امامت صفحہ 86-87)

خلیفہ وقت اور دیگر بزرگان ملت کی حیثیت کا ذکر

"امام، رسول کے سعادت مند فرزند کی مانند ہے اور تمام اکابر امت و بزرگانِ ملّت ملازموں اور خدمت گاروں اور جاں نثار غلاموں کی مانند ہیں۔ پس جس طرح تمام اکابر سلطنت و ارکان مملکت کے لئے شہزادہ والا قدر کی تعظیم ضروری اور اس سے توسّل و نصب ہے اور اس سے مقابلہ کرنا نمک حرامی کی علامت اور اس پر مفاخرت کا اظہار بدانجامی پر دلالت کرتا ہے۔ ایسا ہی ہر صاحب کمال کے حضور میں تواضع اور تذلل سعادت دارین کا باعث ہے اور اس کے حضور میں اپنے علم و کمال کو کچھ سمجھ بیٹھنا دونوں جہاں کی شقاوت ہے۔ اس کے ساتھ یگانگت رکھنا رسول سے یگانگت ہے اور اس سے بیگانگی ہو تو خود رسول سے بیگانگی ہے۔"

(منصبِ امامت صفحہ 87)

خلیفہ راشد سے بحث وجدال جائز نہیں

فرمایا۔

”لازم ہے کہ احکام کے اجراء اور مہمات کا انجام امام کے سپرد کیا جائے اور اس سے قیل و قال اور بحث وجدال نہ کیا جائے اور کسی مہم میں خود بخود اقدام نہ کیا جائے۔ اس کے حضور میں اپنی زبان کو بند رکھیں اور اپنی رائے سے سرانجام مقدمات میں دخل نہ دیں اور کسی طرح بھی اس کے سامنے استقلال دم نہ ماریں“

(منصبِ امامت صفحہ 96)

خلیفہ وقت کے فیصلہ کی قطعیت کا بیان

”جس وقت مواضع اختلاف اور مسائل اجتہاد میں امام کا حکم دو جانب میں سے ایک جانب متوجہ ہو تو ہر مجتہد، مقلّد، عالم، عارِف اور غیر عارِف پر واجب العمل ہو گا۔ کس کو اس کے ساتھ اپنے اجتہاد یا مجتہدین سابقین کے اجتہاد یا اپنے الہام یا شیوخ متقدمین کے الہام سے تعرض نہیں ہو سکتا جو کوئی حکم امام کے مخالف کرے اور مذکورۃ الصدر امور کے خلاف تمسک کرے تو بے شک عند اللہ عاصی اور اس کا عند رب العالمین، انبیائے مرسلین اور مجتہدین اور علماء کے حضور میں قابل قبول نہ ہو گا اور یہ مسئلہ اجماعی ہے کہ اہل اسلام سے کس کو اس کے ساتھ اختلاف نہیں ہے“

(منصبِ امامت صفحہ 89)

خلیفہ وقت کا حکم واجب الاتباع اور اصول دین سے ہے

فرمایا۔

”شرح مجموعہ کتاب اللہ و سنت رسول اور احکام خلیفۃُ اللہ سے مستفاد شدہ امور سے مراد ہے۔ پس جیسا کہ کتاب و سنت اصول دین متین سے ہے، ایسا ہی حکم امام بھی اولہ شرع مبین سے ہے اور جس طرح سنت کو کتاب اللہ سے دوسرا درجہ حاصل ہے ایسا ہی حکم امام سنت رسول سے دوسرے درجہ پر ہے۔ پس اصل کتاب اللہ ہے اور اسے واضح کرنے والی سنت نبوی اور اس کا مبین امام ہے۔ کتاب اللہ پر ایمان سب سے اول ہے اور ایمان بالرسول بعدہ اور خلیفۃ اللہ پر یقین تیسرے درجہ پر ہے...... اسی بنا پر علماءِ امت نے

اطاعتِ امام کو غیر مخصوصہ مقام میں صحت قیاس پر موقوف نہیں رکھا بلکہ اس کی اطاعت کو باوجود اس کے ضعیف قیاس کے بھی واجب جانا ہے اور اس کے مخالف کو اگرچہ اس کا قیاس امام کے قیاس سے اظہر اور قوی ہو، جائز نہیں رکھا اور اس میں راز یہی ہے کہ اس کا حکم بذاتہ اصولِ دین سے ایک اصل ہے اور ادِلّہ اصولِ دین سے ایک اصل ہے اور ادِلّہ شرطیہ سے ایک دلیل ہے جو صحیح قیاس سے قوی ہے“

(منصبِ امامت صفحہ 91)

قربِ خداوندی کے لیے خلیفۂ وقت کی اطاعت ضروری ہے

آپ اِس حوالہ سے لکھتے ہیں:

”امام وقت سے سرکشی اور روگردانی، اس کے ساتھ گستاخی ہے اور اس کے ساتھ بلکہ خود رسول کے ساتھ ہمسری ہے اور خفیہ طور پر خود رب العزت پر اعتراض ہے کہ ایسے ناقص شخص کو کامل شخص کی نیابت کا منصب عطا ہوا۔ الغرض اس کے توسّل کے بغیر تقرّب الٰہی محض خلل اور وہم ہے اور ایک خیال ہے جو سراسر باطل اور محال ہے۔ بے عنایات حق وخاصان حق گر ملک باشد سیاہ گردد ورق“

(منصبِ امامت، صفحہ 78)

خلافت نے ہر کام اپنا سنوارا
ہمارے دِلوں کو اُسی نے نکھارا
خلافت کے نوروں سے ہم ہیں منور
دِلوں سے خلافت نے ہے زنگ اُتارا



﴾5﴿ ﴾مشاہدات۔ 827﴿

خلافت کے ذریعہ توحید کا قیام

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (النور:56)

کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔"

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ "خلافت کے ذریعہ توحید کا قیام" ہے۔

اللہ تعالیٰ نے محوّلہ بالا متلوّ آیت میں خلافت کی تین برکات کا ذکر فرمایا ہے۔ جن میں سے تیسری برکت کا ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ نے "یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ" (النور:56) کے الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ (متبعین) میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

اِس آیتِ استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے تمام قسم کے خلفاء کے حوالے سے فرمایا ہے کہ اِن کی پہلی اور آخری ذمّہ داری توحید کا قیام ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃُ المسیح الرابع رحمہ اللہُ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ کے براہِ راست کہلانے والے خلفاء یعنی انبیاء کے حوالے سے سورہ النَّمل کے تعارف میں فرمایا ہے کہ

''اِس کے بعد مسلسل ایسے نبیوں کا ذکر ہے جنہوں نے توحید کا جھنڈا اُٹھایا تو مشرک قوموں نے جیسا کہ سَبَا کی قوم مشرک تھی اِن کو بار بار ردّ کر دیا اور اگرچہ اللہ تعالیٰ نے سَبَا کی قوم کو تو ہدایت پانے کی وجہ سے معاف فرما دیا لیکن وہ لوگ پے بہ پے شرک کا رستہ اختیار کرنے کی وجہ سے ہلاک کر دیئے گئے۔ اِس کے بعد پھر یہ فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا مضمون انبیاء پر بارش کی طرح نازل ہوتا ہے جو زندگی کا سرچشمہ ہے۔ مادی زندگی بھی اِس آسمانی پانی سے عطا ہوتی ہے اور روحانی زندگی بھی انبیاء کو اِسی آسمانی بارش کے فیض سے نصیب ہوتی ہے۔''

(قرآنِ کریم اردو ترجمہ صفحہ 648)

اور پھر آپؒ آیتِ استخلاف کے فُٹ نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

''نبوّت کی آمد کا مقصد دنیا میں توحید کا قیام ہے۔ چنانچہ خلافتِ حقّہ کی بھی یہی نشانی رکھی ہے کہ اِس کا آخری مقصد توحید کا قیام ہے۔''

(قرآنِ کریم اردو ترجمہ صفحہ 606)

سامعین! حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام تک تمام معلوم انبیاء کا جائزہ قرآنِ کریم، احادیث اور دیگر مقدس کتب کی روشنی میں لیں تو تمام انبیاء نے توحید کے قیام میں اپنی بساط کے مطابق کام کیا۔ اِس راستے میں مخالفین کی طرف سے انبیاء کو مشکلات اور مخالفت کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ بعض آرے سے کاٹے گئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو توحید کا پیغام دینے کی وجہ سے آگ میں ڈالا گیا۔ نبیوں کے سردار خاتَم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ آپؐ کی پُشت پر اونٹ کی بھاری بھرکم بچہ دانی اُس وقت ڈال دی گئی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اللہ کے حضور سجدہ ریز قیام و استحکامِ توحید کے لئے دعاؤں میں مصروف تھے۔ آپؐ کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے اور گندگی پھیلائی جاتی تا آپؐ اپنے اللہ کی عبادات بجالانے کے قابل نہ ہو سکیں اور قیامِ توحید کے

لئے سعی بھی نہ کر سکیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی روشنی میں شرک کو سب سے بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ حضرت عبد اللہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ یَا رَسُولَ اللّٰہ! اَیُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ؟ کہ کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: اَن تَجْعَلَ لِلّٰہِ نِدًّا وَ ھُوَخَلَقَكَ۔ یعنی یہ کہ تُو کسی کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر ٹھہرائے، حالانکہ اُس نے تجھے پیدا کیا ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب فی تعظیم الزنا)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنالیا ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو مَیں آپؐ کی قبر کو کھلا رکھتی لیکن مجھے ڈر ہے کہ کہیں اُسے بھی مسجد نہ بنالیا جائے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بدعت کے ڈر سے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی:

اَللّٰھُمَّ لَا تَجعَلْ قَبرِیْ وَثَنَاءً لَعَنَ اللّٰہُ قَوماً اِتَّخَذُوْا قَبُورَ اَنبِیَاءِھِمْ مَسَاجِدَ

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 246 مطبوعہ بیروت)

کہ اے اللہ! میری قبر کو بت پرستی کی جگہ نہ بنانا، اللہ اس قوم پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد بنالیا۔

سامعین! آپؐ نے عورتوں کو سخت تنبیہ فرمائی کہ وہ قبروں وغیرہ پر چراغ اور دیگر ایسی اشیاء، جن سے ان قبروں کی غیر ضروری عقیدت اور احترام ہو، نہ کریں۔ روایت میں آیا ہے :لَعَنَ اللّٰہُ زَائِرَاتِ القُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیھَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ

(الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر للامام السیوطی حدیث نمبر 7276)

یعنی اللہ تعالیٰ قبروں کی زیارت کرنے والیوں اور ان پر سجدہ گاہیں بنانے والوں اور چراغ رکھنے والوں پر لعنت کرے۔

حضرت قیسؓ بن سعد روایت کرتے ہیں کہ مَیں ایک مرتبہ حیرہ قوم کے پاس آیا تو دیکھا کہ وہ اپنے بڑے سردار کو سجدہ کر رہے ہیں۔ مَیں نے دل میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ حقدار ہیں کہ ان کو سجدہ کیا جائے۔ پھر مَیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو عرض کی: حضورؐ! مَیں نے

اس طرح حیرہ قوم کو سجدہ کرتے دیکھا ہے، حالانکہ آپؐ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ آپؐ کو سجدہ کیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا: مجھے بتاؤ تو سہی کہ اگر تم میری قبر کے پاس سے گزرو تو کیا تم بھی میری قبر کو سجدہ کرو گے ؟ مَیں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا: پس تم ایسا نہ کرنا، اگر خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ روا ہوتا تو مَیں عورتوں کو کہتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں، بسبب اس حق کے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عورتوں پر دیا ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فی حق الزوج علی المرائۃ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّت کو نصیحت فرمائی کہ تم میری تعریف میں ویسا مبالغہ نہ کرنا جیسا کہ نصاریٰ نے مسیحؑ کی شان میں غلو سے کام لیا (یعنی مجھے خدا کا بیٹا نہ بنانا) مَیں تو صرف ایک بندہ ہوں، پس کہو کہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔

(شمائل ترمذی باب ما جاء فی تواضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجد کی طرف ایک غزوہ میں تشریف لے گئے کہ دوپہر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیکر کے ایک درخت کے نیچے قیام پذیر ہوئے۔ آپؐ نے اپنی تلوار درخت پر لٹکا دی۔ ایک بدّو نے تلوار پکڑ لی اور حضورؐ سے پوچھا۔ کون تمہیں مجھ سے بچائے گا؟۔ تو حضورؐ نے بڑے جلالی انداز میں فرمایا کہ اللہ!۔ یہ تھا توحید اور توکّل علی اللہ کا عزم۔

سامعین! یہی کیفیت مامورِ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تھی۔ آپؑ اور مسجد کے درمیان مخالفین نے دیوار کھینچ دی کہ آپؑ اپنے اللہ کی عبادت نہ کر سکیں۔ مخالفین اور معاندین نے آپؑ کو اللہ کے پیغام پہنچانے سے روکنے کے لئے عدالتوں کا دروازہ بھی کھٹکھٹایا مگر آپؑ اِس کام سے نہ رکے اور نہ رکنے والے تھے۔

حضرت مولوی محمد ابراہیم بقاپوریؓ بیان کرتے ہیں:

”ایک دفعہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ سیر سے واپس آرہے تھے، جب حضورؑ احمدیہ چوک میں پہنچے تو ایک سائل نے سوال کیا، تُو داتا ہے! مجھے کچھ دے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا۔

داتا خدا ہے۔ اُس نے کہا کہ ہاں! مگر تو بھی مجھے کچھ دے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے اس کو ایک روپیہ عطا فرمایا“

(الحکم 21 مارچ 1935 صفحہ 5)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ بیان فرماتے ہیں:

”چکوال ضلع جہلم میں مولوی محمد خیاط اپنے علاقہ میں ایک مشہور مولوی تھے، خصوصیت سے وہ شیعہ فرقہ کے مسلمانوں سے مباحثات کیا کرتے تھے۔ کرم دین کے مقدمہ کے ایام میں مجھے چکوال جانا پڑا اور ان سے ملاقات ہوئی۔ انہیں اپنے علم اور طریق مناظرہ پر بھی ایک ناز تھا، لیکن حضرت مسیح موعودؑ پر جس چیز نے ان کے ایمان کو بہت مضبوط کیا وہ ایک واقعہ ہے، جس کا ذکر انہوں نے ہمیشہ کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوا تو اتفاق سے میری موجودگی کے ایام میں ایک شخص حضرتؑ کی خدمت میں آیا۔ چونکہ اس زمانہ کے رسمی پیروں کے ہاں لوگ سجدے کرتے ہیں وہ آتے ہی حضرتؑ کے قدموں کی طرف جھکا۔ آپؑ نے اسے روک دیا اور منع فرمایا کہ ایسا نہیں چاہیے اور پھر اسی سلسلہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا: کہ مَیں تو شرک اور تعظیم غیر اللہ کو مٹانے کے لئے آیا ہوں تا کہ خدائے واحد کی عظمت کو قائم کروں اور ہر ایک قسم کے شرک سے لوگوں کو بچاؤں۔ مجھے ہرگز پسند نہیں کہ میرے سامنے کوئی شخص اس قدر جھکے جو خدا تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے، ہر ایک انسان خواہ کتنا ہی عظیم المرتبت ہو، وہ آخر انسان ہی تو ہے“

سامعین! ایک اور واقعہ حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ کے الفاظ میں سُنا کر مَیں آگے بڑھتا ہوں۔ آپؓ بیان کرتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ اپنے مریدوں میں اس طرح مل جل کر بیٹھتے کہ نووارد کو ہرگز پتہ نہ لگتا کہ اس مجلس کا سردار کون ہے؟ اس لئے بعض نووارد غلطی سے کبھی مولوی نورالدین صاحبؓ کو، کبھی مولوی محمد احسن صاحبؓ اور کبھی مولوی عبدالکریم صاحبؓ کو سمجھ لیتے کہ آپ مسیح موعودؑ ہیں۔ چونکہ مَیں خود پیر اور پیروں کے خاندان سے تھا، لہٰذا مجھے اس بات سے تکلیف ہوتی۔ آخر ایک دن مَیں نے عرض کیا۔ حضور! نوواردوں کی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے اگر اجازت ہو تو حضور کے

نیچے ایک چھوٹا سا غالیچہ اور پیچھے ایک گاؤ تکیہ رکھ دیا جائے۔ یہ سنتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”صاحبزادہ صاحب! مَیں اپنی پوجا تو نہیں کرانے آیا، مَیں تو خدا کی پرستش کرانے آیا ہوں“

(الفضل 5 دسمبر 1941ء صفحہ 7)

سامعین! جہاں تک نبوّت کے بعد والی خلافت کے ذریعہ قیامِ توحید کا تعلق ہے۔ اِس میں بھی خلفاء نے توحید کے قیام اور اُس کے استحکام کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ تمام سابقہ انبیاء کے بعد کے خلفاء کو چھوڑتے ہوئے خلافتِ راشدہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی بات کرتے ہیں۔ اللہ تعالی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلفاء کے ذریعہ سے بت پرستی کو مٹا کر توحید کو قائم کرواتا رہا، جس طرح نبی توحید کا علمبردار ہوتا ہے اسی طرح خلفاءِ راشدین توحید کے علمبردار تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ“ کہ وہ توحید پر قائم ہوتے ہیں۔

سامعین! اکابر صحابہؓ کا ایک وفد، جس میں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ بھی شامل تھے، حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کچھ عرصہ کے لئے اُس لشکر کو روک لیں جس کو بھجوانے کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھجوانے کا ارشاد فرمار کھا تھا۔ جب بغاوت فرو ہو جائے تو پھر بے شک اسے بھیج دیا جائے، مگر اب اس کا بھیجنا خطرہ سے خالی نہیں۔ مدینہ کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں اور دشمن کا لشکر ہماری طرف بڑھتا چلا آرہا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے جلالی انداز میں فرمایا کہ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابو قحافہ کا بیٹا سب سے پہلا کام یہ کرے کہ جس لشکر کو روانہ کرنے کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اسے روک لے۔ مَیں اس لشکر کو کسی صورت میں روک نہیں سکتا۔ اگر تمام عرب باغی ہو گیا ہے تو بے شک ہو جائے اور اگر مدینہ کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں ہے تو بے شک نہ رہے۔ خدا کی قسم! اگر دشمن کی فوج مدینہ میں گھس آئے اور ہمارے سامنے مسلمان عورتوں کی لاشیں کُتے گھسیٹے پھریں، تب بھی مَیں اس لشکر کو نہیں روکوں گا جس کو روانہ کرنے کا حکم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صادر فرمایا ہے۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی صفحہ 51)

اگر تم دشمن کی فوج سے ڈرتے ہو، تو بے شک میرا ساتھ چھوڑ دو، مَیں اکیلا ہی مقابلہ کروں گا۔ حضرت ابو بکرؓ کا یہ عزم اور توکل ''یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا'' کا کتنا روشن ثبوت ہے۔

اسلامی تاریخ میں اختلافات کے متعلق بھی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے وہ لوگوں میں بڑا اختلاف دیکھیں گے۔ پس ایسے وقت میں میری وصیت تمہیں یہی ہے کہ تم میری سنت اور میرے بعد میں آنے والے خلفاء الراشدین کی جو ہدایت یافتہ ہوں گے، سنت کو اختیار کرنا۔ تم اس سنت کو مضبوطی سے پکڑ لینا اور جس طرح کسی چیز کو دانتوں سے پکڑ لیا جاتا ہے، اسی طرح اس سنت سے چمٹے رہنا اور کبھی اس راستہ کو نہ چھوڑنا جو میرا ہے یا میرے خلفاء الراشدین کا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 127)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حضرت ابو بکرؓ کو تم کیا سمجھتے ہو۔ وہ تو نبوت کا ایک نسخہ اجمالی ہے۔ ورق ثانی ہے نبوت کا۔ یعنی خلافت صدیقی تتمہ ہے نبوت کا۔ وہ تمام ارباب فضل اور ارباب شجاعت کا امام ہے۔ وہ نبیوں کے خمیر کا بقیہ ہے۔ (سر الخلافہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی کہ الٰہی! اسلام کو عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام (ابو جہل) کے ذریعہ عزت دے۔ (نہج البلاغہ لابن ابی الحدید) یہ دعا حضرت عمرؓ کے حق میں معجزانہ طور پر قبول ہوئی۔ آپؓ سخت مخالف تھے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے (نعوذ باللہ) قتل کے مشورہ میں شریک تھے، جہاں آپ قتل کے لیے مقرر ہوئے۔ لیکن آخر خدا تعالیٰ نے ان کو وہ جوش اسلام دیا کہ غیر مسلم بھی ان کی تعریف کرتے اور ان کا نام عزت سے لیتے ہیں۔ اور وہ عمر جو ایک وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے لیے نکلے تھے، دوسرے وقت اسلام کے شہید ہوئے۔''

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 180)

آج اِن مقدّس وجودوں کے طفیل سے مکہ اور مدینہ میں ایسا کڑا نظام ہے کہ عبادات کے دوران کوئی شخص مزار کو سجدہ نہیں کر سکتا۔ چوم نہیں سکتا حتّٰی کہ جنتُ البقیع میں موجود قبروں کے نام ونشان کو مٹا دیا گیا ہے

تا کوئی کسی وقت کسی کی پوجا نہ کر پائے۔ عبد اللہ بن سبا جیسے لوگوں نے اپنی پوری قوت کے ساتھ اسلام کو نقصان پہنچانا چاہا اور اِن جیسے دشمنانِ اسلام نے تین خلفاء کو شہید بھی کر دیا مگر توحید باری تعالیٰ کو کوئی گزند نہ پہنچا سکا۔

سامعین! آج دَورِ آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد توحید کو قائم کرنے اور مستحکم بنیادوں پر اُستوار کرنے کے مشن کو آپ علیہ السلام کے خلفاء نے خوب آگے بڑھایا اور مسلسل بڑھاتے چلے جا رہے ہیں۔ دراصل نبوت کے قیام کا خاصہ ہی توحید کا قیام ہے جس کے ذریعہ سے دنیا کے سارے لوگ وحدت کی ایک لڑی میں پروئے جاتے ہیں اور روحانی ترقیات کی راہوں پر چلنے کے قابل ہوتے ہیں۔ نبوت کے اس فیضان کو خلفائے احمدیت جاری رکھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃُ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے 17/ جنوری 1902ء کو درس القرآن کے دوران احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

’’اللہ جلَّ شانُہٗ کی سچی فرمانبرداری اختیار کرو۔ اس کی اطاعت کرو۔ اس سے محبت کرو۔ اس کے آگے تذلّل کرو۔ اس کی عبادت کرو اور اللہ کے مقابل کوئی غیر تمہارا مطاع، محبوب، مطلوب، امیدوں کا مرجَع نہ ہو۔ اللہ کے مقابل تمہارے لئے کوئی دوسرا نہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تمہیں ایک طرف بلاتا ہو اور کوئی اور چیز خواہ وہ تمہارے نفسانی ارادے اور جذبات ہوں یا قوم اور برادری، سوسائٹی کے اصول اور دستور ہوں، سلاطین ہوں، امراء ہوں، ضرورتیں ہوں، غرض کچھ ہی کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابل تم پر اثر انداز نہ ہوسکے۔ پس خدا تعالیٰ کی اطاعت، عبادت، فرمانبرداری، تذلّل اور اس کی حُبّ کے سامنے کوئی اور شے محبوب، مقصود، مطلوب اور مطاع نہ ہو۔‘‘

(روزنامہ الفضل ربوہ 25/ جولائی 1993ء)

حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جلسہ سالانہ پر 28/ دسمبر 1914ء کو اپنی تقریر میں بڑی تحدّی کے ساتھ جماعت کو توحیدِ الٰہی پر قائم رہنے اور شرک سے کلیۃً اجتناب رہنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

’’مَیں تمہیں بڑے زور سے بتلاتا ہوں کہ دنیا میں لوگ خدا تعالیٰ سے غافل ہو گئے ہیں۔ حالانکہ اس سے بڑھ کر خوبصورت، اس سے بڑھ کر محبت کرنے والا، اس سے بڑھ کر پیارا اَور کوئی نہیں ہے۔ تم لوگ اگر

پیار کرو تو اس سے کرو، محبت لگاؤ تو اس سے لگاؤ، ڈرو تو اس سے ڈرو، خوف کرو تو اس سے کرو۔ اگر وہ تمہیں حاصل ہو جائے تو پھر تمہیں کسی چیز کی پروا نہیں رہ جاتی اور کوئی روک تمہارے سامنے نہیں ٹھہر سکتی۔"

(برکات خلافت صفحہ 110)

پھر خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا ذکر کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"صرف ایک ہی اللہ ہے۔ اگر کوئی سمجھے کہ اس کو چھوڑ کر اَور کسی کو تلاش کر لوں گا تو ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ ایک ہی ہے، دو نہیں، چار نہیں اور ہزاروں لاکھوں نہیں۔ جب ایک ہی اللہ ہے تو اس کو چھوڑ کر کہاں جاؤ گے؟"

(برکات خلافت صفحہ 111)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"یہ ایک دھوکا ہے کہ سلسلۂ خلافت سے شرک پھیلتا ہے اور گدیوں کے قائم ہونے کا خطرہ ہے کیونکہ آج سے تیرہ سو سال پہلے خدا تعالیٰ نے خود اس خیال کو ردّ فرما دیا ہے کیونکہ خلفاء کی نسبت فرماتا ہے۔ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡـًٔا۔ (النور:56) خلفاء میری ہی عبادت کیا کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں قرار دیں گے۔ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ ایک زمانہ میں خلافت پر یہ اعتراض کیا جائے گا کہ اس سے شرک کا اندیشہ ہے اور غیر مامور کی اطاعت جائز نہیں۔ پس خدا تعالیٰ نے آیتِ استخلاف میں ہی اس کا جواب دے دیا کہ خلافت شرک پھیلانے والی نہیں بلکہ اِسے مٹانے والی ہو گی اور خلیفہ مشرک نہیں بلکہ موحّد ہوں گے ورنہ آیتِ استخلاف میں شرک کے ذکر کا کوئی موقع نہ تھا۔"

(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 13-14)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دَورِ مبارک میں شرکِ خفی یعنی بدعات و رسومات سے بچنے کی طرف جماعت کو بار بار توجہ دلائی اور عملاً اِس کے خلاف جہاد کا اعلان فرمایا۔ چنانچہ آپؒ عورتوں سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

"مَیں بڑی تاکید کے ساتھ آپ میں سے ہر ایک کو کہتا ہوں کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے تعلیمی لحاظ سے قرآن کریم کے اِس اعلان کے ذریعہ اِن رسوم کو یک قلم مٹا دیا ہے آپ اپنے گھروں سے اور اپنی

زندگیوں سے اِن رسومات کو اور بدعات کو یکسر اور یک قلم مٹادیں اور دنیا اور دنیاداروں کی پرواہ نہ کریں اور اپنے رب کی رضا کی پرواہ کریں۔"

(المصابیح صفحہ 32)

پھر آپؒ توحید کے قیام کے بارہ میں فرماتے ہیں:

"جماعت میں یہ احساس زندہ اور بیدار رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرما کے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قیام سے توحید خالص کے قیام اور غلبۂ اسلام کی ایک عظیم مہم جاری کی ہے اور اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ اس زمانہ میں اسلام کو تمام ادیانِ باطلہ پر غالب کرے گا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوئے تلے دنیا کی ہر قوم کی گردن کو لے آئے گا۔"

(خطبات ناصر جلد اوّل صفحہ 913)

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ فرمایا کہ میری بعثت کی اصل غرض یہ ہے کہ توحید باری تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو دنیا میں قائم کروں تو آپ نے دوسرے الفاظ میں یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے ایک ایسی جماعت دی جائے گی جو توحید پر قائم ہو گی اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو جاننے اور پہچاننے والی ہو گی اور اس عزت کے لیے ساری ذلتیں قبول کرنے کے لیے تیار ہو گی۔"

(خطبات ناصر جلد دوم صفحہ 876)

سامعین! حضرت خلیفۃُ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ جب مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے قیام کا مدعا ان الفاظ میں بیان فرمایا:

"خلافت کے قیام کا مدّعا توحید کا قیام ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے اٹل۔ ایسا کہ جو کبھی ٹل نہیں سکتا۔ زائل نہیں ہو سکتا۔ اس میں کوئی تبدیلی کبھی نہیں آئے گی...... خلافت کا انعام یعنی آخری پھل تمہیں یہ عطا کیا گیا ہے کہ میری عبادت کرو گے۔ میرا کوئی شریک نہیں ٹھہراؤ گے۔ کامل توحید کے ساتھ میری

عبادت کرتے چلے جاؤ گے اور میری حمد و ثنا کے گیت گایا کرو گے۔ یہ وہ آخری جنت کا وعدہ ہے جو جماعت احمدیہ سے کیا گیا ہے۔"

(الفضل 22 جون 1982ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"مَیں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ نے جب توحید کا پیغام دنیا میں پہنچایا ہے تو یاد رکھیں کہ اس راہ میں تکلیفیں دی جائیں گی.... مَیں جانتا ہوں کہ اس زمانے میں توحید کے لئے جتنی جماعت احمدیہ نے قربانیاں دکھائی ہیں دنیا کے پردے پر توحید کے لئے دی جانے والی ساری قربانیاں ایک طرف کر دیں تو اس کے مقابلہ پر ان کی کوئی اہمیت نہیں۔ اس زمانے میں توحید کے نام پر سوائے احمدیت کے کسی کو سزا نہیں دی جا رہی.... خدا کی قسم! آج آپ ہی تو ہیں جو توحید کے لئے ایسی قربانیاں پیش کر رہے ہیں.... پس ہم توحید کے محض دعویدار نہیں ہیں، ہم توحید کو اپنے اعمال میں جاری کر چکے ہیں۔ آج ایک ہم ہی تو ہیں جو توحید کے نام پر ہر قسم کے ابتلا میں مبتلا کئے گئے اور ہر ابتلا سے ثابت قدم باہر نکلے ہیں۔ اسی کا نام قدمِ صدق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ جماعت احمدیہ کو قدم صدق عطا فرماتا رہے۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ 20/ نومبر 1993ء)

سامعین! خلافتِ خامسہ کے دَور کے بابرکت ہونے اور توحیدِ الٰہی کے قیام اور استحکام کے لئے دیگر بشارات کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی پیشخبریاں موجود تھیں جس کے پیشِ نظر آپ کا دَور توحیدِ الٰہی کے ظاہری و خفی قیام کے لئے بہت مبارک ثابت ہوا۔ جہاں جماعت کے اندر احباب وخواتین، بچوں بوڑھوں اور نوجوانوں کا رجحان عبادات، عشقِ الٰہی و قربِ الٰہی کی طرف بڑھا وہاں عالمی سطح پر کانفرنسز اور خطوط نیز ایم ٹی اے کے ذریعہ بڑے بڑے بادشاہوں، لیڈروں کو توحید کا پیغام ملا۔ ابھی چند دن کی بات ہے کہ ایک خاتون کو برطانیہ میں احمدی ہونے کی توفیق ملی جس کی وجہ سے اُسے اپنے بہن بھائیوں اور عزیز و اقارب کی وجہ سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک دن اِس کی بڑی بہن نے اپنی احمدی ہونے والی بہن سے کہا کہ اچھا! تم احمدی تو ہو گئی ہو۔ مَیں تمہیں ایک بزرگ کی ویڈیو بھجواتی ہوں وہ بڑی اچھی باتیں کرتا ہے۔ بات مختصر مگر جامع ہوتی ہے۔ اگر تم نے اپنا مذہب تبدیل کرنا ہی ہے تو اِس بزرگ کو

جوائن کر لو۔ جب بڑی بہن نے وہ ویڈیو بھجوائی تو وہ امیر المؤمنین کی تھی جس پر چھوٹی بہن نے کہا کہ یہی تو وہ بزرگ ہیں جن کی مَیں نے بیعت کی ہے۔ تو یوں توحید کا پیغام دنیا بھر میں پھیل رہا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھ لیا اس نے خدا تعالیٰ کو سمجھ لیا اور جس نے خدا تعالیٰ کو سمجھ لیا اس نے سب کچھ ہی سمجھ لیا کیونکہ شرک ہی تمام بدیوں، غفلتوں اور گناہوں کی جڑ ہے اور توحید پر قائم ہونے کے بعد انسان میں اعلیٰ اخلاق، علم، عرفان، تمدن، سیاست، دوسرے فنون میں کمال، سب ہی کچھ آ جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نور ایک تریاق ہے جس میں تمام امراض کا علاج ہے۔ پس ہمارا ماٹو جو خود بخود خدا تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔ باقی تفصیلات ہیں جو نصیحت کے طور پر کام آسکتی ہیں۔ اس زمانے میں چونکہ دجال اپنی تمام طاقت کے ساتھ دنیا میں رونما ہوا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ میں دنیا کو دین پر مقدم رکھوں گا۔ یہ دجال کا مقصد ہے کہ دنیا کو دین پر مقدم کرنا ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اس کے مقابل پر ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا نعرہ لگائیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی شرائط بیعت میں یہ فقرہ شامل فرمایا ہے جس کا مطلب یہی ہے کہ اپنے اوپر ہم دین کی تعلیم لاگو رکھیں گے اور ہر مخالف کے اعتراض کے مقابل پر اسلام کا خوبصورت چہرہ دکھائیں گے اور یہ سب اس لئے کہ ہم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کو دنیا میں قائم کرنے والے بنیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9 مئی 2014ء)

فرمایا:

”خدا کی حقیقی صفات کا ادراک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احمدیوں میں پیدا کیا ہے۔ دوسرے اس تک پہنچ ہی نہیں سکتے۔ دوسرے مسلمان آج کل باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے، اللہ تعالیٰ کی صفات کا حقیقی ادراک نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کو عزیز ماننے کے باوجود، سب قدرتوں کا مالک ماننے کے باوجود بعض ایسے نظریات رکھتے ہیں جن سے لاشعوری طور پر خدا کے شرک کا اظہار ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر بیٹھنا سمجھنا۔ ابھی بہت بڑا طبقہ اس نظریے پر قائم ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظاہری طور پر پرندے پیدا کرنا۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ انسان یا جو

بھی اس کے مقابلے پر شریک کھڑے کئے جائیں ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، کجا یہ کہ تم کہتے ہو کہ فلاں انسان نے زندہ پرندے بنا کر پیدا کر دیئے... تو یہ حال ہے ہمارے بعض علماء کا جن کے پیچھے چل کر بعض معصوم لوگ اپنے ایمان کو بھی خراب کرتے ہیں۔ پس احمدی کو اس واحد خدا کی طرف ہمیشہ جھکنا چاہئے جو سب طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے۔ کوئی نہیں جو اس کی طاقتوں کا مقابلہ کر سکے اور یہی خدا کی بادشاہت دلوں میں پیدا کرنے کا طریق ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 نومبر 2007ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد نیکی اور تقویٰ اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا ادراک اپنے اندر پیدا کرنا، اس کے قیام کے لئے عملی تصویر بننا اور دنیا میں بھی اس کو قائم کرنا ہے۔ اُس خدا کی بادشاہت دنیا میں قائم کرنا ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ اس کی بے شمار مخلوق اس زمین میں ہی ہے اور یہ زمین کائنات کا اتنا معمولی حصہ ہے کہ اس کی حیثیت ایک نقطے سے زیادہ نہیں ہے۔ پس ہم جو انسان کہلاتے ہیں اور بعض بڑے فخر اور تکبر سے زمین پر چل رہے ہوتے ہیں، ان کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اُس نے اِس بے حیثیتی کے باوجود ہمیں اشرف المخلوقات ہونے کا مقام دیا ہے اور ہمارے سپرد بعض کام کئے ہیں اور ہماری پیدائش کی ایک غرض یہ بتائی ہے کہ اس کا ہم نے عابد بننا ہے۔ لیکن دنیا کی اکثریت اس غرض پر غور کرنے کے لئے تیار نہیں کیونکہ دنیا کی لہو ولعب نے، اس کھیل کود نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ شیطان نے اسے اپنے جال میں پھنسا لیا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پر ایمان لانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہیں، وہ اس غرض کو یاد رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو تمام قدرتوں کا مالک ہے، غالب ہے، جس نے زمین و آسمان پیدا کیا ہے، خالق ہے، بے شمار قسم کی مخلوق اِس زمین پر اُس نے پیدا کر دی ہے۔ اُس کو اس زمین پر اپنی عبادت کروانے اور اپنی بادشاہت کے قیام کے لئے کسی انسان کی مدد کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن اس نے اپنے بندوں کو عقل و شعور دے کر اس طرف توجہ دلائی کہ مَیں نے تمہیں اس عقل و شعور کے ساتھ یہ آزادی بھی دے دی ہے کہ میرے انبیاء جو تعلیم میری طرف سے لے کر آئیں ان پر ایمان لاؤ یا انکار کر دو۔ یہ

تمہاری آزادی ہے۔ اگر عقل اور علم کا صحیح استعمال کروگے تو ایمان لانے والے اور اس تعلیم پر عمل کرنے والے ہوگے۔ تو پھر مَیں تمہیں ان لوگوں میں شمار کروں گا جو میری بادشاہت کے قائم کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں۔ جو انکار کریں گے ان کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جو شیطان کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ پس فرماتا ہے کہ میرے بندے اور مجھے معبود سمجھنے والے وہی لوگ ہیں جو میری تعلیم اور میرے احکامات پر عمل کرنے والے ہیں۔ وہ احکامات جو مَیں نے انبیاء کے ذریعہ سے نازل فرمائے اور جن کی انتہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری شرعی کتاب قرآن کریم کی صورت میں ہوئی۔ اب کوئی احکامات لانے والا نہیں مگر وہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے۔ پس اس تعلیم کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں بھیجا تا کہ دنیا کو معبود حقیقی کی پہچان کروائیں۔ خدا میں اور اس کی مخلوق میں جو دُوری پیدا ہو گئی ہے، جو فاصلے بڑھ گئے ہیں اور بڑھتے چلے جارہے ہیں، ان کو ختم کر کے اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان حقیقی تعلق قائم کریں۔ اب ہم میں سے ہر ایک کا یہی کام ہے کہ اس مشن کو آگے بڑھائے تبھی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنے والے کہلا سکیں گے۔ تبھی ہم خدا تعالیٰ کی بادشاہت کو دنیا میں قائم کرنے کی کوشش کرنے والوں میں شمار ہو سکیں گے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 نومبر 2007ء)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو توحیدِ باری تعالیٰ کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مؤمنوں کے امتحان ہوئے سو خبردار رہو! ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔ جب کبھی تم اپنا نقصان کروگے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا۔ سو تم اس کو مت چھوڑو اور ضرور ہے کہ تم دُکھ دیئے جاؤ اور اپنی کئی اُمیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ، سو اِن صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اُس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں؟ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور

پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ دیکھو! مَیں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے۔ اگرچہ سب اُسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اس شخص کو چن لیتا ہے جو اس کو چنتا ہے وہ اس کے پاس آجاتا ہے، جو اس کے پاس جاتا ہے، جو اس کو عزت دیتا ہے وہ بھی اس کو عزت دیتا ہے۔ تم اپنے دلوں کو سیدھے کر کے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کر کے اس کی طرف آجاؤ کہ وہ تمہیں قبول کرے گا۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کے حقوق ادا کرتے ہوئے اِس مبارک نظام سے مُنسلک اور وابستہ رہنے کی توفیق دیتا رہے تا توحیدِ باری تعالیٰ کا عَلَم بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے۔ آمین

خلافت سے زندہ دلوں میں خدا
خلافت غریبوں کا ہے آسرا
نہ کیوں جان و دل سے ہوں اِس پر فدا
اِسی کے ہے دم سے ہماری بقا



﴿6﴾ ﴿مشاہدات۔828﴾

خلافت کے ذریعہ وحدتِ قومی

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(ال عمران:105)

یعنی چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو۔ وہ بھلائی کی طرف بلاتے رہیں اور اچھی باتوں کی تعلیم دیں اور بری باتوں سے روکیں۔ اور یہی ہیں وہ جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے ''خلافت کے ذریعہ وحدتِ قومی''

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ثُمَّ تَكُونَ الخِلَافَةُ عَلىٰ مِنهَاجِ النُبُوَّةِ (مشکوٰۃ) کے مطابق ''خلافت علیٰ منہاج النبوۃ'' کا جو سنہری دَورِ شروع ہوا۔ حضورؑ نے عالَمِ اسلام کو اِس کی یہ عظیم الشان بشارت دی کہ اسلام میں یہ سلسلہ خلافت دائمی ہے جو قیامت تک رہے گا۔ ان شاء اللہ۔ اور یہ بھی خوشخبری دی کہ ''وحدت قومی'' صرف اور صرف خلافت کے ذریعہ ہی ممکن ہو سکتی ہے۔ اس کا ایک نظارہ قرونِ اولیٰ میں دنیا نے دیکھا جب فتوحات کے ذریعہ دنیا میں نہ صرف اسلام کا پرچم لہرایا گیا بلکہ مسلمان ایک قوم اور اُمّتِ واحدہ کی حیثیت سے جانے اور پہنچانے جانے لگے تھے۔ اب جو خلافتِ راشدہ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے دوبارہ دَور شروع ہوا ہے اس کے ذریعے 220 سے زائد ممالک میں ایک ہی پیشوا کے ماتحت اُمّتِ واحدہ کا نمونہ دنیا میں دیکھا جا سکتا ہے اور ان شاء اللہ وہ دن دُور نہیں کہ سیاسی طور پر بھی ہم یہ نظارے دیکھیں گے کہ دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ بھی خلافتِ احمدیہ میں داخل ہو کر اِس وحدت کا عملی نمونہ دنیا کو دکھائیں گے، جس کے نظارے حضرت مسیح موعودؑ نے عالَمِ رؤیا میں دیکھے تھے۔

سامعین! اب مَیں آپ کے سامنے وحدتِ قومی اور اس کے فوائد قرآن کریم، احادیثِ نبویہ، اقوالِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے خلفاء کے رو سے پیش کرتا ہوں۔ سب سے پہلے قرآنِ کریم کو لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے:

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِنْ نَجْوٰهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ اَجْراً عَظِيْماً (النساء:115)

یعنی اِن لوگوں (کے مشوروں) کو مستثنیٰ کر کے جو صدقہ یا نیک بات یا لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے کا حکم دیتے ہیں، اُن کے بہت سے مشوروں میں کوئی بھلائی نہیں (ہوتی) اور جو شخص اللہ کی رضاجوئی کے لئے ایسا کرے (یعنی نیک مشورے کرے)، ہم اُسے (جلد ہی بہت) بڑا اجر دیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَا مُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (آل عمران:105)

کہ تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جس کا کام صرف یہ ہو کہ وہ (لوگوں کو) نیکی کی طرف بلائے اور نیک باتوں کی تعلیم دے اور بدی سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

اِن ہر دو آیات میں قومیت اور اجتماعیت کا مضمون ملتا ہے جو صرف اور صرف خلافت ہی کے ذریعہ ممکن ہے۔ احادیث نبویہؐ کو لیں تو سب سے پہلے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس ارشاد کو لیتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا:

”جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے کسی راستے پر چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دے گا اور (جب بھی قوم کے) لوگ اللہ تعالیٰ کے کسی گھر میں کتاب اللہ کی تلاوت اور اُس کی درس وتدریس کے لئے جمع ہوتے ہیں (تو) اُن پر (ضرور) سکینت نازل ہوتی ہے اور رحمت اُن کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان (فرشتوں) میں کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں“

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سالاری میں آپؐ کے ذریعہ قیامِ توحید اور وحدتِ قومی کی دلربا اور سحر آفرین داستان غارِ حرا سے لے کر غارِ ثور تک، مسجدِ حرام سے مسجدِ نبوی تک، شِعبِ ابی طالب سے حنین کے میدانوں تک، جنگِ بدر سے جنگِ تبوک تک اور ازواجِ مطہرات کے حجروں سے لے کر شاہانِ عالَم کے درباروں تک پھیلی ہوئی ہے اور اِس کا حرف بہ حرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کو سلام کرتے ہوئے گزرتا ہے۔

خلافت چونکہ نبوت کا تتمہ ہوتی ہے اس لیے اس نے وہی کام کرنے ہوتے ہیں جو نبی نے اپنی زندگی میں شروع کئے ہیں۔ ان کاموں میں سب سے نمایاں کام وحدتِ قومی کا قیام ہے۔ تمام انبیاء نے وحدتِ قومی کی ہی تعلیم دی۔

اجتماعی زندگی جو فطرتِ انسانی کا تقاضا ہے، اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسلام جو ایک فطری مذہب ہے، اس کے مقرر کردہ تمام احکام اور عبادتیں، اپنے اندر اجتماعیت اور وحدت کی روح کو لیے ہوئے ہیں۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ، اسلام کی مقرر کردہ عبادات کا تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہر محلہ کے لوگ اپنی اپنی محلہ کی مسجدوں میں پانچ وقت جمع ہوں اور پھر حکم دیا کہ تمام شہر کے لوگ ساتویں دن شہر کی جامع مسجد میں جمع ہوں۔ یعنی ایسی وسیع مسجد میں جس میں سب کی گنجائش ہو سکے اور پھر حکم دیا کہ سال کے بعد عید گاہ میں تمام شہر کے لوگ اور نیز گرد و نواح کے دیہات کے لوگ ایک جگہ جمع اور پھر حکم دیا کہ عمر بھر میں ایک دفعہ تمام دنیا ایک جگہ جمع، یعنی مکہ معظمہ میں۔ سو جیسے خدا نے آہستہ آہستہ امت کے اجتماع کو حج کے موقع پر کمال تک پہنچا دیا اور چھوٹے چھوٹے موقعے اجتماع کے مقرر کئے اور بعد میں تمام دنیا کو ایک جگہ جمع ہونے کا موقع دیا۔ سو یہی سُنَّتُ اللہ الہامی کتابوں میں ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ نے یہی چاہا کہ وہ آہستہ آہستہ نوع انسان کی وحدت کا دائرہ کمال تک پہنچا دے۔ اوّل تھوڑے تھوڑے ملکوں کے حصوں میں وحدت پیدا کرے اور پھر آخر میں حج کے اجتماع کی طرح سب کو ایک جگہ جمع کر دیوے“

(چشمہ معرفت صفحہ 138-139)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد اپنے دور خلافت کے پہلے جلسہ سالانہ کے موقع پر مورخہ 26 دسمبر 1908ء کو جو پُر معارف خطاب فرمایا تھا، اس کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں:

”حقیقی بات یہی ہے کہ ضرورت ہے اجتماع کی اور شیرازہ اجتماع قائم رہ سکتا ہے ایک امام کے ذریعے اور پھر یہ اجتماع کسی ایک خاص وقت میں کافی نہیں۔ مثلاً صبح کو امام کے پیچھے اکٹھے ہوئے تو کیا کہہ سکتے ہیں کہ اب ظہر کو کیا ضرورت ہے، عصر کو کیا، پھر شام کو کیا، پھر عشاء کو کیا۔ پھر ہر جمعہ کو اکٹھے ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر عید کے دن کیا ضرورت ہے، پھر حج کیا ضرورت ہے؟ اسی طرح ایک وقت کی روٹی کھالی تو پھر دوپہر کے وقت کیا ضرورت ہے۔ جب ان باتوں میں تکرار کی ضرورت ہے تو اس اجتماع میں بھی یہی تکرار ضروری ہے۔ یہ میں اس لیے بیان کرتا ہوں تا تم سمجھو کہ ہمارے امام چلے گئے تو پھر بھی ہم میں اسی وحدت، اتفاق، اجتماع اور پر جوش روح کی ضرورت ہے“

(بدر، 7 جنوری 1909ء، صفحہ 4-5)

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں مبعوث ہوئے اور آپ علیہ السلام ہی اس وقت اتحاد امت کا مرکزی نقطہ، وحدتِ انسانی کا مرکزی محور اور موعود اقوامِ عالم ہیں۔ آج حضرت مسیح موعودؑ کی نمائندگی میں قوم کو ایک نقطہ پر جمع کرنے کا یہ عظیم کام خلافتِ احمدیہ سرانجام دے رہی ہے۔ آج رُوئے زمین پر صرف خلافتِ احمدیہ ہی ہے جس کی روحانی حکومت مشرق و مغرب اور شمال و جنوب پر سایہ فگن ہے اور اس کی روحانی حکومت کا جھنڈا دو سو بیس سے زائد ملکوں میں لہرا رہا ہے۔ یہ صرف اور صرف خلافتِ احمدیہ ہے جو اتحادِ اُمت کی ضامن ہے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ ہر ابتلاء جماعت کے لئے مزید استحکام اور ترقی کی نوید بن کر آیا۔ یہ سب کچھ محض اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے قائم ہونے والی اس جماعت کے سر پر خلافتِ احمدیہ کا سایہ ہے۔ ہر مشکل گھڑی میں خلیفۂ وقت کا وجود ہمارے لیے ایک سائبان کی حیثیت رکھتا ہے اور ہم سب کو متحد رکھتا ہے اور وحدت، قومی اتحاد اور جماعتی ترقی کے نظارے ہمارا مقدر بنتے چلے جاتے ہیں۔ جماعت احمدیہ دنیا میں ایک واحد جماعت ہے جو اپنے خلیفہ کے ہاتھ پر متّحد اور منظّم ہے وہ خلیفہ جس کو خدا نے منتخب کیا ہوتا

ہے۔ اسے خود منتخب کرنے والا خدا ہر گام پر اُس کا مددگار ہوتا ہے اور اُس کے وجود کی برکت سے ساری جماعت متحد رہتی ہے۔ ہمارے پیارے آقا کی نظر جس طرف بھی اٹھتی ہے یا وہ کوئی تحریک فرماتے ہیں ساری جماعت اُس پر ایک ساتھ لبیک کہتی ہے اور اِسی وحدت میں جماعت احمدیہ کی عظمت اور ترقی کا راز مضمر ہے۔ اس اتحاد اور وحدت کی برکت سے غیر معمولی قوت اور شوکت نصیب ہوتی ہے۔

سامعین! جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق مسلمانوں کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق کا مصداق بن جائیں تو اُن سے اتحادِ اُمّت کی توقع کرنا ایک امرِ محال ہے۔ کیونکہ دلوں کو جوڑنا، اُن میں باہمی اُلفت و محبت پیدا کرنا اور پھر پوری اُمّت میں وحدت اور اتحاد پیدا کرنا خدا تعالیٰ کے مامور و مُرسل ہی کیا کرتے ہیں اور اسی کے لیے خدا تعالیٰ نے چودھویں صدی کے سر پر اپنے خلیفۃ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صورت میں بھیجا اور اس خاتم الخلفاء کو یہ حکم دیا کہ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں دینِ واحد پر جمع کرو۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس تعلق سے فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا، اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لیے مَیں دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔“

(الوصیّت)

آپؑ نے لکھا کہ خدا تعالیٰ کا مجھ سے وعدہ ہے کہ

”وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد“

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304)

یعنی جماعت کی ترقی اور عالمگیر وسعت اور وحدت کا سلسلہ آپؑ کی وفات کے بعد بھی جاری رہے گا۔

سامعین! یہ سوچنے کی بات ہے کہ کیا وجہ ہے کہ عالَمِ اسلام میں اسلام کے نام پر کئی تحریکات شروع ہوتی ہیں لیکن بجائے اس کے کہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت اور تائید حاصل کریں خدا کے قہر کا موجب بنتی ہیں۔ مسلمان دن بدن کسمپرسی کی حالت میں جا رہے ہیں۔ ان کے قول اور فعل میں فرق ہے اسی لیے خدا کی

رحمت جوش میں نہیں آرہی۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ واضح طور پر قرآن میں سورۃ النور آیت 56 میں بیان فرمایا ہے کہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ یعنی تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی واضح پیش گوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانے میں میرا ہی ایک روحانی فرزند مبعوث ہوگا یعنی مسیح موعودؑ و مہدی معہود جس کے ذریعہ سے اسلام کی نشأۃِ ثانیہ ہوگی اور پھر اس کی وفات کے بعد خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی جو قیامت تک جاری رہے گی اور مومنین کو متحد رکھنے اور ان میں اجتماعیت کی روح قائم رکھنے کی ضامن ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ خلافت سے انکار کی وجہ سے دوسرے مسلمان زبوں حالی کا شکار ہیں ان کو ایک ہاتھ پر متحد کرنے والا کوئی نہیں۔ یہ خلافت کی ہی برکت ہے کہ جس نے جماعت میں شیرازہ بندی اور وحدت کو قائم رکھا ہوا ہے۔ جبکہ خلافت سے الگ ہونے والے گروہ کا اب نام ونشان ملنا مشکل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے ایک موقع پر فرمایا:

”یہی تمہارے لئے بابرکت راہ ہے تم اس حبل اللہ کو اب مضبوط پکڑ لو۔ یہ محض خدا ہی کی رسی ہے جس نے تمہارے متفرق افراد کو اکٹھا کر دیا ہے۔ پس اسے مضبوط پکڑے رکھو۔“

(بدر یکم فروری 1912ء)

پھر آپؓ فرماتے ہیں:

”تم شکر کرو کہ ایک شخص کے ذریعہ تمہاری جماعت کا شیرازہ قائم ہے، اتفاق بڑی نعمت ہے اور یہ مشکل سے حاصل ہوتا ہے، یہ خدا کا فضل ہے کہ تم کو ایسا شخص دے دیا جو شیرازہ وحدت قائم رکھے جاتا ہے۔“

(بدر 24ء اگست 1911ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خلافت سے وابستگی اور جماعتی اتحاد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا:

”خدا چاہتا ہے کہ جماعت کا اتحاد میرے ہی ہاتھ پہ ہو اور خدا کے اس ارادہ کو اب کوئی نہیں روک سکتا۔ کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ان کے لئے (یعنی غیر مبائعین کے لئے) صرف دو ہی راہ کھلے ہیں یا تو وہ میری بیعت کر کے جماعت میں تفرقہ کرنے سے باز رہیں یا اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑ کر اس پاک باغ کو جسے پاک لوگوں نے اپنے خون کے آنسوؤں سے سینچا ہے اکھاڑ کر پھینک دیں۔ جو کچھ ہو چکا، ہو چکا۔ مگر اب اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت کا اتحاد ایک ہی طریق سے ہو سکتا ہے کہ جسے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے ورنہ ہر ایک شخص جو اس کے خلاف چلے گا تفرقہ کا باعث ہو گا۔“

(الفضل 18 فروری 1958ء، تقریر لاہور)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1973ء کے دورہ جرمنی میں ٹیلیویژن کے نمائندوں کو انٹرویو دیتے ہوئے اس انقلاب کا بھی ذکر فرمایا جس میں جرمن قوم کے لیے ایک خوشخبری بھی تھی، آپؒ نے فرمایا:

”آئندہ پچاس سال تک ان شاء اللہ جرمن قوم احمدیت کو قبول کرلے گی۔ اسلامی نقطہ نگاہ اور سائینسی ترقی میں باہم کوئی تضاد نہیں۔ اس لئے ہمیں یقین ہے کہ ایک نہ ایک دن اسلام ضرور یورپ میں پھیل کر رہے گا۔ آئندہ زمانہ میں اگر آپ نہیں تو آپ کے بچے ضرور (احمدیت) قبول کریں گے۔ مَیں نے عرصہ ہوا خواب میں دیکھا کہ جرمن قوم کے دلوں پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ قوم بالآخر ضرور احمدی ہو گی“

(الفضل ربوہ، 27/ستمبر 1973ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

”یاد رکھیں کہ آپ کی وحدت خلافت سے وابستہ ہے اور اُمّتِ واحدہ بنانے کا کام خلافتِ احمدیہ کے سپرد ہے اَور کسی کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ مَیں خدا کی قسم کھا کر اِس مسجد میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو اُمّتِ واحدہ بنانے کا کام خدا تعالیٰ نے اس دَور میں خلافتِ احمدیہ کے سپرد کر دیا ہے۔ جو اس سے تعلق کاٹے گا وہ اُمّتِ واحدہ سے اپنا تعلق کاٹے گا اور اس کی کوئی کوشش خواہ نیکی کے نام پر ہی ہو کبھی کامیاب نہیں ہو گی۔“ (خطبہ جمعہ فرمودہ 16 جولائی 1993ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”واضح ہو کہ اب اللہ کی رسّی حضرت مسیح موعودؑ کا وجود ہی ہے۔ آپؑ کی تعلیم پر عمل کرنا ہے اور پھر خلافت سے چمٹے رہنا بھی تمہیں مضبوط کرتا چلا جائے گا۔ خلافت تمہاری اکائی ہوگی اور خلافت تمہاری مضبوطی ہوگی۔ خلافت تمہیں حضرت مسیح موعودؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے جوڑنے والی ہوگی۔ پس اس رسّی کو بھی مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ ورنہ جو نہیں پکڑے گا وہ بکھر جائے گا۔ نہ صرف خود برباد ہوگا بلکہ اپنی نسلوں کی بربادی کے سامان بھی کر رہا ہوگا... آج ہر احمدی کو حبل اللہ کا صحیح ادراک اور فہم حاصل کرنے کی طرف توجّہ دینے کی ضرورت ہے۔ صحابہ کی طرح قربانیوں کے معیار قائم کرنا حبل اللہ کو پکڑنا ہے۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنا حبل اللہ کو پکڑنا ہے۔ قرآن کریم کے تمام حکموں پر عمل کرنا حبل اللہ کو پکڑنا ہے۔ اگر فردِ جماعت اس گہرائی میں جا کر حبل اللہ کے مضمون کو سمجھنے لگے تو وہ حقیقت میں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے ہوئے ایک جنّت نظیر معاشرہ کی بنیاد ڈال رہا ہوگا۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26 اگست 2005ء)

سامعین! جماعت احمدیہ میں خلافت کی سرپرستی میں اطاعت اور قومی وحدت کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔ یہاں پر خاکسار دو مثالیں بیان کرنا چاہے گا۔

انتخاب خلافت خامسہ کے موقع پر اپنے آقا کے حکم کی فوری تعمیل کا واقعہ کسے بھولا ہوگا، جب حضور انور نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد مسجد فضل میں موجود احباب سے فرمایا: ”**بیٹھ جائیں**“ تو گریسن ہال روڈ اور میلروز روڈ پر ہزاروں احمدی جو کھڑے تھے فوراً اور آناً فاناً ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بیٹھ گئے اور اطاعت کا یہ چند لمحوں پر مشتمل تاریخی نظارہ ایم ٹی اے پر ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گیا۔

دوسرا نظارا ہم عالمی بیعت کے موقع پر دیکھتے ہیں کہ خلیفۂ وقت کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے احباب اور ان کے پیچھے ہزاروں کی تعداد میں ایک دوسرے کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے خلیفۂ وقت کے پیچھے بیعت کے الفاظ دہراتے ہیں اور آنسوؤں سے لبریز آنکھیں اور کانپتے ہونٹ دل میں یہ دعا بھی کر رہے ہوتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں ان الفاظ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔

ایک نظارہ ہمیں مؤرخہ 22 اگست 2021ء کو PST آرینا سے ملحقہ فٹ بال گراؤنڈ میں اُس وقت دیکھنے کو ملا جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 1500 سے زائد خدام کے سامنے بڑی سکرین پر ورچوئل خطاب کرنے نمودار ہوئے تو فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کے دوران بہت تیز، موسلا دھار بارش برسنے لگی اور یہ خدام نہایت اطمینان کے ساتھ بیٹھے اپنے جان سے پیارے آقا کا خطاب سنتے رہے۔ یہ خدام نہ ذرا بھر ہلے اور نہ حرکت کی کہ جیسے اِن کے سروں پر بیٹھے ہوئے پرندے کہیں اُڑ نہ جائیں اور ایک چٹان کی مانند وقار کے ساتھ حضور انور کے کلمات طیبات اپنے دلوں میں اُتارتے چلے گئے اور نہ ہی کسی نے اپنی باڈی لینگو یج سے کوئی پریشانی کا اظہار کیا۔ کیونکہ اگر مادی پانی، بارش کی صورت میں زوروں سے برس رہا تھا تو دوسری طرف حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے مبارک کلمات اور نصائح روحانی پانی کی آبشاروں کی صورت میں اُتر رہا تھا، جن سے ہر خادم اپنی روح کو تسکین دیتے ہوئے فائدہ اٹھا رہا تھا۔ یہ قومی وحدت ہے کہ خلیفہؑ وقت کی آواز پر سب کے دل ایک ساتھ دھڑکتے ہیں۔

قومی وحدت اور عالمی اجتماع کی تخم ریزی حضرت مسیح موعودؑ نے کی جس نے خلافتِ احمدیہ کے دَور میں پھولنا پھلنا اور ایک شاندار درخت بننا تھا۔ چنانچہ خلفائے احمدیت نے زور و شور سے اس مہم کو بڑھانا شروع کیا۔ اس تاریخ ساز مہم میں بے شمار وسائل اور ذرائع کام میں لائے گئے مگر ایک بہت بڑا ہتھیار اور وسیلہ جمعہ کا خطبہ بنا۔ کون سی ایسی جماعت ہے جس کے سربراہ کا خطبہ جمعہ پوری دنیا میں لائیو سنا جاتا ہو حتیٰ کہ خانہ کعبہ سے بھی دیا جانے والا خطبہ جمعہ پوری دنیا میں نہیں سنا جاتا۔ ہمارے پیارے امام کا خطبہ جمعہ ساری جماعت کی یکساں اور بروقت راہنمائی کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس سے بھی ساری جماعت میں ایک نظریاتی اور فکری وحدت پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ یہ نعمت کسی اور جماعت کو حاصل نہیں۔ اُن کے آپس کے اختلافات ہی ختم نہیں ہوتے۔

سامعین! عالمگیر وحدت کی ایک خوبصورت مثال جماعت احمدیہ کا عالمگیر جلسہ سالانہ ہے جس کا مرکزی جلسہ ہر سال برطانیہ میں منعقد ہوتا ہے جو بلاشبہ خلافت کے زیر سایہ عالمگیر وحدت کا ایک فقید المثال روحانی اجتماع ہے جس میں دنیا کے ایک سو سے زائد ممالک سے ہر رنگ ہر نسل کے عشاقِ اسلام پروانہ وار

شامل ہوتے ہیں۔ اس جلسہ میں خلیفہ وقت کی بابرکت شمولیت اور پُر معارف خطابات کی برکت سے یہ تین دن رات ایک روحانی ماحول پیدا کر دیتے ہیں اور اس جلسہ میں شامل ہونے والا ہر فرد اپنے اندر ایک تبدیلی محسوس کرتا ہے۔ بیشک یہ جلسہ خلافت کے زیر سایہ عالمگیر اخوّت اور وحدت کا بے مثال نمونہ ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے بھی جلسہ کا یہی مقصد بیان فرمایا کہ یہ جلسہ ''تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے'' ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 341)

سامعین! لہٰذا اس حقیقت کو ہر مسلمان محسوس کر رہا ہے کہ مسلمانوں کی یک جہتی اور ان کے اندر اتحاد و اتفاق کا سامان صرف اور صرف نظام خلافت سے ہی ہو سکتا ہے۔ خلافت ایک حبل اللہ المتین ہے جو قومی وحدت اور ملی شیرازہ بندی کا واحد ذریعہ ہے۔ جب کسی قوم میں ان کو چلانے کے لیے اگر کوئی امام نہ ہو تو قومیں پراگندہ ہو جاتی ہیں، ان کے اندر انتشار اور افتراق کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ ہم آج کی امت مسلمہ میں دیکھ رہے ہے کہ وہ ہر طرف سے انتشار کا شکار ہے۔ وہ اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے کہ خلافت حقہ تو کسی نبی کی بعثت کے بعد ہی قائم ہوا کرتی ہے اور خلافت ہی قومی وحدت کی گارنٹی ہے۔ آج روئے زمین پر صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے خلافت کے آسمانی نظام کی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے اور انہیں ایک واجب الاطاعت امام کے ہاتھ پر اکٹھا کر کے انکے اندر اتحاد و اتفاق، یکجہتی اور یگانگت قائم فرمادی ہے۔ باوجود وسائل کی کمی اور مخالفتوں کے طوفانوں اور مصائب کی آندھیوں کے اسلام کو دنیا میں سربلند اور غالب کرنے میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دینے کی توفیق پا رہی ہے۔ دنیا حیران ہے کہ ہم ان کو جتنا روکنے کی کوشش کرتے ہیں یہ مٹھی بھر جماعت کس طرح اتنے عظیم الشان کام سرانجام دے لیتی ہے۔

سامعین! یہ سب کچھ خلافت کی برکت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''خلافت خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے۔ جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے

ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو دین حق کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔"

(الفضل انٹر نیشنل 23 اپریل تا 5 مئی 2003ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کی لڑی سے ہمیشہ پروئے رکھے۔ آمین

پتنگے محبت کے جلتے ہیں جس میں
وہ ہے شعلہ شمعِ بام خلافت
رہِ راست پاتے ہیں جس سے مسافر
وہ ہے نورِ ماہِ تمام خلافت
وہ طائر ہے بھٹکا ہوا بوستاں کا
نہیں جس کی گردن میں دام خلافت

(بتعاون: چوہدری ناز احمد ناصر۔ لندن اور مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿7﴾ ﴿مشاہدات۔826﴾

خلافت کے فیوض و برکات

(تقریر نمبر2)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور:56-57)

کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

سامعین! مجھے آج خلافت کے فیوض و برکات پر کچھ اظہارِ خیال کرنا ہے۔

نبوت و خلافت میں وہی نسبت اور تعلق ہوتا ہے جو سورج اور چاند میں ہے۔ نبوت روشنی کا اصل منبع اور مصدر ہے اور خلافت اِسی منبع نور سے اکتساب کرتے ہوئے اِس نور کو دنیا میں پھیلانے کا ذریعہ ہے۔ نبوت کے ذریعہ آسمانی ہدایت اور پیغام کی تخم ریزی ہوتی ہے اور خلافت اس کشتِ ایمان کی مزید آبیاری کرتے

ہوئے نور نبوت کے فیضان کو آگے سے آگے بڑھانے کا وسیلہ بن جاتی ہے۔ تاریخ اسلام کی دَورِ اول کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جس پیغام کی بنیاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ رکھی گئی اور اس کو اللہ تعالیٰ نے استحکام عطا فرمایا۔ اس کی بکثرت اشاعت اور تمکنت بڑی جلالی شان کے ساتھ خلافتِ راشدہ کے بابرکت دور میں ظاہر ہوئی اور معروف دنیا کے دور دراز علاقے بھی دعوتِ اسلام سے منور ہوئے۔

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اس دَورِ آخرین میں جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے اپنے وعدوں کے مطابق احیاءِ اسلام کے لیے حضرت مسیح موعود امام مہدی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور آپ کو اُمّتی نبوت کے منصب پر فائز فرمایا تو آپؑ کے ذریعہ اس عظیم الشان مشن کی نہایت مستحکم بنیادیں قائم ہوئیں۔ جب آپؑ کا وصال ہوا اور تاریکی کے فرزندوں نے یہ خیال کیا کہ اب یہ پیغام بھی آپ کے ساتھ ہی دنیا سے مفقود ہو جائے گا تو قادر وتوانا ربُّ العالمین نے اپنے وعدوں کے مطابق مخالفین کی جھوٹی خوشیوں کو پامال کیا اور جماعت مؤمنین کو خلافت علیٰ منہاج نبوت کا عظیم انعام عطا فرمایا اور یہ انعام جو خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اس کا سایہ رحمت آج بھی اس جماعت کے سر پر ہے اور جماعت احمدیہ کی تاریخ ہر دور میں اس بات کا زندہ ثبوت پیش کرتی آئی ہے کہ اس خلافت کے ذریعہ احیائے اسلام کا پیغام اکنافِ عالم میں بڑی تیزی اور شوکت سے پھیلتا چلا جا رہا ہے اور قیامت تک پھیلتا چلا جائے گا۔ خلافتِ احمدیہ کی برکت سے ہفت اقلیم میں جماعتِ احمدیہ کی ترقیاں اِس شان سے جاری ہیں کہ آج دنیا کے کناروں سے اور آسمانوں کی بلندیوں سے ہمہ وقت یہ صدائیں بلند ہو رہی ہیں:

اِسمَعُوا صَوتَ السَّمَاءِ جَاءَ المَسِیح جَاءَ المسیح
نیز بشنو از زمین آمد امام کامگار

سامعین! قرآن کریم کی آیتِ استخلاف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نظامِ خلافت جو مؤمنوں کو بطور انعام عطا کیا جاتا ہے ایک نہایت ہی بابرکت اور عظیم الشان نظامِ قیادت ہے۔ ایمان اور عملِ صالحہ کے زیور سے آراستہ جماعت مؤمنین میں یہ نظام خود خدا تعالیٰ کے ہاتھوں قائم ہوا ہے۔ خلافت نبوت کا تتمہ ہے اور اِسی نور کا ظلِ کامل ہے۔ اس لحاظ سے برکاتِ رسالت اور انوارِ نبوت کا پورا عکس اس ماہتابِ نبوت

میں نظر آتا ہے۔ یہ وہ نظام ہے جو اُمّتِ مسلمہ کے ہر خوف کو امن میں تبدیل کرتا ہے۔ دنیا میں خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کو اس شان سے قائم کرتا ہے کہ مشرکانہ زندگی پر موت وارد ہو جاتی ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جو جماعت مؤمنین کے ایمان اور عمل صالحہ کی سند ہے جو ساری امت کو وحدت اور الفت کی لڑی میں پرو کر بنیانِ مرصوص بنا دیتی ہے۔ خلافت کی برکات بنیادی اور اصولی طور پر دو قسم کی ہیں۔ باقی سب ان کے ہی ذیل میں آتی ہیں: اوّل۔ تمکنتِ دین۔ جس کا ذکر وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ الَّذِی ارتَضیٰ لَھُمْ کے الفاظ میں فرمایا اور دوم۔ ازالہ خوف۔ اس کا ذکر وَلَیُبَدِّلَنَّھُم مِّن بَّعدِ خَوفِھِمْ اَمنًا کہہ کر فرمایا۔

سامعین! تمکنتِ دین کی برکت کی ذیل میں جو برکتیں آتی ہیں، وہ یہ ہیں :

اوّل۔ اس کی ایک بہت بڑی برکت اس کے قیام کے وقت اور طریق سے تعلق رکھتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں مختلف قومیں اپنے لیڈران کا انتخاب کرتی ہیں تو انتخابی مہمات کے دوران زبردست فسادات ہوتے ہیں، پھر جب کوئی لیڈر منتخب ہو جاتا ہے تو اس کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا عرصہ اقتدار کب تک ہے اور کس گھڑی اس کو بے عزت کر کے کرسی اقتدار سے الگ کر دیا جائے گا۔ لیکن دنیا میں خلافت کا ہی واحد نظام ہے جس میں ایک امام کے بعد دوسرے امام کے انتخاب کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایسا اصول وضع فرما دیا ہے جس کے نتیجہ میں کوئی دنگا فساد نہیں ہوتا۔ ہر کوئی مطمئن اور پُر سکون ہوتا ہے اور وہ اصول یہ ہے کہ کوئی شخص خلافت کی خواہش نہ کرے، بلکہ اس منصب پر خدا تعالیٰ جسے مناسب سمجھے گا اس کو خود فائز کر دے گا اور یہ کہ جسے وہ خلافت کی خلعت پہنا دے اس کے بعد اس خلعت کو اُتارنے کا کسی کو بھی حق نہ ہو گا۔ پس جب کسی کو خلافت کی خواہش نہ ہو گی تو نہ تو کسی کو اس کے حصول کے لیے کوشش کرنی پڑے گی اور نہ ہی کوئی شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہونے والے امام کے خلاف تحریک چلا کر اُسے اِس خلعت کو اُتارنے پر مجبور کرنے کی جرات کرے گا اور یوں اس نظام سے وابستہ ہر شخص قلبی و ذہنی طور پر بڑا پُر سکون ہو گا۔

دوم۔ خلافت کے تمام کاروبار اور اس کی برکات کی بنیاد خدائی تائید و نصرت پر ہے جو بجائے خود خلافت کی ایک عظیم الشان برکت ہے۔ گویا خلافت کی ساری عمارت ہی برکات سے معمور ہے اور اس عمارت کی بنیادیں بھی برکات سے ہی بھری گئی ہیں۔ چنانچہ تمکنتِ دین کے ہر قدم پر، خوف کے ہر لمحہ میں خدا تعالیٰ

خلافت کی برکت سے اپنے بندوں کی خاص تائید و نصرت فرماتا ہے، جس کے نتیجہ میں وہ ہر مرحلہ پر سرخرو ہو کر نکلتے ہیں۔ ہر قدم پر کامیابی اس کے پاؤں چومتی ہے۔

سوم۔ نبی تو صرف تخمریزی ہی کر پاتا ہے کہ اُسے خدا کی طرف سے بلاوا آجاتا ہے۔ دین کی اشاعت، اُس کی وسعت، اُس کا استحکام، فتوحات، منظّم اور مربوط طور پر اس کی عمارت کو بلند کرنا اور یہ سب باتیں جو بعد میں آنے والے خلفاء کے زمانوں میں پوری ہوتی ہیں وہ خلافت کی برکات ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کو آپ کے دور خلافت کی ابتدا میں فرمایا:

''مبارک ہو قادیان کی غریب جماعت! تم پر خلافت کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں۔''

(منصب خلافت صفحہ 27)

چہارم۔ خلیفہ وقت کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسا ولولہ اور ایسی امنگ عطا ہوتی ہے کہ وہ اس کی بدولت تمکنتِ دین کے لیے ہر قسم کے نامساعد حالات کے باوجود کسی بھی ضروری اقدام کرنے سے گریز نہیں کرتا۔ سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ جب خلیفہ ہوئے تو مسلمان کہلانے والے بعض اعراب نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ یہ بڑا نازک وقت تھا۔ ایک طرف قیصرِ روم کے حملہ کا خطرہ، دوسری طرف اعراب کی بغاوت اور ان کی طرف سے برپا فتنہ ارتداد، یہ مسائل بڑی خوفناک اور گھمبیر شکل اختیار کئے ہوئے تھے۔ ایک عام انسان اس حالت میں بمشکل ان فتنوں پر ہی قابو پانے کی کوشش کر سکتا ہے۔ اسے مثبت اقدام کی سکت ہی نہیں ہوتی۔ مگر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فوری طور پر زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والے مسلمانوں کی سرکوبی کا پروگرام بنایا اور اس کے لیے ٹارگٹ مقرر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر ان میں سے کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بکری باندھنے والی رسی کی بھی زکوٰۃ دیتا تھا اور اب اس سے انکار کرتا ہے تو مَیں اس کی زکوٰۃ لے کر رہوں گا۔ یہ دلیری، دین کے ارکان کو پوری شدت کے ساتھ قائم کرنے کی یہ ہمت خلافت کی برکت سے ہی تھی۔ اسی واقعہ سے خلافت کے ذریعہ تمکنت کے ایک پہلو پر بھی روشنی پڑتی ہے اور وہ یہ کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اس بروقت اقدام سے دین کی راہ میں رخنہ ڈالنے کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خداداد فراست سے اس فتنہ کو ہمیشہ کے لئے کچل کر رکھ دیا اور اس طرح سے تمکنت دین کی شاندار مثال قائم کی۔ نیز بڑے جلال سے فرمایا کہ

”مجھے اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اگر مدینہ میں ازواج مطہرات کی لاشوں کو کتے بھی گھسیٹتے پھریں تو پھر بھی اس لشکر کو جسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کیا تھا، روک نہیں سکتا“

(تاریخ الخلفاء، صفحہ 55)

پنجم۔ تمکنت دین کا ایک حد تک بیت المال کے استحکام کے ساتھ بھی تعلق ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے قائم کردہ نظام خلافت کو مالی لحاظ سے بڑی برکت بخشتا ہے تا تمکنتِ دین کی خاطر خلیفہ وقت کو جس قدر اموال کی ضرورت ہو وہ میسر آ جائیں۔ نظام خلافت کی تاریخ شاہد ہے کہ بعض خلفاء انتہائی مہیب قسم کے مالی خطرات اور دِگر گوں حالات میں مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے مگر دیکھتے ہی دیکھتے یہ حالات مالی فراوانی اور خوشحالی سے بدل گئے اور اس طرح سے یہ سبق بھی دیا گیا کہ ہر قسم کی خوشحالی خلافت کے ساتھ وابستگی میں ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے جانشین سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عہد خلافت کی ابتدا نہایت شدید قسم کے مالی بحران کی فضا میں ہوئی۔ مالی حیثیت رکھنے والے لوگوں نے آپ کی بیعت سے انکار کر دیا اور لاہور چلے گئے اور یہی نہیں بلکہ روانگی کے وقت سارا خزانہ بھی لُوٹ کر اپنے ساتھ لے گئے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جب حساب کتاب دیکھا تو خزانہ میں صرف سترہ روپے تھے جبکہ سکول کے اساتذہ کی تنخواہوں کے علاوہ کئی سو کا قرض جماعت پر تھا۔ ان نامساعد مالی حالات میں آپ نے ہر چہ باداباد کہتے ہوئے خدا کی تھمائی ہوئی خلافت کی باگ ڈور سنبھالی اور خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں اور برکتوں کی بارش میں اپنے کارواں کو لے کر آگے بڑھنے لگے۔ چند سال میں ہی جماعت کی مالی حالت بڑی خوشکن ہو گئی۔ اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ قرض تو الگ رہے، حضورؓ نے اپنی خلافت کے چھٹے سال یعنی 1920ء میں برلن میں مسجد تعمیر کرنے کے لیے جماعت کی خواتین سے ایک لاکھ روپے کا مطالبہ کیا تو جماعت کی خواتین نے صرف ایک ماہ کے اندر اندر یہ خطیر رقم جمع کر کے اپنے آقا کے حضور پیش کر دی۔ ایسے ہی ایمان افروز واقعات اور خلافت کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے کہ ایک دفعہ مَیں نے ایک لاکھ روپیہ مانگا تھا لیکن اب مَیں خدا تعالیٰ سے اربوں روپیہ مانگا کرتا ہوں۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ مَیں نے ایک لاکھ روپیہ مانگ کر غلطی کی..... اللہ تعالیٰ نے کہا ہم تیری اس دعا کو قبول نہیں کرتے جس میں تو نے ایک لاکھ مانگا ہے۔ ہم تجھے اس سے بہت زیادہ دیں گے

تاکہ سلسلہ کے کام چل سکیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے اس انعام کو دیکھ کر کہ مَیں نے ایک لاکھ مانگا تھا مگر اس نے 22 لاکھ سالانہ دیا، مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر مَیں ایک کروڑ مانگتا تو 22 کروڑ ملتا۔ ایک ارب مانگتا تو 22 ارب سالانہ ملتا، ایک کھرب مانگتا تو 22 کھرب سالانہ ملتا اور اگر ایک پدم مانگتا تو 22 پدم سالانہ ملتا اور اس طرح ہماری جماعت کی آمد امریکہ اور انگلینڈ دونوں کی مجموعی آمد سے بڑھ جاتی۔ پس خلافت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بہت سی برکات وابستہ کی ہوئی ہیں۔ تم ابھی بچے ہو، تم اپنے باپ دادوں سے پوچھو کہ قادیان کی حیثیت جو شروع زمانہ خلافت میں تھی وہ کیا تھی اور پھر قادیان کو اللہ تعالیٰ نے کس قدر ترقی بخشی تھی“

(الفضل 5 / ستمبر 1956ء)

یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ خلافت کی برکات سے جماعت احمدیہ کو مالی فراوانی دیتا چلا آیا ہے۔ چنانچہ جماعت کا بجٹ سینکڑوں سے ہزاروں میں، ہزاروں سے لاکھوں میں اور لاکھوں سے کروڑوں میں اور اب بفضلِ اللہ تعالیٰ اربوں میں جا چکا ہے۔ خلیفہ وقت فضل عمر فاؤنڈیشن کے لئے 25 لاکھ کا مطالبہ کرتے ہیں تو جماعت 33 لاکھ پیش کر دیتی ہے۔ افریقہ کی علمی اور طبی خدمات کے منصوبہ، مجلس نصرت جہاں کے لئے خلیفہ وقت 33 لاکھ کی تحریک کرتے ہیں تو جماعت قریباً 15 کروڑ روپے کے وعدے پیش کر کے ان کی ادائیگی کی فکر میں لگ جاتی ہے اور اب خلافت خامسہ کے مبارک دور میں جس طرح خدا تعالیٰ نے مالی وسعتیں بخشی ہیں وہ سب کے سامنے ہیں۔ اب جماعت کروڑوں سے اربوں کی حدود میں داخل ہو چکی ہے۔

ششم۔ خلافت کی ایک برکت یہ بھی ہے کہ اس کے طفیل مؤمنوں کو مضبوط چٹانوں جیسا غیر متزلزل ایمان بخشا جاتا ہے۔ وہ کسی قسم کے لالچ میں نہیں آتے، وہ کسی کے ورغلائے نہیں پھسلتے۔ 5 ستمبر 1956ء کے اخبار الفضل میں ایک واقعہ درج ہے جو اس امر کی سچی تصویر پیش کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب 1914ء میں خلافتِ ثانیہ کا انتخاب ہوا تو پیغامیوں نے اس خیال سے کہ جماعت کے لوگ خلافت کو کسی طرح چھوڑ نہیں سکتے، یہ تجویز کیا کہ کوئی اور خلیفہ بنا لیا جائے اور اس کے لیے سیالکوٹ کے ایک صوفی منش دوست میر عابد علی عابد کا انتخاب کیا گیا۔ پیغامیوں کا یہ خیال تھا کہ چونکہ میر صاحب صوفی منش اور عبادت گزار آدمی ہیں اس لیے الوصیت کے مطابق چالیس آدمیوں کا ان کی بیعت پر

متفق ہو جانا کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ چنانچہ مولوی صدر الدین صاحب اور بعض اور دوسرے لوگ رات کے وقت ان کے پاس گئے اور اپنے آنے کی غرض بیان کی، جس پر وہ آمادہ ہو گئے۔ اس کے بعد وہ پیغامی ہری کین لے کر ساری رات قادیان میں دو ہزار احمدیوں کے ڈیروں پر پھرتے رہے، لیکن چالیس آدمی تو ایک طرف وہ کسی ایک آدمی کو بھی میر صاحب کی بیعت پر آمادہ نہ کر سکے اور جب انہیں میر صاحب کی بیعت کے لیے چالیس آدمی بھی نہ ملے تو وہ مایوس ہو گئے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ان دنوں کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا:

"خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک جماعت کو پکڑ کر میرے ہاتھ پر جمع کر دیا تھا اور اس وقت جمع کر دیا تھا جب بڑے بڑے احمدی میرے مخالف ہو گئے تھے اور کہتے تھے کہ اب خلافت ایک بچے کے ہاتھ آ گئی ہے اس لئے جماعت آج نہیں تو کل تباہ ہو جائے گی۔ لیکن اس بچہ نے 42 سال پیغامیوں کا مقابلہ کر کے جماعت کو جس مقام تک پہنچایا وہ تمہارے سامنے ہے۔ شروع میں ان لوگوں نے کہا تھا کہ 98 فی صدی احمدی ہمارے ساتھ ہیں لیکن اب وہ دکھائیں کہ جماعت کا 98 فیصدی جو ان کے ساتھ تھا کہاں ہے۔ کیا وہ 98 فیصدی ملتان میں ہیں، لاہور میں ہیں، آخر وہ کہاں ہیں۔ کہیں بھی دیکھ لیا جائے، ان کے ساتھ جماعت کے 2 فیصدی بھی نہیں نکلیں گے"

(الفضل 28/ اپریل 1957ء)

ہفتم۔ دین کی تمکنت کے لئے ضروری ہے کہ اس کے ماننے والوں کا خدا تعالیٰ کے ساتھ ذاتی تعلق ہو اور ان کو خدا تعالیٰ کا خاص قرب حاصل ہو۔ اور یہ امر ہو ہی نہیں سکتا جب تک خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کے ساتھ اس کا تعلق نہ ہو۔ خلیفہ وقت زمین پر خدا تعالیٰ کا نمائندہ ہوتا ہے اور اسے یہ برکت دی جاتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان رابطہ کا کام کرے اور جو خدا تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان رابطہ کا کام کرے اور جو خدا تعالیٰ تک پہنچنے میں اس کی راہنمائی کرے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"انبیاء اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول میں ممدّ ہوتے ہیں۔ جیسے کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی پر نہیں چڑھ سکتا تو سونٹے یا کھڈ سٹک کا سہارا لے کر چڑھتا ہے۔ اسی طرح انبیاء اور خلفاء لوگوں کے لیے سہارے

ہیں۔ وہ دیواریں نہیں جنہوں نے الٰہی قرب کے راستوں کو روک رکھا ہے بلکہ وہ سونٹے اور سہارے ہیں جن کی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ کا قرب حاصل کر لیتا ہے“

(الفضل 11/ستمبر 1937ء)

ہشتم۔ خلیفہ وقت خدا تعالیٰ کا نمائندہ ہونے کے لحاظ سے خدا تعالیٰ کے کلام کو سب سے بہتر سمجھتا ہے، کیونکہ خدا تعالیٰ اس کی راہنمائی کر رہا ہوتا ہے۔ اسے اپنے الہام اور وحی کے ذریعہ نئے نئے حقائق اور دقائق سے نوازتا ہے جن سے روشنی پا کر وہ قرآن کریم کے نئے نئے معانی اور اسرار و رموز لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے اور احکام قرآنی پر عمل کی صحیح راہوں کی نشان دہی کرتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی خلیفہ کا وجود بڑا ہی بابرکت ہے۔ اسی لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امّت کو نصیحت فرمائی تھی کہ عَلَيكُم بِسُنَّتِي وَ سُنَّةِ الخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ المَهدِيِينَ۔ حضرت مصلح الموعودؓ اسی حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

”خلفاء کے ذریعہ سنن اور طریقے قائم کئے جاتے ہیں ورنہ احکام تو انبیاء پر نازل ہو چکے ہوتے ہیں۔ خلفاء دین کی تشریح اور وضاحت کرتے ہیں اور معلق امور کو کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں اور ایسی راہیں بتاتے ہیں جن پر چل کر اسلام کی ترقی ہوتی ہے“

(الفضل 4/ستمبر 1937ء)

سامعین!

نہم۔ ہر انسان چاہتا ہے کہ اُسے ہر میدان میں کامیابی ملے، اُسے فتح نصیب ہو۔ ایسی خواہش رکھنے والے ہر انسان کے لیے خدا تعالیٰ کا یہ پیغام ہے کہ وہ اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے آپ کو خلافت کے ساتھ وابستہ کر لے۔ اس کے نتیجہ میں اس کی کامیابی اور فتح یقینی ہو گی۔ خلافت کے ساتھ یہ وابستگی کیسی ہونی چاہیں۔ اس بارے میں حضرت مصلح الموعودؓ نے فرمایا ہے:

”امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم پر جو مومن اٹھاتا ہے اس کے پیچھے اٹھاتا ہے۔ اپنی مرضی اور خواہشات کو اس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے۔ اپنی تدبیروں کو اس کی تدبیروں کے تابع کرتا ہے۔ اپنے ارادوں کو اس کے ارادوں کے تابع کرتا ہے۔ اپنی آرزوؤں کو اس کی آرزوؤں کے تابع

کرتا ہے اور اپنے سامانوں کو اس کے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔ اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہو جائیں تو ان کے لیے کامیابی اور فتح یقینی ہے"

(الفضل 4؍ستمبر 1937ء)

دہم۔ جب خلافت کے ساتھ وابستہ مؤمنوں پر خوف کے حالات آتے ہیں، اس وقت بھی خدا تعالیٰ جماعت پر بارش کی طرح برکتیں نازل کرتا ہے۔ برکات خلافت کا یہ حصہ بھی ایک طویل داستان لیے ہوئے ہے جو تاریخ عالم کے صفحات پر بکھری پڑی ہے۔ اس بارہ میں یاد رہے کہ ایک تو خوف کی حالت اس وقت طاری ہوتی ہے جب نبی یا اس کا خلیفہ اپنے آسمانی نقطہ کی طرف اٹھایا جاتا ہے اور مومن مارے غم کے دیوانے ہو جاتے ہیں اور پریشان ہو جاتے ہیں کہ اب کیا ہو گا۔ چنانچہ ہمیشہ ہی یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ خوف کے اس وقت میں خدا تعالیٰ ان میں سے کسی نیک بندے کو کھڑا کر کے ان کی تسلّی کے سامان کرتا ہے۔ اس کے بعد اس جماعت کو خوف کے بعض اور حالات پیش آتے ہیں، جب کہ ابلیسی فطرت رکھنے والے عناصر اس کے مقرر کردہ خلیفہ کے بالمقابل کھڑا ہونے کی کوشش کرتے ہیں جیسے:

"حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ بباعث چند در چند فتنوں اور بغاوتِ اعراب اور کھڑا ہونے والے جھوٹے نبوت کے دعویداروں کے میرے باپ پر جب کہ وہ خلیفۃ الرسول اللہؐ مقرر کیا گیا، وہ مصیبتیں پڑیں اور وہ غم دل پر نازل ہوئے کہ اگر وہ غم کسی پہاڑ پر پڑتے تو وہ بھی گر پڑتا اور پاش پاش ہو جاتا۔ مگر خدا کا یہ قانون قدرت ہے کہ جب خدا کے رسول کا کوئی خلیفہ اس کی موت کے بعد مقرر ہوتا ہے، شجاعت اور استقلال اور فراست اور دل قوی ہونے کی روح اس میں پھونکی جاتی ہے جیسا یشوع کی کتاب باب اول آیت 6 میں حضرت یشوعؑ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مضبوط ہو اور دلاوری کر یعنی موسیٰ تو مر گیا اب تو مضبوط ہو جا۔ یہی حکم قضاو قدر کے رنگ میں، نہ شرعی رنگ میں، حضرت ابو بکرؓ کے دل پر بھی نازل ہوا تھا"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 58)

پس خدا تعالیٰ خلیفہ وقت کو ایسی غیر معمولی شجاعت اور بہادری اور اس کے ساتھ ایسی فراست عطا فرماتا ہے کہ اگر ہر شخص اس کے ساتھ اطاعت کا کامل نمونہ دکھادے تو ہر قسم کی مشکلات اور آفات و مصائب کے بادل دیکھتے ہی دیکھتے چھٹ جاتے ہیں۔ دشمن زیر ہو جاتا ہے اور فرشتے آسمان سے ترقیات والی نئی

زمین اور عظمت و سطوت والا نیا آسمان پیدا کر دیتے ہیں۔ لیکن شرط کامل وفا اور فرمانبرداری ہے اور یہ یاد رہے کہ یہ باتیں محض منہ کی باتیں نہیں، یہ ماضی کے قصہ ہائے پارینہ نہیں۔ آج ہر احمدی کا زندہ احساس ہے، اس کے دل و دماغ اور جاگتی آنکھوں اور سنتے کانوں کی بالکل سچی گواہی ہے۔

سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد مبارک میں خوف کو امن میں بدلنے اور تمکنتِ دین کا ذکر ہم اوپر سن آئے ہیں۔

جماعتِ احمدیہ کی خلافتِ ثانیہ کے عہد مبارک میں 1934ء کا سال یادگار سال ہے کہ اسی سال مجلس احرار، جماعت احمدیہ پر اس طرح حملہ آور ہوتی ہے کہ گویا اس کو بالکل نیست و نابود کر کے رکھ دے گی۔ مگر نہ صرف یہ کہ وہ اس حملہ میں بُری طرح ناکام ہوتی ہے۔ بلکہ جماعت احمدیہ ان کی طرف دیکھنے کی بجائے اپنے امام کی آواز پر ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کے لیے تحریک جدید کا آغاز کر کے مثبت اقدام کرتی ہے۔ جس کی بدولت آج دنیا کے چاروں کونوں سے اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ 1947ء کا سال تاریخ پاکستان کا پہلا سال ہے جو برصغیر کے دوسرے مسلمانوں کی طرح افراد جماعت احمدیہ پر بھی بڑی مشکل اور خوف کا وقت لایا۔ اس وقت قادیان کی بستی ہر طرف سے خطرناک حد تک خوف کا مرکز بن گئی تھی۔ مگر جو لوگ خلافت کے ساتھ وابستہ تھے، چند دنوں میں ان کا یہ خوف امن میں تبدیل ہو گیا۔ اس کے بعد 1953ء، 1974ء اور 1984ء میں ہونے والے جماعت کے خلاف ملک گیر فسادات بھی خلافت کی برکت سے کافور ہوئے۔

خلافت ایک عظیم نعمت ہے، لیکن اس کی عظمت ہم پر بہت بڑی ذمہ داریاں بھی ڈالتی ہے اور وہ یہ کہ ہم خلافت کے قائم رکھنے کی پوری کوشش کریں اور اس کے لیے ہر ممکن قربانی سے کبھی بھی اور ذرہ بھر بھی گریز نہ کریں۔ لیکن یہ تو اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہم میں سے ہر ایک کے دل میں خلافت کا پیار اور اس کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر جائے۔ اور ہم اس کے ایک معمولی سے اشارے پر بھی اپنے تن من دھن کو قربان کر دینے کو تیار ہوں۔ یہ محبت کیسے پیدا کی جا سکتی ہے۔ اس کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”آخر میں خدام کو یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ خلافت کی برکات کو یاد رکھیں اور کسی چیز کو یاد رکھنے کے لئے پرانی قوموں کا یہ دستور ہے کہ سال میں اس کے لیے خاص طور پر ایک دن مناتی ہیں مثلاً شیعوں کو

دیکھ لو، وہ سال میں ایک دفعہ تعزیہ نکال لیتے ہیں تا قوم کو شہادت حسینؓ کا دن یاد رہے۔ اسی طرح میں بھی خدام کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سال میں ایک دن "خلافت ڈے" کے طور پر منایا کریں۔ اس میں وہ خلافت کے قیام پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ اور اپنی پرانی تاریخ کو دوہرایا کریں۔ اسی طرح وہ رؤیا کشوف بیان کئے جایا کریں جو وقت سے پہلے خدا تعالیٰ نے مجھے دکھائے اور جن کو پورا کر کے خدا تعالیٰ نے ثابت کر دیا کہ اس کی برکات اب بھی خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں"

(الفضل، یکم مئی 1957ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک بار اس کا نقشہ اس طرح کھینچا تھا، فرمایا:

"تمہارے لیے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لیے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔ مگر ان کے لیے نہیں ہے۔ تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لیے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے۔ لیکن ان کے لیے ایسا کوئی نہیں ہے۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اس کو چین نہیں آتا۔ لیکن کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بیمار ہوں۔"

(انوارالعلوم، جلد2، صفحہ 156)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے زمانے کا واقعہ ہے۔ چوہدری حاکم دین صاحب بورڈنگ کے ایک ملازم تھے۔ ان کی بیوی پہلے بچے کی ولادت کے وقت بہت تکلیف میں تھی۔ اس کربناک حالت میں رات کے بارہ بجے وہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دروازہ پر حاضر ہوئے۔ دروازہ پر دستک دی۔ آواز سن کر پوچھا کون ہے۔ اجازت ملنے پر اندر جا کر زچگی کی تکلیف کا ذکر کیا اور دعا کی درخواست کی۔ حضور فوراً اٹھے، اندر جا کر ایک کھجور لے کر آئے اور اس پر دعا کر کے انہیں دی اور فرمایا:

"یہ اپنی بیوی کو کھلا دیں اور جب بچہ ہو جائے تو مجھے بھی اطلاع دیں۔"

چوہدری حاکم دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں واپس آیا کھجور بیوی کو کھلا دی اور تھوڑی ہی دیر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچی کی ولادت ہوئی۔ رات بہت دیر ہو چکی تھی، میں نے خیال کیا کہ اتنی رات گئے دوبارہ حضورؓ کو اس اطلاع کے لئے جگانا مناسب نہیں۔ نماز فجر میں حاضر ہو کر میں نے عرض کیا کہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کھجور کھلانے کے جلد بعد بچی پیدا ہو گئی تھی۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے جو فرمایا وہ سننے سے تعلق رکھتا ہے۔ دلگداز الفاظ طبیعت میں رقعت پیدا کر دیتے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا:

”میاں حاکم دین! تم نے اپنی بیوی کو کھجور کھلا دی اور تمہاری بچی پیدا ہو گئی۔ اور پھر تم اور تمہاری بیوی آرام سے سو گئے۔ مجھے بھی اطلاع کر دیتے تو میں بھی آرام سے سو رہتا۔ میں تو ساری رات جاگتا رہا اور تمہاری بیوی کے لیے دعا کرتا رہا“

چوہدری حاکم دین صاحب نے یہ واقعہ بیان کیا اور بے اختیار رو پڑے اور کہنے لگے:

”کہاں چپڑاسی حاکم دین اور کہاں نورالدین اعظم“

(مبشرین احمد، صفحہ 38 اصحاب احمد جلد 8 صفحہ 71-72)

خلافت کی برکات تو بے شمار ہیں، جن کا شمار بھی ممکن نہیں۔ یہاں تو صرف چند ایک کا ہی ذکر کیا جا سکا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں اس نعمت سے ہمیشہ استفادہ حاصل کرنے کی توفیق دیتا رہے اور یہ بابرکت خلافت ہمیشہ قائم و سلامت رہے۔ (آمین)

خلافت نعمت اول، خلافت فضل ربانی
خلافت ظل نبوت کا، خلافت نور سبحانی
خدا نے اپنے پیاروں سے کیا وعدہ وفا اپنا
ہوئی ظاہر خلافت کی ردا میں قدرت ثانی
خلافت اس کو ملتی ہے خدا جس کے لئے چاہے
خلافت رحمت یزداں، خلافت عکس رحمانی



﴿8﴾ ﴿مشاہدات۔ 541﴾

حضرت مسیح موعودؑ کے خلافت کے بارے میں اقتباسات

(تقریر نمبر 1)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۚ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:56)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ جیسا کہ اس نے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کیلئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کریگا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دیگا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اسکے بعد بھی میری ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

صد شکر کہ پھر ہم میں ہوئی جاری خلافت
احسان ہے یہ مہدی کا خدا اس کو جزاء دے
انعامِ خلافت ہے خدا تعالیٰ کی رحمت
وابستہ رہوں اس سے یہ توفیق خدا دے

معزز سامعین! مجھے آج آپ حاضرین کے سامنے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے خلافت کے بارے میں چند اقتباسات پیش کرنے ہیں۔

آپ علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اَرَدْتُّ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً یعنی مَیں نے اپنی طرف سے خلیفہ کرنے کا ارادہ کیا۔ سو مَیں نے آدم کو پیدا کیا۔ میں زمین پر کرنے والا ہوں یہ اختصاری کلمہ ہے یعنی اس کو قائم کرنے والا ہوں۔ اس جگہ خلیفہ کے لفظ سے ایسا شخص مراد ہے کہ جو ارشاد اور ہدایت کے لئے بین اللہ اور بین الخلق واسطہ ہو۔ خلافت ظاہری کے جو سلطنت اور حکمرانی پر اطلاق پاتی ہے مراد نہیں ہے اور نہ وہ بجز قریش کے کسی دوسرے کے لئے خدا کی طرف سے شریعت اسلام میں مسلّم ہو سکتی ہے بلکہ یہ محض روحانی مراتب اور روحانی نیابت کا ذکر ہے اور آدم کے لفظ سے بھی وہ آدم جو ابو البشر ہے مراد نہیں۔ بلکہ ایسا شخص مراد ہے جس سے سلسلہ ارشاد اور ہدایت کا قائم ہو کر روحانی پیدائش کی بنیاد ڈالی جائے گویا وہ روحانی زندگی کی رو سے حق کے طالبوں کا باپ ہے یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس میں روحانی سلسلہ کے قائم ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ایسے وقت میں جبکہ اس سلسلہ کا نام ونشان نہیں۔"

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 585-586 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

پھر آپ علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

"مَیں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری فتح ہے اور جہاں تک مَیں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحتِ اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ مَیں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر مَیں دیکھ رہا ہوں میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پُتلی کی طرح اس مشت خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

"خَلِیْفَه کے لفظ کو اس اشارہ کے لئے اختیار کیا گیا کہ وہ نبی کے جانشین ہوں گے اور اس کی برکتوں میں سے حصہ پائیں گے جیسا کہ پہلے زمانوں میں ہوتا رہا۔ اور ان کے ہاتھ سے برجائی دین کی ہو گی اور خوف کے بعد امن پیدا ہو گا۔" (شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 339)

فرمایا:

”خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظِلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔“

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

”خدا کا یہ قانون قدرت ہے کہ جب خدا کے رسول کا کوئی خلیفہ اس کی موت کے بعد مقرر ہوتا ہے تو شجاعت اور ہمت اور استقلال اور فراست اور دل قوی ہونے کی روح اس میں پھونکی جاتی ہے۔ جیسا کہ یشوع کی کتاب باب اول آیت 6 میں حضرت یشوع کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مضبوط ہو اور دلاوری کر۔ یعنی موسیٰؑ تو مر گیا اب تو مضبوط ہو جا۔ یہی حکم قضاء و قدر کے رنگ میں نہ شرعی رنگ میں حضرت ابو بکرؓ کے دل پر بھی نازل ہوا تھا۔ تناسب اور تشابہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ابو بکر بن قحافہ اور یشوع بن نون ایک ہی شخص ہے۔ استخلافی مماثلت نے اس جگہ کس کر اپنی مشابہت دکھلائی ہے یہ اس لئے کہ کسی دو لمبے سلسلوں میں باہم مشابہت کو دیکھنے والے طبعًا یہ عادت رکھتے ہیں کہ یا اول کو دیکھا کرتے ہیں یا آخر پر قیاس کر لیا کرتے ہیں اس لئے خدا نے اس مشابہت کو جو یشوع بن نون اور حضرت ابو بکرؓ میں ہیں۔ جو دونوں خلافتوں کے اول سلسلے میں ہیں اور نیز اس مشابہت کو جو حضرت عیسیٰؑ بن مریم اور اس امت کے مسیح موعود میں ہے جو دونوں خلافتوں کے آخر سلسلے میں ہیں۔ اجلیٰ بدیہیات کر کے دکھلا دیا۔“

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 185-186)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’یہ خدا تعالیٰ کی سنّت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ (المجادلہ: 22)۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا، بلکہ ایسے وقت میں وہ اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالہ الوصیت میں مزید فرماتے ہیں:

’’سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا... ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔

میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305-306)

پیارے بھائیو! پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا خلیفہ جو ہو تو ہے ردائے الٰہی کے نیچے ہوتا ہے اس لئے آدم علیہ السلام کے لئے فرمایا کہ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ (الحجر آیت 30)“

(ملفوظات جلد نمبر 1 صفحہ 557)

خلفاء کو برکاتِ رسالت کے حصول کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ در حقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔“

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

فرمایا:

”اُن کے ہاتھوں میں اور پیروں میں اور تمام بدن میں ایک برکت دی جاتی ہے جس کی وجہ سے اُن کا پہنا ہوا کپڑا بھی متبرّک ہو جاتا ہے۔ اور اکثر اوقات کسی شخص کو چھونا یا اُس کو ہاتھ لگانا۔ اُس کے امراض روحانی یا جسمانی کے ازالہ کا موجب ٹھہرتا ہے۔ اِسی طرح اُن کے رہنے کے مکانات میں بھی خدائے عزّوجلّ ایک برکت رکھ دیتا ہے وہ مکان بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے خدا کے فرشتے اُس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اِسی طرح اُن کے شہر یا گاؤں میں بھی ایک برکت اور خصوصیت دی جاتی ہے۔ اِسی طرح اُس خاک کو بھی کچھ برکت دی جاتی ہے جس پر اُن کا قدم پڑتا ہے۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 19)

سامعین! سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”قرآن شریف میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دے کر فرمایا۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (مزمل:16) یعنی ہم نے ایک رسول بھیجا جیسے

موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تھا ہمارا رسول مثیل موسیٰ ہے ایک اور جگہ فرمایا۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ (النور: آیت 56) کہ اس مثیل موسیٰؑ کے خلفاء بھی اسی سلسلہ سے ہونگے جیسے کہ موسیٰؑ کے خلفاء سلسلہ وار آئے اس سلسلہ کی معیاد چودہ سو برس تک رہی برابر خلفاء آتے رہے۔ یہ ایک اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی تھی کہ جس طرح سے پہلے سلسلہ کا آغاز ہوا ایسے ہی اس سلسلہ کا آغاز ہوگا۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 25-26)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالاتفاق مثیل موسیٰ ہیں۔ سورت نور میں بھی ذکر کیا گیا ہے کہ سلسلہ محمدیہ موسویہ سلسلہ کا مثیل ہے۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیانی انبیاء کا ذکر قرآن شریف نے نہیں کیا۔ لَّمۡ نَقۡصُصۡ (المومن:79) کہہ دیا۔ یہاں بھی سلسلہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں درمیانی خلفاء کا نام نہیں لیا۔ جیسے وہاں ابتدا اور انتہاء بتائی، یہاں بھی یہ بتادیا کہ ابتداء مثیل موسیٰؑ سے ہوگی اور انتہاء مثیل عیسیٰؑ پر۔ گویا خاتم الخلفاء وہی ہے جس کو دوسرے لفظوں میں مسیح موعود کہتے ہیں۔ موعود اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا وعدہ کیا گیا ہے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 475)

سامعین! سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

"خلیفہ کا معنے جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے۔ اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں۔ انہیں خلیفہ کہتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 666 ایڈیشن 1988ء)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

"صوفیا نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اُس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اُس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اُس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔ آنحضرتؐ نے کیوں اپنے بعد

خلیفہ مقرر نہ کیا اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپؐ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرماوے گا۔ کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق اُنہی کے دل میں ڈالا۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 524-525)

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ خلیفہ کے آنے کا مدعا کیا ہوتا ہے؟...... آپؑ نے فرمایا "دیکھو! حضرت آدم سے اس نسل انسانی کا سلسلہ شروع ہوا اور ایک مدت دراز کے بعد جب انسانوں کی عملی حالتیں کمزور ہو گئیں اور انسان زندگی کے اصل مدعا اور خدا کی کتاب کی اصل غایت بھول کر ہدایت کی راہ سے دور جا پڑے تو پھر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ایک مامور اور مرسل کے ذریعہ سے دنیا کو ہدایت کی اور ضلالت کے گڑھے سے نکالا۔ شان کبریائی نے جلوہ دکھایا اور ایک شمع کی طرح نور معرفت دنیا میں دوبارہ قائم کیا گیا۔ ایمان کو نورانی اور روشنی والا ایمان بنادیا۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 560)

اس نے تو ہمیں ایک لڑی میں ہے پرویا
مولا تا قیامت تو خلافت کو بقا دے
یا رب تیرا احسان ہے دی ہم کو خلافت
یا رب دل مومن کو خلافت سے وفا دے

(کمپوزڈ بائی: فائقہ بشریٰ)



﴿9﴾ ﴿مشاہدات۔798﴾

خلافت از افاضات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(تقریر نمبر2)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:56)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے۔ خلافت کی اہمیت و برکات اور ضرورت از افاضات حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

خلافت کے لغوی معنی بیان کرتے ہوئے آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو“

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

پھر خلیفہ کے معنی میں فرمایا:

"خلیفہ کے معنے جانشین کے ہیں، جو تجدید دین کرے، نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں، انہیں خلیفہ کہتے ہیں"

(ملفوظات، جلد چہارم صفحہ 383)

قدرت ثانیہ یعنی نبی کی وفات کے بعد نظامِ خلافت کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یہ خدا تعالیٰ کی سُنَّت ہے اور جب سے اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اِس سُنَّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے، جیسا کہ وہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیۡ (المجادلہ:22) کہ خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اُس کے نبی غالب رہیں گے۔ غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور انبیاء کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حُجّت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے، اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخمریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں"

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304)

حضور علیہ السلام ایک اور مقام پر قدرتِ ثانیہ کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

"غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بد قسمت مرتد

ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304)

سامعین! اپنی وفات کی اطلاع اور خلافت کے بارے میں بشارت دیتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قُدرتیں دِکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دِکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جُدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دِکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا... مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہیے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھادے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔“

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305-306)

اور اُمت میں دائمی خلافت کے وعدہ کے متعلق آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”قرآن کریم میں یہ آیت اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ ہے اسی طرح توریت میں بھی بنی اسرائیل کو ایک کامل اور جلالی کتاب دی گئی ہے جس کا نام توریت ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں بھی توریت کی یہی تعریف ہے لیکن باوجود اس کے بعد توریت کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں سے آئے کہ کوئی نئی کتاب اُن کے ساتھ نہیں تھی بلکہ ان انبیاء کے ظہور کے مطالب یہ ہوتے تھے کہ تا ان کے موجودہ زمانہ میں جو لوگ تعلیم توریت سے دور پڑ گئے ہوں پھر ان کو توریت کے اصلی منشا کی طرف کھینچیں اور جن کے دلوں میں کچھ شکوک اور دَہریت اور بے ایمانی ہوگئی ہو ان کو پھر زندہ ایمان بخشیں۔ چنانچہ اللہ جَلَّ شَأْنُہٗ خود قرآن کریم میں فرماتا ہے: وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتَابَ وَقَفَّیۡنَا مِنۡ بَعۡدِہٖ بِالرُّسُلِ۔ (اَلۡمُؤۡمِنِیۡنَ: 45) یعنی موسیٰ کو ہم نے توریت دی اور پھر اس کتاب کے بعد ہم نے کئی پیغمبر بھیجے تا توریت کی تائید اور تصدیق کریں۔ اسی طرح دوسری جگہ فرماتا ہے: ثُمَّ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا تَتۡرًا۔ (اَلۡبَقَرَۃ: 88) یعنی پھر پیچھے سے ہم نے اپنے رسول پے در پے بھیجے۔ پس ان تمام آیات سے ظاہر ہے کہ عادت اللہ یہی ہے کہ وہ اپنی کتاب بھیج کر پھر اُس کی تائید اور تصدیق کے لیے ضرور انبیاء کو بھیجا کرتا ہے۔ چنانچہ توریت کی تائید کے لیے ایک ایک وقت میں چار چار سو نبی بھی آیا جن کے آنے پر اب تک بائبل شہادت دے رہی ہے... اِس کثرتِ اِرۡسَالِ رُسُلۡ میں اصل بھید یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عہد مؤکد ہو چکا ہے کہ جو اس کی سچی کتاب کا انکار کرے تو اس کی سزا دائمی جہنم ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے: وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَکَذَّبُوۡا بِاٰیَاتِنَا اُولٰٓئِکَ اَصۡحَابُ النَّارِ ھُمۡ فِیۡھَا خَالِدُوۡنَ۔ (اَلۡبَقَرَۃ: 40) یعنی جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کی تکذیب کی وہ جہنمی ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اب جبکہ سزائے انکار کتابِ الٰہی میں ایسی سخت تھی اور دوسری طرف یہ مسئلہ نبوت اور وحی الٰہی کا نہایت دقیق تھا بلکہ خود خدا تعالیٰ کا وجود بھی ایسا دقیق دَر دقیق تھا کہ جب تک انسان کی آنکھ خداداد نور سے منور نہ ہو ہرگز ممکن نہ تھا کہ سچی اور پاک معرفت اس کی حاصل ہو سکے چہ جائیکہ اس کے رسولوں کی معرفت اور اس کی کتاب کی معرفت حاصل ہو اِس لیے رحمانیتِ الٰہی نے تقاضا کیا کہ اندھی اور نابینا مخلوق کی بہت ہی مدد کی جائے اور صرف اس پر اِکتفا نہ کیا جائے کہ ایک مرتبہ رسول اور کتاب بھیج کر پھر باوجود

امتدادِ اَزمنہ طویلہ کے ان عقائد کے انکار کی وجہ سے جن کو بعد میں آنے والے زیادہ اِس سے سمجھ نہیں سکتے کہ وہ ایک پاک اور عمدہ منقولات ہیں ہمیشہ کی جہنم میں منکروں کو ڈال دیا جائے اور حقیقت سوچنے والے کے لیے یہ بات نہایت صاف اور روشن ہے کہ وہ خدا جس کا نام رحمان اور رحیم ہے اتنی بڑی سزا دینے کے لیے کیونکر یہ قانون اختیار کر سکتا ہے کہ بغیر پورے طور پر اتمام حجت کے مختلف بلاد کے ایسے لوگوں کو جنہوں نے صدہا برسوں کے بعد قرآن کریم اور رسول کا نام سنا! پھر وہ عربی سمجھ نہیں سکتے، قرآن کریم کی خوبیوں کو دیکھ نہیں سکتے دائمی جہنم میں ڈال دے؟ اور کس انسان کی کانشنس (conscious) اس بات کو قبول کر سکتی ہے کہ بغیر اس کے کہ قرآن کریم کا مِنْ جَانِبِ اللّٰہِ ہونا اس پر ثابت کیا جائے یونہی اس پر چھری پھیر دی جائے پس یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے دائمی خلیفوں کا وعدہ دیا تاوہ ظلّی طور پر انوارِ نبوت پا کر دنیا کو ملزم کریں اور قرآن کریم کی خوبیاں اور اس کی پاک برکات لوگوں کو دکھلاویں“

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 340-342)

پھر دائمی خلافت ہونے کے متعلق فرمایا:

”یاد رہے کہ اگرچہ قرآن کریم میں اس قسم کی بہت سی آیتیں ایسی ہیں کہ جو اس امت میں خلافت دائمی کی بشارت دیتی ہیں اور احادیث بھی اس بارہ میں بہت سی بھری پڑی ہیں۔ لیکن بالفعل اس قدر لکھنا ان لوگوں کے لئے کافی ہے جو حقائق ثابت شدہ کو دولتِ عظمیٰ سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں اور اسلام کی نسبت اس سے بڑھ کر اور کوئی بداندیشی نہیں کہ اس کو مردہ مذہب خیال کیا جائے اور اس کی برکات کو صرف قرنِ اول تک محدود رکھا جائے“

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 355)

خلافتِ راشدہ کے تسلسل کے وعدہ کے حوالے سے فرمایا:

”بعض صاحب آیت وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡامِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِم کی عمومیت سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ مِنکُم سے صحابہؓ ہی مراد ہیں اور خلافت راشدہ حقہ انہی کے زمانہ تک ختم ہو گئی اور پھر قیامت تک اسلام میں اس خلافت کا نام ونشان نہیں

ہو گا۔ گویا ایک خواب و خیال کی طرح اس خلافت کا صرف تیس برس ہی دَور تھا اور پھر ہمیشہ کے لئے اسلام ایک لازوال نحوست میں پڑ گیا"۔ "ان آیات (آیت استخلاف۔ ناقل) کو اگر کوئی شخص تامّل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ اس امت کے لیے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنے رکھتا تھا"۔ "چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف واولیٰ ہیں، ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تاقیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے، وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ اردہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریمؐ کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں رکھنا ضروری ہے۔ پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے، کچھ پرواہ نہیں۔"

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 34، 57، 58)

خلافت متبعین کی اصلاح اور جماعت کے استحکام کا مُوجب ہوتی ہے۔ اِس کے متعلق آپؑ فرماتے ہیں:

"صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اُس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں، تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے، مگر خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا؟ اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپؐ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمائے گا، کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق انہی کے دل میں ڈالا...... ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام بھی شیخ رکھا۔ اَنْتَ الشَّیْخُ الْمَسِیْحُ الَّذِیْ لَا یُضَاعُ وَقْتُہٗ"

(ملفوظات جلد دہم صفحہ 229-230)

سامعین! خلافت نورِ ہدایت کا ذریعہ ہے کے متعلق آپؑ نے فرمایا:

’’جب تو اس مقام تک پہنچ گیا تو تُو نے اپنی کوشش کو انتہا تک پہنچا دیا اور فنا کے مرتبہ تک پہنچ گیا۔ پس اُس وقت تیرے سلوک کا درخت اپنے کامل نشوونما تک پہنچ جائے گا اور تیری روح کی گردن تقدّس اور بزرگی کے مَرغزار کے نرم سبزہ تک پہنچ جائے گی۔ اس اونٹنی کی مانند جس کی گردن کو ایک سبز درخت تک پہنچا دیا ہو اور اس کے بعد حضرتِ احدیت کے جذبات ہیں اور خوشبوئیں ہیں اور تجلیات ہیں تا وہ بعض ان رگوں کا کاٹ دے کہ جو بشریت میں سے باقی رہ گئی ہوں اور بعد اس کے زندہ کرنا ہے اور باقی رکھنا اور قریب کرنا اس نفس کا جو خدا سے راضی اور خدا اُس سے راضی اور فنا شدہ ہے تا کہ یہ بندہ حیاتِ ثانی کے بعد قبولِ فیض کے لئے مستعد ہو جائے اور اس کے بعد انسانِ کامل کو حضرتِ احدیت کی طرف سے خلافت کا پیرایہ پہنایا جاتا ہے اور رنگ دیا جاتا ہے۔ الوہیت کی صفتوں کے ساتھ اور یہ رنگ ظلّی طور پر ہوتا ہے تا مقامِ خلافت متحقق ہو جائے اور پھر اس کے بعد خلقت کی طرف اُترتا ہے تا اِن کو روحانیت کی طرف کھینچے اور زمین کی تاریکیوں سے باہر لا کر آسمانی نوروں کی طرف لے جائے اور یہ انسان ان سب کا وارث کیا جاتا ہے جو نبیوں اور صدیقوں اور اہلِ علم اور درایت میں سے اور قرب اور ولایت کے سورجوں میں سے اس سے پہلے گزر چکے ہیں اور دیا جاتا ہے۔ اس کو علم اوّلین کا اور معارف گزشتہ اہلِ بصیرت و حکمائے ملت کے تا اس کے لئے مقام وراثت کا متحقق ہو جائے۔ پھر یہ بندہ زمین پر ایک مدت تک جو اس کے رب کے ارادے میں ہے توقف کرتا ہے تا کہ مخلوق کو نور ہدایت کے ساتھ منور کرے اور جب خلقت کو اپنے رب کے نور کے ساتھ روشن کر چکا یا امر تبلیغ کو بقدر کیفیت پورا کر دیا۔ پس اس وقت اس کا نام پورا ہو جاتا ہے اور اُس کا رب اس کو بلاتا ہے اور اس کی روح اس کے نفسی نقطہ کی طرف اٹھائی جاتی ہے‘‘

(ترجمہ از خطبہ الہامیہ، صفحہ 38-40)

شجاعت، ہمت، استقلال اور فراست کا پیکر خلافت کو قرار دیتے ہوئے آپؑ نے فرمایا:

’’حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ بباعث چند در چند فتنوں اور بغاوت اعراب اور کھڑے ہونے والے جھوٹے پیغمبروں کے میرے باپ پر جب کہ وہ خلیفہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقرر کیا گیا، وہ مصیبتیں پڑیں اور وہ غم دل پر نازل ہوئے کہ اگر وہ غم کسی پہاڑ پر پڑتے تو وہ بھی گر پڑتا اور پاش پاش ہو جاتا اور زمین سے

ہموار ہو جاتا۔ مگر چونکہ خدا کا یہ قانون قدرت ہے کہ جب خدا کے رسول کا کوئی خلیفہ اُس کی موت کے بعد مقرر ہوتا ہے تو شجاعت اور ہمت اور استقلال اور فراست اور دل قوی ہونے کی روح اُس میں پھونکی جاتی ہے جیسا کہ یشوع کی کتاب، باب اول، آیت 6 میں حضرت یشوع کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مضبوط ہو اور دلاوری کر یعنی موسیٰ تو مر گیا اب تو مضبوط ہو جا۔ یہی حکم قضاو قدر کے رنگ میں نہ شرعی رنگ میں حضرت ابو بکرؓ کے دل پر نازل ہوا تھا۔“

(تحفہ گولڑویہ، صفحہ 58)

خلافت ہے چشمۂ علم و یقیں
خلافت ہمارا ہے حصنِ حصیں
خلافت تو ہے ایک حبلِ متیں
خلافت نبوّت کی ہے جانشیں
خدایا یہ سایہ رہے تا مدام
نظامِ خلافت مبارک نظام

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿10﴾ ﴿مشاہدات۔799﴾

خلافت از افاضات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمۡ دِیۡنَهُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَهُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡـًٔا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (النور:56)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے۔ خلافت کی اہمیت و برکات اور ضرورت از افاضات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ۔

پیارے بھائیو! خدا تعالیٰ کی ہمیشہ سے یہ سُنَّت چلی آئی ہے کہ وہ نبی کے ہاتھ سے صرف تخم ریزی کا کام لیتا ہے اور اس تخم ریزی کو انجام تک پہنچانے کے لیے نبی کی وفات کے بعد اس کی جماعت میں سے قابل اور اہل لوگوں کو یکے بعد دیگرے اس کے جانشین بنا کر اس کے کام کی تکمیل فرماتا ہے۔ یہ جانشین اسلامی اصطلاح میں خلیفہ کہلاتے ہیں۔ نظامِ خلافت میں نبی کے کام کی تکمیل کے علاوہ ایک حکمت یہ بھی مد نظر ہوتی ہے کہ نبی کی وفات کے بعد اس کی جماعت کو جو دھچکا پہنچتا ہے اور وہ خوف کی حالت میں چلی جاتی ہے وہ خلیفہ کے آنے کی وجہ سے امن کی حالت میں آجاتی ہے کہ کوئی ہے جو ان کی جماعت کے انتظام کو

سنبھال سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی امر کو نہایت لطیف رنگ میں اس طرح پیش فرماتے ہیں:

یہ خدا تعالیٰ کی سُنَّت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سُنَّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشا ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے“۔

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304)

اب خاکسار آپ کے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے ارشادات بابت خلافت پیش کرے گا۔

خلیفہ خدا بناتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”سنو! میرا صدیقِ اکبر کی نسبت یہی عقیدہ ہے کہ سقیفہ بن ساعدہ نے خلیفہ بنایا، نہ اس وقت منبر پر لوگوں نے بیعت کی، نہ اجماع نے خلیفہ بنایا، بلکہ خدا نے بنایا۔ خدا نے چار جگہ قرآن میں خلافت کا ذکر کیا ہے اور

چار بار اپنی طرف اس کی نسبت کی ہے۔ پس مَیں بھی خلیفہ ہوا تو مجھے خدا نے بنایا اور اللہ کے فضل سے ہی ہوا، جو کچھ ہوا اور اُس کی طاقت کے بغیر انسان کچھ نہیں کر سکتا“

(حقائق القرآن جلد سوم صفحہ 67)

نیز فرمایا:

”مَیں نے پہلے بتایا ہے کہ زمانوں کی ضرورت کے لحاظ سے خلیفہ بنانے کا فرمایا۔ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے اور وہ خلیفہ دلائل سے نہیں، آدمیوں کے انتخاب سے نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی نصرت اور طاقت سے بنیں گے“

(حقائق القرآن جلد سوم)

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”سو کسی قسم کا خلیفہ ہو اس کا بنانا جنابِ الٰہی کا کام ہے۔ آدمؑ کو بنایا تو اللہ نے، داوٗدؑ کو بنایا تو اُس نے، ہم سب کو بنایا تو اُس نے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشینوں کو ارشاد ہوتا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (سورہ نور: 56) جو مومنوں میں سے خلیفہ ہوتے ہیں اُن کو بھی اللہ ہی بناتا ہے۔ ان کو خوف پیش آتا ہے مگر خدا تعالیٰ اُن کو تمکنت عطا کرتا ہے۔ جب کسی قسم کی بدامنی پھیلے تو اللہ اُن کے لئے امن کی راہیں نکال دیتا ہے“

(حقائق القرآن صفحہ 125-126)

ایک اور مقام پر آپؓ فرماتے ہیں:

”خلافت کا انتخاب عقلِ انسانی کا کام نہیں، عقل نہیں تجویز کر سکتی کہ کس کے قویٰ قوی ہیں، کس میں قوتِ انتظامیہ کامل طور پر رکھی گئی ہے اس لیے جنابِ الٰہی نے خود فیصلہ کر دیا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ (النور: 56) خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اب واقعاتِ صحیحہ سے دیکھ لو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے کہ

نہیں؟ یہ تو صحیح بات ہے کہ وہ خلیفہ ہوئے اور ضرور ہوئے۔ شیعہ یہی مانتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے بھی ان کی بیعت آخر کرلی تھی۔ پھر میری سمجھ میں تو یہ بات نہیں آسکتی اور نہ اللہ تعالیٰ کو قوی، عزیز، حکیم خدا ماننے والا کبھی وہم بھی کرسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ پر بندوں کا انتخاب غالب آگیا تھا۔ منشاءِ الٰہی نہ تھا اور حضرت ابو بکرؓ خلیفہ ہوگئے۔ غرض یہ بالکل سچی بات ہے کہ خلفائے ربّانی کا انتخاب انسانی دانشوں کا نتیجہ نہیں ہوتا۔"

(خطبات نور صفحہ 56)

فرمایا:

"یہ اعتراض کرنا کہ خلافت حق دار کو نہیں پہنچی رافضیوں کا عقیدہ ہے۔ اس سے توبہ کرلو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا ہے خلیفہ بنادیا۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے فرشتے بن کر اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو ابلیس نہ بنو۔"

(بدر 4 جولائی 1912ء جلد 12 نمبر 1 صفحہ 7)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے احمدیہ بلڈنگس لاہور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"مَیں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدمؑ کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً۔ (البقرۃ: 31) اس خلافتِ آدمؑ پر فرشتوں نے اعتراض کیا... مگر انہوں نے اعتراض کرکے کیا پھل پایا؟ تم قرآن مجید میں پڑھ لو، آخر انہیں آدمؑ کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر مجھ پر کوئی اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو مَیں اُسے کہہ دوں گا کہ آدم کی خلافت کے سامنے سربسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے اور اگر وہ اِبَاء اور اِسۡتِکۡبَار کو اپنا شعار بنا کر اِبۡلِیۡس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ مَیں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادتمند فطرت اُسے اُسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ کی طرف لے آئے گی۔"

(بدر 4 جولائی 1912ء)

سامعین! خدا تعالیٰ کے منتخب خلیفہ کو کوئی معزول نہیں کر سکتا۔ اس سلسلہ میں آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”خلافت کیسری کی دُکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے، نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ مَیں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہو گا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔ تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کیے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔“

(اخبار بدر 11 جولائی 1912ء جلد 12 نمبر 2 صفحہ 4)

سامعین! خلیفۂ وقت کو خدا تعالیٰ قائم کرتا ہے اور وہی قائم رکھتا ہے اس کی ہر طرح سے تائید و نصرت کرتا ہے۔ اسے خود حکمت سکھاتا ہے۔ قرآن کریم کے معانی، مطالب، اسرار، رموز اور حقائق و دقائق سے مالا مال کرتا ہے خدا خود اس کی ہر مشکل مرحلہ پر رہنمائی کرتا ہے، ہر ابتلاء میں اسے پورا اُترنے کی توفیق بخشتا ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ ہر قسم کے احکام کے اجراء اور مہمات کا انجام اُس کے سپرد کیا جائے۔ اس کے مقام کا تقاضا ہے کہ یہ کام اسی پر چھوڑا جائے۔ جیسے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

”کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو صرف ایک ملاّ بھی کر سکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور مَیں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے“

(الفرقان، خلافت نمبر مئی جون 1967ء صفحہ 28)

پھر فرمایا:

”جنابِ الٰہی کا اِنتخاب بھی تو ایک انسان ہی ہوتا ہے اس کو کوئی ناکامی پیش نہیں آتی۔ وہ جدھر منہ اٹھاتا ہے ادھر ہی اس کے واسطے کامیابی کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور وہ فَضل، شِفا، نور اور رَحمت دکھلاتا ہے...

ہزارہا مَصَائب اور مشکلات آئیں وہ اس کوہِ وَقَار کو جُنْبِش نہیں دے سکتیں۔ آخر کامیابی اور فتح ان کی ہی ہوتی ہے۔“

(خطبات نور صفحہ 56-57)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ خلافت کی اطاعت کے بارہ میں فرماتے ہیں:

”یہ وصیّت کرتا ہوں کہ تمہارا اِعتِصام حَبْلُ اللّٰہ کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دَستورُ العمل ہو۔ باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضانِ الٰہی کو روکتا ہے...چاہیے کہ تمہاری حالت اپنے اِمام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میّت غَسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام اِرادے اور خواہشیں مُردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو اِمام کے ساتھ ایسا وابَستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ اِستغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش مُعاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرو کیونکہ شکر کرنے پر اِزدِیادِ نعمت ہوتا ہے۔“

(خطباتِ نور صفحہ 131)

پھر اطاعتِ خلافت کا ذکر کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں:

”بیعت کے معنے اپنے آپ کو بیچ دینے کے ہیں اور جب انسان کسی کو دوسرے ہاتھ پر بیچ دیتا ہے تو اُس کا اپنا کچھ نہیں رہتا۔“

(خطبات نور صفحہ 171)

سامعین! ہمارا فرض ہے کہ خلیفہ وقت کی طرف سے آنے والی ہر آواز پر لبیک کہیں۔ آپؓ فرماتے ہیں:

”بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔“

(ماہانہ الفرقان ربوہ خلافت نمبر مئی جون 1967ء صفحہ 28)

سامعین! خلیفہٴ وقت کے ساتھ ایک مضبوط تعلق ہمارے اندر روحانی تبدیلی پیدا کر دیتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جو شخص خلافت کے لئے منتخب ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر دوسرا اس منصب کے سزاوار اس وقت ہر گز نہیں ہوتا۔ کیسی آسان بات تھی کہ خدا تعالیٰ جس کو چاہے مصلح مقرر کر دے۔ پھر جن لوگوں نے خدا

کے ان مامور کردہ منتخب بندوں سے تعلق پیدا کیا انہوں نے دیکھ لیا کہ ان کی پاک صحبت میں ایک پاک تبدیلی اندر ہی اندر شروع ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم کرنے کی آرزو پیدا ہونے لگتی ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ 226)

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے اِس انعام یعنی خلافت کی قدر کرتے ہیں اور اُس سے بھرپور استفادہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں صالحین کے گروہ میں شامل کر کے روحانی طور پر بلند کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اُن کی اولاد اور اُن کی نسلوں میں بھی اس فیض کو منتقل کر دیتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ افراد جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میری آرزو ہے کہ مَیں تم میں ایسی جماعت دیکھوں جو للہ تعالیٰ کی محب ہو۔ للہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی متبع ہو۔ قرآن سمجھنے والی ہو۔ میرے مولیٰ نے بلا امتحان اور بغیر مانگنے کے بھی مجھے عجیب عجیب انعامات دیئے ہیں۔ جن کو میں گن بھی نہیں سکتا۔ وہ ہمیشہ میری ضرورتوں کا آپ ہی کفیل ہوا ہے۔ وہ مجھے کھانا کھلاتا ہے اور آپ ہی کھلاتا ہے۔ وہ مجھے کپڑا پہناتا ہے اور آپ ہی پہناتا ہے۔ وہ مجھے آرام دیتا ہے اور آپ ہی آرام دیتا ہے۔ اُس نے مجھے بہت سے مکانات دیئے ہیں۔ بیوی بچے دیئے۔ مخلص اور سچے دوست دیئے۔ اتنی کتابیں دیں کہ دوسرے کی عقل دیکھ کر ہی چکر کھا جائے۔ پھر مطالعہ کے لئے وقت، صحت، علم سامان دیا۔ اب میری آرزو ہے اور مَیں اپنے مولیٰ پر بڑی بڑی امید رکھتا ہوں کہ وہ یہ آرزو بھی پوری کرے گا کہ تم میں سے اللہ تعالیٰ کی محبت کرنے والے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے محبت رکھنے والے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور اس کے خاتم النبیین کے سچے متبع ہوں اور تم میں سے ایک جماعت ہو جو قرآن مجید اور سنتِ نبوی پر چلنے والی ہو۔"

(حیات نور صفحہ 470-471)

سامعین! آخر پر خاکسار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ایک ارشاد پر اپنی گزرشات کو ختم کرتا ہے۔ حضورؓ اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 8 ستمبر 1950ء میں فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مَیں تو جاتا ہوں۔ لیکن خدا تمہارے لئے قدرت ثانیہ بھیج دے گا۔ مگر ہمارے خدا کے پاس قدرت ثانیہ ہی نہیں۔ اس کے پاس قدرت ثالثہ بھی ہے اور اس کے

پاس قدرت ثالثہ ہی نہیں۔ اس کے پاس قدرت رابعہ بھی ہے۔ قدرتِ اولیٰ کے بعد قدرتِ ثانیہ ظاہر ہوئی اور جب تک خدا اس سلسلہ کو ساری دنیا میں نہیں پھیلا دیتا۔ اس وقت تک قدرت ثانیہ کے بعد قدرتِ ثالثہ آئے گی اور قدرتِ ثالثہ کے بعد قدرتِ رابعہ آئے گی اور قدرتِ رابعہ کے بعد قدرتِ خامسہ آئے گی اور قدرتِ خامسہ کے بعد قدرتِ سادسہ آئے گی اور خدا تعالیٰ کا ہاتھ لوگوں کو معجزہ دکھاتا چلا جائے گا اور دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت اور زبردست سے زبردست بادشاہ بھی اس سکیم اور مقصد کے راستہ میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔ جس مقصد کے پورا کرنے کے لئے اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہلی اینٹ بنایا اور مجھے اس نے دوسری اینٹ بنایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ دین جب خطرہ میں ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لئے اہل فارس میں سے کچھ افراد کھڑا کرے گا۔ حضرت مسیح موعود ان میں سے ایک فرد تھے اور ایک فرد میں ہوں۔ لیکن رجالٌ کے ماتحت ممکن ہے کہ اہل فارس میں کچھ اور لوگ بھی ایسے ہوں۔ جو دین کی عظمت قائم رکھنے اور اس کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے کھڑے ہوں۔“

(روزنامہ الفضل لاہور 22؍ستمبر 1950ء صفحہ 6)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ خلافتِ حقہ سے مضبوط پیوند قائم رکھنے کی توفیق دے اور ہم کبھی بھی نہ کسی فتنہ کا حصہ بنیں اور نہ ہی فتنہ کا موجب بنیں بلکہ ہمیشہ ہم خلیفۂ وقت کے سلطان نصیر ثابت ہوں۔ آمین

نبوت کے ہاتھوں جو پَودا لگا ہے
خلافت کے سائے میں پُھولا بَھلا ہے
خدا کا ہے وعدہ خلافت رہے گی
یہ نعمت تمہیں تا قیامت ملے گی
مگر شرط اس کی اطاعت گزاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿11﴾ ﴿مشاہدات۔800﴾

خلافت از افاضات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡـًٔا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (النور:56)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے۔ خلافت کی اہمیت و برکات اور ضرورت از افاضات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

سامعین! جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ خلیفہ ٔ وقت کا وجود جماعت کے اتحاد، یکجہتی اور ترقی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ ایک مضبوط مرکز ہوتا ہے۔ جس کے گرد نظامِ سلسلہ کے بے شمار پروگرام اور منصوبے گردش کرتے ہیں۔ خلیفہ وقت ایک نور کا مینار اور قبلہ ہوتا ہے جس کو دیکھ کر جماعت کا ہر فرد اپنی سوچ کا قبلہ درست کرتا ہے اور اس کی روشنی سے رہنمائی پاتا ہے۔ خلافت کے استحکام سے قوم اور جماعت کا استحکام وابستہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریمؐ نے امام کو ڈھال قرار دیا ہے اور اپنے ماننے والوں کو نصیحت فرمائی ہے کہ جب تک امام کے پیچھے پیچھے چلتے رہو گے اور اطاعت کا جُوا اپنی گردنوں پر سجائے رکھو

گے اُس وقت تک کامیابی اور کامرانی تمہارا مقدر بنی رہے گی اور تم رشد وہدایت سے ہمکنار ہوتے رہو گے۔ جیسا کہ مَیں اوپر بتا آیا ہوں کہ آج خاکسار آپ کے سامنے خلافت کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے کچھ ارشادات پیش کرے گا۔ چنانچہ تمہاری ترقیات خلافت سے وابستہ ہیں کے متعلق آپؓ فرماتے ہیں: ”تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اُسے قائم نہ رکھا، وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہو گا۔ لیکن اگر تم اس کی حقیقت کو سمجھتے رہو گے اور اِسے قائم رکھو گے، تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی، تو نہیں کر سکے گی اور تمہارے مقابلہ میں بالکل ناکام ونامراد رہے گی۔ جیسا کہ مشہور ہے، اسفندیار ایسا تھا کہ اِس پر تیر اثر نہ کرتا تھا۔ تمہارے لیے ایسی حالت خلافت کی وجہ سے پیدا ہو سکتی ہے۔ جب تک تم اِس کو پکڑے رکھو گے تو کبھی دنیا کی مخالفت تم پر اثر نہ کر سکے گی“

(درس القرآن، مطبوعہ 1921 صفحہ 73)

نیز فرمایا:

”مَیں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو جائے تو...... اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی“

(خلافت حقہ اسلامیہ، صفحہ 18)

فرمایا:

”... خلافت کے تو معنے ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اُس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم، وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ ٔوقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اُس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24؍ جنوری 1936ء مطبوعہ خطبات محمود جلد 17 صفحہ 74)

سامعین! حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں جنگِ حنین میں صحابہ کی اطاعت کا ذکر کرتے ہوئے بیعت خلافت ثانیہ کے موقع پر جماعت کے اخلاص اور خلافت کی اطاعت کے متعلق فرمایا:

”جب خدا تعالیٰ نے مجھے خلیفہ بنایا بے شک قادیان کے اکثر لوگوں نے بیعت کر لی تھی۔ لیکن باہر کی بہت سی جماعتیں متردّد تھیں۔ بڑے بڑے کارکن سب مخالف تھے، خزانہ خالی تھا اور مخالفت کا دریا تھا۔ جو اُمڈا ہوا چلا آ رہا تھا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اُس وقت مَیں اُس کی نصرت سے کامیاب ہوا۔ اُس وقت خدا ہی تھا جو میری تائید کے لیے آیا اور اُسی نے دوسرے ہی دن مجھ سے وہ ٹریکٹ نکلوایا کہ ”کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے۔“ اور جہاں جہاں یہ ٹریکٹ پہنچا۔ جس طرح حنین کی لڑائی کے موقعہ پر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ آواز بلند کرائی گئی کہ اے انصار! خدا کا رسول تم کو بلاتا ہے اور صحابہ بے تاب ہو کر اس آواز کی طرف بھاگے بلکہ جن کے گھوڑے نہیں مُڑتے تھے انہوں نے اِن کی گردنیں کاٹ دیں اور پیدل دوڑے اِسی طرح جب میری آواز باہر پہنچی متردّد جماعتوں کے دل صاف ہو گئے اور تاروں اور خطوں کے ذریعہ بیعت کرنے لگیں۔ وہی خدا جو اُس وقت فوجوں کے ساتھ تائید کے لیے آیا آج میری مدد پر ہے اور اگر آج تم خلافت کی اطاعت کے نکتہ کو سمجھو تو تمہاری مدد کو بھی آئے گا۔ نصرت ہمیشہ اطاعت سے ملتی ہے۔ جب تک خلافت قائم رہے نظامی اطاعت پر اور جب خلافت مٹ جائے انفرادی اطاعت پر ایمان کی بنیاد ہوتی ہے۔“

(خطبہ جمعہ 27؍ اگست 1937ء مطبوعہ روزنامہ الفضل قادیان 4؍ ستمبر 1937ء صفحہ 7-8)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے ہی عقلمند اور مدبّر ہو۔ اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو۔ ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا، بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا اور تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو۔ بیشک مَیں نبی نہیں ہوں لیکن مَیں نبوت کے قدموں پر کھڑا ہوں۔ ہر

وہ شخص جو میری اطاعت سے باہر ہوتا ہے۔ وہ یقیناً نبی کی اطاعت سے باہر جاتا ہے۔ جو میرا جوا اپنی گردن سے اُتارتا ہے، وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جوا اُتارتا ہے اور جو ان کا جوا اُتارتا ہے۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جوا اُتارتا ہے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جوا اُتارتا ہے، وہ خدا تعالیٰ کا جوا اُتارتا ہے۔ مَیں بے شک انسان ہوں، خدا نہیں ہوں۔ مگر مَیں یہ کہنے سے نہیں رہ سکتا کہ میری اطاعت اور فرمانبرداری میں خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔"

(خطبہ جمعہ 27 اگست 1937ء مطبوعہ روزنامہ الفضل قادیان 4 ستمبر 1937ء صفحہ 8)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"یاد رکھو! ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے بھی جو آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے...ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لاتا ہوں، ہزار دفعہ کوئی کہے کہ مَیں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں، خدا کے حضور اس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہو گی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا۔"

(خطبہ جمعہ 25 اکتوبر 1946ء مطبوعہ الفضل 15 نومبر 1946ء صفحہ 6)

جماعت خلیفہ کے ماتحت ہے

ہم احباب جماعت کو یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا باطنی ہاتھ جس انسان کو جماعت مومنین کی اصلاح اور ترقی کے لیے مقرر کرتا ہے وہی اس لائق ہے کہ اُس کی ماتحتی میں جماعت کے تمام امور طے ہوں اور اُسی کو اس روحانی نظام میں آخری اتھارٹی حاصل ہو۔ اِس حوالے سے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اسلامی اصول کے مطابق یہ صورت ہے کہ جماعت خلیفہ کے ماتحت ہے اور آخری اتھارٹی جسے خدا نے مقرر کیا ہے اور جس کی آواز آخری آواز ہے، کسی انجمن، کسی شوریٰ یا کسی مجلس کی نہیں ہے۔ خلیفہ کا

انتخاب ظاہری لحاظ سے بیشک تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ تم اس کے متعلق دیکھ سکتے ہو اور غور کر سکتے ہو مگر باطنی طور پر خدا کے ہاتھ میں ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے خلیفہ ہم قرار دیتے ہیں اور جب تک تم لوگ اپنی اصلاح کی فکر رکھو گے۔ ان قواعد اور اصولوں کو نہ بھولو گے جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ضروری ہیں تم میں خدا خلیفہ مقرر کرتا رہے گا اور اُسے وہ عظمت حاصل ہو گی جو اس کام کے لیے ضروری ہے۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت منعقدہ 7، اپریل 1925ء صفحہ 24 بحوالہ احمدیہ گزٹ کینیڈا، مئی 2001ء)

اطاعت سے ہی اتحاد اور ترقی ممکن ہے

جو قومیں دنیا میں ترقی کرنا چاہتی ہیں اور اپنے مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا چاہتی ہیں اُن کے لیے ضروری ہے کہ وہ وحدت کی لڑی میں پروئی رہیں اور ایک واجب الاطاعت امام کے پیچھے پیچھے چلنے والی ہوں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"جماعت کے اتحاد اور شریعت کے احکام کو پورا کرنے کے لئے ایک خلیفہ کا ہونا ضروری ہے اور جو اس بات کو ردّ کرتا ہے وہ گویا شریعت کے احکام کو ردّ کرتا ہے۔ صحابہ کا عمل اس پر ہے اور سلسلہ احمدیہ سے بھی خدا تعالیٰ نے اسی کی تصدیق کرائی ہے۔ جماعت کے معنی ہی یہی ہیں کہ وہ ایک امام کے ماتحت ہو جو لوگ کسی امام کے ماتحت نہیں وہ جماعت نہیں اور ان پر خدا تعالیٰ کے وہ فضل نازل نہیں ہو سکتے اور کبھی نہیں ہو سکتے جو ایک جماعت پر ہوتے ہیں۔

پس اے جماعت احمدیہ! اپنے آپ کو ابتلاء میں مت ڈال اور خدا تعالیٰ کے احکام کو ردّ مت کر کہ خدا کے حکموں کو ٹالنا نہایت خطرناک اور نقصان دہ ہے۔ اسلام کی حقیقی ترقی اس زمانہ میں ہوئی جو خلافتِ راشدہ کا زمانہ کہلاتا ہے پس تُو اپنے ہاتھ سے اپنی ترقیوں کو مت روک اور اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مت مار۔ کیسا نادان ہے وہ انسان جو اپنا گھر آپ گراتا ہے اور کیا ہی قابلِ رحم ہے وہ شخص جو اپنے گلے پر آپ چھری پھیرتا ہے پس تو اپنے ہاتھ سے اپنی تباہی کا بیج مت بو اور جو سامان خدا تعالیٰ نے تیری ترقی کے لئے بھیجے ہیں ان کو ردّ مت کر کیونکہ فرمایا ہے لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ وَ لَئِنۡ کَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ۔ (ابراہیم: 8)

البتہ اگر تم شکر کرو گے تو مَیں تمہیں بڑھاؤں گا اور زیادہ دوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی راہ اختیار کی تو یاد رکھو کہ میرا عذاب بھی بڑا سخت ہے۔“

(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 13-14)

اس لیے یہ ضروری ہے کہ ہر فرد جماعت خلیفۂ وقت کے احکام کی اطاعت کرے اور خلیفۂ وقت کے ہر حکم پر جان قربان کرنے کے لیے تیار رہے۔ حضورؓ فرماتے ہیں:

”جس نے خلیفہ وقت کی بیعت کی ہے اُسے یاد رکھنا چاہئے کہ خلیفہ وقت کی بیعت کے بعد اس پر یہ فرض عائد ہو چکا ہے کہ وہ اس کے احکام کی اطاعت کرے... ہمارے سپرد ایک بہت بڑا کام ہے اور وہ کام کبھی سرانجام نہیں دیا جاسکتا جب تک ہر شخص اپنی جان اُس راہ میں لڑا نہ دے۔ پس تم میں سے ہر شخص خواہ دنیا کا کوئی کام کر رہا ہو اگر وہ اپنا سارا زور اس غرض کے لیے صرف نہیں کر دیتا، اگر خلیفۂ وقت کے حکم پر ہر احمدی اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار نہیں رہتا۔ اگر اطاعت اور فرمانبرداری اور ایثار ہر وقت اس کے سامنے نہیں رہتا تو اس وقت تک نہ ہماری جماعت ترقی کر سکتی ہے اور نہ وہ اشخاص مومنوں میں لکھے جاسکتے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ 25؍اکتوبر 1946ء مطبوعہ روزنامہ الفضل قادیان 15؍نومبر 1946ء صفحہ 6)

خلیفۂ وقت کے ساتھ تعلق

خلیفۂ وقت کے ساتھ ہمارا تعلق جس قدر پختہ اور مضبوط ہو گا اُسی قدر ہم اس نعمت سے فیضیاب ہو سکتے ہیں۔ اگر ہم اپنی زندگی خلیفہ وقت کی ہدایات اور ارشادات کے مطابق گزارنا شروع کر دیں اور تابع فرمان بن کر اپنی گردنیں خلیفہ وقت کے حضور جھکائے رکھیں تو اس سے نہ صرف ہمارا ایمان سلامت رہے گا بلکہ ہمارے اعمال بھی صالح اعمال میں شمار ہوں گے ۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”یاد رکھو! ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔ اگر اسلام اور ایمان اس چیز کا نام نہ ہوتا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے کسی مسیح کی ضرورت نہیں تھی لیکن اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے

ہوتے مسیح موعود کی ضرورت تھی تو مسیح موعود کے ہوتے ہماری بھی ضرورت ہے۔ ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ مَیں مسیح موعود پر ایمان لاتا ہوں۔ ہزار دفعہ کوئی کہے کہ مَیں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں۔ خدا کے حضور اس کے ان دعوؤں کی کوئی قیمت نہیں ہو گی۔ جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا۔ اُس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا۔“

(خطبہ جمعہ 25؍اکتوبر 1946ء مطبوعہ روزنامہ الفضل قادیان 15؍نومبر 1946ء صفحہ 6)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ البقرۃ آیت 249 کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ضمنی طور پر اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ سے فیوض حاصل کرنے کا ایک یہ بھی طریق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ خلفاء سے مخلصانہ تعلق قائم رکھا جائے اور اُن کی اطاعت کی جائے۔ چنانچہ اس جگہ طالوت کے انتخاب میں خدائی ہاتھ کا ثبوت یہی پیش کیا گیا ہے کہ تمہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نئے دل ملیں گے جن میں سکینت کا نزول ہو گا اور خدا تعالیٰ کے ملائکہ اُن دلوں کو اُٹھائے ہوئے ہوں گے۔ گویا طالوت کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے نتیجہ میں تم میں ایک تغیّر عظیم واقع ہو جائے گا۔ تمہاری ہمتیں بلند ہو جائیں گی۔ تمہارے ایمان اور یقین میں اضافہ ہو جائے گا۔ ملائکہ تمہاری تائید کے لئے کھڑے ہو جائیں گے اور تمہارے دلوں میں استقامت اور قربانی کی روح پھونکتے رہیں گے۔ پس سچے خلفاء سے تعلق رکھنا ملائکہ سے تعلق پیدا کر دیتا اور انسان کو انوار الٰہیہ کا مہبط بنا دیتا ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 561)

خلیفۂ وقت سے مشورے کی اہمیت

سامعین! جب ہم زندگی کے ہر معاملہ میں خلیفہ وقت کے مشورے اور اُن کی ہدایات کے مطابق عمل کریں گے تو ہر کام میں برکت ہو گی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لاہوری گروپ کے سرکردہ لوگوں کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

”جب تک بار بار ہم سے مشورے نہیں لیں گے اُس وقت تک اُن کے کام میں کبھی برکت پیدا نہیں ہو سکتی۔ آخر خدا نے اُن کے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ نہیں دی۔ میرے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ دی ہے۔

انہیں خدا نے خلیفہ نہیں بنایا مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور جب خدا نے اپنی مرضی بتانی ہوتی ہے تو مجھے بتاتا ہے انہیں نہیں بتاتا۔ پس تم مرکز سے الگ ہو کر کیا کر سکتے ہو۔ جس کو خدا اپنی مرضی بتاتا ہے جس پر خدا اپنے الہام نازل فرماتا ہے۔ جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنادیا ہے اُس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کر کے تم کام کر سکتے ہو۔ اُس سے جتنا زیادہ تعلق رکھو گے۔ اُسی قدر تمہارے کاموں میں برکت پیدا ہو گی اور اس سے جس قدر دُور رہو گے اُسی قدر تمہارے کاموں میں بے برکتی پیدا ہو گی جس طرح وہی شاخ پھل لاسکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کر سکتی جو درخت سے جدا ہو اِسی طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کر سکتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ یکم نومبر 1946ء مطبوعہ الفضل قادیان 20، نومبر 1946ء صفحہ 7)

آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت کی اہمیت کے پیشِ نظر ایک موقع پر مبلغین اور واعظین کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"مبلغین اور واعظین کے ذریعہ بار بار جماعتوں کے کانوں میں یہ آواز پڑتی رہے کہ پانچ روپے کیا، پانچ ہزار روپیہ کیا، پانچ لاکھ روپیہ کیا، پانچ ارب روپیہ کیا، اگر ساری دنیا کی جانیں بھی خلیفہ کے ایک حکم کے آگے قربان کر دی جاتی ہیں تو وہ بے حقیقت اور ناقابلِ ذکر چیز ہیں...اگر یہ باتیں ہر مرد، ہر عورت، ہر بچے، ہر بوڑھے کے ذہن نشین کی جائیں اور ان کے دلوں پر ان کا نقش کیا جائے تو وہ ٹھوکریں جو عدمِ علم کی وجہ سے لوگ کھاتے ہیں کیوں کھائیں۔"

(تعلیم العقائد والاعمال پر خطبات صفحہ 65 مرتب شیخ یعقوب علی عرفانیؓ)

سامعین! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"اگر خلافت کے کوئی معنے ہیں تو پھر خلیفہ ہی ایک ایسا وجود ہے جو ساری جماعت میں ہونا چاہئے اور اُس کے منہ سے جو لفظ نکلے وہی ساری جماعت کے خیالات اور اَفکار پر حاوی ہونا چاہئے، وہی اوڑھنا، وہی بچھونا ہونا چاہئے، وہی تمہارا ناک، کان، آنکھ اور زبان ہونا چاہئے...اُس کی کامل اطاعت کرو ویسی ہی اطاعت جیسے دماغ

کی اطاعت اُنگلیاں کرتی ہیں۔ دماغ کہتا ہے فلاں چیز کو پکڑو اور اُنگلیاں جھٹ اُسے پکڑ لیتی ہیں۔ لیکن اگر دماغ کہے اور اُنگلیاں نہ پکڑیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ ہاتھ مفلوج اور اُنگلیاں رعشہ زدہ ہیں کیونکہ رعشہ کے مریض کی یہ حالت ہوا کرتی ہے کہ وہ چاہتا ہے ایک چیز کو پکڑے مگر اس کی اُنگلیاں اُسے نہیں پکڑ سکتیں۔ پس خلیفہ ایک حکم دیتا ہے مگر لوگ اُس کی تعمیل نہیں کرتے تو اِس کے معنے یہ ہوں گے کہ وہ رعشہ زدہ وجود ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24؍ جنوری 1936ء مطبوعہ خطبات محمود جلد 17 صفحہ 75-76)

آپ رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا:

"اگر ایک امام اور خلیفہ کی موجودگی میں انسان یہ سمجھے کہ ہمارے لئے کسی آزاد تدبیر اور مظاہرے کی ضرورت ہے تو پھر خلیفہ کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم جو مومن اٹھاتا ہے اس کے پیچھے اٹھاتا ہے، اپنی مرضی اور خواہشات کو اس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے، اپنی آرزوؤں کو اس کی آرزوؤں کے تابع کرتا ہے، اپنے سامانوں کو اس کے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔ اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہو جائیں تو ان کے لئے کامیابی اور فتح یقینی ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27؍ اگست 1937ء مطبوعہ خطبات محمود جلد 18 صفحہ 367)

سامعین! خلیفہ وقت کو دعا کی قبولیت کا ایک مقام عطا کیا جاتا ہے۔ اس کی حکمت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس طرح بیان فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ جس کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اُس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اُس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔"

(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 74)

سامعین! خلافت کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں:

"مَیں نے بتایا ہے کہ ایک دفعہ مَیں نے ایک لاکھ روپیہ مانگا تھا۔ لیکن اب مَیں خدا تعالیٰ سے اربوں روپیہ مانگا کرتا ہوں۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ مَیں نے ایک لاکھ روپیہ مانگ کر غلطی کی... اللہ تعالیٰ نے کہا ہم تیری اس دعا کو قبول نہیں کرتے جس میں تو نے ایک لاکھ مانگا ہے۔ ہم تجھے اس سے بہت زیادہ دیں گے

تا کہ سلسلہ کے کام چل سکیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے اس انعام کو دیکھ کر کہ مَیں نے ایک لاکھ مانگا تھا مگر اس نے 22 لاکھ سالانہ دیا، مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر مَیں ایک کروڑ مانگتا تو 22 کروڑ سالانہ ملتا۔ ایک ارب مانگتا تو 22 ارب سالانہ ملتا، ایک کھرب مانگتا تو 22 کھرب سالانہ ملتا اور اگر ایک پدم مانگتا تو 22 پدم سالانہ ملتا اور اس طرح ہماری جماعت کی آمد امریکہ اور انگلینڈ دونوں کی مجموعی آمد سے بڑھ جاتی۔ پس خلافت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بہت سی برکات وابستہ کی ہوئی ہیں۔ تم ابھی بچے ہو تم اپنے باپ دادوں سے پوچھو کہ قادیان کی حیثیت جو شروع زمانہ خلافت میں تھی وہ کیا تھی اور پھر قادیان کو اللہ تعالیٰ نے کس قدر ترقی بخشی تھی۔"

(الفضل 5 ستمبر 1956ء)

خلافت پہ کرتے ہیں ہم جاں نثار
خلافت ہی ہے عافیت کا حِصار
خدا کی ہے حمد و ثناء صبح و شام
نظام خلافت مبارک نظام

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿12﴾ ﴿مشاہدات۔ 801﴾

خلافت از افاضات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:56)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے۔ خلافت کی اہمیت و برکات اور ضرورت از افاضات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

سامعین کرام! خلافت راشدہ ہی رشد و ہدایت کی اصل راہ اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ خلافت کے ساتھ دلی وابستگی میں ہی اسلام کی بقا، اُس کی مضبوطی اور اُس کی سربلندی وابستہ ہے۔ جس طرح اسلام کے دَورِ اوّل میں امتِ محمدیہ نے خلافت کی کامل اطاعت کے نتیجہ میں بے مثال ترقی کی تھی اِسی طرح اسلام کے دَور آخر میں بھی تمام تر ترقی اور کامیابی خلافت کی کامل اطاعت کے نتیجے میں حاصل ہوگی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر فرد جماعت اپنے آپ کو خلافت کے ساتھ بالکل اُسی طرح وابستہ

کر لے جس طرح جسم کے اعضاء دماغ کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں۔ آج خاکسار خلافت کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ارشادت پیش کرے گا۔

خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت سے جماعت کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کر دیا

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ، اپنے پیشرو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کے بعد کے حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے ہر احمدی کے دل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی اتنی محبت پیدا کی تھی اور پھر آپ کو احباب جماعت پر اس کثرت اور وسعت کے ساتھ احسان کرنے کی اُن کے غموں میں شریک ہونے کی، اُن کی خوشیوں میں شامل ہونے کی، اُن کی ترقیات کے سامان پیدا کرنے کی کوشش کی اس قدر توفیق دی تھی کہ ہر شخص سمجھتا تھا کہ گویا آج میری موت کا دن ہے۔ بعض احمدی حضور کی اِس بیماری کے دوران اپنی کم علمی کی وجہ سے بعض نادانی کی وجہ سے بعض کمزوری کی وجہ سے اور شاید بعض شرارت کی وجہ سے بھی اس قسم کی باتیں کیا کرتے تھے جو ہمارے کانوں میں بھی پڑتی تھیں کہ گویا جماعت میں بڑا تفرقہ پیدا ہو چکا ہے لیکن یہ باتیں اس وقت سے پہلے تھیں۔ جب اس موہومہ تفرقہ نے اپنا چہرہ دنیا کے سامنے دکھانا تھا جب وہ وقت آیا تو وہ لوگ جو یہاں تھے وہ گواہ ہیں اور اُن میں سے ہر ایک شخص شاہد ہے کہ اس بات کا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے فرشتوں کی فوج بھیجی ہے اور اُس نے جماعت احمدیہ پر قبضہ کر لیا ہے اور جس طرح گڈریا بھیڑوں کو گھیر لیتا ہے اِسی طرح اِس فوج نے ہم سب کو گھیرے میں لے لیا ہے اور کہا کہ ہمیں اس لیے بھیجا گیا ہے کہ ہم تمہیں بھٹکنے نہ دیں۔ اس وقت کسی کے دماغ میں یہ خیال نہ تھا کہ کون خلیفہ منتخب ہوتا ہے یا کون نہیں۔ لیکن ہر دل جانتا تھا کہ خلافت قائم رہے گی اور خلیفہ منتخب ہو گا اور خلافت کی برکات ہم میں جاری و ساری رہیں گی ....اِس مسجد میں جو لوگ بھی اس اجلاس میں شامل تھے۔ میرا یہی احساس ہے کہ اِن میں سے کوئی شخص بھی وہ نہ رہا تھا جو پہلے تھا یعنی اِس کے دماغ پر بھی اللہ تعالیٰ کا تصرّف تھا، اِس کی زبان پر بھی خدا تعالیٰ کا تصرّف تھا نہ کوئی بحث ہوئی اور نہ کوئی جھگڑا۔ سب ایک نتیجہ پر پہنچ گئے۔“

(خطبات ناصر جلد اوّل خطبہ جمعہ 12 نومبر 1965ء)

خلیفہ خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے

آپؒ نے فرمایا:

”ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خلیفہ اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے۔ اگر بندوں پر اس کو چھوڑا جاتا تو جو بھی بندوں کی نگاہ میں افضل ہوتا اسے ہی وہ اپنا خلیفہ بنا لیتے۔ لیکن خلیفہ خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں۔ وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چنتا ہے، جسے وہ بہت حقیر سمجھتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو چن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک جلوہ کرتا ہے اور جو کچھ وہ تھا اور جو کچھ اس کا تھا اس میں سے وہ کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے سامنے کلّی طور پر فنا اور بے نفسی کا لبادہ وہ پہن لیتا ہے اور اس کا وجود دنیا سے غائب ہو جاتا ہے اور خدا کی قدرتوں میں وہ چھپ جاتا ہے تب اللہ تعالیٰ اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیتا ہے“

(الفضل، 17 مارچ 1967)

سامعین! روحانی خلفاء کو کوئی انسان معزول نہیں کر سکتا

آپؓ فرماتے ہیں:

”بعض بیوقوف کمزور ایمان والے یہ کہتے بھی سنے گئے ہیں کہ مجدد تو اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور خلیفہ انسان بناتا ہے۔ اس بارہ میں موٹی بات تو یہ کہ مجدد کون بناتا ہے اور کون نہیں بناتا اس کے متعلق ہمیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رشاد ملتا ہے۔ قرآن کریم میں اس کے متعلق کوئی ارشاد نہیں۔ سارے قرآن میں مجدد کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔ خلیفہ کون بناتا ہے اور کون نہیں اس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ سورہ نور میں فرماتا ہے لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ ۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ خلیفہ مَیں بناتا ہوں اب جس کے متعلق قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بناتا ہوں اس کے متعلق تو کہتے ہیں کہ خدا نہیں بناتا اور جس کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا نہیں بناتا اُس کے متعلق کہتے ہیں کہ خدا بناتا ہے۔ حالانکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم سے زائد کوئی بات نہیں کہہ ہی نہیں سکتے ورنہ قرآن کریم مکمل نہیں ٹھہرتا۔ جب حضرت نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ مجدد اللہ تعالیٰ بناتا ہے یا مبعوث کرتا ہے تو آپؐ کا یہ ارشاد... کی تفسیر تھی جس کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ نے

فرمایا مجدد بھی ایک خلیفہ ہے اور خلیفہ کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُسے میں بناتا ہوں انسان نہیں بناتا کیونکہ جو خلیفہ آئے گا وہ خدا بنائے گا۔"

(خطبات ناصر جلد چہارم صفحہ 96)

پھر اسی مضمون کو ایک اور مقام پر یوں بیان فرمایا :

"یہ برکتیں بتاتی ہیں کہ خلیفہ خدا نے مقرر فرمایا ہے کیونکہ ایسی نصرت کے کام، ایسی نصرت کے واقعات اور ایسی نصرت کے مظاہرے ہوتے ہیں کہ جن میں انسانی ہاتھ کا دخل نہیں ہوتا۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ جس طرح اس نصرت میں انسانی ہاتھ نظر نہیں آرہا، اُسی طرح انتخابِ خلافت میں انسانی ہاتھ نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ انسان جو کہے اللہ تعالیٰ مجبور ہو جائے اور اس کی مدد اور نصرت کرنا شروع کر دے۔ کیا تم اپنے زور سے اللہ تعالیٰ کو مجبور کر سکتے ہو؟ نہیں! جب تم اس کے فضل اور رحم کو جذب نہیں کرو گے تم اس کی مدد اور نصرت کس طرح سے کر سکتے ہو۔"

(خطبات ناصر جلد ششم صفحہ 524)

پھر آپؒ فرماتے ہیں:

"اسلامی اصول کے لحاظ سے ملکیت دو قسم کی ہے۔ اصل اور حقیقی ملکیت تو خدا تعالیٰ کی ہے مگر ظِلّی ملکیت اور تنفیذی حکومت بطور نائب کے بنی نوع انسان کی ہے۔ پس چونکہ ملکیتیں دو قسم کی ہیں حقیقی اور ظِلّی اس لیے آگے نائب بنانے کے بھی دو ہی طریق ہو سکتے ہیں۔ ایک تو حقیقی مالک کا بنایا ہوا نائب ہوگا یعنی نبی اللہ اور ایک وہ نائب ہوگا جسے بنی نوع انسان نے اپنا نائب بنایا ہو یعنی حاکمِ وقت مگر اسلام نے نیابت کی ایک تیسری صورت بھی پیش کی ہے اور وہ دونوں قسموں کے مالکوں کی مشترکہ نیابت پر دلالت کرتی ہے اور اسی کو اسلامی اصطلاح میں خلیفہ کہتے ہیں۔ ایک جہت سے وہ مالکِ حقیقی کا بنایا ہوا نائب ہوتا ہے اور ایک جہت سے وہ ظلّی مالکوں یعنی بندوں کا تسلیم کردہ حاکم ہوتا ہے۔ پس خلافت کے متعلق اسلامی نظریہ یہ ہے کہ خلیفہ بناتا تو خدا ہی ہے لیکن اس انتخاب یا تعیّن میں وہ امتِ مسلمہ کو بھی اپنے ساتھ شریک کرتا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ انتخاب بالواسطہ ہوتا ہے اور یہ واسطہ وہ امتِ مسلمہ ہے جو مضبوطی کے ساتھ اپنے ایمانوں پر قائم اور اپنے ایمان کے مطابق اعمالِ صالحہ بجالانے والی ہو یعنی اللہ تعالیٰ امت مسلمہ

کے دلوں پر تصرف کر کے اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق خلیفہ کا انتخاب کرواتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جب خلیفہ کا انتخاب امتِ مسلمہ کی رائے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشاء کے مطابق ہو چکے تو پھر امتِ مسلمہ کو یہ حق نہیں رہتا کہ وہ اس خلیفہ کو اپنی مرضی سے معزول کر سکے۔ اس لیے کہ یہ ایک مذہبی انتخاب تھا جو اللہ تعالیٰ کی خاص نگرانی کے ماتحت کیا گیا اور اس انتخاب میں الٰہی تصرّف کا ہاتھ تھا اور جسے خدا تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہو اُسے کوئی انسان معزول نہیں کر سکتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے خلفائے راشدین کے "عزل" کو خود اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ جب بھی وہ دیکھے گا کہ خلیفہ کے بدلنے کی ضرورت ہے وہ خود اُسے وفات دے دے گا اور اپنی مرضی اور تصرف کے مطابق امتِ مسلمہ کے ذریعہ نئے خلیفہ کا انتخاب کروا دے گا۔ پس روحانی خلفاء بندوں کے ہاتھوں معزول نہیں ہو سکتے جو ایسا سمجھے اس کے اندر نفاق اور بے حیائی کا مادہ ہے۔"

(مضامین ناصر صفحہ 207)

سامعین! اللہ تعالیٰ جن کو خلافت کے مقام پر فائز کرتا ہے ان کی مدد کرتا ہے اور اُن کی دعائیں سنتا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

"جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نبوت یا خلافت کے مقام پر فائز کرتا ہے وہ اُن سے وعدہ کرتا ہے کہ مَیں تمہاری مدد کروں گا اور اپنے وعدے کے مطابق جو وہ سامان اس کی کامیابی اور تمکنتِ دین کے دیتا ہے اُن میں سے ایک قبولیت دعا بھی ہوتا ہے۔.... خلیفہ وقت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق یہ مقام ضرور دیا ہے کہ اگر کسی اور کی دعا ردّ ہو جائے اور خدا فضل کرنا چاہے اور پیار کا مظاہرہ کرنا چاہے تو خلیفۂ وقت کی دعا قبول ہو جائے گی باوجود اس کے کہ دوسروں کی وہی دعا ردّ ہو چکی ہے اور اگر خلیفۂ وقت کی دعا اللہ تعالیٰ کسی مصلحت کی بنا پر ردّ کر دے اور اپنی منوانا چاہے تو پھر دنیا میں کوئی ایسا شخص آپ کو نہیں ملے گا کہ جو اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ سے اپنی بات منوا لے۔"

(خطبات ناصر جلد اوّل صفحہ 904 خطبہ جمعہ 22 ستمبر 1967ء)

خلیفہ وقت کے دل میں احبابِ جماعت کے لیے اور احبابِ جماعت کے دلوں میں خلیفۂ وقت کے لیے محبت کا جو جذبہ موجزن ہوتا ہے اُس کا ذکر کرتے ہوئے آپ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”خلیفۂ وقت کے دل میں اللہ تعالیٰ احبابِ جماعت احمدیہ کے لیے اس قدر شدید محبت پیدا کر دیتا ہے کہ دنیا اس کا اندازہ نہیں کر سکتی اور جماعت کے دل میں اس کے لیے ایک ایسی محبت پیدا کرتا ہے جو دنیا کی عقل کو حیران کرنے والی ہو اور جب ان دو محبتوں کی آگ اکٹھی ہوتی ہے تو سارے وجود غائب ہو جاتے ہیں اور سارے مِل کے ایک وجود بن جاتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک طرف ایک وہ دل ہوتا ہے کہ جماعت کے ہر فرد کے دکھ میں برابر کا شریک اور اُن کی پریشانیوں میں برابر کا حصہ دار۔ انسان کے ساتھ پریشانیاں لگی ہوئی ہیں اس لیے آپ میں سے ہر شخص کسی نہ کسی وقت ضرور پریشان ہوا ہوگا اور آپ میں سے ہر شخص یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ آپ ایک کی پریشانی نے آپ کو کتنا پریشان کیا۔ وہ اس پریشانی کے وقت کتنا پریشان ہوا۔ تو وہ دل جو ہر پریشان دل کے ساتھ اسی طرح پریشان ہوا اور جس نے ہر دکھ اٹھائے جانے والے بھائی کے ساتھ ویسا ہی دکھ اٹھایا اس دل کی کیا کیفیت ہوگی۔“

(سبیل الرشاد جلد دوم خطابت، ارشادت، فرمودات حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ صفحہ 72-73)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا ایک ارشاد ہے جو آپ کی قلبی کیفیت کا اظہار بہت ہی پیارے رنگ میں کرتا ہے آپ فرماتے ہیں:

”مَیں آپ میں سے آپ کی طرح کا ہی ایک انسان ہوں اور آپ میں سے ہر ایک کے لیے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اتنا پیار پیدا کیا ہے کہ آپ لوگ اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ بعض دفعہ سجدہ میں مَیں جماعت کے لیے اور جماعت کے افراد کے لیے یوں دعا کرتا ہوں کہ اے خدا! جو مجھے خط لکھنا چاہتے تھے لیکن کسی سستی کی وجہ سے نہیں لکھ سکے اُن کی مرادیں پوری کر دے۔ اور اے خدا ! جنھوں نے مجھے خط نہیں لکھا اور نہ اُنہیں خیال آیا ہے کہ دعا کے لیے خط لکھیں اگر انہیں کوئی تکلیف ہے یا اُن کی کوئی حاجت اور ضرورت ہے تو ان کی تکلیف کو بھی دور کر دے اور حاجتیں بھی پوری کر دے۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ 21دسمبر 1966ء صفحہ 5)

سامعین! خلیفۂ وقت کی اپنے ربِّ رحیم سے قبولیت دعا کے نشان کے بارے میں آپؒ فرماتے ہیں:

”اے جان سے زیادہ عزیز بھائیو! میرا ذرہ ذرہ آپ پر قربان کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے جماعتی اتحاد اور جماعتی استحکام کا وہ اعلیٰ نمونہ دکھانے کی توفیق عطا کی کہ آسمان کے فرشتے آپ پر ناز کرتے ہیں۔ آسمانی ارواح کے سلام کا تحفہ قبول کرو۔ تاریخ کے اوراق آپ کے نام کو عزت کے ساتھ یاد کریں گے اور آنے والی نسلیں آپ پر فخر کریں گی کہ آپ نے محض للہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس بندہ ضعیف اور ناکارہ کے ہاتھ پر متحد ہو کر یہ عہد کیا ہے کہ قیامِ توحید اور للہ تعالیٰ کی عظمت اور اُس کے جلال کے قیام اور غلبہ اسلام کے لیے جو تحریک اور جو جدوجہد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شروع کی تھی اور جسے حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے آرام کھو کر، اپنی زندگی کے ہر سکھ کو قربان کر کے اکناف عالم تک پھیلایا ہے آپ اس جدوجہد کو تیز سے تیز کرتے چلے جائیں گے۔ میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں اور مَیں ہمیشہ آپ کی دعاؤں کا بھوکا ہوں۔ مَیں نے آپ کے تسکین قلب کے لیے، آپ کے بار کو ہلکا کرنے کے لیے، آپ کی پریشانیوں کو دور کرنے کے لیے، اپنے رب رحیم سے قبولیتِ دعا کا نشان مانگا ہے اور مجھے پورا یقین اور بھروسہ ہے اُس پاک ذات پر کہ وہ میری اِس التجا کو ردّ نہیں کرے گا۔“

(حیات ناصر صفحہ 374)

حضرت خلیفۃ المسیح الثّالِث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”سینکڑوں بعض دفعہ ہزاروں (سال کے اندر) ایسی پریشانیاں ہیں کہ جو خلیفۂ وقت کی دعاؤں سے معجزانہ طور پر دُور ہو جاتی ہیں...پریشانیاں آتی رہتی ہیں مَیں تو خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ ہوں۔ وَ لَا فَخْرَ۔ میرے لئے تو فخر کی بات نہیں۔ خدا تعالیٰ میرے ذریعہ مومنین کی جماعت کے خوف کو بدلتا ہے تو یہ اس کی شان ہے۔“

(خطبات ناصر جلد 7 صفحہ 394)

ایک ہی چیز کے دو نام

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”1967ء میں ڈنمارک میں کوپن ہیگن کے مقام پر چند عیسائی پادری مجھ سے ملنے آئے اُن میں سے ایک نے مجھے کہا کہ جماعت احمدیہ میں آپ کا کیا مقام ہے مَیں نے اُسے جواب دیا کہ میرے نزدیک آپ کا

سوال درست نہیں ہے اس لیے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کا امام اور جماعت احمدیہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں یعنی خلیفۂ وقت اور جماعت دونوں مل کر ایک وجود بنتے ہیں اِسی لیے خلافت کا یہ کام ہے کہ وہ جماعت کے دکھوں کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ خلیفہ وقت آپ کے لیے دعا کریں خلیفہ وقت پر بعض دفعہ ایسے حالات بھی آتے ہیں کہ وہ ہفتوں ساری ساری رات آپ کے لیے دعائیں کر رہا ہوتا ہے جیسے 1974ء کے حالات میں دعائیں کرنی پڑیں میرا خیال ہے کہ دو مہینے تک مَیں بالکل سو نہیں سکا تھا۔ کئی مہینے دعاؤں میں گزرے تھے۔ پس خلیفہ وقت وہ وجود ہے جو آپ کے رنج میں شریک ہو۔ آپ کی خوشیوں میں شریک ہو۔“

(الفضل 21 مئی 1978ء)

خلافت ہے امن و محبت کی راہ
خلافت کا سایہ ہماری پناہ
خدایا رہے اس کو حاصل دوام
نظام خلافت مبارک نظام

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿13﴾ ﴿مشاہدات۔802﴾

خلافت از افاضات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ(النور:56)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے۔ خلافت کی اہمیت و برکات اور ضرورت از افاضات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

نظامِ خلافت کی ان گنت نعمتوں میں سے ایک نہایت ہی پیاری نعمت خلیفۂ وقت کا پیارا وجود ہے۔ جو ساری جماعت کے لئے ہر وقت دعا گو رہتا ہے۔ جو ہر دکھ درد میں ان کا سہارا بنتا ہے اور ہر خوشی میں ان کے ساتھ برابر کا شریک ہوتا ہے۔ خلافت کی ایک عظیم الشان برکت یہ ہے کہ اُس کے ذریعہ وحدتِ قومی اور اتحادِ ملی قائم ہوتا ہے۔ اِس دنیا میں قومی کامیابی کے لیے اتحاد سے بڑھ کر کوئی قوت نہیں اور اسلام نے اِس قوت کے لیے خلافت کو مرکز قرار دیا ہے۔ اِس حوالے سے آپؒ کے بیت سے ارشادات موجود ہیں۔ چند ایک پیش ہیں۔

خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو گا

آپؒ نے فرمایا:

”ذات باری کی رضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کے یہ بڑے عجیب نمونے ہیں۔ ربوہ کی ایک ایک گلی گواہ ہے۔ بڑے سے بڑا ابتلا آیا اور گزر گیا اور جماعت کو کوئی زخم نہیں پہنچ سکا اور جماعت بڑی قوت سے خلافت کے اتحاد پر قائم رہی..... یہ وہ آخری بڑے سے بڑا ابتلاء تھا جس کا جماعت نے بڑی کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ مَیں آپ کو ایک خوشخبری دیتا ہوں کہ اب انشاء اللہ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو گا۔ جماعت بلوغت کے مقام کو پہنچ چکی ہے، خدا کی نظر میں اور کوئی دشمن دل اور کوئی دشمن کوشش اِس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گی اور خلافت احمدیہ انشاء اللہ اُسی شان کے ساتھ نشوونما پاتی رہے گی جس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے وعدے فرمائے ہیں۔ کم از کم ایک ہزار سال تک یہ جماعت زندہ رہے گی۔ تو دعائیں کریں، حمد کے گیت گائیں اور اپنے عہدوں کی پھر تجدید کریں“

(خطبہ جمعہ 18/جون 1982ء)

پھر آپ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”دیکھو! اللہ تم میں سے ان لوگوں سے وعدہ کرتا ہے جو ایمان لاتے ہیں اور عملِ صالح بجالاتے ہیں۔ پس اگر نیکی کے اوپر جماعت قائم رہی اور ہماری دعا ہے اور ہمیشہ کوشش رہے گی کہ ہمیشہ ہمیش کے لیے یہ جماعت نیکی پر ہی قائم رہے، صبر کے ساتھ اور وفا کے ساتھ تو خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی ہمیشہ ہمارے ساتھ وفا کرتا چلا جائے گا اور خلافتِ احمدیہ اپنی پوری شان کے ساتھ شجرۂ طیبہ بن کر ایسے درخت کی طرح لہلہاتی رہے گی جس کی شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہوں۔“

(خطبات طاہر جلد اوّل صفحہ 5)

دنیا کی کسی طاقت سے خوف نہ کھانا

فرمایا:

”مَیں آئندہ آنے والے خلیفہ کو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم بھی حوصلے رکھنا اور میری طرح ہمت اور صبر کے مظاہرے کرنا اور دنیا کی کسی طاقت سے خوف نہیں کھانا۔ وہ خدا جو ادنیٰ مخالفتوں کو مٹانے والا خدا

ہے وہ آئندہ آنے والی زیادہ قوی مخالفتوں کو بھی چکنا چور کر کے رکھ دے گا اور دنیا سے اِن کے نشان مٹا دے گا۔ جماعت احمدیہ نے بہر حال فتح کے بعد ایک اور فتح کی منزل میں داخل ہونا ہے، دنیا کی کوئی طاقت اس تقدیر کو بہر حال بدل نہیں سکتی"

(خطبہ بر موقع پہلا یورپین اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ، فرمودہ 29/جولائی 1983ء)

خلافت احمدیہ کی طاقت کا راز

نیز فرمایا:

"خلافت احمدیہ کی طاقت کا راز دو باتوں میں نظر آتا ہے۔ ایک خلیفہ وقت کے اپنے تقویٰ میں اور ایک جماعت احمدیہ کے مجموعی تقویٰ میں جماعت کا جتنا تقویٰ من حیث الجماعت بڑھے گا، احمدیت میں اتنی ہی زیادہ عظمت اور قوت پیدا ہوگی۔ خلیفہ وقت ذاتی تقویٰ میں جتنا ترقی کرے گا، اتنی ہی اچھی قیادت اور سیادت جماعت کو نصیب ہوگی۔ یہ دونوں چیزیں بیک وقت ایک ہی شکل میں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ترقی کرتی ہیں"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25/جون 1982ء)

خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے

فرمایا:

"سارا عالَمِ اسلام مل کر زور لگا لے اور خلیفہ بنا کر دکھا دے، وہ نہیں بنا سکتے، کیونکہ خلیفہ کا تعلق خدا کی پسند سے ہے"

(الفضل انٹرنیشنل، 12/پریل 1993ء)

جماعتی کاموں کی وسعت

نیز فرمایا:

"بہت ہی اہم بات ہے جسے آپ کو ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ جو کام ڈالتا ہے، وہ توفیق بھی دیتا ہے۔ اس لئے اس بارے میں آپ کو قطعاً فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ کام بڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ وقت میں برکت بھی بڑھا دیتا ہے۔ کام کرنے والے خدمت کرنے والے از خود دلوں میں جوش لے کر آگے آتے

ہیں اور کبھی بھی اس پہلو سے کمی محسوس نہیں ہوئی اور جو کام مجھے کرنے ہیں، وہ مجھے ہی کرنے ہوتے ہیں، وہ بانٹے نہیں جاسکتے اور ان کاموں کے بڑھنے کے باوجود خدا تعالیٰ نے یہ مدد کا سلسلہ ایسا جاری رکھا ہے کہ کبھی بھی یہ محسوس نہیں ہوتا کہ کام حدِ استطاعت سے آگے نکل گئے ہیں۔ بعض لوگ گھبراتے ہیں اور پریشان ہوتے ہیں کہ آپ پر اتنے بوجھ پڑ گئے ہیں۔ اب آپ ان کو بانٹنا شروع کریں۔ جو آخری فیصلے والی باتیں ہیں وہ ہمیشہ خلافت کے ساتھ منسلک رہیں گی کہ فیصلوں کے ساتھ بہت سے غور ہیں، بہت سی باتیں ہیں جو عمومی نظر رکھنے کے بغیر فیصلے ہو ہی نہیں سکتے اور جہاں بھی کمی آئی ہے وہاں فیصلے غلط ہو گئے ہیں۔ اس لیے جو کام سارے عالَم کے ایک مرکزی نمائندے کو کرنے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے کہ مرکزی دماغ کام کرے وہ کام بانٹے نہیں جاسکتے، سوائے اس کے کوئی آفت آجائے تو بعض دفعہ دل میں بھی ایک مرکز بن جاتا ہے لیکن اصل مرکز جو خدا تعالیٰ نے بنایا ہے، وہ ایک مرکز ہے سوچ کا اور بدن کے کام بھی تو دیکھیں کتنے پھیل چکے ہیں۔ اگر آپ کو پتہ لگے کہ کتنے کام ہیں جو انسان کا وجود کرتا ہے تو اس کے تصور سے ہی دماغ مخل ہو جائیں۔ ان کی تفاصیل لکھنے بیٹھیں تو عمریں گزر جائیں تو تفاصیل لکھ نہیں سکتے۔"

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے نظام خلافت کی یہ برکت رکھی ہے جو ان شاء اللہ آئندہ عالَم میں پھیلتی چلی جائے گی کہ ایک ایسی مرکزی نظر پیدا کر دی گئی ہے جس کو روشنی دنیا بھر کی احمدی نظروں سے ملتی اور وہ اپنی بصیرت سے خلیفہ وقت کو حصہ دیتے چلے جاتے ہیں۔"

(خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 379)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

"احمدیت نے دنیا کو محض نظریاتی اور اعتقادی لحاظ سے ہی از سرِ نو وہ اسلام نہیں دیا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام تھا بلکہ وہ نظام بھی عطا کیا جو اس آسمانی پانی کی حفاظت کا ذمہ دار ہوتا ہے اور دُنیا کے کونے کونے تک اس کی ترسیل کا انتظام کرتا ہے۔ یہی وہ نظام ہے جسے اسلامی اصطلاح میں "نظامِ خلافت" کہا جاتا ہے جس کے بغیر دینی اقدار کی کماحقہ حفاظت ناممکن ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد

سے آج تک کی اسلامی تاریخ کا سب سے بڑا المیہ نظام خلافت کا ہاتھ سے جاتا رہنا ہے۔ یہ صرف اسلام کا المیہ ہی نہیں بلکہ فی الحقیقت اِسے چودہ سو سال میں تمام بنی نوع انسان کا سب سے بڑا المیہ کہنا چاہئے کیونکہ دنیا کی اکثریت کی اسلام سے محرومی کی بنیادی وجہ بھی یہی ہے کہ وہ اسلامی نظامِ خلافت کی برکات سے محروم ہے۔ ‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4 مارچ 1988ء)

آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کا سکون

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے پاکستان سے لندن ہجرت سے ایک دن قبل 28 اپریل 1984ء کو مسجد مبارک ربوہ میں ایک نماز کے بعد احباب جماعت کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’السلام علیکم ورحمۃ للہ۔ مَیں نے آپ کو یہاں اس لیے نہیں بٹھایا کہ مَیں نے کوئی تقریر کرنی ہے۔ مَیں نے آپ کو دیکھنے کے لیے بٹھایا ہے۔ میری آنکھیں آپ کو دیکھنے سے ٹھنڈک محسوس کرتی ہیں۔ میرے دل کو تسکین ملتی ہے۔ مجھے آپ سے پیار ہے، عشق ہے۔ خدا کی قسم! کسی ماں کو بھی اس قدر پیار نہیں ہو سکتا۔ ‘‘

(ماہنامہ خالد سیدنا طاہر نمبر 2004ء صفحہ 36)

دعاؤں کی قبولیت

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ خلافت کی برکات میں دعاؤں کی قبولیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’یہ ایک ایسا بنیادی اصول ہے جس کو ہمیشہ ہر احمدی کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ اگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سچے دل اور پیار سے بھیجتا ہے اور وفا کا تعلق رکھتا ہے اپنے محبوب آقا سے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری دعائیں ہمیشہ کے لیے ایسے امّتیوں کے لیے سنی جائیں گی اور اگر وہ خلافت سے ایسا تعلق رکھتا ہے اور پوری وفاداری کے ساتھ اپنے عہد کو نبھاتا ہے اور اطاعت کی کوشش کرتا ہے تو اس کے لیے بھی دعائیں سنی جائیں گی بلکہ اَن کہی دعائیں بھی سنی جائیں گی۔ اس کے دل کی کیفیت ہی دعا بن جایا کرے گی۔ ‘‘

(خطبات طاہر جلد اوّل صفحہ 56 خطبہ جمعہ 16 جولائی 1982ء)

خلیفہ کے دل میں ساری جماعت کے دل دھڑک رہے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع کے اختتامی خطاب میں احبابِ جماعت سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ آپ میں سے جو بھی تکلیف اٹھاتا ہے اُس کی مجھے کتنی تکلیف پہنچتی ہے۔

یہی خلافت کا حقیقی مضمون ہے ایک خلیفہ کے دل میں ساری جماعت کے دل دھڑک رہے ہوتے ہیں اور ساری جماعت کی تکلیفیں اُس کے دل کو تکلیف پہنچا رہی ہوتی ہیں اور اِسی طرح سب جماعت کی خوشیاں بھی اُس کے دل میں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ پس اللہ کرے ہمیشہ آپ کی خوشیاں پہنچتی رہیں اور آپ کی تکلیف مجھے نصیب نہ ہو کیونکہ آپ کی تکلیف میری تکلیف ہے۔“

(مشعل راہ جلد سوم صفحہ 687)

خلافت نبوّت کا فیضانِ عام
خدا کی عطا ہے یہ عالی مقام
رہیں ہم خلافت کے ادنیٰ غلام
نظامِ خلافت مبارک نظام

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴾14﴿ ﴾مشاہدات۔803﴿

خلافت از افاضات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡـًٔا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (النور:56)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے۔ خلافت کی اہمیت و برکات اور ضرورت از افاضات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سامعین! قوموں کی ترقی، اُن کی خوشحالی اور اُن کے خوف سے نجات اور امن میں آنے کا راز ایک قیادت کے گرد جمع ہو کر، باہمی اتفاق و اتحاد کے ساتھ آگے بڑھنے کا نام ہے۔ دنیا کے تمام نظاموں میں خلافت ہی وہ واحد نظام ہے جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ پس جو نظام اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشا سے قائم ہوا ہے اُسی کے ذریعہ انسانی زندگی کے تمام معاملات کو بخوبی اور احسن رنگ میں چلایا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو انسان خدا تعالیٰ کے قائم کردہ آسمانی نظام کے سائے تلے آ جاتا ہے وہ اپنی دنیا و آخرت سنوار لیتا ہے۔

یہ سلسلۂ خلافت ہمیشہ کے لیے ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد سلسلۂ خلافت کو ہمیشہ کے لئے قرار دیا ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے... حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت عَلٰی مِنۡهَاجِ النُّبُوَّةِ قائم ہو گی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہو گی۔ جب یہ دَور ختم ہو گا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہو گی جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ اسے بھی اٹھا لے گا اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہو گی اور یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔(مشکوٰۃ۔ باب الانذار والتحذیر) نیز فرمایا: ''اور یہ جو دوبارہ قائم ہونی تھی یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے ہی قائم ہونی تھی۔ پس یہ خاموش ہونا بتاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جو سلسلۂ خلافت شروع ہونا ہے یا ہونا تھا، یہ دائمی ہے اور یہ الٰہی تقدیر ہے اور الٰہی تقدیر کو بدلنے پر کوئی فتنہ پرداز بلکہ کوئی شخص بھی قدرت نہیں رکھتا۔ یہ قدرتِ ثانیہ یا خلافت کا نظام اب ان شاء اللہ تعالیٰ قائم رہنا ہے اور اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفا کے زمانہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر یہ مطلب لیا جائے کہ وہ تیس سال تھی تو وہ تیس سالہ دور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق تھا اور یہ دائمی دَور بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ قیامت کے وقت تک کیا ہونا ہے یہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ لیکن یہ بتا دوں کہ یہ دورِ خلافت آپ کی نسل در نسل اور بے شمار نسلوں تک چلتے جانا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ، بشرطیکہ آپ میں نیکی اور تقویٰ قائم رہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27/مئی 2005ء)

خلافت کا یہ سلسلہ ہمیشہ چلتا چلا جائے گا

خلافت کے ہمیشہ قائم رہنے کے بارے میں بیان کرتے ہوئے سیدنا آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یاد رہے کہ اگرچہ قرآن کریم میں اس قسم کی بہت سی آیتیں ایسی ہیں جو اس امت میں خلافت دائمی کی بشارت دیتی ہیں اور احادیث بھی اس بارہ میں بہت سی بھری پڑی ہیں لیکن

بالفعل اس قدر لکھنا ان لوگوں کیلئے کافی ہے جو حقائق ثابت شدہ کو دولتِ عظمیٰ سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں اور اسلام کی نسبت اس سے بڑھ کر اَور کوئی بداندیشی نہیں کہ اس کو مردہ مذہب خیال کیا جائے اور اس کی برکات کو صرف قرنِ اوّل تک محدود رکھا جاوے۔ پس اس کے بعد کوئی وجہ نہیں رہ جاتی کہ ہم ان بحثوں میں پڑیں کہ خلافت کب تک رہنی ہے اور کب ملوکیت میں بدل جانی ہے؟ ان شاء اللہ تعالیٰ نیک اعمال کرنے والے ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے اور خلافت کا سلسلہ ہمیشہ چلتا چلا جائے گا جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی بداندیشی نہیں کہ اسلام کو مردہ مذہب خیال کیا جاوے اور برکات کو صرف قرنِ اوّل تک محدود رکھا جائے۔ شروع سالوں تک جو اسلام کے ابتدائی سال تھے ان تک محدود رکھا جائے اسی طرح یہ بھی بداندیشی ہے کہ یہ کہا جائے کہ پہلی چار خلافتوں کے مقابل پر چار خلافتیں آ گئیں اور بس! اللہ تعالیٰ میں صرف اتنی قدرت تھی کہ پہلی خلافتِ راشدہ کے عرصہ کو قریباً تین گنا کر کے خلافت کے انعام سے نوازے اور اس کے بعد اس کی طاقتیں ختم ہو گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ۔ اور جیسا کہ میں حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس سے دکھا آیا ہوں کہ اگر کسی کی ایسی سوچ ہے تو غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کو پورا کرتا ہے۔ ہاں تم میں سے ہر ایک اپنے عملوں کی فکر کرے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27/ مئی 2005ء)

سامعین! ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مئی 2005ء میں بیان فرمایا:

”آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی تاریخ کا وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے محض اور محض اپنے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل لوگوں کی، آپؑ کی وفات کے بعد، خوف کی حالت کو امن میں بدلا اور اپنے وعدوں کے مطابق جماعت احمدیہ کو تمکنت عطا فرمائی یعنی اس شان اور مضبوطی کو قائم رکھا جو پہلے تھی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت سے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے فرستادہ اور نبی تھے اور آپ وہی خلیفۃ اللہ تھے جس نے چودھویں صدی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری ہوئی شریعت کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنا تھا اور آپؑ کے بعد پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آپ کا سلسلۂ خلافت تا قیامت جاری رہنا تھا۔“

(خطبات مسرور، جلد 3 صفحہ 307-308)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ”یاد رہے کہ اگرچہ قرآن کریم میں اس قسم کی بہت سی آیتیں ایسی ہیں کہ جو اس امت میں خلافت دائمی کی بشارت دیتی ہیں اور احادیث بھی اس بارے میں بہت سی بھری پڑی ہیں۔ لیکن بالفعل اس قدر لکھنا ان لوگوں کے لئے کافی ہے جو حقائق ثابت شدہ کو دولتِ عظمیٰ سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں اور اسلام کی نسبت اس سے بڑھ کر اور کوئی بداندیشی نہیں کہ اس کو مردہ مذہب خیال کیا جائے اور اس کی برکات کو صرف قرونِ اولیٰ تک محدود رکھا جاوے۔“ (شہادة القرآن، روحانی خزائن، جلد 4 صفحہ 355) ۔ پس اس کے بعد کوئی وجہ نہیں رہ جاتی کہ ہم ان بحثوں میں پڑیں کہ خلافت کب تک رہنی ہے اور کب ملوکیت میں بدل جانی ہے۔ ان شاء اللہ نیک اعمال کرنے والے ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے اور خلافت کا سلسلہ ہمیشہ چلتا رہے گا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی بداندیشی نہیں کہ اسلام کو مردہ مذہب خیال کیا جاوے اور برکات کو صرف قرن اول تک محدود رکھا جائے۔ شروع سالوں تک جو اسلام کے ابتدائی سال تھے ان تک محدود رکھا جائے۔ اسی طرح یہ بھی بداندیشی ہے کہ یہ کہا جائے کہ پہلی چار خلافتوں کے مقابل پر چار خلافتیں آ گئیں اور بس۔ اللہ تعالیٰ میں صرف اتنی قدرت تھی کہ پہلی خلافت راشدہ کو تقریباً تین گنا کر کے خلافت کے انعام سے نوازے اور اس کے بعد اس کی طاقتیں ختم ہو گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ۔ اور جیسا کہ میں حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس سے دکھا آیا ہوں کہ اگر کسی کی ایسی سوچ ہے تو غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کو پورا کرتا ہے۔ ہاں تم میں سے ہر ایک اپنے عملوں کی فکر کرے۔“

(خطبات مسرور، جلد 3 صفحہ 318-323، خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مئی 2005ء)

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 29 جون 2012ء میں بیان فرمایا:

”جب ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری دی ہے کہ مسیح موعود کے بعد دائمی خلافت کا سلسلہ بھی قائم رہنا ہے تو ہمیں اس سے فیض اُٹھانے کے لئے خیر القرون کے زمانے کو بھی قائم رکھنے کی کوشش کرتے چلے جانا چاہئے۔ ایک نسل کے بعد دوسری نسل میں وہ روح پھونکنی ہو گی اور پھونکتے رہنا چاہئے کہ ہم نے اپنے ہر

قول و فعل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنا ہے۔ اگر یہ نہیں ہو گا پھر ہم اُس عمدہ زمانے کی خواہش رکھنے والے نہیں ہوں گے جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہے، بلکہ اندھیرے دور میں پھر ڈوبتے چلے جائیں گے۔ پس اس کے لئے کوشش کرنے کی بھی بہت ضرورت ہے۔"

(خطبات مسرور، جلد 10 صفحہ 399)

اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق اپنے رحم کو جوش میں لاتا ہے

ہمارے پیارے آقا نے خلافت کے حوالہ سے فرمایا:

"ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ اسلام کی تاریخ میں مختلف ادوار میں آنے والے مسلمان سربراہان حکومت اپنے آپ کو خلفاء کہلاتے رہے۔ یہ بتاتے رہے کہ ان کا مقام خلیفہ کا مقام ہے لیکن اس کے باوجود مسلمانوں کی اکثریت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے جو پہلے چار خلفاء ہیں ان کو ہی خلفائے راشدین کا مقام دیتی ہے۔ انہی کا دور خلافت راشدہ کا دَور کہلاتا ہے۔ یعنی وہ دَور جو ہدایت یافتہ اور ہدایت پھیلانے والا دَور تھا جو اپنے نظام کو اس طرح چلاتے رہے جس طرح انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چلاتے دیکھا۔ قرآنی تعلیمات کے مطابق اس نظام کو چلایا۔ خاندانی بادشاہت نہیں رہی بلکہ مومنین کی جماعت کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے خلافت کی رداء انہیں پہنائی۔ لیکن ان کے علاوہ باقی خلفاء خاندانی بادشاہت کو ہی قائم رکھتے رہے اور حرف بہ حرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ جب پہلی دو باتوں میں یہ پیشگوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی تو جو آخری بات آپ نے بیان فرمائی اس میں بھی ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول نے ہی پورا ہونا تھا کہ اس دنیاداری اور مسلمانوں کے بگڑے ہوئے حالات کو دیکھ کر وہ خدا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تاقیامت قائم رہنے والی شریعت کے ساتھ بھیجا تھا اس کا رحم جوش مارتا اور خلافت علی منہاج نبوت کو دنیا میں دوبارہ قائم فرماتا۔ اور ہم احمدی یہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے گئے وعدے کے مطابق اپنے رحم کو جوش دلایا۔

اس کا رحم جوش میں آیا اور ہمارے آقا و مولیٰ کی بات کو پورا فرماتے ہوئے مسیح موعود اور مہدی معہود کے ذریعہ خلافت علی منہاج نبوت کو قائم فرمایا۔ آپ کو جہاں اُمّتی نبی ہونے کا مقام عطا فرمایا وہاں خاتم الخلفاء کے مقام سے بھی نوازا کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلۂ خلافت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

غلام صادق اور خاتم الخلفاء کے ذریعہ سے ہی جاری ہونا ہے۔ پس ہم خوش قسمت ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خوشخبری سے حصہ پانے والوں میں شامل ہیں جو آپ نے خلافت علیٰ منہاج نبوت کے قیام کی ہمیں عطا فرمائی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ جمعہ کی آیت وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ (الجمعۃ:4) کی وضاحت میں جن بعد میں آنے والوں کو پہلوں سے ملایا تھا ان میں ہم شامل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جس پیارے کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ ایمان ثریّا سے زمین پر لے کر آئے گا۔(صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعہ باب قولہ وَآخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ 4897) ہمیں اس کے ماننے والوں میں شامل فرمایا...“

(خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 329 خطبہ جمعہ فرمودہ 29 مئی 2015ء)

خلافت کا جماعت میں جاری رہنا ایمان کا حصہ ہے

فرمایا۔

”پس ایمان کو زمین پر قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد اس دوسری قدرت کو جاری فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ مخالفینِ دین خوش ہوں کہ دین دوبارہ دنیا سے ختم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ شیطان دندناتا پھرے۔ اللہ تعالیٰ نے مخالفین کی جھوٹی خوشیوں کو پامال کرنا ہے۔ اس لئے اُس نے ایمان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جاری نظام خلافت کی مدد کرتے ہوئے دنیا میں قائم رکھنا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا بھی فرض قرار دیا ہے جو اس نظام سے جڑنے کا دعویٰ کرتے ہیں کہ اس ایمان کو دنیا میں قائم رکھنے کے لئے خلافت کے مددگار بنیں اور اپنے عہد بیعت کو سامنے رکھتے ہوئے یہ مصمّم ارادہ کریں کہ ہم نے اپنے ایمان کی بھی حفاظت کرنی ہے اور دوسروں کو بھی ایمان کی روشنی سے آشکار کرنا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے سنّت ہے کہ وہ دو قدرتیں دکھلاتا ہے اور ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ دوسری قدرت نظام خلافت ہے۔ پس نظام خلافت کا دینی ترقی کے ساتھ ایک اہم تعلق ہے اور شریعت اسلامیہ کا یہ ایک اہم حصہ ہے۔ دینی ترقی بغیر خلافت کے ہو ہی نہیں سکتی۔ جماعت کی وحدت خلافت کے بغیر قائم رہ ہی نہیں

سکتی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم میں سے ہر ایک جو خلافت سے وابستہ ہے اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے کہ خلافت کا جماعت میں جاری رہنا ایمان کا حصہ ہے۔"

(خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 329-332 خطبہ جمعہ فرمودہ 29 مئی 2015ء)

سامعین! خلافت کے بغیر ہماری بقا نہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے احمدیوں پر کہ نہ صرف ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں شامل ہونے کی توفیق ملی بلکہ اس زمانے میں مسیح موعود علیہ السلام اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بھی اس نے عطا فرمائی جس میں ایک نظام قائم ہے، ایک نظام خلافت قائم ہے، ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں لیکن یاد رکھیں کہ یہ کڑا تو ٹوٹنے والا نہیں لیکن اگر آپ نے اپنے ہاتھ ذرا ڈھیلے کیے تو آپ کے ٹوٹنے کے امکان پیدا ہو سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس سے بچائے اس لیے اس حکم کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور نظام جماعت سے ہمیشہ چمٹے رہو کیونکہ اب اس کے بغیر آپ کی بقا نہیں۔"

(خطبات مسرور جلد 1۔ صفحہ 256۔257 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 22 اگست 2003ء)

قدرتِ ثانیہ ایک بڑا انعام ہے

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے 11 مئی 2003ء کو احباب جماعت کے نام ایک خصوصی پیغام میں فرمایا:

"قدرتِ ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو وہ محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرتِ ثانیہ نہ ہو تو اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔"

(الفضل انٹرنیشنل 23 تا 30 مئی 2003ء۔ صفحہ 1)

خلافت کے ساتھ محبت کا جذبہ

پھر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے 11 مئی 2003ء کو احباب جماعت کے نام ایک خصوصی پیغام میں فرمایا:

"پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل

دوسرے تمام رشتے کم تر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لیے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لیے ایک ڈھال ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جس طرح وہی شاخ پھل لاسکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کر سکتی جو درخت سے جدا ہو اس طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا۔“ پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارو مدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 23 تا 30 مئی 2003 صفحہ 1)

خلافت کی نعمت جماعت کی جان ہے

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے ماہنامہ خالد کے ’سیدنا طاہر نمبر‘ کے لیے اپنے پیغام میں فرمایا:

”یہ خلافت کی ہی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے اس لیے اگر زندگی چاہتے ہیں تو خلافتِ احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں، پوری طرح اس سے وابستہ ہو جائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے۔ ایسے بن جائیں کہ خلیفۂ وقت کی رضا آپ کی رضا ہو جائے۔ خلیفۂ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم ہو اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی آپ کا مطمح نظر ہو جائے۔“

(ماہنامہ خالد سیدنا طاہر نمبر مارچ اپریل 2004ء۔ صفحہ 4)

خلافت کے لیے دعائیں کریں

ایک خطبہ جمعہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہیے کہ... خلافت کے لیے دعائیں کریں تاکہ خلافت کی برکات آپ میں ہمیشہ قائم رہیں... اپنے اندر خاص تبدیلیاں پیدا کریں۔ پہلے سے بڑھ کر ایمان و اخلاص میں ترقی کریں... اب احمدیت کا علمبردار وہی ہے جو نیک اعمال کرنے والا ہے اور خلافت سے چمٹا رہنے والا ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مئی 2005ء)

سامعین! خلافت کی اطاعت ہم پر فرض ہے۔

اِس حوالہ سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

”جماعت احمدیہ میں خلافت کی اطاعت اور نظام جماعت کی اطاعت پر جو اس قدر زور دیا جاتا ہے یہ اس لئے ہے کہ جماعتی نظام کو چلانے کے لئے یک رنگی پیدا ہونی ضروری ہے اور اس زمانے کے لئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان ہے کہ مسیح موعودؑ کے آنے کے بعد جو خلافت قائم ہونی ہے وہ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃ ہونی ہے اور وہ دائمی خلافت ہے اور جس کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9؍جون 2006ء)

ایک اور خطبہ جمعہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

”اگر خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے تو محبت، پیار اور نظام جماعت کا احترام اور اطاعت اور خلافت سے مضبوط تعلق پیدا کرنا بہت ضروری ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13؍نومبر 2009ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :

”نظامِ خلافت کی برکات سے فائدہ اٹھانے کے لئے، اُس نظام سے فائدہ اٹھانے کے لئے جس کے دائمی رہنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی تقویٰ پر چلنا بھی شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت سے فیض پانے کے لئے ایمان اور اعمالِ صالحہ کی شرط کو رکھا ہے۔ ایمان کی مضبوطی تبھی ہوتی ہے جب خدا تعالیٰ کا خوف اور خشیت دل میں ہو۔ اعمالِ صالحہ کی بجا آوری کی طرف توجہ تبھی ہوگی جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت کا جوا اپنی گردن میں ڈالنے کی ہماری کوشش ہوگی۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16؍اپریل 2010ء)

سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں : جماعت احمدیہ کے افراد ہی وہ خوش قسمت ہیں جن کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے۔... کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا چاہے وہ ذاتی ہو یا جماعتی ایسا نہیں جس پر خلیفۂ وقت کی نظر نہ ہو۔ اور اس کے حل کے لیے وہ عملی کوشش کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا نہ ہو۔ اس سے دعائیں نہ مانگتا ہو... دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشم تصور میں، میں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لیے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔"

(روزنامہ الفضل یکم اگست 2014ء)

فرمایا:

"ہم خوش قسمت ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خوشخبری سے حصہ پانے والوں میں شامل ہیں جو آپ نے خلافت علی منہاج نبوت کے قیام کی ہمیں عطا فرمائی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ جمعہ کی آیت وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ (الجمعۃ:4) کی وضاحت میں جن بعد میں آنے والوں کو پہلوں سے ملایا تھا ان میں ہم شامل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جس پیارے کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ ایمان ثریّا سے زمین پر لے کر آئے گا (صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعہ باب قولہ وَآخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ 4897) ہمیں اس کے ماننے والوں میں شامل فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مسیح و مہدی کو اپنا سلام پہنچانے کے لئے کہا تھا (مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 182 مسند ابی ھریرۃ حدیث:7957) ہمیں اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ یہ فرض ادا کرنے والوں میں شامل ہوں اور پھر جماعت احمدیہ مبائعین پر یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ آپ کے بعد جاری سلسلۂ خلافت کی بیعت میں بھی شامل فرمایا۔

پس اللہ تعالیٰ کے یہ تمام فضل ہر احمدی سے تقاضا کرتے ہیں کہ اس کا شکر گزار بنتے ہوئے اپنی حالتوں میں وہ تبدیلی لائیں جو اللہ تعالیٰ کے اس فرستادہ کے ماننے والوں کا فرض ہے۔ تبھی اس بیعت کا حق ادا کر سکیں گے۔ مسیح موعود اور مہدی معہود نے ایمان کو ثریا سے زمین پر لانا تھا اور اپنے ماننے والوں کے دلوں کو اس سے بھرنا تھا اور ہر احمدی یقیناً اس بات کا گواہ ہے کہ آپ نے یہ کام کر کے دکھایا۔ لیکن اس ایمان کا قائم

کرنا صرف آپ کی زندگی تک محدود نہیں تھا یا چند دہائیوں تک محدود نہیں تھا بلکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت علی منہاج نبوت کی خوشخبری دے کر خاموشی اختیار کی تو پھر اس کا مطلب تھا کہ اس ایمان کو تاقیامت زمین پر اپنی شان و شوکت سے قائم رہنا ہے اور ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت میں شمار کرتا ہے اس کا فرض ہے کہ اس ایمان کو اپنے دلوں میں بٹھا کر اس پر ہمیشہ قائم رہے۔ یہ ان ماننے والوں کا فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد آپ کے طریق پر چلنے والے نظام خلافت کے ساتھ جُڑ کر اس ایمان کے مظہر بنتے ہوئے اسے دنیا کے کونے کونے میں پھیلائیں اور توحید کو دنیا میں قائم کریں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29 مئی 2015ء)

سامعین! خلافت سے وابستگی میں ہی ہماری ترقی ہے

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں پنہاں ہے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 23 تا 30 مئی 2003ء صفحہ اول)

خلیفۂ وقت اور افرادِ جماعت کے درمیان اخلاص و وفا کا تعلق

"اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کے مطابق آپؑ کی وفات کے بعد خلافت کا نظام جاری ہوا اور صرف نظام کا جاری ہونا ہی کوئی حقیقت نہیں رکھتا جب تک خلیفۂ وقت اور افرادِ جماعت کے درمیان اخلاص و وفا اور ارادت و مودّت کا تعلق نہ ہو اور یہ تعلق اللہ تعالیٰ ہی پیدا کر سکتا ہے۔ کوئی انسان یا انسانی کوشش اس تعلق کو نہ پیدا کر سکتی ہے نہ قائم رکھ سکتی ہے اور جماعت کی اکائی اور وحدت اور ترقی کی ضمانت یہی تعلق ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کے وعدے کے پورا ہونے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائیدات و نصرت اور سلسلہ احمدیہ کے سچے ہونے کی دلیل ہے۔ خلافت کے ساتھ افرادِ جماعت کا جو تعلق ہے جس میں پرانے احمدی بھی شامل ہیں اور نئے آنے والے بھی، نوجوان بھی اور بچے بھی، مرد بھی اور عورتیں

بھی، دور دراز رہنے والے احمدی بھی جنہوں نے کبھی خلیفۂ وقت کو دیکھا بھی نہیں ہے سب شامل ہیں لیکن یہ سب لوگ جو ہیں اخلاص و وفا میں بڑھے ہوئے ہیں اور بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خلیفۂ وقت کا پیغام پہنچے تو اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ محبت اور تعلق کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے اور یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کے وعدے کے پورا ہونے کی فعلی شہادت ہیں اور جماعت کی ترقی بھی اس تعلق سے وابستہ ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا جو جماعت کو خلافت سے تعلق ہے اور خلیفۂ وقت کو جماعت سے ہے یہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات و نصرت کا ثبوت ہے اور یہ صرف باتیں نہیں ہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں ایسے واقعات ہیں جہاں افرادِ جماعت اس بات کا اظہار کرتے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29 مئی 2020ء)

کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ جو کامل اطاعت کے ساتھ امام وقت کی باتوں کو سنتے ہیں

"کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ جو کامل اطاعت کے ساتھ امام وقت کی باتوں کو سنتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں اور یہی باتیں ہیں جو پھر خلافت کے انعام سے بھی فیض پانے والا بناتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خلافت کے فیض سے فیض پانے والے وہی بتائے ہیں جو عمل صالح کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، توحید کو قائم رکھنے والے ہیں۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جو تقویٰ پر چلنے والے کہلاتے ہیں۔ پس ان باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ خلافت میں کبھی دنیاوی مقاصد ہو سکتے ہیں یا خلافت کا مقصد بھی دنیاوی مقاصد کی طرح ہے یا دنیا داروں کی طرح ہے۔ دنیاوی مقاصد حاصل کرنے والوں کا روحانیت سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ وہ تو تمام دنیاوی ساز و سامان کے ساتھ بھی بسا اوقات کامیاب نہیں ہوتے۔ ان کے دنیاوی مقاصد پورے نہیں ہوتے۔ کامیابی تو وہی ہے ناں جو آخری فتح مل جائے۔ وہ ان کو حاصل نہیں ہوتی۔ لیکن خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والوں اور تقویٰ پر چلنے والوں کا مقصد دنیاوی ہار جیت نہیں ہے بلکہ کامل اطاعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا اور تقویٰ میں بڑھنا ہوتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 جون 2014ء)

اس مضبوط کڑے کو ہاتھ ڈالے رکھیں

”یاد رکھیں وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی اپنے مسیح سے کئے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور ان شاء اللہ نوازتا رہے گا۔ پس ضرورت ہے تو اس بات کی کہ کہیں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہ کرکے خود ٹھوکر نہ کھا جائے۔ اپنی عاقبت خراب نہ کر لے۔ پس دعائیں کرتے ہوئے اور اس کی طرف جھکتے ہوئے اور اس کا فضل مانگتے ہوئے ہمیشہ اس کے آستانہ پر پڑے رہیں اور اس مضبوط کڑے کو ہاتھ ڈالے رکھیں تو پھر کوئی بھی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔“

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 354)

اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کی نعمتوں سے بھرپور طور پر فائدہ اُٹھانے کی توفیق دے۔ ہمارے گھروں کو ان برکات سے بھر دے۔ ہم اور ہماری نسلیں قیامت تک اس فیض سے حصہ پاتی چلی جائیں۔ آمین یا رب العالمین

خلافت نبوّت کی قائم مقام
خدا اس کی ہاتھوں میں ہے کے زمام
نبی کا ہے پرَتو یہ نورِ تمام
خدا اِن سے ہوتا ہے اب ہمکلام
کرو سب خلافت کا پیغام عام
نظام خلافت مبارک نظام

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿15﴾ ﴿مشاہدات۔825﴾

”وہ (خلافت) دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا“

(دائمی خلافت کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کے ارشادات)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡـًٔا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (النور:56)

کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

معزز سامعین! آج مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کے ارشادات کی روشنی میں خلافتِ احمدیہ کے دائمی ہونے پر روشنی ڈالنی ہے۔

خلافت حقہ اسلامیہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں متعدد جگہ اور آپؑ کے خلفاء نے مختلف موقعوں پر اس مضمون کے متعلق جو ارشادات فرمائے ہیں اُن میں سے کچھ کا آج مَیں ذکر کروں گا۔ اور سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کے اِرشادات پیش کرتا ہوں۔

آپ علیہ السلام اپنی وفات سے قبل آنے والے وقت کے متعلق یوں خوشخبری دی۔

”اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لیے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ **وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا** اور وہ قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن جب مَیں جاؤں گا تو خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لیے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے... اور چاہیے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں“

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

اسی طرح فرمایا:

”سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہیے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھادے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے“

(الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20 صفحہ 306)

سامعین! پھر آپؑ اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں فرماتے ہیں۔

”بعض اصحاب آیت وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِینَ اٰمَنُوا مِنکُم وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَستَخلِفَنَّهُم فِی الاَرضِ کَمَا استَخلَفَ الَّذِینَ مِن قَبلِهِم کی عمومیت سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ مِنکُم سے صحابہ ہی مراد ہیں اور خلافتِ راشدہ حقہ انہی کے زمانہ تک ختم ہو گئی اور پھر قیامت تک اسلام میں اس خلافت کا نام و نشان نہیں ہو گا۔ گویا ایک خواب و خیال کی طرح اس خلافت کا صرف تیس برس ہی دور تھا اور پھر ہمیشہ کے لئے اسلام ایک لازوال نحوست میں پڑ گیا“ (شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 330)

پھر فرماتے ہیں:

”ان آیات کو اگر کوئی شخص تامّل اور غور کی نظر سے دیکھے تو مَیں کیونکر کہوں گا کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ اس اُمّت کے لیے خلافتِ دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنے رکھتا تھا۔“

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

ایک اور جگہ یوں فرمایا:

”چونکہ کسی انسان کے لیے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں، ظلّی طور پر ہمیشہ کے لیے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے۔ پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پرواہ نہیں“

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 354)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے ارشادات

سامعین! حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”مَیں نے پہلے بتایا تھا کہ زمانوں کی ضرورت کے لحاظ سے خلیفہ بنانے کا خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے اور وہ خلیفہ دلائل سے نہیں، آدمیوں کے انتخاب سے نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی تائید اور نصرت اور طاقت سے بنیں گے۔“

(حقائق الفرقان جلد سوم)

آپؓ نے ایک اور موقع پر فرمایا:

”دنیا میں خلیفے پیدا ہوئے، ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے“

(الفضل 17/ستمبر 1913ء مندرج حقائق الفرقان صفحہ 125)

حضورؓ نے فرمایا:

”سو کسی قسم کا خلیفہ ہو اس کا بنانا جناب الٰہی کا کام ہے۔ آدمؑ کو بنایا تو اللہ نے، داوٗدؑ کو بنایا تو اُس نے، ہم سب کو بنایا تو اُس نے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشینوں کو ارشاد ہوتا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ “(سورۃ نور:56)”جو مومنوں میں سے خلیفہ ہوتے ہیں ان کو بھی اللہ ہی بناتا ہے۔ ان کو خوف پیش آتا ہے مگر خدا تعالیٰ ان کو تمکنت عطا کرتا ہے۔ جب کسی قسم کی بدامنی پھیلے تو اللہ ان کے لیے امن کی راہیں نکال دیتا ہے۔“

(حقائق الفرقان صفحہ 125-126)

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب، خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشادات:

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خلافت کے بارہ میں فرمایا:

”اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا جب تک خلافت نہ ہو۔ ہمیشہ اسلام نے خلفاء کے ذریعہ ترقی کی ہے اور آئندہ بھی اسی ذریعہ سے ترقی کرے گا۔“

(درس القرآن، صفحہ 72 نومبر 1921ء)

حضورؓ نے اس بارہ میں فرمایا:

”مَیں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لاکر کھڑا ہو جائے گا تو... اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکرلیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔“

(خلافت حقہ اسلامیہ، صفحہ 18)

حضورؓ نے نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے متعلق فرمایا:

” ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لیے آخر دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں

گے تا کہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ دین کی اشاعت ہوتی رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔"

(تقریر جلسہ سالانہ، مورخہ 24 جنوری 1960ء کے دوران احباب جماعت سے لیا گیا عہد)

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب، خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ارشادات:

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خلافتِ راشدہ کی برکتوں کے متعلق فرمایا:

"جب تک اللہ تعالیٰ کی منشاء اپنے سلسلہ میں خلافت راشدہ کو قائم رکھنے کی ہے اس وقت تک تمام برکتیں خلافت سے وابستہ ہوتی ہیں اور ہر وہ شخص جو اس نکتہ کو نہیں سمجھتا وہ ان برکتوں سے محروم رہ جاتا ہے۔ میرا یہ تجربہ ہے ذاتی کہ بعض لوگ جو اس نکتہ کو نہیں سمجھتے ان کے حق میں میری دعائیں قبول نہیں، بلکہ ردّ کر دی جاتی ہیں۔ حالانکہ مَیں نے اپنے لئے یہ طریق اختیار کیا کہ اگر کسی شخص کے متعلق مجھے یقین بھی ہو جائے کہ وہ خلافت کی اہمیت کو نہیں سمجھتا اور اس کے دل میں خلافت کے نظام سے وہ محبت اور پیار نہیں جو ایک احمدی کے دل میں ہونی چاہیے تب بھی مَیں اس کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں اور دعا کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑتا۔ اس کے لئے دعا کرنا میرا کام ہے، مَیں اپنا کام کر دیتا ہوں۔ دعا قبول کرنا میرے رب کا کام ہے اور مَیں نے اکثر یہ دیکھا ہے کہ ایسے لوگوں کے حق میں میری دعا قبول نہیں ہوتی"

پھر فرماتے ہیں۔

"اس مختصر سے وقت میں، یعنی جب سے مَیں مسندِ خلافت پر بٹھایا گیا ہوں، جو مَیں نے ذاتی مشاہدے کئے اور جس رنگ میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو نازل ہوتے دیکھا اور بعض دعاؤں کو ردّ ہوتے پایا، یہ میرا مشاہدہ ہے جو مَیں نے اختصار کے ساتھ آپ کے سامنے رکھ دیا ہے... ہمیں آج ایسے کمزور احمدی کی ضرور فکر ہے جو احمدی کہلاتا ہے لیکن نظام احمدیت کے مرکزی نقطہ سے غافل ہے اور اس کو پہچانتا نہیں، اسی لیے حضرت مصلح موعودؓ نے ہم خدام کو عہد میں شامل کیا تھا کہ جماعت کے نوجوان خلافت سے وابستہ رہیں۔ اس حد تک ہر قربانی کرنے کے لیے تیار رہیں اور اسی میں ہر خیر و برکت ہے اس تنظیم کے لیے جو خدام الاحمدیہ کہلاتی ہے۔"

(روزنامہ الفضل 23 دسمبر 1967ء)

حضورؓ نے خلافت کے ساتھ تجدیدِ دین کے تعلق میں فرمایا:

”لفظ مجدد قرآن کریم میں کہیں موجود نہیں ہے۔ دراصل مدد والی حدیث کی تفسیر آیت استخلاف میں مضمر ہے جس میں خلافت کے ساتھ تجدید دین کو وابستہ کر دیا گیا ہے۔“

حضورؓ نے روحانیت میں ترقی حاصل کرنے کے متعلق فرمایا۔

”پس اے میرے عزیز بھائیو! جو مقامات قرب تمہیں حاصل ہیں، اگر انہیں قائم رکھنا چاہتے ہو اور روحانیت میں ترقی کرنا چاہتے ہو تو خلیفہ وقت کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا، کیونکہ اگر یہ دامن چھوٹا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن چھوٹ جائے گا۔“

(خلافت و مجددیت، صفحہ 48)

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب، خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشادات:

سامعین! پاکستان سے انگلستان ہجرت کی راہ پیدا کرنے والے پُر خطر حالات دشمنانِ احمدیت کے منصوبوں اور کارروائیوں کا ذکر کرتے ہوئے آپؒ نے فرمایا:

”آج جس جماعت کو مٹانے کی یہ کوشش کر رہے ہیں، مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کل یہی جماعت سینکڑوں گنا بڑھ کر اُبھرے گی اور چھوٹے چھوٹے ممالک وہم بھی نہیں کر سکیں گے کہ ہم اکیلے اس جماعت کے اوپر حملہ کرنے کا بھی خیال کر سکتے ہیں۔ اگلی نسلیں جو مخالفتیں دیکھیں گی، وہ بڑی بڑی حکومتوں کی اجتماع کی مخالفتیں ہوں گی... یہ چھوٹی چھوٹی چند حکومتیں مل کر جن کی اپنی کوئی حیثیت نہیں ہے، جو دنیا سے مانگ کر پلتی ہیں اور ہر چیز میں محتاجی رکھتی ہیں اور خدا نے جو تھوڑا بہت دیا ہے، اسی پر تکبر کا یہ عالم ہو گیا ہے کہ خدا کی جماعتوں سے ٹکر لینے کی سوچ رہی ہیں۔ پس یہ دَور مٹنے والا ہے۔ آئندہ بھی مخالفت ضرور ہو گی، اس سے انکار نہیں، کیونکہ جماعت کی تقدیر میں یہ لکھا ہوا ہے کہ مشکل راستوں سے گزرے اور ترقیات کے بعد نئی ترقیات کی منازل میں داخل ہو۔ یہ مشکلات ہی ہیں جو جماعت کی زندگی کا سامان مہیا کرتی ہیں۔ اس مخالفت کے بعد جو وسیع پیمانے پر اگلی مخالفت مجھے نظر آ رہی ہے وہ ایک دو حکومتوں کا قصہ نہیں، اس میں بڑی بڑی حکومتیں مل کر جماعت کو مٹانے کی سازشیں کریں گی اور جتنی بڑی سازشیں ہوں گی اتنی ہی بڑی ناکامی ان کے مقدر میں لکھ دی جائے گی۔“

پھر فرمایا:

”مجھ سے پہلے خلفاء نے آئندہ آنے والے خلفاء کو حوصلہ دیا تھا اور کہا تھا کہ تم خدا پر توکل رکھنا اور کسی مخالفت کا خوف نہ کھانا، مَیں آئندہ آنے والے خلفاء کو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم بھی حوصلے رکھنا اور میری طرح ہمت و صبر کے مظاہرے کرنا اور دنیا کی کسی طاقت سے خوف نہ کھانا۔ وہ خدا جو ادنیٰ مخالفتوں کو مٹانے والا خدا ہے وہ آئندہ آنے والی زیادہ قوی مخالفتوں کو بھی چکنا چور کر کے رکھ دے گا اور دنیا سے اُن کے نشان مٹا دے گا۔ جماعت احمدیہ نے بہر حال فتح کے بعد ایک اور فتح کی منزل میں داخل ہونا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اس تقدیر کو بہر حال بدل نہیں سکتی۔“

(خطاب فرمودہ 29؍جولائی 1984ء بر موقعہ پہلا یورپین اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ)

سامعین! پھر حتمی طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا:

”مَیں آپ کو ایک خوشخبری دیتا ہوں کہ... اب آئندہ ان شاء اللہ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو گا۔ جماعت بلوغت کے مقام کو پہنچ چکی ہے خدا کی نظر میں اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل، کوئی دشمن کوشش اس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گی اور خلافت احمدیہ ان شاء اللہ تعالیٰ اسی شان کے ساتھ نشوونما پاتی رہے گی جس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے وعدے فرمائے ہیں۔ کم از کم ایک ہزار سال تک یہ جماعت زندہ رہے گی۔ تو دعائیں کریں، حمد کے گیت گائیں اور اپنے عہدوں کی پھر تجدید کریں۔“

(الفضل 28؍جون 1982ء)

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بڑے جلال سے فرمایا تھا کہ

”ربوہ کی ایک ایک گلی گواہ ہے بڑے سے بڑا ابتلاء جو ممکن ہو سکتا تھا۔ تصور میں آسکتا تھا وہ آیا اور گزر گیا اور کوئی زخم نہیں پہنچا سکا... یہ وہ آخری بڑے سے بڑا ابتلا ممکن ہو سکتا تھا جو آیا اور جماعت بڑی کامیابی کے ساتھ اس امتحان سے گزر گئی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے ہوئے۔ اب آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ خلافتِ احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو گا۔ جماعت اپنی بلوغت کے مقام پر پہنچ چکی ہے خدا کی نظر میں اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل، کوئی دشمن کوشش اس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گی اور

خلافت احمدیہ ان شاء اللہ تعالیٰ اُسی شان کے ساتھ نشو و نما پاتی رہے گی جس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام سے وعدے فرمائے ہیں کہ کم از کم ایک ہزار سال تک یہ جماعت زندہ رہے گی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18، جون 1982ء مطبوعہ خطبات طاہر جلد اوّل صفحہ 17-18)

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب، خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے ارشادات:

سامعین! حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"یہ قدرت ثانیہ یا خلافت کا نظام اب انشاء اللہ تعالیٰ قائم رہنا ہے اور اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کے زمانہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اگر یہ مطلب لیا جائے کہ وہ تیس سال تھی تو وہ تیس سالہ دور آپؐ کی پیشگوئی کے مطابق تھا اور یہ دائمی دور بھی آپؐ ہی کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ قیامت کے وقت تک کیا ہونا ہے یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ لیکن یہ بتادوں کہ یہ دور خلافت آپ کی نسل در نسل در نسل اور بے شمار نسلوں تک چلے جانا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ، بشرطیکہ آپ میں نیکی اور تقویٰ قائم رہے.....ان شاء اللہ تعالیٰ نیک اعمال کرنے والے ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے اور خلافت کا سلسلہ ہمیشہ چلتا چلا جائے گا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی بداندیشی نہیں کہ اسلام کو مردہ مذہب خیال کیا جاوے اور برکات کو صرف قرن اوّل تک محدود رکھا جائے۔ شروع سالوں تک جو اسلام کے ابتدائی سال تھے ان تک محدود رکھا جائے۔ اسی طرح یہ بھی بداندیشی ہے کہ یہ کہا جائے کہ پہلی چار خلافتوں کے مقابل پر چار خلافتیں آگئیں اور بس۔ اللہ تعالیٰ میں صرف اتنی قدرت تھی کہ پہلی خلافت راشدہ کے عرصہ کو تقریباً تین گنا کر کے خلافت کے انعام سے نوازے اور اس کے بعد اس کی طاقتیں ختم ہوگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہ۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مئی 2005ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خوشخبریاں دی تھیں اور جو پیشگوئیاں آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر اپنی امت کو بتائی تھیں اس کے مطابق مسیح موعود کی آمد پر خلافت کا سلسلہ شروع ہونا تھا اور یہ

خلافت کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق دائمی رہنا تھا اور رہنا ہے انشاء اللہ۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ مِنْہَاجِ النُّبُوَّۃ قائم ہو گی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذارساں بادشاہت قائم ہو گی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ پھر جب یہ دور ختم ہو گا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہو گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہو گی اور یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔ (مسند احمد بن حنبل۔ مشکوٰۃ کتاب الرقاق باب الانذار والتحذیر الفصل الثالث)

پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس دور میں اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں اور اس دائمی خلافت کے عینی شاہد بن گئے ہیں بلکہ اس کو ماننے والوں میں شامل ہیں اور اس کی برکات سے فیض پانے والے بن گئے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ 21 مئی 2004ء)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اے دشمنانِ احمدیت! یاد رکھو کہ ہمارا مولیٰ ہمارا ولی وہ خدا ہے جو سب طاقتوں کا مالک ہے۔ وہ کبھی تمہیں کامیاب نہیں ہونے دے گا اور اسلام کی ترقی اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ وابستہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اب دنیا میں مسیح موعود کے غلاموں نے لہرانا ہے۔ ان لوگوں نے لہرانا ہے جو خلافت علیٰ منہاج نبوت پر یقین رکھتے ہیں، جو خلافت کے ساتھ منسلک ہیں، جو جماعت کی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں، جو حبل اللہ کو پکڑے ہوئے ہیں۔ پس تمہاری کوئی کوشش، کوئی شرارت، کوئی حملہ، کسی حکومت کی مدد خلافت احمدیت کو اس کے مقاصد سے روک نہیں سکتی، نہ جماعت احمدیہ کی ترقی کو روک سکتی ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 مئی 2013ء)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"یاد رکھیں! وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے مسیحؑ کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی اپنے مسیح سے کئے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح وہ پہلے نوازتا رہا ہے اور انشاء اللہ نوازتا رہے گا۔... پس دُعائیں کرتے ہوئے اور اس کی طرف جھکتے ہوئے اور اس کا فضل مانگتے ہوئے ہمیشہ اس کے آستانہ پر پڑے رہیں اور اس مضبوط کڑے کو ہاتھ ڈالے رکھیں تو پھر کوئی بھی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21؍مئی 2004ء)

خلافت ہماری سلامت رہے گی
یہ ہم میں سدا تا قیامت رہے گی
مسیح نے وصیت میں مژدہ سنایا
سدا تم میں جاری خلافت رہے گی
اگر تم نے تقویٰ دلوں میں بسایا
تمہاری ہمیشہ سیادت رہے گی
اگر ہم خلافت کے عاشق رہیں گے
مسیحا کی ہم میں نیابت رہے گی

(بتعاون: چوہدری ناز احمد ناصر۔ برطانیہ و مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴾16﴿ ﴾مشاہدات۔829﴿

استحکامِ خلافت اور ہماری ذمہ داریاں

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور:56-57)

کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

سامعین! مجھے آج استحکامِ خلافت اور ہماری ذمہ داریوں پر کچھ اظہارِ خیال کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے یہ سُنَّت ہے کہ جس طرح وہ مخلوق کی ہدایت اور اصلاح کے لیے مناسب وقت پر کسی شخص کو نبوت کے مقام پر فائز کر کے اس کے ذریعہ مُردہ قوموں میں زندگی میں روح پھونکتا ہے۔ اِسی طرح اس کی یہ بھی سُنَّت ہے کہ وہ نبی کی وفات کے بعد اس کے کام کو تکمیل تک پہنچانے کے لیے خلافت کا نظام قائم فرماتا ہے جو گویا نبوت کا تتمہ ہوتا ہے۔ قیامِ خلافت کے سلسلے میں سب سے پہلے جو ہدایت ہمیں

ملتی ہے اس کا ذکر سورۃ نور کی آیت 56 میں ہے، جسے آیت استخلاف بھی کہتے ہیں اور جس کی تلاوت مع ترجمہ خاکسار اپنی تقریر کے آغاز پر کر آیا ہے۔ اِس آیتِ استخلاف کے مطابق اللہ تعالیٰ جس طرح انبیاء سابقین کی وفات کے بعد ہر زمانے میں سلسلۂ خلافت کو قائم فرماتا چلا آیا اِسی سنت قدیمہ کے مطابق علیم و حکیم خدا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی "نظام خلافت" کو قائم کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین خلفاءِ راشدین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوارح اور اعضاء بن کر آپؐ کی تعلیم و تبلیغ کے مشن کو جاری رکھا۔ ان کے ذریعہ سے جہاں تک خدا تعالیٰ کا منشاء مبارک تھا، اسلام دنیا میں پھیلا اور خدا تعالیٰ کا نام بلند ہوا۔ اِس متلُوّ آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے جماعتِ مُؤمنین میں قیامِ خلافت کا حتمی وعدہ فرمایا ہے اور اِس کے استحکام کے لئے ایمان اور عمل صالح کی دو شرائط کے ساتھ باندھ دیا ہے اور نظام خلافت کی تین عظیم الشان برکات کا ذکر بھی فرمایا ہے، دین کی تمکنت، خوف کی حالت کا امن کی حالت میں تبدیل کرنا اور توحید کا قیام ہے۔ یہی خلافت کے قیام اور استحکام کے بلند ترین مقاصد اور شیریں ثمرات ہیں۔ گویا خلیفہ اپنے وقت میں روئے زمین پر خدا تعالیٰ کا نمائندہ اور اس کا محبوب ترین بندہ ہوتا ہے۔ خالق کائنات اور قادر و توانا خدا کا محبوب بندہ ہونے کے ناطے کامیابیاں اور کامرانیاں اُس کے قدم چومتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کی برکت سے اسے غلبہ نصیب ہوتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ

"یعنی کوئی نبوت ایسی نہیں گزری کہ اس کے بعد خدا نے خلافت کا سلسلہ قائم نہ کیا ہو"

سامعین! امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفائے عظام نے افرادِ جماعت کو خلافت کے تعلق میں ان کی ذمہ داریوں کی طرف بارہا متوجہ فرمایا۔

عرفان وحکمت پر مبنی وہ سنہری الفاظ جو خدا کے اِن بندوں کے منہ سے نکلے اور جن میں ہماری روحانی زندگی کی بقا اور ترقی کا راز مضمر ہے، بطور نمونہ چند منتخب ارشادات آپ سامعین کی خدمت میں پیش ہیں:

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا:

"مَیں یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اِعتَصَام حَبلُ اللّٰہ کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دستور العمل ہو۔ باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضانِ الٰہی کو روکتا ہے...... چاہیے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی

ہو جیسے میّت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مُردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسے وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا، پس اس نعمت کا شکر کرو کیونکہ شکر کرنے پر ازدیاد نعمت ہوتا ہے“

(خطبات نور صفحہ 131)

حضرت خلیفۃُ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

”اس بات کو خوب اچھی طرح یاد رکھو کہ خلافت حَبلُ اللہ ایک ایسی رسی ہے کہ اسی کو پکڑ کر تم ترقی کر سکتے ہو۔ اس کو جو چھوڑ دے گا وہ تباہ ہو جائے گا“

(درس القرآن بیان فرمودہ یکم مارچ 1921ء، بحوالہ درس القرآن صفحہ 67-84)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

”ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اس کے شکر گزار بندے بن کر اپنی زندگیوں کے دن گزاریں اور جماعت کے اندر اتحاد اور اتفاق کو ہمیشہ قائم رکھیں اور اس حقیقت کو نظر انداز نہ کریں کہ سب بزرگیاں اور ساری ولایت خلافتِ راشدہ کے پاؤں کے نیچے ہے“

(تعمیر بیت اللہ کے 23 عظیم الشان مقاصد صفحہ 116)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ارشاد فرمایا:

”قیامت تک کے لیے خلافت سے اپنا دامن اس مضبوطی سے باندھ لیں کہ جیسے عُروۃُ وُثقیٰ پر ہاتھ پڑ گیا ہو جس کا ٹوٹنا مقدر نہیں .... پس آپ اگر خلافت کے ساتھ رہیں گے تو خلافت لازماً آپ کے ساتھ رہے گی اور یہی دونوں کا ساتھ ہے جو توحید پر منتج ہو گا“

(بحوالہ ماہنامہ خالد مئی 1994ء صفحہ 2-4)

سامعین! ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے منصبِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد سب سے پہلے اپنے پیغام میں فرمایا:

''قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کم تر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لیے ایک ڈھال ہے''

اپنے ایک اور پیغام میں آپ نے احباب جماعت سے فرمایا:

''یہ خلافت ہی کی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے۔ اس لئے اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو خلافتِ احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں۔ پوری طرح اس سے وابستہ ہو جائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے۔ ایسے بن جائیں کہ خلیفہ وقت کی رضا آپ کی رضا ہو جائے۔ خلیفہ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم اور خلیفہ وقت کی خوشنودی آپ کا مطمع نظر ہو جائے''

(ماہنامہ خالد ربوہ سیدنا طاہر نمبر مارچ، اپریل 2004ء)

جرمنی کے جلسہ سالانہ کے موقع پر آپ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا احسان ہے جو احمدیوں پر کہ نہ صرف ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں شامل ہونے کی توفیق ملی بلکہ اس زمانے میں مسیح موعود اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بھی اس نے عطا فرمائی جس میں ایک نظام قائم ہے ایک نظام خلافت قائم ہے، ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے، جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ یہ کڑا تو ٹوٹنے والا نہیں لیکن اگر آپ نے اپنے ہاتھ ذرا ڈھیلے کئے تو آپ کے ٹوٹنے کے امکان پیدا ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس سے بچائے۔ اس لئے اس حکم کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور نظام جماعت سے ہمیشہ چمٹے رہو۔ کیونکہ اب اس کے بغیر آپ کی بقا نہیں۔ یاد رکھیں! شیطان راستہ میں بیٹھا ہے، ہمیشہ آپ کو ورغلاتا رہے گا۔''

(22/ اگست 2003ء، مئی مارکیٹ منہائیم جرمنی)

انعامِ خلافت پر شکر

سامعین! احبابِ جماعت پر دوسری ذمہ داری اِس انعامِ خداوندی پر شکر ادا کرنا ہے۔ نظامِ خلافت کی نعمت پر ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں، کم ہے۔ ہمارے وجود کا ذرہ ذرہ سراپا شکر بن جائے تو تب بھی ہم اس نعمتِ عظمیٰ کے شکر کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ پس اس تعلق میں ہماری سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اس نعمت کی عظمت کا صحیح ادراک اور احساس پیدا کریں اور دل کی گہرائی سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیں اور اپنے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس نعمت کا شکر ادا کرنے کی توفیق دیتا رہے اور اس کو قبول کرتے ہوئے اپنے وعدہ کے مطابق خلافت کا سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ یوں خدا تعالیٰ کے اس حکم کی پیروی کا حق ادا ہو سکے گا جس میں فرمایا: وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ کہ اے میرے بندوں! اگر تم میری نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہو گے تو مَیں ان نعمتوں میں اضافہ کرتا رہوں گا۔

ایک موقع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

”اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلافت کی نعمت سے نوازا ہے، جو تمام قسم کی ترقیات کے لئے ایک بابرکت راہ ہے۔ اس حبلُ اللہ کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں۔ وحدت اور یک جہتی کے قیام کے لئے اور کامیابیوں کے حصول کے لئے خلافت کے دامن سے ہمیشہ وابستہ رہیں اور نسل در نسل اپنی اولادوں کو بھی اس نعمتِ عظمیٰ سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہیں۔ ہمیشہ اس کی سربلندی اور مضبوطی کے لئے کوشاں رہیں اور اس راہ میں درپیش ہر قربانی کے لئے مستعد رہیں“

(مشعل راہ جلد 5 صفحہ 32-33)

خلیفہ وقت سے ذاتی تعلق

استحکامِ خلافت کے لئے احبابِ جماعت کی ایک ذمہ داری خلیفہ وقت سے ہر فردِ جماعت کا ذاتی تعلق قائم ہونا ہے یوں اس سے خدا کے ساتھ تعلق مضبوط ہو گا۔ اِس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بیان فرمایا ہے:

”خلیفہ خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں۔ وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چنتا ہے، جسے وہ بہت حقیر سمجھتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو چن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک جلوہ کرتا ہے اور جو کچھ اس کا تھا اس میں سے وہ کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے

سامنے کلی طور پر فنا اور بے نفسی کا لبادہ وہ پہن لیتا ہے اور اس کا وجود دنیا سے غائب ہو جاتا ہے اور خدا کی قدرتوں میں وہ چھپ جاتا ہے، تب اللہ تعالیٰ اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیتا ہے"

(روزنامہ الفضل ربوہ 17/مارچ 1967ء)

سامعین! خلیفہ وقت کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے نور، علم و معرفت اور مقام قبولیت دعا سے برکت حاصل کرنے کے لیے مومنین کی ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ خلیفہ وقت کے ساتھ محبت وعقیدت اور فدائیت کا ایک ذاتی اور قریبی تعلق رکھیں۔ یہ وہ نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس دور میں ہمیں اتنے متنوّع انداز میں اور اتنی سہولت سے میسر کی ہے جیسی اس سے قبل کبھی نہ تھی۔ خلیفہ وقت سے ذاتی اور فیملی ملاقات کی صورت آج جو احمدی کو میسر ہے۔ خواہ وہ دنیا کے کسی ملک میں رہتا ہو، خلیفہ وقت کے قدموں میں حاضر ہو کر وہ یہ شرف حاصل کر سکتا ہے۔ پھر حضور انور کے عالمگیر دورہ جات کے دوران ان ممالک کے احمدیوں کو یہ سعادت اپنے ملک میں رہتے ہوئے مل جاتی ہے۔ خطوط، فیکس اور ای میلز کے ذریعہ حضور انور سے براہ راست رابطہ کا پورا نظام موجود ہے۔ اس سے بھرپور استفادہ کرنا اور خلیفہ وقت سے مسلسل رابطہ رکھنا ہماری اہم ذمہ داری ہے۔ اِس کے لئے ایم ٹی اے جیسی نعمت سے بھی فائدہ اُٹھانا چاہئے۔

قبولیت دعا کا جو مقام خلیفۂ وقت کو عطا کیا جاتا ہے اس کی حکمت حضرت مصلح موعودؓ نے ان الفاظ میں بیان فرمائی، فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جس کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے"

(منصب خلافت، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 32)

نظام خلافت سے دلی وابستگی

خلافت کے تعلق میں مؤمنوں کی سب سے اہم اور بنیادی ذمہ داری نظام خلافت سے دلی وابستگی اور خلیفہ وقت کی غیر مشروط مکمل اطاعت ہے۔ جب یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جس کو خلیفہ بنایا جاتا ہے وہ دنیا میں خدا کا نمائندہ اور سب سے محبوب شخص ہوتا ہے تو پھر ان باتوں کا لازمی تقاضا ہے کہ ایسے بابرکت وجود سے دل و جان سے محبت کی جائے اور اپنے آپ کو کلیۃً اس کی راہ میں فدا کر دیا جائے۔

خلیفہ وقت سے دلی وابستگی کی اہمیت اور فرضیت کے ذکر میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تاکیدی حدیث بھی ہمیشہ ہمارے مد نظر رہنی چاہیے۔ آپؐ نے فرمایا:

”اگر تم دیکھ لو کہ اللہ کا خلیفہ زمین میں موجود ہے تو اس سے وابستہ ہو جاؤ، اگرچہ تمہارا بدن تار تار کر دیا جائے اور تمہارا مال لوٹ لیا جائے۔“

(مسند احمد بن حنبل: 22333)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ خلافت ہی درحقیقت دنیا میں سب سے بڑی اور قیمتی دولت ہے۔ پس جب یہ دولت کسی جماعت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو تو اس سے چمٹ جانا اور ہر حالت میں چمٹے رہنا ہی زندگی اور بقاء کی ضمانت ہے۔

ہر احمدی کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ماننے والوں کو اپنے درخت وجود کی سرسبز شاخیں قرار دے کر دراصل ہمیں یہ نصیحت فرمائی ہے کہ دیکھو! میرے ساتھ اور میرے بعد میرے خلفاء کے ساتھ اگر تم نے تعلق پختہ رکھا اور اطاعت کا حق ادا کیا تہ تب ہی تم سرسبز و شاداب رہ سکو گے وگرنہ جو تعلق منقطع کرے گا وہ درخت کے زرد پتوں کا انجام دیکھ لے اور عبرت پکڑے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس فرماتے ہیں کہ

”پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیوں کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے“

(روزنامہ الفضل ربوہ 30/ مئی 2003ء)

خلیفہ وقت کی کامل اطاعت

خلافت احمدیہ کے تعلق میں ہم پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اُن میں سے ایک بڑی اہم ذمہ داری خلیفہ وقت کی کامل اطاعت ہے اور خلیفہ وقت کے ہر اشارے پر دل و جان سے لبیک کہنا ہے۔ اطاعت خلافت کا ایک اہم زینہ عاجزی اور خاکساری کا لبادہ پہن کر اپنے آپ کو ایک ذرہ ناچیز کے طور پر خلیفہ وقت کے

قدموں میں پیش کر دینا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے یہی بات کیا ہی خوبصورت الفاظ میں یوں بیان فرمائی ہے کہ

”بیعت کے معنے اپنے آپ کو بیچ دینے کے ہیں اور جب انسان کسی کو دوسرے کے ہاتھ پر بیچ دیتا ہے تو اس کا اپنا کچھ نہیں رہتا“

(خطبات نور صفحہ 171)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

”یادرکھو! ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے.....ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ مَیں مسیح موعودؑ پر ایمان لاتا ہوں۔ ہزار دفعہ کوئی کہے کہ مَیں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں۔ خدا کے حضور اس کے ان دعوؤں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی۔ جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ نہیں بسر کرتا اُس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہوسکتا“

(الفضل 15/نومبر 1946 صفحہ 6)

خلیفہ وقت کے لیے دعائیں

خلیفہ وقت کا بابرکت وجود ساری جماعت کے لیے امن و سعادت اور برکتوں کا خزانہ ہے۔ خلیفہ وقت کی مقبول دعائیں ساری جماعت کو ہر آن نصیب رہتی ہیں۔ اگرچہ اس احسان کا بدلہ تو کبھی چکایا نہیں جا سکتا لیکن ہر مخلص احمدی کا یہ فرض ضرور بنتا ہے کہ وہ ہمیشہ محسن آقا کے لیے مجسم دعا بنا رہے اور کبھی بھی اس بارہ میں غفلت کا شکار نہ ہو۔ اٹھتے بیٹھتے ”اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوحُ القُدُس“ کے کلمات وردِ زبان رہنے چاہئیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہیے کہ... استحکامِ خلافت کے لئے دعائیں کریں تاکہ خلافت کی برکات آپ میں ہمیشہ قائم رہیں... اپنے اندر خاص تبدیلیاں پیدا کریں۔ پہلے سے بڑھ کر ایمان و اخلاص میں ترقی کریں... اب احمدیت کا علمبردار وہی ہے جو نیک اعمال کرنے والا ہے اور خلافت سے چمٹا رہنے والا ہے“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27/مئی 2005ء)

خلیفہ وقت کے ارشادات کو سننا

قرآن مجید میں جماعت مؤمنین کا شعار سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ وہ ہمیشہ نیکی کی باتوں کو توجہ سے سنتے، سمجھتے اور یاد رکھتے ہیں اور پھر ان باتوں پر دل وجان سے عمل بھی کرتے ہیں۔ اطاعت کا پہلا زینہ سننا ہے، اسی لیے اس صفت کو پہلے رکھا گیا ہے۔ جو شخص سنے گا نہیں وہ عمل کیسے کر سکے گا۔ سننے اور اطاعت کے ضمن میں یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ قرآن مجید کی جس سورۃ میں آیت استخلاف وارد ہوئی ہے اُسی سورۃ نور میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضًا (النور:64) یعنی اے مؤمنو! یہ نہ سمجھو کہ رسول کا تم میں سے کسی کو بلانا ایسا ہی ہے جیسا کہ تم میں سے بعض کا بعض کو بلانا۔ اِس پس ہر احمدی کی بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ خلیفہ وقت کے ارشادات کو توجہ سے سنے اور اُن کی طرف سے آنے والی ہر آواز پر کان دھرے۔ خلیفہ وقت کو اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید اور راہنمائی نصیب ہوتی ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے اذن اور ہدایت سے بولتا ہے۔ علم وعرفان کے چشمے اس کی مبارک زبان پر جاری ہوتے ہیں۔ وہ ان باتوں کی طرف جماعت مُؤمنین کو بلاتا ہے جو وقت کی عین ضرورت اور ہر سننے والے کے لئے انتہائی مفید اور بابرکت ہوتی ہیں۔ پس حضور انور کے پر معارف خطبات جمعہ کو باقاعدگی سے اور پوری توجہ سے سننا، بچوں کو سنانا اور سمجھانا ہر احمدی کی بنیادی ذمہ داری ہے۔

اطاعت کا مطلب یہ ہے کہ خلیفہ وقت کی طرف سے آنے والی ہر آواز پر والہانہ لبیک کہا جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا:

”بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔“

(ماہانہ الفرقان ربوہ خلافت نمبر مئی جون 1967ء صفحہ 28)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا

”خلیفہ استاد ہے اور جماعت کا ہر فرد شاگرد۔ جو لفظ بھی خلیفہ کے منہ سے نکلے وہ عمل کئے بغیر نہیں چھوڑنا“

(روزنامہ الفضل قادیان 2 مارچ 1946ء)

آپؓ مزید فرماتے ہیں:

”تم سب امام کے اشارے پر چلو اور اس کی ہدایات سے ذرہ بھر بھی اِدھر اُدھر نہ ہو۔ جب وہ حکم دے بڑھو اور جب وہ حکم دے ٹھہر جاؤ اور جدھر بڑھنے کا وہ حکم دے اُدھر بڑھو اور جدھر سے ہٹنے کا وہ حکم دے اُدھر سے ہٹ جاؤ“

(انوار العلوم جلد 14 صفحات 515،516)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبات جمعہ اور خطابات میں قیام نماز، دعاؤں اور عبادتوں کے معیار کو بلند سے بلند کرنے اور متعدد تربیتی امور کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے۔ یہ سب باتیں ہماری روحانی بقاء اور ترقی کے لئے اساسی حیثیت رکھتی ہیں۔ ہر سچے مخلص احمدی کا فرض ہے کہ دیکھے اور سچے دل سے اپنا محاسبہ کرے کہ کیا وہ دیانتداری سے ان میدانوں میں سرگرمِ عمل ہے یا نہیں۔ خلافت کی محبت کوئی رسمی بات نہیں۔ یہ جذبہ سچا ہے تو اس کا ثبوت نظر آنا چاہیے اور ہدایات پر عمل کرتے ہوئے نیک تبدیلی پیدا کرنا ہی اس کا حقیقی ثبوت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”میری یہ خواہش ہے اور مَیں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں، اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے، اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں“

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ، یکم اگست 2004ء)

آپ نے مزید فرمایا:

”میرا تمام دنیا کے احمدیوں کے لئے یہ پیغام ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ان ارشادات کی روشنی میں، آپ کی خواہشات کے تابع، آگے بڑھیں اور مالی قربانی کے اس نظام میں شامل ہو جائیں۔ اپنی اصلاح کی خاطر اور اپنے انجام بخیر کی خاطر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قدم آگے بڑھائیں اور اس کی جنتوں کے وارث بنیں“

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن 29/جولائی 2005ء)

اولاد کو تلقین

نظامِ خلافت کے تعلق میں مُؤمنین کی ایک اور ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ نہ صرف خود نظامِ خلافت کی حفاظت اور اُس کے استحکام کی خاطر خدمت کے ہر میدان میں کوشاں رہتے ہیں بلکہ اپنی اولاد میں بھی یہی روح اور جذبہ پیدا کرتے ہیں۔ آج کے بچے اور نوجوان کل کے جماعت کے علمبردار اور نمائندہ بننے والے

ہیں۔ ان کے دلوں میں نظامِ خلافت کی محبت پیدا کر کے ان کو اس بابرکت نظام سے وابستہ کرنا والدین کی ایک عظیم ذمہ داری ہے۔

عہدیداران کی ذمہ داری

جماعتی عہدیداران کے کندھوں پر عام افراد جماعت کی نسبت بہت زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ خصوصیت سے عہدیداران کو مخاطب کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا:

"جو جماعتی نظام میں عہدیداران ہیں وہ صرف عہدے کے لئے عہدیدار نہیں ہیں بلکہ خدمت کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ وہ نظامِ جماعت، جو نظامِ خلافت کا ایک حصہ ہے، کی ایک کڑی ہیں... اس لیے عہدیدار کو بڑی محنت سے، ایمانداری سے اور انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنے کام کو سرانجام دینا چاہیے...... یہ جو خدمت کے مواقع دیئے گئے ہیں یہ حکم چلانے کے لئے نہیں دیئے گئے بلکہ خلیفہ وقت کی نمائندگی میں انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے لوگوں کی خدمت کرنے کے لیے ہیں"

(ہفت روزہ الفضل لندن، 15/جولائی 2005ء)

پھر اسی خطبہ جمعہ میں حضور انور نے احبابِ جماعت کو بھی خلافت سے وفا کے حوالہ سے ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا:

"یاد رکھیں...... اگر یہ دعویٰ کیا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی خاطر خلافت سے محبت ہے تو پھر نظام جماعت جو نظام خلافت کا حصہ ہے اس کی بھی پوری اطاعت کریں"

(ہفت روزہ الفضل لندن، 15 جولائی 2005ء)

اس ارشاد سے یہ امر پوری طرح واضح ہو جاتا ہے کہ خلافت سے محبت کا تقاضا صرف خلیفۂ وقت کی اطاعت ہی نہیں بلکہ نظامِ خلافت کی طرف سے قائم کردہ نظامِ جماعت اور اس کے ایک ایک عہدیدار کی اطاعت کرنا اور اس سے تعاون کرنا بھی لازم ہے۔ اگر کوئی شخص نظامِ جماعت کی اطاعت نہیں کرتا اور منہ سے خلافت سے محبت اور وفا کے دعوے کرتا ہے تو وہ اپنے دعویٰ میں ہرگز سچا نہیں۔

حضرت المصلح الموعودؓ نے فرمایا:

"جو خدا اپنی مرضی بتاتا ہے، جس پر خدا اپنے الہام نازل فرماتا ہے، جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنا دیا ہے، اس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کر کے تم کام کر سکتے ہو۔ اس سے جتنا زیادہ تعلق رکھو گے

اُسی قدر تمہارے کاموں میں برکت ہو گئی اور اُس سے جس قدر دور رہو گے اُسی قدر تمہارے کاموں میں بے برکتی پیدا ہو گی۔ جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے، جو درخت کے ساتھ ہو وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کر سکتی جو درخت سے جدا ہو۔ اس طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کر سکتا ہے“

(روزنامہ الفضل قادیان، 20 نومبر 1946ء صفحہ 7)

پس آج ہم سب کا فرض ہے کہ ہم اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک ارشاد پر آپ کے دائیں بھی لڑیں اور بائیں بھی لڑیں اور آگے بھی لڑیں اور پیچھے بھی لڑیں۔ ہم خلافت احمدیہ کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار ہوں اور اپنی اولاد در اولاد کو خلافت احمدیہ سے وابستہ رہنے کی تلقین کرنے والے ہوں۔ ہم خلافت احمدیہ کی حفاظت کی خاطر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں۔ خلیفۂ وقت کے دست و بازو اور ادنیٰ چاکر بن کر ہمیشہ اس کی ہر آواز پر لبیک کہیں۔ ہماری زندگی اور ہماری موت خلیفہ وقت کے قدموں میں ہو۔

جہاں میں خلافت کا جو نور ہے
جو دور اس سے، اُس سے خدا دور ہے
خلافت سے ہم کو محبّت ملی
اسی کی اطاعت میں ہے زندگی
ہو نازل خدا جس پہ وہ طور ہے
جو دور اس سے اس سے خدا دور ہے

(بتعاون: چوہدری ناز احمد ناصر۔ لندن)



﴾17﴿ ﴾مشاہدات۔433﴿

خلفاء کی مالی تحریکات

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ۔ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ (ال عمران:93)

ترجمہ: تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو تو یقیناً اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب

معزز سامعین! آج مجھے اِس مبارک محفل میں خلفائے احمدیت کی مالی تحریکات سے آگاہ کرنا ہے۔

جماعت احمدیہ کے قیام کو 135 سال کا عرصہ ہو گیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد قدرت ثانیہ کے مظاہر حضرت اقدس علیہ السلام کے مشن کو مکمل طور پر خدا کی مدد اور راہنمائی کے ساتھ آگے بڑھانے میں مصروفِ عمل ہیں۔ ہر دور میں آنے والے سربراہ اور امام نے اسی منزل کی جانب اپنی جماعت کو آگے بڑھانے میں تیزی سے عمل کیا اور وقت کی ضروریات اور تقاضوں کے مطابق سابقہ کاموں کو آگے بڑھایا۔ انہی پروگراموں اور لائحہ عمل کو جماعت میں تحریکات کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ہر خلیفۂ وقت نے اپنے وقت کے مطابق کئی تحریکات جاری کیں۔ میری آج کی تقریر کا موضوع کچھ ان تحریکات میں سے مالی قربانی سے متعلقہ تحریکات آپ کے سامنے پیش کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تحریکات میں ایسی برکت ڈالتا ہے کہ انسان کا خدا پر یقین اور کامل ہو جاتا ہے۔

سامعین! میں اپنی تقریر کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی چند مالی تحریکات سے کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں مدرسہ احمدیہ کا اجراء فرمایا تھا یہ مدرسہ بنانے کی غرض یہ تھی کہ دینی خدمت کے لیے لوگ تیار کیے جا سکیں۔ خدمت دین کی غرض کو سامنے رکھتے ہوئے آپؑ کے ارشاد کے مطابق 1906ء کو ایک الگ کلاس کا اجراء کیا گیا جسے شاخ دینیات کا نام دیا گیا مگر سرمایہ کی کمی کی وجہ سے یہ کلاس بہت ناقص حالت میں تھی۔ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے بڑے زور سے یہ تحریک فرمائی کہ حضرت مسیح موعودؑ کی یاد میں اعلیٰ پیمانہ پر ایک دینی مدرسہ قائم کیا جائے جس میں واعظین اور مبلغین تیار کیے جائیں لیکن یہ تحریک ایک وسیع انتظام اور کثیر اخراجات کا تقاضا کرتی تھی۔ چنانچہ آپؓ کی خواہش کے مطابق یہ تحریک پوری جماعت کے سامنے رکھی گئی اور بتایا گیا کہ یہ مدرسہ دنیا میں اشاعتِ حق کا ایک بھاری ذریعہ ہو گا اور حضرت مسیح موعودؑ کی عظیم الشان یادگار بھی۔ احباب جماعت نے اس تحریک میں حسب استطاعت لبیک کہا اور نامساعد حالات کے باوجود یکم مارچ 1909ء کو اس درسگاہ کی بنیاد رکھی گئی۔ بعد میں حضرت مصلح موعودؓ نے اس کو 1928ء میں جامعہ احمدیہ کا نام دے کر اس کا افتتاح فرمایا۔ 1994ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس علمی درسگاہ کو انٹرنیشنل جامعہ احمدیہ کا نام دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے دور میں قائم ہونے والا یہ چھوٹا سا ادارہ تھا جو اب کئی مراحل سے گزر کر جامعہ احمدیہ کی صورت میں عظیم الشان خدمت سرانجام دے رہا ہے اور اس کی شاخیں اب قادیان اور ربوہ کے علاوہ انگلستان، کینیڈا، انڈونیشیا، بنگلہ دیش، غانا، سیرالیون، تنزانیہ، برکینا فاسو، سیرالیون اور جرمنی میں قائم ہیں اور سینکڑوں واقفین زندگی ان جامعات سے فارغ التحصیل ہو کر اشاعت اسلام میں مصروف ہیں اور سینکڑوں تعلیمی مراحل سے گزرتے ہوئے زیر تعلیم ہیں۔

خلافت اولیٰ میں مسجد نور کی توسیع، مدرسہ تعلیم الاسلام اور بورڈنگ ہاؤس کے لیے بھی مالی تحریکات کی گئیں۔ بورڈنگ ہاؤس کی عمارت کی کی تکمیل 1910ء میں ہوئی۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی بنیاد بھی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے 1912ء میں بمعیت صاحبزدگان حضرت مسیح موعودؑ رکھی۔

خلافت اولیٰ میں نور ہسپتال قادیان کا قیام عمل میں آیا۔ صدر انجمن احمدیہ نے ایک چھوٹی سی ڈسپنسری کھول رکھی تھی مگر مریضوں کے لیے باقاعدہ کوئی مخصوص جگہ نہ تھی مریض عموماً حضرت خلیفۃ المسیح

الاوّلؓ کے مکانوں یا کرایہ کے مکانوں اور مہمان خانوں میں قیام کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت میر ناصر صاحبؓ کے دل میں خیال آیا کہ کوئی ایسی عمارت ہو جہاں ڈسپنسری کے ساتھ مریضوں کی رہائش کا بھی بندوبست ہو تو انہوں نے عمارت کی تعمیر کے لیے چندوں کی تحریک کی جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے نہایت خوشنودی کا اظہار فرمایا اور خود بھی چندہ دیا اور دوسروں کو بھی تحریک فرمائی۔ 21 جون 1917ء کو ''نور ہسپتال'' کی بنیاد رکھی گئی اور ستمبر 1917ء میں اس کی تکمیل ہوئی۔ 13 جنوری 2006ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے دورہ قادیان کے دوران نور ہسپتال کی نئی عمارت کا افتتاح فرمایا۔ یہ ہسپتال اب قادیان اور اس کے ارد گرد کے ماحول کی تمام طبی ضروریات پوری کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

سامعین! اس کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے غربا، مساکین اور طلبا کے لئے مالی تحریک فرمائی، دارالضعفاء یعنی بزرگوں کی رہائش کی جگہ بنانے، علی گڑھ یونیورسٹی کی تعمیر کے سلسلہ میں بھی حضورؓ نے جماعت کو چندہ کی تحریک فرمائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی مالی تحریکات

سامعین! سب سے پہلے میں تحریک جدید کا ذکر کروں گا کیونکہ یہ تمام مالی تحریکات کا نچوڑ ہے اور اسی تحریک سے کئی اور تحریکات بھی قائم ہوتی ہیں۔ تحریک جدید کا آغاز حضرت مصلح موعودؓ نے 1934ء میں فرمایا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب تمام مذہبی جماعتیں مجلس احرار کی شکل میں اور حکومت جماعت کے خلاف صف آراء ہو چکی تھیں اور جماعت کو مکمل طور پر ختم کر دینے کا ارادہ رکھتی تھیں ایسے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دل میں یہ تحریک پیدا فرمائی اور جماعت احمدیہ کشتی کو بھنور سے نکالا۔

حضرت مصلح موعودؓ اس تحریک کے بارے میں فرماتے ہیں:

''تحریک جدید کے پیش کرنے کا موقع ایسا اعلیٰ انتخاب تھا جس سے بڑھ کر کوئی اور اعلیٰ انتخاب نہیں ہو سکتا اور خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی زندگی میں جو خاص کامیابیاں اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں ان میں سے ایک اہم کامیابی تحریک جدید کو عین وقت پر پیش کر کے مجھے حاصل ہوئی اور یقیناً میں سمجھتا ہوں جس وقت مَیں

نے یہ تحریک کی وہ میری زندگی کے خاص مواقع میں سے ایک موقع تھا اور میری زندگی کی ان بہترین گھڑیوں میں سے ایک گھڑی تھی جبکہ مجھے اس عظیم الشان کام کی بنیاد رکھنے کی توفیق ملی۔"

(انوار العلوم جلد 14 صفحہ 116)

اس تحریک کا مقصد تقویٰ کی باریک راہوں کو اختیار کرنا اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر طرح کی قربانی کے لیے تیار رہنا، سادہ زندگی اختیار کرنا تا کہ غیر ضروری اخراجات کم کر کے تبلیغ احمدیت کے لیے رقم مہیا کی جاسکے، دعوت الیٰ اللہ کرنا یعنی ہر فرد اپنے دائرہ میں داعی الی اللہ بن جائے، نوجوانوں کا خدمت دین کے لیے اپنی زندگی وقف کرنا تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آغاز پر اس تحریک کو مختصر عرصہ کے لیے تجویز فرمایا تھا اور انیس سال کے بعد اس تحریک کو دائمی کر دیا گیا اور یہ تحریک آج بھی جماعت کی کامیابی کی ضامن ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے انگریزی زبان میں قرآن کریم کو دنیا میں پھیلانے کے لیے جماعت کو تحریک فرمائی کہ اس کی ایک ہزار کاپیاں دنیا کے مشہور علماء، سیاستدان، لیڈروں اور سربراہان مملکت کو دی جائیں اور دنیا کی مشہور لائبریریوں میں رکھی جائیں۔ جماعت کے مخیّر حضرات ایک یا ایک سے زائد کاپیوں کی قیمت پیش کریں۔ جماعت کے احباب نے اپنے پیارے امام کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اپنے اموال پیش کیے اور کلام اللہ کی اشاعت میں حصہ لیتے ہوئے ترجمہ کی مطلوبہ کاپیاں خرید کر مہیا کر دیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ولایت میں تبلیغ کے لئے دسمبر 1916ء میں خواتین کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ

"اس وقت مرد اندازاً آٹھ دس ہزار روپیہ ماہوار کا خرچ برداشت کر رہے ہیں جن سے مختلف ضروریات دینی کو پورا کیا جاتا ہے اور سردست مردوں کا جماعت پر اتنا بوجھ ہے کہ اب وہ زیادہ بوجھ برداشت نہیں کر سکیں گے۔ ولایت کے اخراجات تبلیغ بڑھ رہے ہیں اور اس وقت پانچ سو روپیہ ماہوار کا اندازہ کیا جاتا ہے جس سے وہاں گزارا ہو سکتا ہے...... عورتیں اپنے ذمہ یہ پانچ سو کی رقم لے لیں...... اس سے ان کا یہ عہد بھی پورا ہو جائے گا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گی اور جو لوگ اس کے وجود کو پیش کر کے اسلام سے لوگوں کو بدظن کرتے ہیں ان کی اس کاروائی کا بھی جواب ہو جائے گا کیونکہ جب ولایت کے لوگوں کو یہ معلوم ہو گا کہ مسلمان عورتوں نے وہاں کے لوگوں کی ہدایت کے لیے ایک تبلیغی وفد بھیجا ہے تو ان کو فوراً

یہ معلوم ہو جائے گا کہ .... مسلمان عورتیں نہ صرف خود دین پر قائم ہوتی ہیں بلکہ وہ تو ہزاروں کوسوں پر ہمیں بھی اسلام کی طرف بلانے کے لیے وفد بھیج رہی ہیں۔“

(ضمیمہ الفضل 16 دسمبر 1916ء)

جماعت کی خواتین نے حضور کی اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اور اخلاص کا بہترین نمونہ پیش کرتے ہوئے اس خرچ کو برداشت کیا جو ان کے امام نے ان کے ذمہ لگایا تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ کے دور میں تقریباً 311 مساجد تعمیر ہوئیں اور ان نئی تعمیر ہونے والی مساجد میں مسجد فضل لندن ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ مسجد فضل لندن کے لیے حضرت مصلح موعودؓ نے احباب جماعت سے مالی قربانی کی تحریک فرمائی۔ آپؓ نے اس بات کی طرف متوجہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انگلستان میں تبلیغ کا کام کامیابی کے ساتھ جاری ہے وہاں کے مبلغین اس امر پر زور دیتے رہے ہیں کہ تبلیغ کے فریضہ کو کماحقہ ادا کرنے کے لیے اس ملک میں مسجد کی تعمیر بھی ضروری ہے تا کہ لوگوں کی توجہ کو زیادہ موئثر رنگ میں اسلام کی طرف منتقل کیا جا سکے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

”یاد رکھیں! انگلستان وہ مقام ہے جو صدیوں سے تثلیث پرستی کا مرکز بن رہا ہے۔ اس میں ایک ایسی مسجد کی تعمیر جس پر سے پانچ وقت لا الہ الا اللہ کی صدا بلند ہو کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا عظیم الشان کام ہے جس کے نیک ثمرات نسلاً بعد نسل پیدا ہوتے رہیں گے اور تاریخیں اس کو یاد رکھیں گی۔“

(انوار العلوم جلد 5 صفحہ 4)

سامعین! حضرت مصلح موعودؓ نے ہالینڈ کی مسجد احمدی عورتوں کے چندہ سے تعمیر کرنے کی تحریک فرمائی اور خواتین احمدیت نے اپنی روایت کے مطابق اس پر والہانہ لبیک کہا۔ حضورؓ نے فرمایا:

”ہالینڈ کی مسجد کے متعلق عورتوں میں تحریک کی گئی تھی انہوں نے مردوں سے زیادہ قربانی کا ثبوت دیا ہے ..... انہوں نے زمین کی قیمت ادا کر دی ہے اور ابھی چھ سات ہزار روپیہ ان کا جمع ہے جس میں اور روپیہ ڈال کر ہالینڈ کی مسجد بنے گی۔ پھر انہوں نے چندہ ایسے وقت میں دیا ہے جبکہ لجنہ کا دفتر بنانے کے لیے بھی انہوں نے چودہ ہزار روپیہ جمع کیا تھا۔“ (الفضل 20 دسمبر 1951ء)

خلافت ثانیہ میں سر زمین یورپ میں 5 مساجد تعمیر ہوئیں جن میں مسجد فضل لندن، مسجد مبارک ہیگ، مسجد فضل ہمبرگ، مسجد نور فرینکفرٹ اور مسجد محمود زیورخ شامل ہیں جن میں جماعت کے مرد و زن نے بھرپور مالی معاونت کی۔

3/اکتوبر 1949ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے مسجد مبارک ربوہ کی بنیاد رکھی اور مسجد کی تعمیر کے لئے مالی تحریک فرمائی۔ اس کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مینارۃ المسیح کی تکمیل، حفاظت مرکز، مینارۃ المسیح ہال اور اس کے ساتھ ایک عظیم الشان لائبریری، الفضل کی اشاعت، تعلیم الاسلام کالج کے لیے تحریک ،بیت المال کے لیے قرضہ کی تحریک، چندہ تحریک خاص، ریزرو فنڈ تحریک، وقفِ جائیداد اور وقفِ آمد کی تحریک اور وقف جدید جیسی اہم تحریکات شامل ہیں۔ جس طرح تحریک جدید تبلیغ سے متعلق ایک اہم تحریک ہے اسی طرح تربیتی تحریکات میں سب سے اہم وقفِ جدید کی تحریک ہے۔ اس تحریک کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ شہروں میں تو ذیلی تنظیمیں مضبوط تھیں اور وہاں تعلیم و تربیت کا مسئلہ نہیں تھا لیکن دیہاتی جماعتوں میں تعلیمی سہولتیں میسر نہیں تھیں اس لیے ضروری تھا کہ کوئی معلم یا مربی ان لوگوں میں رہ کر ان کی تعلیم و تربیت کرے۔ اس لیے دیہاتی جماعتوں کی تعلیم و تربیت کے لیے حضرت مصلح موعودؓ نے 1957ء میں وقف جدید کے نام سے تحریک کا اعلان فرمایا۔ آغاز میں یہ تحریک صرف پاکستانی اور بھارتی احمدیوں کے لیے تھی۔ 1985ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے وقفِ جدید کی مالی تحریک کو ساری دنیا پر پھیلا دیا۔

مالی تحریکات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

سامعین! جلسہ سالانہ 1965ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی یادگار کے طور پر آپؓ کے محبوب مقاصد کو جاری رکھنے کے لیے فضل عمر فاؤنڈیشن کے قیام کا اعلان فرمایا اور اس مقصد کے لیے آپؒ نے تین سال کے اندر 25 لاکھ روپے اکٹھے کرنے کی تحریک

فرمائی جس پر احبابِ جماعت نے لبیک کہا اور 25 لاکھ کی بجائے موصولہ عطایا کی رقم 45 لاکھ تک پہنچ گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس تحریک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”فضل عمر فاؤنڈیشن کی تحریک محبت و عقیدت کے اس چشمہ سے پھوٹی ہے جو احباب کے دل میں اپنے پیارے آقا المصلح الموعودؓ کے لیے ہمیشہ موجزن رہی اور موجزن رہے گی۔“

(الفضل یکم جون 1966ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ تحریک جدید کے زیر انتظام نصرت جہاں سکیم کی تحریک 1970ء میں فرمائی۔ 4/اپریل 1970ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ ربوہ سے مغربی افریقہ کے چھ ممالک نائجیریا، لائبیریا، گیمبیا، غانا، سیر الیون اور آئیوری کوسٹ کے دورہ پر تشریف لے گئے۔ اس دورہ کے دوران گیمبیا میں اللہ تعالیٰ نے حضورؒ کو یہ القاء فرمایا کہ افریقن ممالک کی بہبود کے لیے ایک لاکھ پاؤنڈ خرچ کیے جائیں۔ اس پر حضورؒ نے لندن میں نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے نام سے رقم پیش کرنے کی تحریک فرمائی اور فوری طور پر اساتذہ اور ڈاکٹرز کو وقف کی تحریک بھی فرمائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جلسہ سالانہ 1973ء کے موقع پر جماعت کی صد سالہ جوبلی کے لیے ایک عظیم منصوبے کا اعلان فرمایا جو دنیا کی تاریخ میں منفرد اور انوکھا منصوبہ تھا جس کا تعلق دنیاوی خوشیوں سے نہیں بلکہ خدمت دین اور غلبہ اسلام کی اسکیموں کے متعلق تھا۔ آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ جماعت کی پہلی صدی غلبۂ اسلام کی تیاری کی صدی ہے اور دوسری غلبہ کی صدی ہے۔ اس غلبہ کی صدی کے استقبال کے لیے آپؒ نے احمدیہ صد سالہ جوبلی کا منصوبہ پیش فرمایا۔ اس کا مقصد دنیا بھر میں مساجد، مشن ہاؤسز کی تعمیر، اشاعت قرآن، 100 زبانوں میں اسلامی تعلیم کے لٹریچر کی اشاعت اور دنیا کو امت واحدہ بنانا تھا۔ اس کے لیے آپؒ نے جماعت سے اڑھائی کروڑ روپیہ کا مطالبہ کی اور امید کی کہ یہ پانچ کروڑ تک پہنچ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ منصوبہ 1989ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی قیادت میں تکمیل کو پہنچا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دورِ خلافت میں وقفِ جدید دفتر اطفال کے قیام کا اعلان حضورؒ نے 7/اکتوبر 1969ء میں کیا اور اطفال کو بھی اس میں چندہ ادا کرنے کی تحریک فرمائی۔

تحریکات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دَور میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو 13065 نئی مساجد کی تعمیر کی توفیق دی نیز ہزاروں وہ بھی ہیں جو مقتدیوں سمیت جماعت کو ملیں۔

1989ء میں حضورؒ نے جرمنی میں 100 مساجد بنانے کی تحریک فرمائی اور اس سکیم کے تحت 25نومبر 1989ء کو پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور 9جنوری2000ء کو اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔ کینیا میں خلافت رابعہ میں 70 مساجد اور تنزانیہ میں 33 مساجد سے زائد مساجد تعمیر ہوئیں۔ 1995ء میں برطانیہ میں نئی اور وسیع مسجد کے لیے 5 ملین پاؤنڈ کی تحریک فرمائی اور 19/اکتوبر1999ء میں مسجد بیت الفتوح کا سنگ بنیاد رکھا۔ 2001ء میں حضورؒ نے اس مسجد کے لیے مزید 5 ملین پاؤنڈ کی تحریک فرمائی جس پر احباب جماعت نے لبیک کہا اور 3/اکتوبر 2003ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کا افتتاح فرمایا یہ مغربی یورپ کی سب سے بڑی مسجد ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دور میں احمدیہ مسجد واشنگٹن، کینیڈا کے شہر مسی ساگا کی مسجد کی مالی تحریک، بیلجیم کی مسجد کی تحریک فرمائی۔ آپؒ نے دو نئے یورپی مراکز بنانے کی تحریک فرمائی جس کے تحت یہ مراکز انگلینڈ اور جرمنی میں بننا تھے۔ پہلے حضورؒ نے یہ تحریک صرف یورپین ممالک کے سامنے رکھی اور پھر اس کو پوری دنیا کے لیے وسیع کر دیا۔ 1983ء میں آپؒ نے کینیڈا میں پانچ مشنز کی تحریک احباب جماعت کو فرمائی جس میں سب نے بھرپور حصہ لیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 10 ستمبر 1982ء میں سات سو سال کے بعد اللہ کے پہلے گھر مسجد بشارت کا افتتاح فرمایا اور 29اکتوبر1982ء میں اس کے لیے بیوت الحمد سکیم کا اعلان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس تحریک کو غیر معمولی مقبولیت عطا فرمائی۔ سلسلہ کے مخلصین نے اس میں دل کھول کر حصہ لیا اور ذیلی تنظیموں اور مرکزی انجمنوں نے بھی اپنی بچت سے اس میں حصہ لیا۔

سامعین کرام! ہیومینٹی فرسٹ جیسی عالمی تنظیم کا قیام بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دورِ خلافت میں ہوا۔ حضورؒ نے فرمایا کہ اب وقت آگیا ہے کہ جماعت احمدیہ عالمگیر سطح پر ریڈ کراس کی طرز پر خدمت خلق کی ایک ایسی تنظیم قائم کرے جس میں احمدیوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کی بھی مدد کی جائے اور سب کی مالی مدد سے اس کو چلایا جائے۔ ہیومینٹی فرسٹ کی یہ تنظیم آج بھی بہت کامیابی کے ساتھ اپنی

خدمت جاری رکھے ہوئے ہے اور احباب جماعت اس کے چندوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپؒ نے سیّدنا بلال فنڈ، کفالت یتامیٰ اور مریم شادی فنڈ جیسی عظیم تحریکات بھی کیں جو آج تک جاری ہیں۔ تحریک جدید کے دفتر چہارم کا اجراء کیا، تحریک وقف جدید کو ساری دنیا تک وسیع کیا۔

تحریکات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سامعین! دوسرے خلفائے کرام کی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی تعمیر مساجد کی طرف خصوصی توجہ فرمائی ہے۔ کئی ممالک میں نماز سینٹر تو تھے لیکن باقاعدہ مسجد نہیں تھی یا ایک آدھ مسجد بنے ہوئے طویل عرصہ ہو گیا تھا حضور نے ان تمام مقامات پر مساجد کی تعمیر اور ان میں اضافے کی تحریکات فرمائیں۔ 15 اکتوبر 2004ء میں ہارٹلے پول برطانیہ کی مسجد کی تحریک فرمائی اور اور اس کی تعمیر کے اخراجات مجلس انصار اللہ یو کے، کے ذمہ لگائے اور 5 لاکھ پاؤنڈ کی تحریک کی۔ اسی طرح بریڈ فورڈ کی مسجد کی تعمیر کے لیے 16 لاکھ پاؤنڈ کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دونوں مساجد ایک سال میں تعمیر ہو جانی چاہئیں۔ چنانچہ 11 نومبر 2005ء میں حضور مسجد ہارٹلے پول کا افتتاح فرمایا۔ جرمنی میں سو مساجد کی تحریک جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے شروع کی تھی حضور انور نے خدام الاحمدیہ کی توجہ اس طرف دلائی جس پر خدام الاحمدیہ نے اگلے روز ہی اپنا وعدہ اڑھائی لاکھ سے بڑھا کر 10 لاکھ یورو کر دیا۔ اس کے علاوہ آپ نے ناورے، پرتگال، ویلنسیا سپین، ہالینڈ میں ایک نئی مسجد کی تحریک بھی فرمائی ان تمام تحریکات پر احباب جماعت نے لبیک کہا۔

حضور نے شادی بیاہ کے موقع پر اسراف سے بچنے کی ہدایت کی اور فرمایا کہ ان مواقع پر غریب بچیوں کی شادی کے لیے رقم فراہم کی جائے۔ حضور نے احباب جماعت کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے شروع کردہ مریم شادی فنڈ میں بھرپور حصہ لینے کی تلقین فرمائی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 5 نومبر 2004ء میں تحریک جدید کے دفتر پنجم اور 2023ء میں دفتر ششم کا آغاز فرمایا۔ ننھے مجاہدین کا معیاری چندہ مقرر فرمایا، تمام ناصرات کو وقف جدید کے چندہ میں شامل کرنے ہدایت فرمائی۔ ذیلی تنظیموں کے ذمے حضور ایدہ اللہ نے مختلف مقامات پر مساجد کی تعمیر اور ہسپتالوں کی تعمیر کا کام سونپا جیسے اِس وقت مجلس انصاراللہ برطانیہ کے تحت کارڈف برطانیہ میں عالی شان مسجد کی تعمیر

جاری ہے۔ اِس سے قبل افریقہ میں آنکھوں کے ایک ہسپتال کی توفیق انصار اللہ برطانیہ اور لجنہ نے میٹرنٹی ہسپتال کی تعمیر کی توفیق پائی۔

سامعین کرام! وقت کی کمی کے باعث آپ کے لیے ایک مختصر سا جائزہ پیش کیا ہے۔ الحمد للہ جماعت احمدیہ کے افراد کسی بھی قربانی سے گریز نہیں کرتے اور اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہیں اور خلیفۂ وقت کی طرف سے کی گئی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور ہمیشہ اسے اللہ کے فضل سے کامیاب بناتے ہیں۔ اس بات کا اقرار تو غیر بھی ہمیشہ سے ہی کرتے آئے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے شدید معاند مولوی سید محمد علی صاحب مونگھیری نے ایک مرتبہ جماعت احمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

”ان کی سعی اور کوشش اس قدر انتھک اور منظّم ہے جس کو دیکھ کر ایک مسلمان کا دل لرز جاتا ہے ....ان کے پاس کوئی بنک نہیں کوئی ریاست نہیں صرف ایک بات ہے کہ مرزا (حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ ناقل) نے کہہ دیا کہ ہر مرید حسبِ استطاعت ماہانہ مذہب کی اشاعت کے لیے کچھ دے.....اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے پاس بیت المال میں لاکھوں روپیہ جمع ہو گیا اُن کا ہر مرید اپنی آمدنی کا کم از کم دسواں حصہ دیتا ہے اور بعض تو تہائی اور چوتھائی قادیان بھیجتے رہتے ہیں جس سے وہ خاطر خواہ اپنے مذہب کی اشاعت کر رہے ہیں۔“

(کمالات محمدیہ صفحہ 275)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسی طرح اپنے امام کی آواز پر ہمیشہ لبیک کہنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

نیم شب بھیگی دُعاؤں کے عوض ملتا ہے
سوز میں ڈوبی کراہوں کے عوض ملتا ہے
سب جہانوں کے زر و مال کا جو مالک ہے
صدقے خیرات کے سکوں کے عوض ملتا ہے

(اس تقریر کی تیاری میں ”خلفاء احمدیت کی تحریکات اور ان کے شیریں ثمرات از عبد السمیع خان“ سے مدد لی گئی ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ)

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿18﴾ ﴿مشاہدات۔426﴾

خلافت خامسہ میں مالی قربانیوں کے چند ایمان افروز واقعات

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمۡ بِالَّیۡلِ وَالنَّہَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً فَلَہُمۡ اَجۡرُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ (البقرہ:275)

ترجمہ: وہ لوگ جو اپنے اموال خرچ کرتے ہیں رات کو بھی اور دن کو بھی، چھپ کر بھی اور کھلے عام بھی، تو ان کے لئے ان کا اجر اُن کے ربّ کے پاس ہے اور ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غم کریں گے۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اُسے دے چکے مال وجاں بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار

معزز سامعین! آج میری تقریر کا موضوع ہے **”خلافتِ خامسہ میں مالی قربانیوں کے چند ایمان افروز واقعات“**

قربانی کا لفظ تو ہم سے تقاضا ہی یہ کرتا ہے کہ ہم اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر اپنی ضروریات کو پس پشت ڈال کر اپنی خواہشات کو دبا کر، اپنے آپ کو اور اپنے مال کو خدا کی رضا کی خاطر جماعتی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے پیش کر دیں۔ جب ہم قربانیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کریں گے تو نیکیوں میں بڑھنے کی کوشش اپنی استعداوں کے مطابق ضرور کریں گے اور یوں ایک حسین اور پاک معاشرہ قائم ہو جائے گا۔ جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے، ہر احمدی پر احسان ہے جس نے

اس بات کو سمجھا اور اس نے اپنا مال دین کے راستے میں خرچ کرنے کے لیے پیش کیا کہ باوجود اپنی ضروریات کے افرادِ جماعت کی ایک بڑی تعداد اپنا مال دینی ضرورت کے لیے پیش کرتی ہے۔ ہزاروں مثالیں ایسی ہیں جو اپنی ضروریات کو پس پشت ڈال کر دینی ضروریات کے لیے اپنی قربانیاں پیش کرتے ہیں۔

یہ زرو مال تو دنیا ہی میں رہ جائیں گے
حشر کے روز جو کام آئے وہ زر پیدا کر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ مورخہ 7 نومبر 2014ء میں فرمایا کہ گزشتہ دنوں ربوہ میں ختم نبوت کانفرنس ہو رہی تھی۔ ہر سال ہوتی ہے، یہاں بھی ہوتی ہے۔ تو وہاں پہلے تو ایک مولوی صاحب نے بڑی دھوآں دار تقریر کی کہ جماعت احمدیہ کو بڑی بڑی طاقتیں اور حکومتیں فنڈ کرتی ہیں جس کی وجہ سے یہ ترقی کر رہی ہے۔ لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد خود ہی اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان سے نکلوادیا اور وہ جوش میں یہ بھی کہہ گئے کہ دیکھو! جماعت احمدیہ اس لئے ترقی کر رہی ہے کہ ان کے غریب بھی مالی قربانی کرتے ہیں اور یہ ان کا چندہ ہے جس کی وجہ سے دنیا میں وہ تبلیغِ اسلام کر رہے ہیں اور ہم سے وہ بہت آگے نکل گئے ہیں۔ بہر حال کسی حکومت کی نہ ہمیں مدد کی ضرورت ہے اور نہ لی جاتی ہے۔ یہ جماعت کے افراد کا اخلاص اور قربانی کی روح ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ برکت ڈالتا ہے۔

سامعین! اب مَیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات سے جماعت احمدیہ کے اخلاص ووفا کے اظہار اور ان کی مالی قربانیوں کے کچھ واقعات پیش کروں گا کہ کس طرح دنیا کے کونے کونے میں احباب جماعت مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مالی قربانی کے سلسلہ میں ایک نوجوان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مال کی خواہش ہر انسان میں ہوتی ہے۔ آج کل کے زمانے میں مادیت کا بہت زیادہ دور دورہ ہے اور بہت بڑھ کر یہ خواہش ہے۔ اس حالت میں اس زمانے میں جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو یقیناً یہ بہت بڑی قربانی ہے۔ اللہ کا فضل ہے کہ جماعت میں بہت سے لوگ مال کی خواہش رکھنے کے باوجود قربانیاں کرتے

ہیں۔ پھر اس وقت خرچ کرنا جب محتاجی کا بھی ڈر ہو۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ جماعت میں ایسی بہت مثالیں ہیں جب کسی بات کی بھی پرواہ کئے بغیر لوگ قربانیاں کر رہے ہوتے ہیں۔ ابھی چند دن ہوئے جرمنی کے ایک نوجوان کے بارے میں مجھے پتہ چلا کہ وہ مقروض بھی تھا، شادی بھی ہونے والی تھی۔ ایک معمولی رقم اس نے شادی کے لئے جمع کی ہوئی تھی لیکن جب وہاں جو تحریک ہے سو(100) مساجد کی اس کے لئے چندے کی تحریک کی گئی تو وہ تمام جمع پونجی جو اس نے شادی کے لئے جوڑی تھی لا کے پیش کر دی۔

(خطبہ جمعہ 31مارچ2006ء)

برکینا فاسو کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ سوری (Souri) نامی گاؤں کے ایک احمدی بزرگ کابورے (Kabore) صاحب خاندان میں اکیلے احمدی ہیں۔ وہ خود بتاتے ہیں کہ ایک لمبے عرصے سے اپنی ضعیف العمری اور مختلف عوارض کی وجہ سے وہ نمازوں کی ادائیگی میں کمزور تھے اور اس بات کا ہر لحہ اُنہیں رنج تھا۔ اس سال انہوں نے بیعت کے بعد ستّر ہزار فرانک سیفا چندوں میں ادا کر دیا۔ کہتے ہیں کہ چندہ ادا کرنے کی دیر تھی کہ عرصے سے بگڑی صحت واپس آنے لگی۔ نمازوں کی کھوئی توفیق واپس آنے لگی۔ یہاں تک کہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساری نمازیں مع تہجد ادا کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل اور میری مالی قربانی کی برکت سے ہوا ہے کہ چندوں نے نمازوں کی بھی توفیق عطا کی۔

(خطبہ جمعہ 4نومبر 2011ء)

سامعین! انڈیا سے وقفِ جدید کے انسپکٹر صاحب بیان کرتے ہیں کہ مارچ 2011ء میں خاکسار جماعت احمدیہ بتھاری تشخیص بجٹ وقفِ جدید کے لئے پہنچا جہاں ایک خاتون کو جب تحریک کی اور احمدی اور مسلمان مستورات کی جانی اور مالی قربانیوں کے بارے میں واقعات سنائے تو انہوں نے اپنی ایک ماہ کی تنخواہ کے برابر وعدہ لکھوا دیا اور وہ معمولی ٹیچر تھی، کوئی ایسی خاص آمدنی نہیں تھی کہ گزارہ بہت اچھا ہوتا ہو۔ پانچ ہزار روپیہ اُن کی تنخواہ تھی جو انہوں نے لکھوائی۔ کہتے ہیں مَیں پھر دوسری جگہ پہنچا جہاں اُس خاتون کے والد رہتے تھے۔ وہ صدر جماعت بھی تھے تو اُن کو بتایا گیا کہ آپ کی بیٹی نے بڑی قربانی کی ہے۔ اس پر وہ خوشی سے رو پڑے اور اپنی بڑی بیٹی کو بلایا اور اُس کو کہا کہ تمہاری بہن نے یہ قربانی دی ہے۔ تم اُس سے

بڑی ہو تم کیا کہتی ہو۔ تو اُس نے فوراً اُس وعدے پر ایک ہزار روپیہ بڑھا کے اپنا وعدہ لکھوا دیا کہ میں بڑی ہوں اس لئے زیادہ دوں گی۔

(خطبہ جمعہ 6 جنوری 2012ء)

پھر بینن سے ہمارے ساوے ریجن کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک نومبائع جماعت پیل (Peulh) میں تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا تو تحریک جدید کا تاریخی پس منظر بیان کیا گیا اور مالی قربانی کے بارے میں توجہ دلائی۔ اجلاس کے آخر پر دوستوں نے اپنا اپنا چندہ پیش کیا۔ ایک دوست نے پوچھا کہ میرے پاس رقم تو نہیں لیکن چندہ دینے کی خواہش ہے۔ اس پر وہاں کے مقامی مبلغ نے اس کی رہنمائی کی کہ حسب استطاعت جو کچھ ہے وہ پیش کریں۔ اس پر وہ دوست گئے۔ بڑے غریب تھے۔ گھر سے مرغی کے دو انڈے لے کر آئے کہ اس وقت میرے پاس یہ ہیں۔ تو ان کو اور جماعت کو بھی بتایا گیا کہ یہ ان کی حیثیت کے مطابق بہت بڑی قربانی ہے اور خدا تعالیٰ کی نظر میں کوئی قربانی چھوٹی نہیں۔ بس نیت نیک ہونی چاہئے۔ یہ باتیں جو افریقہ کے دور دراز ممالک میں ہو رہی ہیں اس طرف بھی توجہ پھیرتی ہیں جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں تحریک پر غریب عورتیں اسی طرح مرغیاں اور انڈے لے کے آجایا کرتی تھیں اور یہ اس لئے ہے کہ دین اسلام کی اشاعت کی تڑپ ان لوگوں میں ہے۔

(خطبہ جمعہ 7 نومبر 2014ء)

سامعین! نومبائعین کو بھی اللہ تعالیٰ ان تجربات سے گزارتا ہے۔ تنزانیہ کے امیر صاحب نے لکھا کہ ایک نومبائع عبید کُوئی صاحب بیان کرتے ہیں کہ راجگیری میرا پیشہ ہے اور عرصہ پانچ مہینے سے کوئی خاص کام نہیں مل رہا تھا۔ بڑے مشکل حالات تھے۔ بیوی بچے بھی مشکل سے رہ رہے تھے۔ بڑا مشکل سے گزارہ ہو رہا تھا۔ ایک دن معلم نے چندہ کی تحریک کی۔ کہتے ہیں اس وقت مجھے اور زیادہ پریشانی ہوئی کیونکہ جو رقم میرے پاس تھی وہ صرف اتنی تھی کہ اس دن کے لئے بیوی بچوں کا بندوبست ہو سکتا تھا۔ جب معلم صاحب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے سے اللہ تعالیٰ برکت ڈالتا ہے تو مَیں نے فیصلہ کیا کہ یہ رقم چندے میں دے دیتا ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور اس کے بعد مجھے یہ خیال آیا کہ آج میرے بچے کیا کھائیں گے؟ میں یہی سوچ رہا تھا۔ ابھی کچھ دیر گزری تھی کہ مجھے یہ پیغام ملا کہ کہیں پر تعمیر کا کام ہو رہا ہے

مَیں فوراً وہاں جا کر پیمائش وغیرہ کرلوں۔ اس کے ساتھ ہی مجھے اجرت کے طور پر ایڈوانس میں کچھ رقم بھی دی گئی۔ میں بڑا حیران ہوا کہ پانچ ماہ سے مَیں مشکل میں دوچار تھا اور جونہی اللہ کی راہ میں دیا اس کی طرف سے برکتوں کے دروازے کھل گئے۔ چنانچہ اس دن سے جب میں نے اللہ کی راہ میں دیا۔ میرے حالات اب بدل گئے ہیں۔ اب کبھی میں چندہ ترک نہیں کروں گا۔

(خطبہ جمعہ 3 نومبر 2017ء)

سامعین! قربانی کی روح کا اظہار صرف بڑے ہی نہیں بلکہ بچے بھی کرتے ہیں۔ حضور اقدس مسجد محمود سویڈن کی تعمیر کے سلسلے میں بچوں کی مالی قربانی کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ ایک گیارہ سال کی بچی نے مسجد کے چندہ کے لئے چند سو کرونر پیش کئے اور بتایا کہ کافی عرصے سے اس نے جو جیب خرچ جمع کیا تھا وہ مسجد کی تعمیر کے لئے ادا کرنے کے لئے آئی ہے۔ دس گیارہ سال کی ایک اَور بچی امیر صاحب کے پاس یا جو بھی چندے لینے والی انتظامیہ ہے ان کے پاس آئی اور پانچ سو کرونر مسجد کی تعمیر کے لئے ادا کئے اور بتایا کہ اس کے پاس دو طوطے تھے جنہیں فروخت کر کے اس نے یہ رقم مسجد کے لئے ادا کرنے کے لئے حاصل کی۔ یہاں ان ملکوں میں pet یا پالتو جانور رکھنے کا بڑا شوق ہے لیکن احمدی بچی نے یہاں کے بچوں کی طرح اپنے پالتو جانور کو ترجیح نہیں دی بلکہ خدا تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کو اپنے شوق پر ترجیح دی۔ حقیقتاً اصل شوق اور ترجیح اللہ تعالیٰ کی رضا ہی ہے جو احمدی بچے ہی سمجھ سکتے ہیں جن کو بچپن سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات سے یہ ادراک پیدا ہو جاتا ہے کہ مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والا جنت میں اپنا گھر بناتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 13 مئی 2016ء)

مایوٹی ایک آئی لینڈ ہے وہاں کے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ یہ بڑا غریب ملک ہے۔ بہت مشکل سے لوگ اپنے گھر کی سبزیاں وغیرہ بیچ کر گزارہ کرتے ہیں۔ ایک احمدی دوست رابیوں (Rabion) صاحب ایک موٹر سائیکل کی دکان میں کام کرتے ہیں اور سب سے زیادہ چندہ دیتے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ عجیب سلسلہ ہے مَیں جتنا چندہ ادا کرتا ہوں اور مہینے کے آخر پر دوگنی رقم واپس مل جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک دن ان کی اہلیہ نے کہا کہ آپ اتنا زیادہ چندہ کیوں ادا کرتے ہیں؟ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ یہ چندہ مجھے دوگنا کر کے واپس

کر دیتا ہے۔ اس لئے میں دیتا بھی ہوں۔ پھر انہوں نے اپنی اہلیہ کے سامنے ہی ایک رقم چندے میں ادا کی۔ کہنے لگے کہ دیکھ لینا اللہ تعالیٰ مجھے یہ رقم ضرور واپس کر دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مہینہ کے آخر میں دوکان کے مالک نے اپنے تمام ملازمین کو بونس دیا اور جو رقم انہیں بونس میں ملی وہ چندے کی رقم سے زیادہ تھی۔ موصوف اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی قربانی میں دن بدن بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 3 نومبر 2017ء)

سامعین! اللہ تعالیٰ پر توکل کی ایک مثال پیش کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالی بیان فرماتے ہیں کہ بینن کے ریجن بوہیکوں کے مبلغ لکھتے ہیں کہ یہاں اس شہر میں جماعت کے سیکرٹری مال کا جو روزی کمانے کا ذریعہ تھا وہ ایک تین پہیوں والی موٹر سائیکل یا موٹر سائیکل رکشہ تھا جو چوری ہو گئی اور افریقہ میں عموماً جو چیز چوری ہو جائے اس کا ملنا ایک ناممکن سی بات ہے۔ جب ان کے دوست احباب ان سے ملنے آتے اور چوری کا سن کر افسوس کا اظہار کرتے تو توکّل کی حالت دیکھیں ان کی وہ کہتے کہ مجھے اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ ہے۔ کیونکہ میں ایک غریب آدمی ہوں اور اس موٹر سائیکل کے ذریعہ کما کر اپنے بچوں کا پیٹ پالتا ہوں اور وقت پر اپنا چندہ ادا کرتا ہوں اس لئے شاید کسی کو مجھ سے زیادہ ضرورت ہے تو اللہ تعالیٰ نے عارضی طور پر اس کے لئے انتظام کر دیا ہے تا کہ وہ اپنی ضرورت پوری کر کے مجھے واپس کر جائے۔ یہ بات سن کر لوگوں کو خیال ہوا کہ شاید ان کو چوری کا بہت زیادہ صدمہ ہوا ہے اور اس وجہ سے ان کے دماغ پر تھوڑا اثر ہو گیا ہے۔ بہر حال انہوں نے ملکی قانون کا تقاضا پورا کرنے کے لئے پولیس میں بھی رپورٹ کر دی اور آرام سے گھر بیٹھ گئے۔ کہتے ہیں دو ہفتے گزرے تھے کہ ان کا ہمسایہ جو خود بھی موٹر سائیکل ٹیکسی یا رکشہ چلاتا تھا اس نے غنیوں صاحب کو فون کیا کہ مَیں نے آپ کا موٹر سائیکل دیکھا ہے، رکشہ دیکھا ہے لیکن اس کا رنگ تبدیل کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس پر پولیس کو اطلاع دی گئی تو پولیس نے دونوں مالکوں کو موٹر سائیکل کے اصل پیپر لے کر پولیس سٹیشن حاضر ہونے کا کہا۔ تحقیق کرنے پر اس شخص کے کاغذات جو تھے وہ جعلی نکلے۔ اس پر پولیس نے اس شخص کو کہا کہ دو دن میں موٹر سائیکل مرمت کروائے اور اس کا رنگ پہلی شکل میں لے کر آئے اور مالک کے سپرد کرے اور اس طرح پھر یہ موٹر سائیکل ان کی واپس ہو گئی۔ وہ موٹر سائیکل لے کر فوراً مشن ہاؤس آئے اور سارا واقعہ بیان کیا اور ساتھ ہی کہا کہ ابھی میرا تحریک جدید کا چندہ ادا ہونا

باقی ہے۔ مَیں اب کام کی تلاش میں جا رہا ہوں اور اس ہفتے میں جو منافع آئے گا وہ چندے میں ادا کر دوں گا کیونکہ چندے کی برکت سے ہی یہ موٹر سائیکل مجھے واپس ملی ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایک ہفتے میں بارہ ہزار فرانک سیفہ کما کر چندہ تحریک جدید میں ادا کر دیا۔

(خطبہ جمعہ 9 نومبر 2018ء)

سامعین! جرمنی کے سیکرٹری تحریک جدید لکھتے ہیں کہ بورکن (Borken) جماعت کے ایک دوست نے تحریک جدید کے چندے میں نو سو یورو کا اضافہ کیا۔ یہ دوست بتاتے ہیں کہ جس روز میں نے وعدہ کیا اس سے اگلے دن جب میں فرم میں گیا تو مالک نے کہا میں نے تمہاری تنخواہ میں سو یورو کا اضافہ کر دیا ہے اور فروری سے اکتوبر تک حساب لگایا تو کل نو سو یورو بنتے ہیں۔ یہ دوست کہتے ہیں مجھے یہ تو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کا انتظام کر دے گا لیکن یہ نہیں پتہ تھا کہ اللہ تعالیٰ چوبیس گھنٹے بھی گزرنے نہیں دے گا اور انتظام کر دے گا۔

(خطبہ جمعہ 9 نومبر 2018ء)

سامعین! اس مثال سے ہمیں غریبوں کی قربانی کا معیار اور اللہ تعالیٰ پر ان کا ایمان کا پتہ چلتا ہے۔ گنی بساؤ کے مبلغ لکھتے ہیں، کبوڈو جماعت کے ممبر دیالو صاحب ہیں۔ انہیں جب چندہ تحریکِ جدید کی اہمیت کا بتایا گیا تو اسی وقت انہوں نے اپنے جیب میں ہاتھ ڈالا اور جیب میں ہزار سیفا کی جو رقم تھی وہ تحریکِ جدید میں ادا کر دی اور کہنے لگے کہ اس رقم سے میں اپنے بچوں کے لیے کھانے کی چیزیں لینے کے لیے بازار جا رہا تھا اور چندہ دینے کے بعد دوبارہ گھر گئے۔ گھر میں اب پیسے تو تھے نہیں۔ مچھلی پکڑتے تھے تو انہوں نے فشنگ کا سامان لیا اور فشنگ کے لیے چلے گئے تا کہ بچوں کے کھانے کے لیے کچھ سامان کر سکیں۔ نیٹ سے فشنگ کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے فشنگ کے لیے نیٹ پھینکا تو ایک گھنٹے کے اندر اندر اللہ تعالیٰ نے 73 کلو مچھلی سے میرا نیٹ بھر دیا اور دوسرے مچھیرے جو ساتھ تھے انہوں نے بھی دیکھا اور کہا کہ تم بڑے خوش قسمت ہو کہ ایک گھنٹے کے اندر تمہیں اتنی مچھلی مل گئی ہے کہ ساری رات میں ہمیں اتنی مچھلی نہیں ملتی۔ تو کہتے ہیں اُس وقت میں نے یہی سوچا اور بتایا کہ یہ تحریکِ جدید کے چندے کی برکت ہے جو ابھی ایک گھنٹہ پہلے میں نے ادا کیا تھا اور جتنی رقم تھی سب کچھ دے دیا تھا۔ اس پہ وہ پھر دوبارہ مشن ہاؤس آئے کیونکہ

آمد زیادہ ہو چکی تھی اور پھر دوبارہ انہوں نے چندہ دیا۔ غریب ہیں تو ان کے دل بھی بڑے کھلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب نوازتا ہے تو دل بند نہیں ہو جاتے، ہاتھ بند نہیں ہو جاتے بلکہ پھر بھی وہ ادا کرتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ اور نوازے۔

(خطبہ جمعہ 8 نومبر 2019ء)

جماعت میں ایسی بے شمار مثالیں ہیں کہ لوگ اپنے پاس کچھ نہ ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی نہ کسی ذریعہ سے انتظام کر کے خرچ کر دیتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ بھی ایسی قربانیوں کو ضائع نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے وعدہ کے مطابق کہ وَّ یَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ اور اس کو وہاں سے رزق دے گا اور دیتا ہے جہاں سے رزق آنے کا اسے خیال بھی نہیں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ بھی اس طرح اپنا وعدہ پورا کرتا ہے۔ بلکہ ایسے تجربات سے اللہ تعالیٰ آج بھی مومنوں کے ایمان مضبوط کرتا ہے اور نہ صرف جن پر اللہ تعالیٰ کے فضل ہوتے ہیں، جو براہ راست فضل حاصل کر رہے ہیں ان کو فائدہ ہوتا ہے اور ان کا ایمان مضبوط ہوتا ہے بلکہ جو ان کے قریب رہنے والے ہیں ان کے بھی ایمان مضبوط ہوتے ہیں۔ انہیں بھی اس مالی قربانی کا اس وجہ سے احساس ہوتا ہے اور وہ بھی پھر اپنی قربانیوں میں بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں۔

گیمبیا کے شمال میں واقع ایک گاؤں ہے وہاں کے ایک دوست عثمان صاحب ہیں۔ کہتے ہیں کہ گذشتہ سال انہوں نے وقف جدید کے لیے ایک بالٹی مکئی دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اب امیر آدمی کے پاس کشائش ہے اگر کوئی لاکھوں پاؤنڈ رکھنے والا ہزار ڈالر یا ہزار پاؤنڈ یا پانچ ہزار پاؤنڈ بھی دے دیتا ہے تو اس کے لیے کوئی ایسی خاص قربانی نہیں لیکن یہ لوگ جو اپنے کھانے کے لیے، اپنے زمینداری کے لیے جنس رکھتے ہیں۔ اب ایک بالٹی مکئی جو ہے اس کی ایک شہر میں رہنے والے کے لیے، یورپ میں رہنے والے کے لیے کوئی حیثیت نہیں لیکن ان کے لیے ایک بہت بڑی قربانی ہے۔ اس کا، ایک بالٹی مکئی کا انہوں نے وعدہ کیا تھا جو شاید یہاں آپ کو پانچ، چھ پاؤنڈز میں مل جائے۔ کہتے ہیں اگرچہ گذشتہ سال بہت کم فصل ہوئی تھی اور صرف بارہ بوریاں آمد ہوئی تھی۔ مشکل سے ان کے گھر کے خرچ پورے ہو رہے تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ کہتے ہیں کہ نتیجہ یہ نکلا کہ اس سال تیس بوریاں مکئی کی ان کو مل گئیں اور اس کے

علاوہ بھی ایک فصل ہے، کوئی چیز ہے اس کی پندرہ بوریاں ملیں۔ تو اخلاص میں دیا ہوا یہ تھوڑا سا بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا قبول ہوتا ہے کہ پھر کئی گنا بڑھا کر اللہ تعالیٰ واپس کرتا ہے اور یہی پھر ان کے لیے اللہ تعالیٰ کو پہنچنے، اللہ تعالیٰ پر ایمان مضبوط کرنے کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 3 جنوری 2020ء)

پیارے بھائیو! انڈیا سے عبدالمحمود صاحب انسپکٹر وقف جدید ہیں وہ بھی ایک دوست کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ ضلع بیر بھوم کے ایک گاؤں، بنگال کا ایک گاؤں ہے۔ اس کا یہ واقعہ ہے کہ ان صاحب کی کریانے کی ہول سیل کی دکان ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی چلتی ہے۔ موصوف روزانہ دکان کھولتے ہی سو روپیہ ایک صندوق میں باقاعدگی سے ڈالتے تھے جس سے اپنے وعدے کے مطابق چندے کی ادائیگی کر دیتے تھے۔ صبح آکر پہلا کام یہ کرتے تھے کہ ایک بکس میں سو روپیہ ڈال دیا۔ کہتے ہیں ایک دن ان کی دکان میں خریداری کے لیے بہت کم لوگ آئے اور جو خرچ تھا وہ پورا نہیں ہو رہا تھا۔ اگلے دن انہوں نے یہ نہیں کیا کہ سو روپیہ نہ ڈالے ہوں۔ اگلے دن دکان کھولتے ہی موصوف نے سو کے بجائے تین سو روپے اس صندوق میں، بکس میں ڈال دیے اور دل میں سوچا کیوں نہ آج اللہ تعالیٰ کے ساتھ سودا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ایسا ہوا کہ اسی دن دوپہر کے بعد کہتے ہیں میرے پاس آٹھ خریدار آئے۔ تھوک کا کام تھا اور بڑا کاروبار تھا۔ اس میں وقت لگتا ہے، بوریاں اٹھوائی ہوں گی۔ کہتے ہیں میں اتنا مصروف ہو گیا کہ اس میں سے ایک خریدار کو یہ کہہ کر واپس بھیجنا پڑا کہ کل آجانا اور باقی لوگوں کو سامان دیتے دیتے رات دیر ہو گئی اور کہتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے اس دن کافی کمائی ہوئی اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب انسان پر خوش ہوتا ہے تو اتنا دیتا ہے کہ انسان دونوں ہاتھوں سے نہیں سنبھال سکتا۔

(خطبہ جمعہ 3 جنوری 2020ء)

برمنگھم یوکے سے بھی ایک صاحب ہیں۔ وہ کہتے ہیں میں نے اپنی فیملی کے ساتھ 2016ء میں بیعت کی تھی اور بیعت سے پہلے مالی حالات کافی خراب تھے اور قرض بھی بہت زیادہ تھا۔ جماعت میں آکے جب اپنی حیثیت کے مطابق چندوں کی ادائیگی شروع کی بلکہ بعض دفعہ حیثیت سے بڑھ کر بعض تحریکات میں حصہ لینا شروع کیا تو کہتے ہیں بیعت کے ابتدائی ایام کا واقعہ ہے کہ میری اہلیہ کو ایک سکول کے پروگرام

میں تبلیغی سٹال لگانا تھا، میں نے اپنے کام سے چھٹی لے لی تاکہ بچوں کو سنبھال سکوں۔ اس چھٹی کی وجہ سے سو پاؤنڈ کا نقصان ہونا تھا۔ اس وقت کے مالی حالات اچھے نہیں تھے اور ہمارے لیے یہ بہت بڑی رقم تھی۔ بہرحال کہتے ہیں کہ میں نے سوچ کر کہ اللہ تعالیٰ کے کام کے لیے چھٹی لینی ہے قربانی دینی چاہیے تو میں نے رخصت لے لی لیکن اللہ تعالیٰ نے کچھ اَور سوچ رکھا تھا۔ کہتے ہیں جب میری اہلیہ اپنا کام ختم کر کے گھر پہنچی ہیں تو میرے باس کا فون آیا کہ اگر ہو سکے تو ایک گھنٹے میں کام کی جگہ پہنچ جاؤ کیونکہ ایمر جنسی کام آ گیا ہے۔ کہتے ہیں میں نے فوراً روانگی کی۔ اس دن صرف ایک گھنٹہ کام کیا اور پورے دن کے پیسے سو پاؤنڈ مل گئے۔ گھر آ کر میں نے اپنی اہلیہ کو بتایا۔ دونوں نئے نئے احمدی ہوئے تھے۔ کئی روز تک ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام پا کر خوش ہوتے رہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہے۔

(خطبہ جمعہ 5 نومبر 2021ء)

گنی بساؤ افریقہ کا ایک ملک ہے۔ وہاں کے محمود صاحب ہیں جو موٹر سائیکل مکینک ہیں۔ ان کو مشنری صاحب نے چندہ تحریکِ جدید کی تحریک کی تو انہوں نے اپنی جیب میں جتنی بھی رقم تھی سب نکالی جو کہ دس ہزار فرانک سیفا تھی۔ گھر میں بیٹھے تھے کہ اسی وقت ان کی بہو بھی آئی۔ انہوں نے گھر میں کھانا پکانے کے لیے پیسے مانگے۔ محمود صاحب وہ ساری رقم تحریکِ جدید چندہ میں ادا کرنے کی نیت کر چکے تھے اور ساری رقم چندے میں ادا کر دی اور بہو کو کہا کہ آپ صبر کریں۔ اس وقت بہو واپس چلی گئی۔ محمود جرگہ صاحب کہتے ہیں کہ ابھی وہ اس پریشانی میں تھے کہ بہو کو کس طرح خرچ دیں کہ گورنمنٹ کے ایک دفتر سے فون آیا کہ آپ دفتر آ جائیں۔ جب وہاں پہنچے تو انہوں نے کہا کہ آپ نے گذشتہ سال ہماری موٹر سائیکلوں کی مرمت کی تھی جس کی رقم ہم نے آپ کو ادا نہیں کی تھی اور ایک لاکھ نوے ہزار فرانک سیفا کا چیک ان کو دیا۔ چیک وصول کرنے کے بعد محمود صاحب فوراً اپنے گھر آئے۔ اپنی بہو اور باقی گھر والوں کو بلا کر کہا کہ دیکھو! اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی برکتیں۔ جس رقم کی مجھے امید بھی نہیں تھی وہ میرے ربّ نے مجھے دلوا دی۔

(خطبہ جمعہ 3 نومبر 2023ء)

سامعین! حضور بیان فرماتے ہیں کہ ملاوی ایک ملک ہے وہاں کی ماگوچی (Mangochi) ڈسٹرکٹ سے تعلق رکھنے والی ایک بزرگ خاتون ہیں۔ کھیتی باڑی کرتی ہیں۔ اسی پہ ان کا گزارہ ہے۔ انہوں نے تحریکِ جدید کا وعدہ لکھوایا لیکن ادا نہیں کر سکیں۔ سال کے اختتام پر جب یاددہانی کروائی گئی کہ اگر کسی کا وعدہ نامکمل ہے تو ادائیگی کر دیں تو کہتی ہیں انہوں نے کام کی بہت کوشش کی اور دعا بھی کی کہ کام مل جائے تاکہ وہ اپنی آمد سے وعدہ مکمل کر سکیں۔ کوشش کے باوجود انہیں کام نہیں مل سکا۔ ایک دن وہ مسجد میں نماز عصر ادا کر کے واپس گھر پہنچیں تو انہیں خبر ملی کہ ان کے پوتے نے انہیں پینتالیس ہزار کواچے جو وہاں کی کرنسی ہے تحفۃً بھجوائی ہے۔ چنانچہ ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ انہوں نے فوراً معلم کے پاس جا کے اپنے وعدہ کی ادائیگی کی اور بار بار وہ اللہ کا شکر ادا کر رہی تھیں کہ انہیں اپنا وعدہ مکمل کرنے کی توفیق ملی۔ اب غریب لوگ بھی ایک فکر کے ساتھ چندے کی ادائیگی کرتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 3 نومبر 2023ء)

سامعین کرام! قرغیزستان ایک اَور سٹیٹ ہے۔ وہاں کے ایک دوست عُرمت صاحب ہیں۔ گولڈ مائن میں کام کرتے ہیں اور چھ مہینے کے بعد چندہ ادا کرتے رہتے تھے۔ جب گذشتہ سال انہوں نے دوسری ششماہی کا چندہ ادا کیا تو شرح سے زائد چھ ہزار قرغیز سُم (Kyrgyzstani som) ان کی جو کرنسی ہے وہ اس میں ادا کر دی۔ پوچھنے پہ کہنے لگے کہ چونکہ پوری دنیا میں مہنگائی ہوئی ہے جس کی وجہ سے جماعتی اخراجات میں بھی زیادتی ہوئی ہو گی اس لیے میں شرح سے بڑھا کر اپنا چندہ ادا کر رہا ہوں۔ اس سال بھی انہوں نے جب پہلی ششماہی کا چندہ ادا کیا تو مزید چھ ہزار سُم بڑھا کر چندہ ادا کیا۔ اس طرح تقریباً انہوں نے چالیس فیصد سے زائد چندہ ادا کر دیا۔ اب یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کی رضا چاہنے کی مثالیں ہیں۔ کسی نے ان کو تحریک نہیں کی لیکن ضرورتوں کے پیش نظر خود ہی انہوں نے کوشش کی کہ میں بڑھ چڑھ کر ادا کروں۔

(خطبہ جمعہ 5 جنوری 2024ء)

انڈونیشیا کے ایک دوست ایمان ہدایت صاحب ہیں۔ کہتے ہیں۔ مَیں پیدائشی احمدی ہوں۔ پہلے تو میں صرف ایک ممبر کے طور پر ہی چندہ ادا کیا کرتا تھا۔ ایک عادت پڑ گئی تھی کہ احمدی ہوں، چندہ دینا ہے۔

تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتا تھا۔ اس پر میرے تمام بھائیوں نے دونوں تحریکات کے حوالے سے مجھے توجہ دلائی کہ صرف جماعتِ احمدیہ کا ممبر ہونے کی وجہ سے چندہ نہیں دیتے بلکہ ہم اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لیے مالی قربانی میں حصہ لیتے ہیں۔ کہتے ہیں چنانچہ میرے اندر بھی تحریکِ جدید اور وقفِ جدید میں حصہ لینے میں دلچسپی پیدا ہوئی اور میں نے دونوں تحریکات میں مالی قربانی شروع کر دی اور ان میں حصہ لینے کے بعد میں نے اپنی زندگی میں بہت بڑی تبدیلی محسوس کی۔ میں خود کو اللہ تعالیٰ کے قریب محسوس کرتا ہوں۔ مجھے جماعتی ذمہ داری بھی دے دی گئی ہے۔ اسی طرح رزق کے معاملے میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا اظہار کیا۔ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا قول کہ اگر تم چل کر میرے قریب آؤ گے تو میں تمہارے پاس دوڑ کے آؤں گا اس کو میں نے چندے کی برکت سے پورے ہوتے دیکھا۔

(خطبہ جمعہ 5 جنوری 2024ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہی ہیں جو دین کی خاطر مالی قربانی کرنے کی اہمیت کو سمجھتے ہیں۔ یہ شبنم کی طرح تھوڑی تھوڑی رقمیں بھی دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو بے انتہا پھل لگاتا ہے۔ جماعتی ترقیات اسی کی گواہ ہیں۔ غریب لوگ ہیں جو معمولی سی قربانی کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ بے انتہا پھل لگاتا ہے۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ خاص طور پر غریب احمدی اور تھوڑے وسائل رکھنے والے احمدی زیادہ قربانی کرتے ہیں۔ **یہ مثالیں زیادہ آسودہ حال احمدیوں کو اس طرف توجہ دلانے والی ہونی چاہئیں کہ وہ دیکھیں کہ ان کے معیار کیا ہیں۔ غریب احمدی تو جب اپنی مالی قربانی کرتا ہے تو وہ اپنے نفس کا اور اپنی جان کا جہاد کر رہا ہوتا ہے۔** افریقہ میں قربانی کرنے والے بے شمار ایسے احمدی ہیں، پاکستان میں ایسے ہیں، ہندوستان میں بھی ایسے ہیں جو اپنی روٹی قربان کر کے، بھوکا رہ کر مالی قربانی کرتے ہیں۔ اپنی یا اپنے بچوں کی بیماری کی صورت میں دوائیوں پر خرچ کرنے کی بجائے چندے کی ادائیگی کو ترجیح دیتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو بغیر نوازے نہیں چھوڑتا بلکہ بسا اوقات وہ اتنی جلدی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن جاتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے اور یہ بات ان کے لیے ازدیادِ ایمان کا باعث بنتی ہے۔ پس **کبھی یہ بات کسی کمزور احمدی کے**

دل میں بھی نہیں آنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نیک نیتی سے کی گئی قربانی کو نوازتا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خزانے لامحدود ہیں۔ اس کو ہمارے چند پیسوں کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ قربانیاں جو اللہ تعالیٰ مانگتا ہے یہ تو وہ ہمیں مزید فضلوں کا وارث بنانے کے لیے موقع میسر فرماتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ 5 جنوری 2024ء)

یہ جاں اولاد مال و آبرو سب
عطا تیری ہے تیرے ہی حوالے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿19﴾ ﴿مشاہدات۔806﴾

تحریکات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور:56-57)

یعنی تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

معزز سامعین! آج میری تقریر کا موضوع ہے **"تحریکات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ"**

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کا وجود وہ مبارک وجود تھا جسے سب سے پہلے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خدا نے خلافت کی قبا پہنائی۔ 27 مئی 1908ء کو اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو مسند خلافت پر متمکن فرمایا اور 14، مارچ 1914ء کو اپنی وفات تک آپؓ نے یہ ذمہ داری بخوبی سرانجام دی۔ احبابِ جماعت کی تعلیم و تربیت اور اِن کو روحانیت میں بڑھانے اور ترقی کے لئے آپؓ نے

بہت سی تحریکات اپنے دَورِ خلافت میں پیش فرمائیں۔ان میں سے کچھ خاکسار آپ کے سامنے پیش کرتا ہے۔

واعظین سلسلہ کے تقرر کی تحریک

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانۂ مبارک میں انجمن کی طرف سے باقاعدہ کوئی واعظ تبلیغ سلسلہ کے لئے مقرر نہ تھے مگر اب خلافتِ اولیٰ کے شروع میں ہی اس کی پوری شدت سے ضرورت محسوس ہوئی اور خود حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے اِس کی تحریک ہوئی۔اِس سلسلہ میں حضرت خلیفہ اول کی اجازت سے انجمن نے سب سے پہلے شیخ غلام احمد صاحب نو مسلم کو اور بعد ازاں مولوی محمد علی صاحب سیالکوٹی، حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی اور حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کو واعظ مقرر کیا۔ ان کے بعد بعض اور واعظ مثلاً اَلٰہ دین صاحب فلاسفر بھی نامزد ہوئے۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 216)

حضرت مسیح موعودؑ کی یاد میں دینی مدرسے کے لئے تحریک

سامعین! آپ کے دل میں خلافت کے ابتدائی ایام میں ہی یہ تحریک اٹھی کہ حضرت مسیح موعودؑ کی یادگار میں اعلیٰ پیمانے پر ایک دینی مدرسہ قائم کیا جائے جس میں واعظین تیار کیے جائیں۔ 1905ء میں ایک شاخ دینیات مدرسہ تعلیم الاسلام کے ساتھ قائم تھی۔ مگر غالباً فنڈ کی کمی کی وجہ سے اُس کی حالت نہایت درجہ ناقص تھی۔ لہذا حضرت خلیفہ اول کے حکم سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب، حضرت نواب محمد علی خان صاحب، حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب، مولوی محمد علی صاحب نے یہ تحریک پوری جماعت کے سامنے رکھی اور بتایا کہ اعلیٰ پیمانہ پر مدرسہ چلانے کے لئے عمدہ مکان اور بہترین لائبریری کا ہونا ضروری ہے۔ یہ مدرسہ دنیا میں اشاعتِ اسلام کا ایک بھاری ذریعہ ہوگا اور حضرت مسیح موعودؑ کی عظیم الشان یادگار بھی، لہذا دوستوں کو اِس کے لئے پوری پوری مالی قربانی کرنی چاہئے۔ نیز لکھا اگر کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ یہ بڑے بھاری اخراجات ہیں اور قوم ان اخراجات کے بوجھ کو برداشت نہ کر سکے گی تو یہ ایک کمزوری کا خیال ہوگا۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 215-216)

سامعین! دینی مدرسہ کے قیام کی تحریک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی تھی جس پر بھر پور عملدرآمد حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا۔

یکم مارچ 1909ء کو اس درسگاہ کی بنیاد رکھی گئی جو مختلف ادوار سے گزرتا ہوا اس وقت "جامعہ احمدیہ" کی صورت میں عظیم الشان خدمت کر رہا ہے اور اب دسیوں ممالک میں اِس کی شاخیں قائم ہیں۔

مبائعین کی مکمل فہرست تیار کرنے کی تحریک

ایک اہم تحریک آپؓ نے یہ فرمائی کہ جماعت کے مبائعین کی مکمل و مفصّل فہرست تیار کی جائے تا قادیان سے جو کچھ شائع ہو جلد سے جلد جماعت کے ہر فرد تک پہنچ جائے۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 232)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ قرآن کریم سے اِس قدر محبت کرتے تھے کہ آپؓ کا اوڑھنا بچھونا سب قرآن ہی تھا اور آپؓ نے حکمت کے موتیوں کی جو برسات فرمائی وہ سب آپ نے قرآنِ کریم سے اخذ کئے۔ علمِ طب کے اکثر نسخہ جات بھی آپ نے قرآنِ کریم پر گہرا غور وخوض کر کے بیان فرمائے اور ایک خلقِ کثیر کو فائدہ پہنچایا۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مَیں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے سوا کوئی ایسی کتاب نہیں ہے کہ اس کو جتنی بار پڑھو، جس قدر پڑھو اور جتنا اس پر غور کرو اُس قدر لطف اور راحت بڑھتی جاوے گی۔ طبیعت اُکتانے کی بجائے چاہے گی کہ اَور وقت اِس پر صرف کرو۔ عمل کرنے کے لئے کم از کم جوش پیدا ہوتا ہے اور دل میں ایمان، یقین اور عرفان کی لہریں اٹھتی ہیں۔"

(حقائق الفرقان جلد 1 صفحہ 34)

ترجمہ قرآن اور کتب احادیث کی اشاعت کی تحریک

حضرت میر ناصر نواب صاحب نے مسجد نور اور دارالضعفاء اور ہسپتال کے لئے چندہ کی فراہمی کے بعد جماعت کی طرف سے قرآنِ مجید کے مستند اردو ترجمہ اور بخاری اور دوسری اسلامی کتب کے تراجم شائع کرنے کی تحریک کی اور حضرت خلیفہ اول سے درخواست کی کہ آپ مجھے ترجمہ اور نوٹ عنایت فرماویں

نیز کچھ روپیہ بھی بخشیں۔ حضرت خلیفہ اول نے اس تحریک پر اظہار خوشنودی کرتے ہوئے دعا فرمائی اور اعانت کا وعدہ فرمایا۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 467)

تدبُّر و حفظِ قرآن کی تحریک

ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اپنے بعض خدام کو یہ کام سپرد فرمایا کہ وہ قرآنِ مجید کے اسماء افعال اور حروف کی فہرست تیار کریں۔ اس طریق سے خدام میں قرآنِ مجید کی خدمت اور اس پر غور و فکر کی عادت پیدا کرنا مقصود تھا۔

مولوی ارجمند خان صاحب کا بیان ہے کہ اِس تحریک کے سلسلہ میں میرے حصہ میں اٹھارواں پارہ آیا جو مَیں نے پیش کر دیا۔ ایک بار آپ نے بارہ دوستوں کو تحریک فرمائی کہ اڑھائی اڑھائی پارے یاد کر لیں۔ اس طرح سب مِل کر حافظِ قرآن بن جائیں۔

(تشحیذ الاذہان مارچ 1912ء صفحہ 101)

دار القرآن تعمیر کرنے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو قرآن کی تعلیم و اشاعت کا جوش فطرتاً عطا ہوا تھا اور آپ عموماً مسجدِ اقصیٰ میں قرآنِ کریم کا درس دیا کرتے تھے لیکن آپ کی دلی خواہش تھی کہ درسِ قرآن کے لیے ایک علیحدہ سے کمرہ ہونا چاہیے۔ اِس کمرہ کے لیے حضرت اماں جانؓ نے زمین کا ایک قطعہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اِس کمرہ کی تعمیر کے لیے جماعت کو مالی تحریک بھی کی گئی تھی۔

اس تحریک کا ذکر کرتے ہوئے ایڈیٹر الحکم تحریر کرتے ہیں:

"جہاں تک مَیں سمجھتا ہوں یہ دار القرآن دراصل مدرسہ تعلیم القرآن کا مقدمہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی دیرینہ خواہش ہے کہ قرآنِ مجید کے نہایت اعلیٰ معلم موصل سے منگوائے جائیں۔ اس تک ہر چند یہاں قرآن مجید کی تعلیم و تدریس کی طرف توجہ ہے لیکن پھر بھی بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ حفظ قرآن اور تعلیم و قرأت کا کوئی انتظام نہیں .... حضرت خلیفۃ المسیح نے حضرت میر ناصر صاحب قبلہ کو یہ خدمت سپرد کی کہ وہ اس دار القرآن کی تعمیر کا کام شروع کر دیں۔ اس کے لیے کم از کم دس ہزار روپیہ درکار ہو گا

..... مگر بعد میں حضور کی ہدایت پر طے پایا کہ موجودہ مسجد اقصیٰ میں ہی ایک بڑا کمرہ تیار کروالیا جائے جو درس کے کام بھی آسکے اور نمازی بھی اس میں آرام سے نماز پڑھ سکیں۔ چنانچہ اس فیصلہ کی تعمیر میں حضرت میر صاحب موصوف نے وہ کمراہ بنوادیا۔

(حیات نور صفحہ 605)

ناصروارڈ کے لئے چندہ کی تحریک

سامعین! میر ناصر نواب صاحبؓ کو جو انجمن ضعفاء کے سرگرم ممبر تھے بیماروں کے لئے ایک وسیع مکان بنانے کا خیال آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ تحریر فرماتے ہیں:

میر صاحب کی تجویز ہے کہ بیماروں کے لئے ایک وسیع مکان بنانا ضروری ہے تا کہ ڈاکٹر اور طبیب ایک جگہ پر ان کو دیکھ لیا کریں اور انکی تیمارداری میں کافی سہولت ہو۔ ان کی اس جوش بھری خواہش کو مَیں نے محسوس کر کے 100 روپیہ کا وعدہ ان سے بھی کر لیا ہے اور 30 روپے نقد بھی دئے ہیں۔ ایک پرانی رقم 60 روپیہ کی جو اس کام کے لئے جو مَیں نے جمع کی اس کو بھی نکلوا دینے کا وعدہ کیا۔ اس جوش بھرے مخلص نے قادیان کی بستی مخالفوں اور موافقوں اور ہندوؤں اور مسلمان دشمن و دوست سب کو چندہ کے لئے تحریک کی۔ جہاں تک مجھے علم ہے اس کا اثر تھا کہ رات کے وقت میری بیوی نے مجھ سے بیان کیا کہ آج جو میر صاحب نے تحریک کی ہے اُس میں مَیں نے سچے دل اور کامل جوش اور پورے اخلاص سے چندہ دیا ہے اور مَیں چاہتی ہوں کہ اگر ایسے مکان کے لئے ہمارے کوئی مکان کسی طرح بھی مفید ہو سکیں تو مَیں اپنی خام حویلی دینے کو دل سے تیار ہوں۔

(الحکم جلد 13 صفحہ 4 کالم 1)

خواجہ کمال الدین صاحب کی طرف سے لندن سے جاری رسالہ کی امداد کے لئے تحریک

احباب و اہل اسلام اس چٹھی پر غور فرماویں ایک دردمند دل کی تحریر ہے دردمند دل سے پڑھو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ پوری توجہ کریں۔ تین ہزار ایک پرچہ کے لئے۔ زیادہ نہیں۔ چاہو خریدار بنو۔ چاہو امدادی رنگ میں دو۔ جس طرح ہو خواجہ صاحب کی ہمت بڑھاؤ۔ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ۔ والسلام

(اخبار بدر 6 مارچ 1913 نمبر 1 جلد 13 صفحہ 1-2)

لندن مشن کے لیے تحریک

1913ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے تحریک فرمائی کہ ہمیں لندن مشن کے لیے ایک مربی کی ضرورت ہے۔ یہ سعادت چوہدری فتح محمد سیال صاحبؓ کے حصہ میں آئی۔ اخراجات کے لیے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے انجمن انصار اللہ کی طرف سے تین روپیہ حضور کے توسط سے دیا اور 25 جولائی 1913ء کو وہ لندن پہنچ گئے۔

یتامیٰ اور مساکین فنڈ کی اعانت کی تحریک

جنوری 1909ء میں آپؓ نے یتامیٰ اور مساکین فنڈ کی اعانت کے لئے ایک تحریک فرمائی جس کے تحت قریب چار ہزار روپے کی رقم ان یتامیٰ، مساکین اور طالب علموں وغیرہ کے گزارہ کے لیے چاہیے تھی جو اس وقت انجمن کے انتظام کے نیچے اس امداد کے مستحق تھے۔ اکیس سو روپے کی رقم ان یتامیٰ مساکین وغیرہ کے ایک سال کے گزارہ کے لیے چاہیے تھی۔ اس اکیس سو روپے کی تحریک میں سے 100 روپیہ آپؓ نے خود بھی اس میں عطا فرمایا۔

(بدر 21 جنوری 1909ء صفحہ 1)

دار الضعفاء کی تحریک

سامعین! حضرت میر ناصر نوابؓ صاحب نے باہمی محبت و مواسات اور اخوت پیدا کرنے کے لیے ایک مجلس ضعفاء کی بنیاد بھی رکھی جسے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے بھی پسند فرمایا۔ غرباء کے لیے رہائشی مکانات ملنا مشکل تھے اس لیے حضرت میر ناصر نوابؓ صاحب نے بہشتی مقبرہ کے ساتھ دار الضُعفاء کا ایک حصہ آباد کر دیا۔ اس محلہ کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے 1911ء میں رکھی۔ حضرت نوب محمد علی خان صاحبؓ نے بائیس مکانات کے لیے زمین عطا کی۔ پہلا مکان حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے خرچ پر بنا۔ بعد میں یہ محلہ ناصر آباد کے نام سے موسوم ہوا۔

(حیات ناصر صفحہ 25)

وہ رشک ملائک یہی تاج ہے
یہی آدمیت کا معراج ہے

یہ نورِ خدا کی ہے جلوہ گری
یہ تکوین کا نقطہ محوری
نظام خلافت ہے پائندہ تر
اسی سے یہ خاکی ہے تابندہ تر

(نوٹ: اس تقریر کی تیاری میں مکرم عبد السمیع خان صاحب کی کتاب "خلفائے احمدیت کی تحریکات اور ان کے شیریں ثمرات" سے مدد لی گئی ہے۔)

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿20﴾ ﴿مشاہدات۔807﴾

تحریکات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور:56-57)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

معزز سامعین! آج میری تقریر کا موضوع ہے **"تحریکات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ"**

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک موعود بیٹے کی خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ اِس بیٹے کو وہ خاص خصوصیات کا حامل بنائے گا۔ وہ دین کا خادم ہو گا۔ لمبی عمر پائے گا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو آگے چلائے گا۔ یہ پیشگوئی 20ر فروری 1886ء کی ہے۔ یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور آپؑ کی صداقت کا ایک

بہت بڑا نشان ہے۔ اس پیشگوئی کے مطابق 12؍ جنوری 1889ء کو وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ رکھا گیا جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے وصال کے بعد خلافت کی ردا پہنائی۔ آپ نے اپنی زندگی میں بے شمار تحریکات کیں، نئے مشن اور تبلیغی کام کر کے دنیا کے مختلف ممالک میں اسلام کا پیغام پہنچا کر زمین کے کناروں تک شہرت بھی پائی۔ آج خاکسار اِن میں سے کچھ تحریکات آپ کی خدمت میں پیش کرے گا۔

وقفِ زندگی کی تحریک

حضرت مصلح موعودؓ نے وقف زندگی کی پہلی با قاعدہ تحریک خطبہ جمعہ 7 دسمبر 1917ء میں فرمائی۔ حضور نے تبلیغ اسلام کے لیے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگان دین کی طرف سے زندگیاں وقف کرنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: یہ وہ طریق ہے جس کے ذریعہ اسلام نے دنیا میں ترقی کی تھی اور جسے حضرت مسیح موعودؑ نے بھی پسند فرمایا تھا۔ حضرت صاحب کے وقت اس مسئلہ پر غور کیا گیا تھا اور آپؑ نے قواعد بنانے کے لیے سید حامد علی شاہ صاحب کو مقرر فرمایا تھا۔ سید صاحب نے جو قواعد مرتب کر کے دیے تھے وہ حضرت صاحب نے مجھ کو دیکھنے کے لیے دیے تھے کہ درست ہیں یا نہیں۔ تو مَیں نے عرض کیا تھا کہ درست ہیں۔ حضرت صاحب نے بھی ان کو پسند کیا تھا۔ ان قواعد پر عمل کرنے کے لیے تجویز ہوا تھا کہ دوستوں کو اپنی زندگیاں وقف کرنی چاہئیں تا کہ سلسلہ پر ان کا کوئی بوجھ نہ ہو اور وہ خود محنت کر کے اپنا گزارہ بھی کریں اور اسلام کی اشاعت میں بھی مصروف رہیں اور وہ ایک ایسے انتظام کے ماتحت ہوں کہ ان کو جہاں چاہیں، جس وقت چاہیں بھیج دیں اور وہ فوراً چلے جائیں... اِن تجاویز کو حضرت صاحب نے پسند فرمایا تھا اس وقت کچھ لوگوں نے اپنی زندگی وقف بھی کی تھی۔ مگر پھر معلوم نہیں کہ کیا اسباب ہوئے کہ وہ سلسلہ قائم نہ رہ سکا....

سامعین! زندگی وقف کرنے اور پیشے سیکھ کر خدمتِ دین کرنے کی تحریک

فرمایا۔ ”ہمارے دوست اپنی زندگیاں وقف کریں اور مختلف پیشے سیکھیں۔ پھر ان کو جہاں جانے کے لیے حکم دیا جائے وہاں چلے جائیں اور وہ کام کریں جو انہوں نے سیکھا ہے۔ کچھ وقت اس کام میں لگے رہیں تا کہ اُن کے کھانے پینے کا انتظام ہو سکے اور باقی وقت دین کی خدمت میں صرف کریں۔ مثلاً کچھ لوگ ڈاکٹری

سیکھیں کہ یہ بہت مفید علم ہے۔ بعض طب سیکھیں۔ اگرچہ طب جہاں ڈاکٹری پہنچ گئی ہے کامیاب نہیں ہوسکتی ہے۔ مگر ابھی بہت سے علاقے ایسے ہیں جہاں طب کو لوگ پسند کرتے ہیں۔ اِسی طرح اور کئی کام ہیں۔ ان تمام کاموں کو سیکھنے سے ان کی غرض یہ ہو کہ جہاں وہ بھیجے جائیں وہاں خواہ ان کا کام چلے یا نہ چلے۔ لیکن کوئی خیال ان کو روک نہ سکے... میرے دل میں مدت سے یہ تحریک تھی لیکن اب تین چار دوستوں نے باہر سے بھی تحریک کی ہے کہ اِسی رنگ میں دین کی خدمت کی جائے پس مَیں اس خطبہ کے ذریعہ یہاں کے دوستوں اور باہر کے دوستوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ دین کے لیے جوش رکھنے والے بڑھیں اور اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ جو ابھی تعلیم میں ہیں اور زندگی وقف کرنا چاہتے ہیں۔ وہ مجھ سے مشورہ کریں کہ کس ہنر کو پسند کرتے ہیں۔ تا ان کے لیے اس کام میں آسانیاں پیدا کی جائیں۔ لیکن جو فارغ التحصیل تو نہیں لیکن تعلیم چھوڑ چکے ہیں۔ وہ بھی مشورہ کر سکتے ہیں“

(خطبات محمود جلد 5 صفحہ 610-611)

اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے 63 نوجوانوں نے اپنے نام پیش کیے جن میں حضرت مولوی جلال الدین صاحب شمسؓ، مولوی ظہور حسین صاحب، مولوی ابو بکر سماٹری صاحب، خان بہادر مولوی ابوالہاشم خان صاحب ایم اے اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس بنگال۔ شیخ محمود احمد صاحب عرفانی اور مولوی رحمت علی صاحب مولوی فاضل بھی تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 204)

بھوکوں کو کھانا کھلانے کی تحریک

30 مئی 1944ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ نے جماعت احمدیہ کو عموماً اور اہل قادیان کو خصوصاً یہ اہم تحریک فرمائی:

”ہر شخص کو اپنے اپنے محلہ میں اپنے ہمسایوں کے متعلق اس امر کی نگرانی رکھنی چاہئے کہ کوئی شخص بھوکا تو نہیں اور اگر کسی ہمسایہ کے متعلق اسے معلوم ہو کہ وہ بھوکا ہے تو اس وقت تک اُسے روٹی نہیں کھانی چاہئے جب تک وہ اِس بھوکے کو کھانا نہ کھلالے“

(الفضل 11 جون 1945ء صفحہ 3 کالم 2)

قادیان کے غرباء کے لیے غلّہ کی تحریک

سامعین! 1942ء کے شروع میں ہندوستان کے اندر خطرناک قحط رونما ہو گیا اور غلّہ کی سخت قلت ہو گئی۔ اس ہولناک قحط کے آثار ماہ فروری 1942ء میں شروع ہو گئے تھے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جنہیں خدائی بشارتوں میں ''یوسف'' کے نام سے بھی پکارا گیا تھا سالانہ جلسہ 1941ء پر احباب جماعت کو توجہ دلائی کہ انہیں غلّہ وغیرہ کا انتظام کرنا چاہیے اور اعلان فرمایا کہ جو دوست غلّہ خرید سکتے ہیں وہ فوراً خرید لیں۔ اس کے بعد جب فصل نکلی تو حضور نے پھر ارشاد فرمایا کہ دوست غلّہ جمع کرلیں اور ساتھ ہی زمیندار دوستوں کو یہ ہدایت فرمائی کہ وہ غلّہ زیادہ پیدا کریں اور اِسے حتّی الوسع جمع رکھیں۔ اس ضمن میں حضورؓ نے 22؍ مئی 1942ء کو ملک کی سب احمدی جماعتوں کو نصیحت فرمائی کہ وہ ہر جگہ اپنے غریب احمدی بھائیوں کے لیے غلّہ کا انتظام کریں۔ نیز خاص طور پر یہ تحریک فرمائی کہ قادیان کے غرباء کے لیے زکوٰۃ کے رنگ میں اپنے غلّہ میں سے چالیسواں حصہ بطور چندہ ادا کریں اور جو لوگ غلّہ نہ دے سکیں وہ رقم بھجوا دیں کہ ہماری طرف سے اتنا غلّہ غرباء کو دے دیا جائے۔ مقصود یہ تھا کہ غرباء کو کم از کم اتنی مقدار میں تو گندم مہیا کر دی جائے کہ وہ سال کے آخری پانچ مہینوں میں جو گندم کی کمی کے مہینے ہوتے ہیں بآسانی گزارہ کر سکیں اور تنگی اور مصیبت کے وقت انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔ اس غرض کے لیے حضور نے پانچ سو مَن غلّے کا مطالبہ جماعت سے فرمایا اور اس میں سے بھی پچاس مَن خود دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ فرمایا:

''مومنوں کے متعلق قرآن کریم میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ وہ بھوک اور تنگی کے وقت غرباء کو اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہیں اور در حقیقت ایمان کے لحاظ سے یہی مقام ہے جس کے حاصل کرنے کی ہر مومن کو کوشش کرنی چاہیے۔ مگر موجودہ زمانہ میں ہمیں وہ نمونہ دکھانے کا موقع نہیں ملتا جو صحابہ نے مدینہ میں دکھایا۔ اس لئے ہمیں کم سے کم اس موقع پر غرباء کی مدد کر کے اپنے اس فرض کو ادا کرنا چاہئے جو اسلام کی طرف سے ہم پر عائد کیا گیا ہے اور اگر ہم کوشش کریں تو اس مطالبہ کو پورا کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ پانچ سو مَن غلّے کا اندازہ بھی در حقیقت کم ہے اور یہ بھی سارے سال کا اندازہ نہیں بلکہ آخری پانچ مہینوں کا اندازہ ہے جبکہ قحط کا خطرہ ہے۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آئندہ فصل اچھی کر دے اور جوار وغیرہ نکل آنے کی وجہ سے گندم سستی ہو جائے۔'' (الفضل 30؍ مئی 1942ء)

غرباء کے مکانات کی تعمیر کی تحریک

سامعین! حضورؓ نے خطبہ جمعہ 11ء ستمبر 1942ء میں فرمایا:

”بارشوں کی کثرت کی وجہ سے اس دفعہ قادیان میں بہت سے غرباء کے مکان گر گئے ہیں۔ ان مکانوں کی مرمت اور تعمیر میں خدمت خلق کرنے والوں کو حصہ لینا چاہئے۔ مَیں اس موقع پر اُن کو بھی توجہ دلاتا ہوں جن کو معماری کا فن آتا ہے کہ وہ اپنی خدمات اس غرض کے لیے پیش کریں۔ آجکل عام طور پر عمارتوں کے کام بند ہیں اور وہ اگر چاہیں تو آسانی سے اپنے اوقات اس خدمت کے لیے وقف کرکے ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ پس جن معماروں کو خدا تعالیٰ توفیق دے وہ ایک ایک دو دو تین تین چار چار دن، جس قدر خوشی کے ساتھ دے سکتے ہوں، دیں تاکہ غرباء کے مکانوں کی مرمت ہو جائے۔ مزدور مہیا کرنا خدام الاحمدیہ کا کام ہو گا۔ اس صورت میں بعض اور چیزوں کے لیے بہت تھوڑی سی رقم کی ضرورت ہو گی جس کے متعلق ہم کوشش کریں گے کہ چندہ جمع ہو جائے۔ مگر جہاں تک خدمت کا کام ہے، خدام الاحمدیہ کو چاہئے کہ وہ اس کو خود مہیا کرے۔ اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی کم خرچ پر غرباء کے مکانات کی مرمت ہو جائے گی۔“

(الفضل 17ء ستمبر 1942ء)

تحریک جدید

سامعین! جیسا کہ خاکسار نے عرض کیا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دورِ خلافت میں جماعت نے بے شمار سنگ میل عبور کیے۔ آپؓ کا بابرکت دَور بے انتہا فضلوں اور کارناموں سے رقم ہے۔ آپؓ نے کئی تحریکات فرمائیں جن سے ایک بہت ہی اہم تحریک ”تحریک جدید“ ہے۔ جس کا آغاز 1934ء میں ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب تمام مذہبی جماعتیں مجلسِ احرار کی شکل میں اور تمام انتظامی طاقتیں انگریزی حکومت کی شکل میں اکٹھے ہو کر جماعت کے خلاف کھڑی ہو گئی تھیں اور چاروں طرف سے جماعت کو ختم کرنے کا ارادہ کیے ہوئے تھیں۔ ان لرزہ خیز حالات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کے دل میں یہ تحریک ڈالی جس نے دیکھتے ہی دیکھتے طوفان کا رخ موڑ دیا اور کشتی احمدیت بھنور سے نکل کر نئی فتوحات کی جانب گامزن ہو گئی۔

آپؓ تحریک جدید کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کے متعلق فرماتے ہیں کہ

"مَیں نے کہا ہے کہ مَیں نے تحریک جدید جاری کی۔ مگر یہ درست نہیں۔ میرے ذہن میں یہ تحریک بالکل نہیں تھی۔ اچانک میرے دل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریک نازل ہوئی۔ پس بغیر اس کے کہ مَیں کسی قسم کی غلط بیانی کا ارتکاب کروں۔ مَیں کہہ سکتا ہوں کہ وہ تحریک جدید جو خدا نے جاری کی میرے ذہن میں یہ تحریک پہلے نہیں تھی مَیں بالکل خالی الذہن تھا۔ اچانک اللہ تعالیٰ نے یہ سکیم میرے دل پر نازل کی اور مَیں نے اِسے جماعت کے سامنے پیش کر دیا۔ پس یہ میری تحریک نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی نازل کردہ تحریک ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27؍نومبر 1942ء مطبوعہ الفضل 2؍دسمبر 1942ء)

تحریک جدید 27 مطالبات تھے اور بنیادی طور یہ تین شقوں پر مشتمل تھی یعنی اوّل: جماعت اپنے کردار میں پاک تبدیلیاں پیدا کرے۔ جسدِ واحد بن جائے، تقویٰ کی باریک راہوں کو اختیار کرے اور خدا تعالیٰ کی خاطر ہر قربانی کے لیے تیار ہو جائے۔ دوم: جماعت سادہ زندگی اپنائے، لغویات سے بچے اور تمام غیر ضروری اخراجات کم کر کے تبلیغِ احمدیت کے لیے رقم فراہم کرے۔ اور سوم: جماعت تبلیغ کے لیے اٹھ کھڑی ہو۔ ہر فرد اپنے دائرہ میں داعی الی اللہ بن جائے نیز ہر قسم کے واقفین کی ضرورت ہے جو ممالک بیرون میں سلسلہ کا پیغام پہنچائیں۔

مقاصدِ تحریک جدید کی تکمیل کے لیے حضورؓ نے جماعت سے مالی قربانی کی اپیل کی۔ اس تحریک کی تمام شقوں پر جماعت نے حیرت انگیز طور پر لبیک کہا۔ ابتدا میں یہ تحریک تین سالوں کے لیے تھی پھر اس کو مزید سات سال کے لیے بڑھا دیا گیا یعنی پہلے تین سالوں کو ملا کر یہ تحریک دس کے لیے کر دی گئی۔ اس دس سالہ دَور کے ختم ہونے پر حضورؓ نے نہ صرف تحریک کو انیس سال کے عرصہ تک بڑھا دیا بلکہ ایک نئی پانچ ہزاری فوج کو بھی آگے آنے کے لیے ارشاد فرمایا جو نئے سرے سے اس تحریک میں حصہ لے کر ایک دوسرے انیس سالہ دور کی بنیاد رکھے۔ حضورؓ نے اِن کا حساب علیحدہ علیحدہ رکھنے کا ارشاد فرمایا۔ 1953ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اِس تحریک کو دائمی قرار دے دیا۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں تحریک جدید ایک روشن مثال ہے۔ اس تحریک نے نہ صرف جماعت کی عملی زندگی میں ایک انقلاب برپا کیا بلکہ

بیرونی فتوحات کا بھی دروازہ کھول دیا۔ وہ جماعت جسے مخالفین قادیان کے اندر ختم کرنے کی دھمکیاں دے رہے تھے وہ ایک طوفان کی طرح دنیا کے کونے کونے میں پہنچ گئی۔

سامعین! الغرض اوپر بیان ہونے والی تفصیل پر غور کریں تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تحریکِ جدید اپنی ذات میں بہت سی تحریکوں کو سمیٹے ہوئے ہے۔

تحریک وقفِ جدید

27؍ دسمبر 1958ء کو حضورؓ نے دیہات میں تبلیغی امور میں وسعت دینے کیلئے وقف جدید کی تحریک فرمائی جسے بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اِس کو ساری دنیا تک وسیع کیا۔ اس الٰہی اور مبارک تحریک میں جہاں پر عورتوں نے قابلِ قدر قربانی کی توفیق پائی۔ وہاں پر چھوٹے بچے اور بچیوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی۔ جہاں صاحبِ حیثیت اور مال دار احباب نے اِس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا وہاں پر غریب اور کم آمدنی والوں کو بھی اِس الٰہی تحریک پر لبیک کہنے کی توفیق ملی۔ نومبائعین نے بھی اِس میں اپنا مال دیا جو اُن کے ایمان میں ترقی کا موجب بنا۔

حضورؓ نے فرمایا:

”یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور ضرور پورا ہو کر رہے گا میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے اس لیے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں کپڑے بیچنے پڑیں مَیں تب بھی پہلے اپنے اس فرض کو پورا کروں گا“

(روزنامہ الفضل 7 جنوری 1958ء)

یہ تحریک شروع میں صرف پاکستان کے احمدیوں کے لئے تھی۔ پاکستان سے باہر کے احمدیوں میں سے اگر کوئی اپنی مرضی سے اس میں حصہ لینا چاہتا تھا تو لے لیتا تھا۔ خاص طور پر اس بارے میں تحریک نہیں کی جاتی تھی کہ وقف جدید کا چندہ دیا جائے۔ اُس وقت جب یہ جاری کی گئی تو حضرت مصلح موعودؓ کی نظر میں پاکستان کی جماعتوں کے لئے دو خاص مقاصد تھے۔ آپؓ نے جب یہ وقف جدید کی انجمن بنائی تو اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو ممبر مقرر فرمایا اور آپ کو جو ہدایات دیں وہ خاص طور دو باتوں پر زور دینے کے لئے تھیں۔ ایک تو یہ کہ پاکستان کی دیہاتی جماعتوں کی تربیت کی طرف توجہ دی جائے جس میں کافی کمزوری ہے اور دوسرے ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کا کام۔ خاص طور پر سندھ کے علاقہ میں

بہت بڑی تعداد ہندوؤں کی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کو بڑی فکر تھی کہ دیہاتی جماعتوں میں تربیت کی بہت کمی ہے خاص طور پر بچوں میں اور اکثریت جماعت کے افراد کی دیہاتوں میں رہنے والی ہے اور اگر ان کی تربیت میں کمی ہو گی تو پھر آئندہ بہت ساری خرابیاں پیدا ہو جائیں گی۔

سامعینِ کرام! وقف جدید کی اس بابرکت اور انقلابی تحریک میں ایک طرف جہاں وقف زندگی کا مطالبہ تھا تو دوسری طرف مالی قربانی بھی مطلوب تھی تا زیادہ سے زیادہ معلمین کرام تیار کر کے انہیں اس ملک کے طول و عرض میں پھیلا دیا جائے اور رشد و ہدایت کا ایک اعلیٰ سلسلہ جاری رہے جس سے نہ صرف قرآن کریم کی تعلیم عام ہو بلکہ احمدیت کی تبلیغ و اشاعت بھی وسعت اختیار کرے اور یہ پیغام حق زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچ سکے۔ چنانچہ جماعت کے مخلصین نے ہمیشہ کی طرح اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہا اور اس تحریک کے لیے بڑھ چڑھ کر خود کو پیش کیا۔ واقفین کی درخواستیں بھی موصول ہوئیں اور چندہ جات کے لیے بھی احباب نے خوب قربانی کے وعدے کیے۔ احباب جماعت کی طرف سے اپنے پیارے امام کے لیے لبیک کی صدائیں سننے کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ نے تحریک وقف جدید کے باضابطہ اعلان کے ساتھ ہی اس کے عملی کام کا آغاز فرما دیا اور 9 ؍جنوری 1958ء کو مکرم سید منیر احمد صاحب باہری سابق مجاہد برما کو انچارج وقف جدید مقرر کرتے ہوئے باقاعدہ دفتر کھولنے کی ہدایت فرمائی اور بطور کلرک فضل الرحمٰن صاحب نعیم (ابن عبد الرحمٰن صاحب اتالیق) کی منظوری دی۔ چنانچہ اسی روز وقف جدید کا دفتر، پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے احاطہ میں قائم ہو گیا اور انہوں نے حضور کی براہِ راست نگرانی میں کام شروع کر دیا۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 20 صفحہ 20)

مساجد کے قیام کے لیے تحریکات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو قیام نماز کے ساتھ ساتھ مساجد کے قیام کی طرف بھی توجہ تھی اور آپؓ کے دَور میں تقریباً 311 مساجد قائم کی گئیں یا ان میں توسیع کی گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے لندن میں مسجد کی تعمیر کے لیے 6 جنوری 1920ء کو ایک مضمون کے ذریعہ احبابِ جماعت کو مالی قربانی کی تحریک فرمائی۔ حضورؓ نے اس مسجد کے لیے 30 ہزار روپے کی تحریک

فرمائی۔ جبکہ اس سے قبل 7 جنوری 1920ء کو حضورؓ نے اہلِ قادیان کو ایک خطاب کے ذریعہ مسجد لندن کے لیے تحریک فرمائی تھی تو فوری طور پر 5 ہزار کے قریب چندہ قادیان سے ہی اکٹھا ہو گیا تھا۔ بعد میں حضورؓ نے تیس ہزار سے بڑھا کر رقم ایک لاکھ کر دی۔ احباب جماعت نے اس تحریک میں بڑے جوش وخروش سے حصہ لیا اور 1920ء میں مسجد فضل لندن کے لیے زمین خرید لی گئی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے پہلے سفر یورپ میں 19/اکتوبر 1924ء کو اس کا سنگِ بنیاد رکھا اور شیخ عبد القادر صاحب نے 3/اکتوبر 1926ء کو اس کا افتتاح فرمایا۔

سامعین! اِسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دَور میں مسجد اقصیٰ، مسجد مبارک قادیان میں توسیع کی گئی۔ 3/اکتوبر 1949ء کو بعد نماز عصر حضرت مصلح موعودؓ نے مسجد مبارک ربوہ کی بنیادی اینٹ اپنے دستِ مبارک سے رکھی اور احباب جماعت کو تحریک فرمائی کہ یہ ایک مرکزی مقام ہے اور ساری دنیا کے لوگوں کا اس سے تعلق ہے اس لیے ساری دنیا کے لوگوں کو اس کی تعمیر میں اپنی اپنی توفیق کے مطابق حصہ لینا چاہیے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ہالینڈ کی مسجد احمدی عورتوں کے چندہ سے تعمیر کرنے کی تحریک فرمائی اور خواتین احمدیت نے اس تحریک پر والہانہ طور پر لبیک کہا۔ 20 مئی 1955ء میں حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا اور 9 دسمبر 1955ء کو حضرت چوہدری صاحب نے اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔

سامعین! خلافتِ ثانیہ میں یورپ میں 5 مساجد تعمیر ہوئیں جن میں مسجد فضل لندن، مسجد مبارک ہیگ ہالینڈ، مسجد فضلِ عمر ہیمبرگ، مسجد نور فرینکفرٹ جرمنی اور مسجد محمود زیورک سویٹزرلینڈ شامل ہیں۔

قرآن حفظ کرنے کی تحریک

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی حفظِ قرآن پر بہت زور دیا۔ آپؓ نے 7/دسمبر 1917ء کو فرمایا:

”جو لوگ اپنے بچوں کو وقف کرنا چاہیں وہ پہلے قرآن کریم حفظ کرائیں۔ کیونکہ مبلّغ کے لئے حافظ قرآن ہونا ضروری ہے“

(خطبات محمود جلد 5 صفحہ 612)

پھر آپؓ نے 1922ء میں دوبارہ یہ تحریک فرمائی کہ کم از کم 30 افراد جماعت قرآن کریم کا ایک ایک پارہ حفظ کریں۔ 24؍ اپریل 1944ء میں جب آپؓ نے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا اس موقع پر بھی آپ نے قرآن کریم حفظ کرنے کی تحریک کا اعادہ فرمایا۔

(الفضل 26؍ جولائی 1944ء صفحہ 3)

ترجمۃ القرآن کی تحریک

سامعین! حضرت خلیفہ المسیح الثانیؓ نے مختلف مواقع پر اور خاص طور پر 1944ء میں دنیا کی مشہور زبانوں میں ترجمۃ القرآن کی خاص تحریک فرمائی۔

(الفضل 27؍ اکتوبر 1944ء صفحہ 4)

اس کے ساتھ ساتھ ان تراجم پر ہونے والے خرچ کے متعلق بھی تحریکات فرمائیں۔

ان تحریکات کا ثمر یہ ملا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عہد خلافت میں 15 زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمہ کا کام شروع ہوا جن میں انگریزی، ڈچ، جرمن، سواحیلی، لوگنڈا، فرنچ، سپینش، اطالوی، رشین، انڈونیشین وغیرہ شامل ہیں۔

دَورِ خلافت ثانیہ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے جب قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ شائع ہوا تو حضرت خلیفۃُ المسیح الثانیؓ نے تحریک فرمائی کہ اس کی ایک ہزار کاپیوں کی قیمت احباب پیش کریں تا کہ جماعت یہ ترجمہ دنیا کے بڑے لیڈروں، سربراہوں اور سیاستدانوں کو دے سکے نیز دنیا کی مشہور لائبریریوں میں رکھا جاسکے۔

(الفضل 26؍ فروری 1947ء)

حضرت خلیفہ المسیح الثانیؓ کی تحریک پر 1945ء میں خدام الاحمدیہ کے لیے تعلیم القرآن کلاس شروع ہوئی۔ 1964ء میں نظارت اصلاح و ارشاد کے تحت فضل عمر تعلیم القرآن کلاسز کا باقاعدہ انعقاد شروع ہوا۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت تربیتی کلاس بھی اِسی مقصد کے لیے منعقد کی جاتی رہی ہے۔

خلافت خدا کی نمائندگی
اسی کی جھلک اور درخشندگی

جمالی صفت میں رحیم و کریم
یہ شان جلالی میں ضرب کلیم
ملے نورِ حق کو تھے مظہر نئے
بدلتا رہا تھا یہ پیکر نئے

(نوٹ: اس تقریر کی تیاری میں مکرم عبد السمیع خان صاحب کی کتاب ”خلفائے احمدیت کی تحریکات اور ان کے شیریں ثمرات“ سے مدد لی گئی ہے۔)

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿21﴾ ﴿مشاہدات۔808﴾

تحریکات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ(النور:56-57)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

معزز سامعین! آج میری تقریر کا موضوع ہے **"تحریکات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ"**

اللہ تعالیٰ نے اپنا نور دنیا میں پھیلانے کے لئے انبیاء کی بعثت کا سلسلہ جاری فرمایا اور جب یہ انبیاء اپنا مشن مکمل کر کے اور اپنی طبعی عمر گزارنے کے بعد اس دنیا سے چلے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نظامِ خلافت کی صورت میں انہی فیوض و برکات کو جاری رکھنے کا سامان کرتا ہے۔ جماعتِ احمدیہ میں بھی قرآن کریم اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ پیش خبریوں کے مطابق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے

بعد قدرتِ ثانیہ کا آغاز ہوا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ و حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عظیم دَور کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے دَورِ مسعود میں بھی استحکامِ خلافت کا سفر جاری رہا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے اِس مشن کو جاری رکھنے کا خوب حق ادا کیا اور ہر موقع پر احبابِ جماعت اور عوام الناس کی ہدایت و راہنمائی کے لیے ارشادات فرمائے اور ثمر آور تحریکات فرمائیں۔ آج خاکسار اُن میں سے چند تحریکات آپ کے سامنے پیش کرے گا۔

تعلیم القرآن اور اشاعتِ قرآن کی تحریک

آپ رحمہ اللہ کو قرآن کریم سے بھی اس حد تک عشق تھا کہ آپؒ نے ساری عمر زندگی کے ہر شعبہ میں قرآنِ کریم سے مدد لی اور آیاتِ قرآنی کو تمام شعبوں میں اس طرح نافذ فرمایا کہ آپؒ کا ہر عمل آیاتِ قرآن کی تفسیر بن گیا۔

آپ رحمہ اللہ نے تعلیمُ القرآن کے سلسلہ میں ایک تحریک فرمائی جس کا مقصد یہ تھا کہ جماعت میں کوئی فرد بھی ایسا نہ رہے جو قرآنِ کریم ناظرہ نہ جانتا ہو۔ جو ناظرہ پڑھ سکتے ہوں وہ ترجمہ سیکھیں اور قرآنی معارف سے آگاہ ہوں۔ آپؒ نے سورۃ البقرہ کی پہلی سترہ آیات حفظ کرنے کی تحریک کی۔ آپؒ نے فرمایا کہ ہر گھر میں تفسیر صغیر ہونی چاہیے۔ آپؒ نے حفظِ قرآن کی تحریک بھی پیش فرمائی۔ خلافتِ ثالثہ کا ایک اہم کارنامہ قرآنِ کریم کی وسیع اشاعت ہے۔ اس غرض کے لئے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے یورپ، امریکہ اور افریقہ کے مختلف ممالک میں ہوٹلوں میں قرآنِ کریم رکھنے کی ایک مہم جاری فرمائی جس کے نتیجہ میں درجنوں ممالک کے ہوٹلوں (Hotels) میں کلامِ پاک کے ہزارہا نسخے رکھوائے گئے اور یہ سلسلہ برابر جاری اور ترقی پذیر ہے۔

تعلیم القرآن کے فروغ کی تحریک کا مرکزی نکتہ قرآن کی تعلیم کو عام کرنا تھا۔ چنانچہ جگہ جگہ قرآن پڑھنے پڑھانے کی کلاسیں گویا فیکٹریوں میں تبدیل ہو گئیں اور مربیان اور معلمین کی تعداد میں کمی کی وجہ سے جو کام سست ہو رہا تھا اس نے دوبارہ رفتار پکڑ لی۔ اسی مقصد کے لئے حضورؒ نے تعلیم القرآن اور وقف عارضی کی ایک نظارت قائم فرمائی۔ جس کی رہنمائی میں واقفینِ عارضی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ اسی طرح حضورؒ نے مجلس موصیان کا بھی اس نظارت سے گہرا رابطہ قائم فرمایا۔ موصیوں کے لئے یہ ضروری

قرار دیا گیا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں تعلیمُ القرآن کا انتظام کریں اور نگرانی کریں کہ کوئی فرد ایسا نہ رہے کہ جو قرآنِ کریم نہ جانتا ہو۔

سامعین! اللہ تعالیٰ نے حضورؒ کو اس تحریک کی کامیابی اور اس کے ذریعہ قرآنی انوار کے پھیلنے کی بشارت بھی دی۔ حضور نے 5 اگست 1966ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

"ایک دن جب میری آنکھ کھلی تو مَیں بہت دعاؤں میں مصروف تھا۔ اس وقت عالَمِ بیداری میں مَیں نے دیکھا کہ جس طرح بجلی چمکتی ہے اور زمین کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک روشن کر دیتی ہے اسی طرح ایک نور ظاہر ہوا اور اس نے زمین کو ایک کنارے سے لے کر دوسرے کنارے تک ڈھانپ لیا۔ پھر مَیں نے دیکھا کہ اس نور کا ایک حصہ جیسے جمع ہو رہا ہے۔ پھر اس نے الفاظ کا جامہ پہنا اور ایک پُر شوکت آواز فضا میں گونجی جو اس نور سے ہی بنی ہوئی تھی اور وہ یہ تھی۔ "بُشْرٰی لَکُمْ" یہ ایک بڑی بشارت تھی لیکن اس کا ظاہر کرنا ضروری نہ تھا۔ ہاں دل میں ایک خلش تھی اور خواہش تھی کہ جس نور کو مَیں نے زمین کو ڈھانپتے ہوئے دیکھا ہے۔ جس نے ایک سرے سے دوسرے سرے تک زمین کو منور کر دیا ہے۔ اس کی تعبیر بھی اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے مجھے سمجھائے۔ چنانچہ وہ ہمارا خدا جو بڑا ہی فضل کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے اس نے خود اس کی تعبیر اس طرح سمجھائی کہ گزشتہ پیر کے دن میں ظہر کی نماز پڑھا رہا تھا اور تیسری رکعت کے قیام میں تھا تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ کسی غیبی طاقت نے مجھے اپنے تصرف میں لے لیا ہے اور اس وقت مجھے یہ تفہیم ہوئی کہ جو نور مَیں نے اس دن دیکھا تھا وہ قرآن کا نور ہے جو تعلیم القرآن کی سکیم اور عارضی وقف کی سکیم کے ماتحت دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مہم میں برکت ڈالے گا اور انوار قرآن اسی طرح زمین پر محیط ہو جائیں گے جس طرح اس نور کو میں نے زمین پر محیط ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔"

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 344)

سورۃ البقرہ کی 17 آیات یاد کرنے اور سمجھنے کی تحریک

حضورؒ نے 12 ستمبر 1969ء کو کراچی میں خطبہ جمعہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا:

"میرے دل میں یہ خواہش شدّت سے پیدا کی گئی ہے کہ قرآنِ کریم کی سورۃ بقرہ کی ابتدائی 17 آیتیں جن کی مَیں نے ابھی تلاوت کی ہے ہر احمدی کو یاد ہونی چاہئیں اور ان کے معنی بھی آنے چاہئیں اور جس

حد تک ممکن ہو ان کی تفسیر بھی آنی چاہیے اور پھر ہمیشہ دماغ میں وہ مستحضر بھی رہنی چاہیے۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ستّر اسّی صفحات کا ایک رسالہ جو حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفہ اوّلؓ اور حضرت مصلح موعودؓ کی تفاسیر کے متعلقہ اقتباسات پر مشتمل ہو گا، شائع بھی کر دیں گے۔ مجھے آپ کی سعادت مندی اور جذبہ اخلاص اور اس رحمت کو دیکھ کر جو ہر آن اللہ تعالیٰ آپ پر نازل کر رہا ہے امید ہے کہ آپ میری روح کی گہرائی سے پیدا ہونے والے اس مطالبہ پر لبیک کہتے ہوئے ان آیات کو زبانی یاد کرنے کا اہتمام کریں گے۔ مرد بھی یاد کریں گے، عورتیں بھی یاد کریں گی، چھوٹے بڑے سب ان سترہ آیات کو ازبر کر لیں گے۔ پھر تین مہینے کے ایک وسیع منصوبہ پر عمل درآمد کرتے ہوئے ہم ہر ایک کے سامنے ان آیات کی تفسیر بھی لے آئیں گے۔"

(خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 851)

وقف عارضی کی تحریک

معزز سامعین! جماعت احمدیہ کی ایک امتیازی خصوصیت جو اس کو ہر دوسری جماعت سے جدا کرتی ہے وہ وقف زندگی کا نظام ہے۔ دنیا میں بے شمار ادارے اور تنظیمیں موجود ہیں اور اپنے اپنے مقاصد کے لئے بہت قربانیاں کرنے والے بھی ہیں مگر جس عظمت اور فدائیت کے ساتھ جماعت احمدیہ میں وقف زندگی کا نظام جاری ہے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ بے شمار لوگ ہماری جماعت میں ایسے ہیں جن کے سینوں میں وقف کرنے کی لَو تو جلتی رہتی ہے مگر مختلف مجبوریوں اور ذمہ داریوں کی بناء پر پوری زندگی یا لمبے عرصہ کے لئے وقف نہیں کر سکتے۔ ایسے دلوں کی تسکین کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خدا تعالیٰ کی رہنمائی سے وقف کا ایک اور دروازہ کھولا جو وقفِ عارضی کے نام سے موسوم ہے۔

حضورؒ نے 18 مارچ 1966ء کو اِس تحریک کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

"مرورِ زمانہ سے بہت سی جماعتوں میں سستی پیدا ہو چکی ہے اور جتنے مربیان اور معلمین ہمیں درکار ہیں اتنی تعداد میں میسر نہیں۔" اس لئے آپ نے جماعت کو تحریک کی کہ وہ سال میں 2 تا 6 ہفتے جماعتی انتظام کے تحت وقف کریں۔ سفر اور طعام کا خرچ خود برداشت کریں اور یہ دن عبادت، دعاؤں، احباب جماعت کی تربیت اور خدمت دین میں گزاریں۔

حضور نے فرمایا:

”مَیں جماعت میں تحریک کرتا ہوں کہ وہ دوست جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے سال میں دو ہفتہ سے چھ ہفتہ تک کا عرصہ دین کی خدمت کے لئے وقف کریں اور انہیں جماعت کے مختلف کاموں کے لئے جس جس جگہ بھجوایا جائے وہاں وہ اپنے خرچ پر جائیں اور ان کے وقف شدہ عرصہ میں سے جس قدر عرصہ انہیں وہاں رکھا جائے اپنے خرچ پر رہیں اور جو کام ان کے سپرد کیا جائے انہیں بجالانے کی پوری کوشش کریں“

(الفضل 23 مارچ 1966ء)

حضورؒ کی خواہش تھی کہ ہر طبقہ اس تحریک میں حصہ لے۔ اس لیے حضورؒ نے جماعت کے تمام طبقات اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے احباب کو اس میں شمولیت کی دعوت دی اور فرمایا کہ کم سے کم 15 دن خدا کی خاطر دنیاوی کاموں سے رخصت لیں یا چھٹی کا حق خدا کی خاطر استعمال کریں۔ آپ نے سالانہ 5 ہزار واقفینِ عارضی کی تحریک کی۔ آپ نے سکولوں، کالجوں کے اساتذہ، پروفیسرز، طالبعلموں، گورنمنٹ ملازمین اور وکلاء کو خصوصیت سے اس طرف متوجہ کیا۔ نیز احمدی خواتین کو اپنے علاقوں میں وقف عارضی کرنے کی ہدایت کی نیز ان کو خاوندوں، والد یا بھائیوں کے ساتھ دوسری جگہ جانے کی اجازت عطا فرمائی اور بڑی تفصیل کے ساتھ واقفین عارضی کی ذمہ داریاں اور وقف عارضی کی برکات بیان فرمائیں۔

(الفضل 5 اپریل 1967ء)

احباب جماعت نے اس تحریک پر والہانہ لبیک کہا اور حضور کے 17 سالہ دور خلافت میں 1966ء تا 1982ء قریباً 40 ہزار افراد نے اس میں شرکت کی سعادت پائی اور دل ٹھنڈے کئے۔

جماعت کا کوئی فرد بھوکا نہ سوئے

سامعین! 1965ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جماعت کے سامنے یہ تحریک رکھی کہ جماعت کے عہدیداران اس بات کا جائزہ لیں اور وہ اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ جماعت کا کوئی فرد بھوکا نہ سوئے۔ حضور نے ایک ایسی سکیم جماعت کے سامنے رکھی کہ جس کے نتیجہ میں طبقاتی کشمکش کی تحریک دم توڑ جاتی ہے اس وقت دنیا میں طبقاتی کشمکش اس لئے جاری ہے کہ امیر طبقہ غریب طبقہ کا خیال نہیں رکھتا بلکہ

غریبوں کو غریب بنا کر ان کی دولت حاصل کرنا چاہتا ہے حضور کی دور اندیشی اور فراست نے اس بات کو بھانپ لیا تھا اس سکیم کا اعلان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:

"کوئی احمدی رات کو بھوکا نہیں سونا چاہئے سب سے پہلے یہ ذمہ داری افراد پر عائد ہوتی ہے۔ اس کے بعد جماعتی تنظیم اور حکومت کی باری آتی ہے کیونکہ سب سے پہلے یہ ذمہ داری اس ماحول پر پڑتی ہے جس ماحول میں وہ محتاج اپنی زندگی کے دن گزار رہا ہے... احمدیوں میں عام طور پر یہ احساس پایا جاتا ہے کہ کوئی احمدی بھوکا نہ رہے لیکن میرا احساس یہ ہے کہ ابھی اس حکم پر کماحقہٗ عمل نہیں ہو رہا۔ اس لئے آج میں ہر ایک کو جو ہماری کسی جماعت کا عہدیدار ہے متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ذمہ دار ہے اس بات کا اس کے علاقہ میں کوئی احمدی بھوکا نہیں سویا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ آپ کو خدا کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ اگر کسی وجہ سے آپ کا محلہ یا جماعت اس محتاج کی مدد کرنے کے قابل نہ ہو تو آپ کا فرض ہے کہ مجھے اطلاع دیں میں اپنے رب سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے توفیق دے گا کہ میں ایسے ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کر دوں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ"

(الفضل 10 مارچ 1966ء)

بد رسومات کے خلاف جہاد

سامعین! آپؒ کی شدّت سے خواہش تھی کہ جماعت میں کسی قسم کی بد رسم نہ ہوں اور دنیا میں خالص توحید کا قیام ہو۔ آپؒ نے اپنے خطبہ 9 ستمبر 1967ء میں بد رسومات اور مختلف بدعات کو جماعت سے بالکل ختم کرنے کے لیے اِن کے خلاف جہاد کا اعلان فرمایا۔

حضورؒ نے فرمایا۔

"مَیں ہر احمدی کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ مَیں نے اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق اور جماعت احمدیہ میں پاکیزگی قائم کرنے کے لیے جس جس پاکیزگی کے قیام کے لیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا کی طرف مبعوث ہوئے۔ ہر بدعت اور بد رسوم کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا ہے اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ آپ سب میرے ساتھ اس جہاد میں شریک ہوں گے"

(مصباح سیّدنا ناصر نمبر 2008 صفحہ 163-164)

نصرت جہاں ریزرو فنڈ تحریک

1967ء میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے یورپ کے متعدد ممالک کا دورہ فرمایا اور ڈنمارک (Denmark) کے دارالسلطنت کوپن ہیگن (Copenhagen) میں مسجد نصرت جہاں کے افتتاح کے علاوہ اقوامِ مغرب کو جلد آنے والی تباہیوں کے متعلق انذار فرمایا۔ پھر 1970ء میں حضورؒ نے مغربی افریقہ کے سات ممالک نائیجیریا، گھانا، آئیوری کوسٹ، لائبیریا، گیمبیا اور سیر الیون کا دورہ فرمایا۔ اس دورہ میں منشائے الٰہی سے ایک خاص پروگرام کا اعلان فرمایا جس کا نام حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے "لیپ فارورڈ پروگرام" (Leap Forward Programme) تجویز کیا اور اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ایک لاکھ پاؤنڈ (One hundred thousand Pounds Sterling) کا "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" قائم کرنے کی تحریک فرمائی۔ اس تحریک کا مقصد افریقہ میں اسلام کا قیام واستحکام تھا۔ اس فنڈ سے افریقہ کے ممالک میں مزید تعلیمی سنٹر کھولے گئے۔ اس کے علاوہ وہاں طبی مراکز بھی قائم ہوئے۔ اسی فنڈ سے افریقہ کسی ملک میں ایک طاقتور ریڈیو سٹیشن قائم کرنے کی تجویز تھی۔ اسی طرح ایک بڑا پریس مرکز میں قائم کرنے کی تجویز تھی جس کے ذریعہ مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم اور دوسرا اسلامی لٹریچر شائع کا جانا تھا۔

دنیا میں امن وسلامتی کے لیے دعاؤں کی تحریک

سامعین کرام! حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنے پیشروؤں کی سُنّت کو جاری رکھا اور دنیا کو امن وسلامتی نصیب ہونے کے لیے دعاؤں کی تحریک کے ساتھ مسلسل عملی اقدامات بھی فرمائے۔ 1967ء میں اسرائیل نے قاہرہ اور بعض دیگر شہروں پر فضائی حملہ کیا، جس کے نتیجے میں عرب اسرائیل جنگ شروع ہوگئی۔ چنانچہ مسلمان ممالک کو اس آفت میں دیکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خصوصی طور پر دعائیہ تحریک کا اعلان فرمایا۔ اسی جنگ کے دوران صدر پاکستان ایوب خان نے عرب ممالک کی امداد کے لیے ایک ریلیف فنڈ قائم کیا۔ چنانچہ حضورؒ نے احباب جماعت کو اِس فنڈ میں بڑھ چڑھ کر شامل ہونے کی ہدایت فرمائی اور فنڈ کی رقم جمع کر کے صدرِ مملکت کو بھجوائی۔

(تاریخِ احمدیت جلد 24 صفحہ 60)

فضل عمر فاؤنڈیشن قائم کرنے کی تحریک

سامعین! 1965ء میں اس تعلق اور محبت کے اظہار کے لئے جو جماعت کو حضرت فضل عمر سے ہے، آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے 25 لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے فضل عمر فاؤنڈیشن قائم کرنے کی تحریک فرمائی۔ جماعت نے بفضلِ ایزدی 36 لاکھ سے زائد رقم اس مدّ میں پیش کی۔ اس فنڈ سے فضل عمر لائبریری قائم ہو چکی ہے۔ نیز علمی اور تحقیقی شوق پیدا کرنے کے لئے ہزار ہزار روپے کے 5 انعامات ہر سال بہترین مقالہ نگاروں کو پیش کئے جاتے رہے ہیں۔

دعاؤں کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے دعاؤں کی عمومی تحریکات کے علاوہ تسبیح و تحمید کے لیے بعض دعاؤں کا انتخاب کر کے انہیں پڑھنے کی تحریک فرمائی۔

فرمایا: ” تسبیح و تحمید اور درود شریف کا بالالتزام وِرد کرنا ہے۔ بڑے کم از کم 200 مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ -اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کا ورد کریں اور 100 بار استغفار کریں۔ 15 سے 25 سال عمر والے 100 بار تسبیح پڑھیں اور 33 مرتبہ استغفار۔ 7 سے 15 سال تک عمر والے 33 مرتبہ تسبیح پڑھیں اور 11 مرتبہ استغفار۔ 7 سال سے کم عمر والے بچوں کو والدین 3 بار تسبیح اور استغفار پڑھائیں۔“

توحید کی منادی کی تحریک

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے اپنے دَورِ خلافت میں 1980ء میں اُمّتِ مسلمہ چودھویں صدی عبور کر کے 15ویں صدی ہجری میں داخل ہو رہی تھی۔ اس موقع پر آپؒ نے جماعت احباب کو لا الہ الا اللّٰہ کا ورد کرتے رہنے کی تحریک فرمائی۔ آپؒ نے فرمایا کہ اس صدی کو خدائے واحد یگانہ کی توحید کے ورد کے ساتھ الوداع کہیں۔ لا الہ الا اللّٰہ کا ورد اتنی کثرت سے پڑھیں کہ کائنات کی فضا اس ترانہ کے ساتھ معمور ہو جائے۔ دن رات اٹھتے بیٹھتے بالکل خاموشی کے ساتھ اونچی آواز میں بھی نہیں اس طرح (حضور نے دھیمی آواز میں لا الہ الا اللّٰہ متعدد بار دہرا کر دکھایا) اور پھر فرمایا لا الہ الا اللّٰہ۔ لا الہ الا اللّٰہ۔ لا الہ الا اللّٰہ۔ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے پڑھتے رہیں۔“ (الفضل 24 دسمبر 1980ء جلسہ سالانہ نمبر)

چنانچہ جماعت احمدیہ نے نہ صرف کثرت کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کا ورد کیا بلکہ ان کلمات کو مختلف سائزوں، رنگوں اور بینروں کی شکل میں شائع کیا گیا اور دنیا بھر میں توحید کی منادی کی گئی۔

قدرتِ ثانیہ کا ہر مظہر
عکس در عکس ہو بہ ہو بولے
سلسلہ وار ایک ہی آواز
دشت در دشت کُو بہ کُو بولے
اس کراں تا کراں خموشی میں
کون بولے اگر نہ تو بولے

(نوٹ: اس تقریر کی تیاری میں مکرم عبد السمیع خان صاحب کی کتاب ”خلفائے احمدیت کی تحریکات اور ان کے شیریں ثمرات“ سے مدد لی گئی ہے۔)

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿22﴾　﴿مشاہدات۔809﴾

تحریکات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور:56-57)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

معزز سامعین! آج میری تقریر کا موضوع ہے **"تحریکات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ"**

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات پر دنیا بھر کے احمدی غم اور خوف کی حالت میں ایک دفعہ پھر سے قدرتِ ثانیہ کے ظاہر ہونے کے لیے خدا کے حضور جھک گئے جبکہ دوسری طرف منافقین اور مخالفین نے پھر سے ایک دفعہ جماعت میں فتنہ کھڑا کرنے کی کوشش کی اور اخبارات و رسائل میں مَن گھڑت افواہوں، بے بنیاد اور غلط الزامات کو پھیلانا شروع کر دیا اور اس خوش فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ کہ اِن کی

ناپاک کوششوں سے جماعت میں تفرقہ اور انتشار پیدا ہو جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ایک دفعہ پھر مخالفین کی جھوٹی خوشیاں پامال ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے ایک بار پھر قدرت کا نشان دکھاتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمدؒ کو قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ رابع کے طور پر دنیا کے سامنے لا کھڑا کیا۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دورِ خلافت میں متعدد تحریکات فرمائیں۔ آج خاکسار ان میں کچھ تحریکات کا ذکر آپ کے سامنے پیش کرے گا۔

داعی الیٰ اللہ بننے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1983ء کے آغاز میں ہی اپنے متعدد خطبات جمعہ میں جماعت کے دوستوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ موجودہ زمانہ اِس امر کا متقاضی ہے کہ ہر احمدی مرد، عورت، جوان، بوڑھا اور بچہ دعوت الیٰ اللہ کے فریضہ کو ادا کرنے کے لئے میدانِ عمل میں اُتر آئے تا کہ وہ ذمہ داریاں کماحقہ ادا کی جاسکیں جو اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے کندھوں پر ڈالی ہیں۔ اس تحریک کا پس منظر بیان کرتے ہوئے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس وقت ایسے مہلک ہتھیار ایجاد ہو چکے ہیں جن کے ذریعہ چند لمحوں میں وسیع علاقوں سے زندگی کے آثار مٹائے جاسکتے ہیں۔ ایسے خطرناک دَور میں جب کہ انسان کی تقدیر لامذہبی طاقتوں کے ہاتھ آچکی ہے اور زمانہ تیزی سے ہلاکتوں کی طرف جارہا ہے۔ احمدیت پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ احمدیت دنیا کو ہلاکتوں سے بچانے کا آخری ذریعہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری کیا گیا ہے۔ آخری ان معنوں میں کہ اگر یہ بھی ناکام ہو گیا تو دنیا نے لازماً ہلاک ہو جانا ہے اور اگر کامیاب ہو جائے تو دنیا کو لمبے عرصہ تک اس قسم کی ہلاکتوں کا خوف دامن گیر نہیں رہے گا۔

(خطبہ جمعہ 28 جنوری 1983ء)

سامعین! اِسی خطبہ جمعہ میں تمام جماعت احمدیہ کو داعی اِلَی اللہ بننے کی تحریک کرتے ہوئے آپؒ نے فرمایا:

”تمام دنیا کے احمدیوں کو مَیں اس اعلان کے ذریعہ متنبّہ کرتا ہوں کہ اگر وہ پہلے مبلغ نہیں تھے تو آج کے بعد ان کو لازماً بننا پڑے گا۔ اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کے لیے بہت وسیع تقاضے ہیں اور یہ بہت بڑا بوجھ ہے جو جماعت احمدیہ کے کندھوں پر ڈالا گیا ہے ..... اس کی زندگی کے ہر لمحہ کا جواز اس بات میں

مضمر ہو گا کہ وہ خدا کی خاطر جیتا ہے اور خدا کی طرف بلانے کے لیے جیتا ہے۔ اِس عہد کے ساتھ جب وہ کام شروع کرے گا تو آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دنیا میں کس کثرت کے ساتھ اور کس تیزی کے ساتھ وہ انقلاب پیدا ہونا شروع ہو جائے گا جس کی ہم تمنا لیے بیٹھے ہیں۔"

(خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 57-62)

اس تحریک کے سلسلہ میں ہزارہا داعیان الی اللہ نے مختلف ممالک میں کامیابی کے جھنڈے گاڑے۔ کئی زبانوں میں نیا لٹریچر شائع ہوا۔ تبلیغ کے مختلف طریقے اپنائے گئے اور جماعت کامیابی سے ایک نئے سفر پر گامزن ہوئی۔ کئی نئے ممالک میں جماعت کا نفوذ ہوا اور حضورؒ کی وفات تک جماعت احمدیہ 189 ممالک میں اپنے قدم جما چکی تھی۔

غیر زبانیں سیکھنے اور غیر ممالک میں وقفِ عارضی کی تحریک

دعوت الی اللہ کی تحریک کو مزید وسیع کرنے کے لیے حضورؒ نے احمدیوں کو اور خاص طور پر خدام اور انصار کو غیر ملکی زبانیں سیکھنے کی تحریک فرمائی اور اس سلسلہ میں مرکز میں ایک جامع ادارہ کے قیام کا بھی اعلان فرمایا۔

عید الفطر پر غریبوں کا خیال رکھنے کی تحریک

12؍جولائی 1983ء کو حضرت خلیفۃُ المسیح الرابعؒ نے خطبہ عید الفطر میں تحریک فرمائی:

"آج عید کی نماز کے بعد ضروری امور سے فارغ ہو کر اگر وہ لوگ جن کو خدا نے نسبتاً زیادہ دولت عطا فرمائی ہے، زیادہ تموّل کی زندگی بخشی ہے وہ کچھ تحائف لے کر غریبوں کے ہاں جائیں اور غریب بچوں کے لئے کچھ مٹھائیاں لے جائیں ... بچوں کے لئے جو ٹافیاں یا چاکلیٹ آپ نے رکھے ہوئے ہیں وہ لیں اور بچوں سے کہیں۔ آؤ بچو! آج ہم ایک اور قسم کی عید مناتے ہیں۔ ہمارے ساتھ چلو۔ ہم بعض غریبوں کے گھر آج دستک دیں گے۔ ان کو عید مبارک دیں گے۔ ان کے حالات دیکھیں گے اور ان کے ساتھ اپنے سکھ بانٹیں گے"

"اس طرح اگر آپ غریب لوگوں کے گھروں میں جائیں گے اور ان کے حالات دیکھیں گے تو مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بعض لوگ ایسی لذتیں پائیں گے کہ ساری زندگی کی لذتیں ان کو اس لذت کے مقابل

پر پیچ نظر آئیں گی اور حقیر دکھائی دیں گی کچھ ایسے بھی واپس لوٹیں گے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہوں گے اور وہ استغفار کر رہے ہوں گے ... ان آنسوؤں میں وہ اتنی لذت پائیں گے کہ دنیا کے قہقہوں اور مسرّتوں اور ڈھول ڈھمکوں اور بینڈ باجوں میں وہ لذتیں نہیں ہوں گی۔ ان کو بے انتہا ابدی لذتیں حاصل ہوں گی اور زائل نہ ہونے والے بے انتہا سرور ان کو عطا ہوں گے۔ یہ ہے وہ عید جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عید ہے یہ ہے وہ عید جو درحقیقت سچے مذہب کی عید ہے"

(لفضل 26 جولائی 1983ء)

کفالت یتامیٰ کی تحریکات

حضورؒ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 17ء اکتوبر 1986ء بمقام مسجد فضل لندن میں ایلسلواڈور میں آنے والے زلزلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہاں جو تباہی آئی ہے اُس کے نتیجہ میں بہت سے بچے یتیم ہو گئے ہیں اس لئے احباب جماعت کے افراد ان کی کفالت کی ذمہ داری لیں اور یتامیٰ کی حفاظت کریں۔ اس ضمن میں حضور نے بتایا کہ ایک مخلص احمدی نے چالیس لاکھ روپے دیئے ہیں کہ اس سے جماعت جس طرح چاہے یتیم خانہ کھولے۔

(ضمیمہ ماہنامہ تحریک جدید اکتوبر 1986ء)

جوبلی منصوبہ کے تحت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جنوری 1991ء میں کفالت یتامیٰ کی ایک نہایت مبارک تحریک جاری فرمائی۔ اس تحریک کا نام کفالت یکصد یتامیٰ کمیٹی رکھا گیا۔

اس تحریک میں خدا کے فضل سے مخلصین جماعت نے بشاشتِ قلبی کے ساتھ حصہ لیا اور دل کھول کر عطایا پیش کئے اور اب بھی کر رہے ہیں۔ یہ تحریک مرکزی انتظام کے تحت ربوہ میں کام کر رہی ہے اور اگرچہ اس کا نام یکصد یتامیٰ تھا لیکن یہ فیض خدا کے فضل سے جنوری 2008ء تک 2500 یتامیٰ تک پہنچ چکا ہے اور اس کمیٹی کی نگرانی میں یہ بچے نہ صرف اپنے اخراجات حاصل کر رہے ہیں بلکہ ان کی روحانی تربیت کا انتظام بھی اس کمیٹی کی نگرانی میں کیا گیا اور مربیان کرام پاکستان بھر کے احمدی یتیم بچوں کی دیکھ بھال اور نگرانی کے لئے دورے کرتے اور ان کی دینی و دنیاوی تعلیم کا جائزہ لیتے ہیں۔ اس تحریک پر احباب جماعت نے

دل کھول کر لبیک کہا ہے اور یہ فیض جاری ہے جس کے ذریعہ سے جہاں یتامیٰ کی کفالت ہو رہی ہے وہاں یہ تحریک عطایا دینے والے احباب کے لئے قربِ الٰہی کا حصول پانے کا موجب بن رہی ہے۔

1989ء میں سلمان رشدی کے خلاف ہونے والے مظاہروں میں بہت سے بچے یتیم ہو گئے۔ حضور نے محض محبتِ رسولؐ میں ان کی کفالت کا اعلان فرمایا۔

(الفضل 5، اپریل 1989ء)

جنوری 1999ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے افریقن ممالک خصوصاً سیر الیون کے مسلمان یتامیٰ اور بیوگان کی خدمت کی عالمی تحریک کی اور فرمایا۔ یتامیٰ کو گھروں میں پالنے کی رسم زندہ کریں۔ 5 فروری 1999ء کو حضور نے عراق کے یتیموں اور بیواؤں کے لئے خصوصی دعاؤں اور خدمت خلق کی تحریک فرمائی۔

قرآن کریم خوش الحانی سے پڑھنے کی تحریک

سامعین! 1991ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک منفرد تحریک قرآن کریم کو خوش الحانی سے پڑھنے کے بارے میں پیش فرمائی۔ آپؒ نے ذیلی تنظیموں کو ہدایت فرمائی کہ وہ آڈیو ویڈیو کے ذریعہ قرآنِ کریم کو خوش الحانی سے پڑھنا سکھائیں اور اساتذہ تیار کریں۔

(خلفائے احمدیت کی تحریکات اوران کے شیریں ثمرات صفحہ 448)

اساتذہ تیار کرنے کی تحریک

تعلیم القرآن کے ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ایک منفرد تحریک اساتذہ کی تیاری کی تحریک تھی جو صرف قرآن پڑھنے والے نہ ہوں بلکہ صحیح تلفظ کے ساتھ آگے قرآن پڑھائیں۔

(خلفائے احمدیت کی تحریکات اوران کے شیریں ثمرات، صفحہ 448)

یہ تحریک آج بھی جاری ہے اور جماعت میں بے شمار معلم اور معلمات ہر سال تیار ہوتے ہیں۔

مالی قربانی کی تحریکات

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے زمانے میں مالی قربانی کی بے شمار تحریکات ہوئیں دنیا بھر میں جماعت کی ترقی اور پھیلاؤ کے ساتھ جو نئے تقاضے مصالحِ اسلام اور ترقی اسلام کے لیے سامنے آئے ان کو پورا

کرنے کے لیے افرادِ جماعت نے دل کھول کر اپنے اموال پیش کیے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ان مالی قربانیوں میں احبابِ جماعت جن میں عورتیں بچے بوڑھے مرد سب شامل تھے نے خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مالی قربانی کے سلسلہ میں حضورؒ فرماتے ہیں:

"جب خدا تعالیٰ الٰہی جماعتوں کو خطرات میں سے گزارتا ہے اور ابتلاؤں میں سے گزارتا ہے اور پھر ان کو خرچ کرنے کی طرف بھی بلاتا ہے کہ ان خطرات اور مشکلات کے وقت میں میری راہ میں خرچ کرو تو عملاً یہ ایک ایسے دَور کی خوشخبری ہے جو بہت رحمتوں اور برکتوں والا دَور بعد میں آنے والا ہے اور اس سے پہلے دلوں کے زنگ دُور ہو رہے ہوتے ہیں اور صفائیاں ہو رہی ہوتی ہیں... اللہ تعالیٰ تنگی ڈالنے کے لیے تم سے نہیں لے رہا وسعتیں عطا کرنے کے کے لیے لے رہا ہے۔ گویا خدا کی راہ میں جتنا خرچ کرو گے اتنا تمہیں وسعتیں نصیب ہوں گی۔ ہر جہت میں وسعت نصیب ہو گی... تمہارا رعب بھی بڑھے گا، تمہارے نفوس میں بھی برکت پڑے گی، نئے خطے تمہیں نصیب ہوں گے، تمہارے مکانوں کو وسیع کیا جائے گا، تمہارے تعلقات وسیع ہوں گے۔"

(خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 541 خطبہ جمعہ 28 ستمبر 1984ء)

مساجد کی تعمیر کی تحریک

سامعین! خلافت رابعہ کے دور میں پاکستان میں شدت پسندوں نے جماعت احمدیہ کی تقریباً 20 مساجد شہید کیں۔ اگست 1987ء میں چند شر پسندوں نے بیت النور ہالینڈ کو نقصان پہنچایا جس کے بعد حضورؒ نے 21 اگست 1987ء کے خطبہ جمعہ میں ہالینڈ کی مسجد نور کو دس گنا بڑا کر کے بنانے کا اعلان فرمایا اور 18 ستمبر 1987ء کے خطبہ جمعہ میں منہدم شدہ مساجد کی مرمت اور از سر نَو تعمیر کے لیے فنڈ کی تحریک کی اور فنڈ کا قیام اپنی طرف سے ایک ہزار پاؤنڈ کی رقم کا وعدہ فرما کر کیا۔ چنانچہ خلافت رابعہ میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو 13065 نئی مساجد تعمیر کرنے کی توفیق دی نیز ہزاروں وہ بھی ہیں جو مقتدیوں سمیت جماعت کو ملیں۔ حضورؒ کی تحریک توسیع مساجد کے تحت سینکڑوں مساجد کی از سرِ نو تعمیر ہوئی اور اضافے کیے گئے۔

(خلفائے احمدیت کی تحریکات اور ان کے شیریں ثمرات، صفحہ 425)

جرمنی میں 100 مساجد کی تحریک

1989ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جرمنی میں 100 مساجد بنانے کی تحریک فرمائی۔ 22 مئی 1997ء کو حضرت سیّدہ مہر آپا حرم حضرت مصلح موعودؓ کی وفات ہوئی۔ 23 مئی کو حضورؒ نے سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ جرمنی سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مہر آپا کی طرف سے جرمنی کی 100 مساجد اسکیم میں 3 لاکھ (جو کہ بعد میں بڑھا کر 5 لاکھ کر دیے گئے) جرمن مارک پیش کیے جائیں گے نیز اپنی طرف سے 50 ہزار مارک (بعد میں ڈیڑھ لاکھ مارک) دینے کا اعلان فرمایا۔ چنانچہ اس اسکیم کے تحت 25 نومبر 1998ء کو پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور 9 جنوری 2000ء کو اس کا افتتاح کیا گیا۔

(خلفائے احمدیت کی تحریکات اور ان کے شیریں ثمرات، صفحہ 426)

مسجد بیت الفتوح کی تحریک

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ 24 فروری 1995ء کو برطانیہ میں نئی اور وسیع مسجد کے لیے 5 ملین پاؤنڈ کی تحریک فرمائی اور 19 اکتوبر 1999ء کو حضورؒ نے مسجد بیت الفتوح کا سنگ بنیاد رکھا۔

سامعین! اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنے دورِ خلافت میں کئی مساجد کی تعمیر کے لیے تحریکات فرمائیں جن میں احمدیہ مسجد واشنگٹن، کینیڈا میں مسی ساگا شہر کی مسجد۔ بیلجئیم کی مسجد اور ناروے کی مسجد شامل ہیں۔

قلمی جہاد کی تحریک

سامعین! 2 دسمبر 1982ء کو حضورؒ نے تمام دنیا کے اہلِ علم احمدیوں کو تحریک کی کہ وہ اسلام پر جدید علوم کے نام پر جو حملے ہو رہے ہیں ان کے جوابات تیار کریں۔ اس سلسلہ میں مرکز سے بھی راہنمائی حاصل کر کے اپنے آپ کو اس علمی جہاد کے لیے تیار کریں۔

(الفضل 7 دسمبر 1982ء)

حضورؒ نے فرمایا:

"ساری دنیا میں عیسائیت کی طرف سے اسلام پر جو حملے ہو رہے ہیں ان کے دفاع کے لیے دوست اپنے آپ کو پیش کریں۔۔۔۔ ہمارے بہت سے دوست ایسے ہیں جو علمی ذوق رکھتے ہیں اور انگریزی دان بھی ہیں

ان کی ضرورت ہے اس سلسلے میں وہ بہت بڑی خدمت گھر بیٹھ کر کر سکتے ہیں۔ مُسد یہ ہے کہ جہاں جہاں اسلام پر حملے ہوتے ہیں ان کا جواب دیا جائے۔‘‘

(خلفائے احمدیت کی تحریکات اوران کے شیریں ثمرات صفحہ 433-434)

تحریک وقفِ نو

جماعت احمدیہ میں وقفِ زندگی کا نظام تو ابتداء سے ہی قائم تھا لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس باب میں ایک ایسا اضافہ کیا جو تاریخ میں ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے اور وہ حضرت مریم کی والدہ کی سُنّت میں اولاد کو پیدائش سے پہلے خدا کے حضور وقف کرنا ہے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ کی منشاء سے 3 اپریل 1987ء کو وقفِ نو تحریک کا اعلان فرمایا۔ تحریکِ وقف نو کی اہمیت اس لیے بھی بڑھ جاتی ہے کہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے دل میں یہ بات ڈالی۔ آپ نے فرمایا:

’’اس رنگ میں آپ اگلی صدی میں خدا کے حضور جو تحفے بھیجنے والے ہیں یا مسلسل بھیج رہے ہیں مسلسل احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بے شمار چندے دے رہے ہیں مالی قربانیاں کر رہے ہیں، وقت کی قربانیاں کر رہے ہیں، واقفین زندگی ہیں، ایک تحفہ جو مستقبل کا تحفہ ہے وہ باقی رہ گیا تھا۔ مجھے خدا نے یہ توجہ دلائی کہ مَیں آپ کو بتادوں کہ آئندہ دو سال کے اندر یہ عہد کرلیں جس کو بھی جو اولاد نصیب ہوگی وہ خدا کے حضور پیش کر دے اور اگر آج کچھ مائیں حاملہ ہیں تو وہ بھی اس تحریک میں اگر پہلے شامل نہیں ہو سکی تھیں تو اب ہو جائیں۔‘‘

(خطبات طاہر جلد 6 صفحہ 249-250)

سامعین! بچوں کی تربیت ان کی پیدائش سے بھی پہلے شروع ہو جاتی ہے۔ اگر ماں اور باپ کی دینی اور دنیاوی تربیت عمدہ ہوگی تو اس کے آنے والے بچوں کی تربیت خود بخود ہو جائے گی۔ آج اس وقف نو کی تحریک میں تیس ہزار سے زائد بچیاں شامل ہیں۔ ان بچیوں کی تعلیم وتربیت جس اعلیٰ معیار سے ہو رہی ہے اس کی ادنیٰ مثال بھی پوری دنیا میں نظر نہیں آسکتی۔ تمام دنیا کے واقفینِ نو کی تعلیم و تربیت، خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بذاتِ خود فرماتے ہیں۔ اس تحریک کا بچہ بچہ اپنے خلفاء کی پدرانہ شفقت کے سایہ تلے پلا بڑھا، جوان ہوا ہے جنہوں نے ہر قدم پر ان واقفین نو کی اس طرح رہ نمائی کی ہے کہ وہ اپنے

حقیقی مقصد کو پانے والے ہوں اور وقف کی اہمیت کے ساتھ آئندہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے صحیح رنگ میں خلافتِ احمدیہ کے سلطان نصیر اور جماعتِ احمدیہ کے خدمت گار بننے والے ہوں۔ اگلے چند سالوں کے بعد جب ان بچوں اور بچیوں کی نسل دینی و دنیاوی علوم سے مکمل طور پر لیس ہو کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پوری دنیا میں پھیلانے کو نکلے گی تو دنیا کی کوئی طاقت انہیں اسلام کی فتح سے نہیں روک سکے گی ان شاء اللہ۔

آغاز میں اس تحریک کا عرصہ دو سال تھا اور واقفین کی تعداد 5 ہزار تھی۔ جماعت نے حضورؒ کی اس خواہش پر بھرپور انداز میں لبیک کہتے ہوئے اپنے ہونے والے بچوں کو اس تحریک میں پیش کیا۔ چنانچہ بعض مخلصین کی بار بار درخواست پر حضورؒ نے اس تحریک میں مزید دو سال کا اضافہ فرمادیا۔ 1991ء میں حضورؒ نے اس تحریک کو مستقل حیثیت دے دی لیکن ایک استثناء کے ساتھ کہ یہ صرف پیدائش سے قبل ہی وقفِ نو میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ یہ تحریک آج بھی جماعت میں نہایت کامیابی سے جاری وساری ہے۔

سامعین! حضور رحمہ اللہ کے دَور کی چند اہم تحریکات میں سے بیت الحمد کا منصوبہ، سیّدنا بلال فنڈ، امریکہ میں پانچ نئے مراکز و مساجد کے قیام کی تحریک، جدید پرنٹنگ پریس کے قیام کے لیے تحریک، ہیومینٹی فرسٹ، مریم شادی فنڈ جیسی اہم تحریکات شامل ہیں۔

طوفاں میں سفینے ہیں گرداب ہے طغیانی
اک نوح کی کشتی کی مولا کرے نگرانی
آجاؤ خلافت کی آغوش میں اے لوگو!
موعود زمانہ ہے اور ساعتِ نورانی

(نوٹ: اس تقریر کی تیاری میں مکرم عبدالسمیع خان صاحب کی کتاب ’’خلفائے احمدیت کی تحریکات اور ان کے شیریں ثمرات‘‘ سے مدد لی گئی ہے۔)

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿23﴾ ﴿مشاہدات۔810﴾

تحریکات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

(تقریر نمبر 2)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور:56-57)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

معزز سامعین! آج میری تقریر کا موضوع ہے **"تحریکات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز"**

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 22ء اپریل 2003ء کو مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تھے اور 2025ء کو اس بابرکت دَور کے 22 سال مکمل ہو چکے ہیں۔ اس عرصہ میں حضور انور نے

جماعت کی علمی و عملی ترقی کے لیے بہت سی بابرکت سکیموں اور تحریکوں کا اعلان فرمایا ہے۔ آج خاکسار ان بے شمار تحریکات میں سے وقت کی مناسبت سے چند ایک کا ذکر کرے گا۔

قیام نماز کی تحریک

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ آغازِ خلافت سے ہی افراد جماعت کو نمازوں کی ادائیگی کی طرف مسلسل توجہ دلاتے رہے ہیں۔ چنانچہ ایک موقع پر آپ نے فرمایا:

”اگر نظامِ خلافت سے فیض پانا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اِحکام کی تعمیل کرو کہ یَعبُدُونَنِی یعنی میری عبادت کرو اِس پر عمل کرنا ہوگا... دنیا کی ہر جماعت میں جہاں جہاں بھی احمدی آباد ہیں۔ نمازوں کے قیام کی خاص طور پر کوشش کریں۔“

(الفضل 29، مئی 2007ء)

15، اپریل 2016ء کو حضور انور نے مکمل خطبہ جمعہ میں نماز پڑھنے اور معیار بلند کرنے کی تلقین فرمائی۔ فرمایا:

”اصلاح کا کام بہت بڑا ہے کسی کی اصلاح کرنے میں ہرگز تھکنا نہیں بلکہ چار ہزار دفعہ بھی کہنا پڑے تو کہیں۔ نہ تھکنا ہے اور نہ مایوس ہونا ہے۔ نرمی سے سمجھاتے چلے جانا ہے۔“

(الفضل 22، مئی 2006ء)

سامعین! 2020ء میں کورونا کی وبا کے پھیلاؤ میں شدت آنے پر بہت سے ممالک کی حکومتوں نے احتیاطی تدابیر کے طور پر تمام عبادت گاہوں میں اجتماعات پر پابندی عائد کر دی تو حضور انور نے گھروں میں نماز باجماعت اور نماز جمعہ کی تلقین فرمائی۔

(خصوصی پیغام فرمودہ 27، مارچ 2020ء)

خود بھی حضور انور نے 3، اپریل 2020ء کے خطبہ جمعہ سے صرف ایک مقتدی کے ساتھ مسجد مبارک اسلام آباد میں جمعہ پڑھنا شروع کر دیا جو ایم ٹی اے کے ذریعہ ساری دنیا میں نشر ہوتا رہا۔

تعلیم القرآن کے متعلق تحریکات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم القرآن کے بارہ میں فرمایا:

”ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ وہ خود بھی اور اس کے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھنے اور اس کی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دیں۔ پھر ترجمہ پڑھیں پھر حضرت مسیح موعود کی تفسیر پڑھیں... سب ذیلی تنظیموں کو اس سلسلہ میں کوشش کرنی چاہئے۔“

(الفضل 7؍دسمبر 2004ء)

29؍جولائی 2014ء کو حضور نے رمضان المبارک کے اختتامی درس میں فرمایا کہ مبلغین اور مربیان اپنی مقامی زبانوں میں تفسیر کبیر کا درس دیا کریں اور جہاں مربیان نہیں ہیں وہاں کوئی صاحبِ علم اس کا ترجمہ کر کے درس دے یا انگلش میں فائیو والیوم کمنٹری کا درس ہو۔ فرمایا:

”مساجد میں باقاعدہ درس ہوں... درس قرآن کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہنا چاہیے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 27؍اپریل 2018ء صفحہ 20)

جب امریکہ میں ایک ملعون نے قرآن کریم جلانے کی ناپاک مہم چلائی تو حضور انور نے قرآنی حسن آشکار کرنے کے لیے قرآن کریم اور اس کے تراجم کی نمائشیں لگانے کا ارشاد فرمایا۔

(الفضل 10؍مئی 2011ء)

حضور انور کی ہدایت پر نظارت اصلاح وارشاد تعلیم القرآن ربوہ کی طرف سے آن لائن قرآن سکھانے کا منصوبہ بھی جاری ہو چکا ہے اور بغیر کسی خرچ کے بچے گھر بیٹھے قرآن سیکھ رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضور انور نے کسی بھی قسم کا معاوضہ دینے اور لینے سے منع فرمایا۔ پاکستان کے مخدوش حالات کے پیشِ نظر اب یہ سلسلہ برطانیہ میں ”اتقاء“ کے نام سے 2020ء سے مکرم حافظ فضل ربّی صاحب کے زیرِ سرپرستی کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ یہ آن لائن ادارہ ہے جس کے تحت اِس مختصر اور قلیل عرصہ میں 36 ممالک کے 500 سے زائد رضاکار اساتذہ کے ذریعہ 4000 سے زائد بچے اور بچیاں قرآنِ کریم کے نور سے بہرہ ور ہو چکے ہیں۔ جن میں بعض بڑی عمر کے لوگ بھی شامل ہیں۔ ”الحافظون“ کا ادارہ اِس کے علاوہ ہے جہاں قرآنِ کریم حفظ کروایا جاتا ہے۔

دو نوافل اور نفلی روزہ کی تحریک

سامعین! حضور انور نے دنیا بھر میں خصوصاً پاکستان میں جماعت کی بڑھتی ہوئی مخالفت کے پیش نظر 3؍دسمبر 2010ء کو روزانہ 2 نوافل ادا کرنے کی تحریک فرمائی۔

(الفضل 18؍جنوری 2011ء)

اِسی طرح حضور انور نے 7؍اکتوبر 2011ء کو ہفتہ وار ایک روزہ رکھنے کا بھی ارشاد فرمایا۔

(الفضل 29؍نومبر 2011ء)

پھر حضور انور نے 12؍فروری 2016ء کے خطبہ جمعہ میں ہفتہ وار 40 نفلی روزوں کی تحریک فرمائی۔

(الفضل انٹرنیشنل 4؍مارچ 2016)

زکوٰۃ کی ادائیگی کی تحریک

اسلام کا ایک اہم رکن زکوٰۃ ہے۔ حضور انور نے 28؍مئی 2004ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

"ایک اہم چندہ جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ کا بھی ایک نصاب ہے اور معین شرح ہے۔ عموماً اس طرف توجہ کم ہوتی ہے۔"

(الفضل 24؍اگست 2004ء)

اس طرح حضور انور کثرت سے مالی قربانی کرنے، اپنی آمد درست لکھوانے، اس کے مطابق چندہ دینے اور اس بارہ میں قول سدید اختیار کرنے کی تحریک فرماتے رہتے ہیں۔

وقف عارضی میں شمولیت کی تحریک

سامعین! وقف عارضی کی تحریک خلافت ثالثہ سے جاری ہے۔ حضور انور نے اس میں دوبارہ ذوق و شوق سے حصہ لینے کی تحریک فرمائی اور مجلس مشاورت پاکستان 2004ء میں ربوہ کے علاوہ 5 ہزار واقفین عارضی مہیا کرنے کی تحریک کی۔

دعوت الیٰ اللہ کی تحریکات

سامعین! حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعوت الی اللہ کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

”دعوت الیٰ اللہ کریں۔ حکمت سے کریں۔ ایک تسلسل سے کریں۔ مستقل مزاجی سے کریں اور ٹھنڈے مزاج کے ساتھ مستقل مزاجی کے ساتھ کرتے چلے جائیں۔ دوسرے کے جذبات کا بھی خیال رکھیں اور دلیل کے لیے ہمیشہ قرآن کریم اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کتابوں سے حوالے نکالیں۔“

(الفضل 21؍دسمبر 2004ء)

فرمایا:

”ہر احمدی اپنے لیے فرض کرلے کہ اس نے سال میں کم از کم ایک یا دو دفعہ ایک یا دو ہفتے تک اس کام کے لیے وقف کرنا ہے۔“

(الفضل 31؍اگست 2004ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ناپاک کارٹونوں کا جواب دینے کے لیے حضور انور نے سیرت النبیؐ کے جلسوں اور خطوط اور مضامین لکھنے کی تحریک فرمائی۔

(الفضل 7؍اپریل 2006ء)

انگریزی زبان دانوں کو قلمی جہاد میں شمولیت کی تحریک فرمائی۔

(الفضل 6؍اگست 2003ء)

حضور انور نے میڈیا کے ساتھ ہر سطح پر روابط بڑھانے کی ہدایت فرمائی۔

(الفضل 22؍اپریل 2014ء)

یورپ اور امریکہ میں وقتاً فوقتاً آزادی اظہار کے نام پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کی ناپاک کوشش کی جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں حضور انور نے متعدد اور تفصیلی خطبات دیئے اور جماعت کو لائحہ عمل دیتے ہوئے فرمایا کہ سیرت النبیؐ کا کثرت سے مطالعہ کریں اور حضرت مصلح موعودؓ کی کتاب Life of Muhammad خود بھی پڑھیں اور لائبریریوں میں رکھوائیں۔

(الفضل 27؍نومبر 2012ء)

حضور انور نے تمام دنیا میں احمدیت کا مختصر ابتدائی پیغام پہنچانے کے لیے لیف لیٹس کی اشاعت اور تقسیم کی تحریک فرمائی۔ نیز تبلیغ کے لیے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب حقیقۃ الوحی کے مطالعہ کی بھی تلقین فرمائی۔

30؍ ستمبر 2013ء کو سنگاپور میں نیشنل مجلس عاملہ سے ملاقات کے دوران حضور انور نے فرمایا کہ حقیقۃُ الوحی کا انڈونیشین زبان میں ترجمہ کریں۔ کیونکہ یہ کتاب بہت سارے سچائی کے نشانات پر مشتمل ہے اور بہت سی غلط فہمیاں دور کرتی ہے۔ اس کتاب میں بہت ساری پیشگوئیاں ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہر احمدی کو اس کتاب کو پڑھنا چاہیئے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس کتاب کے بارہ میں فرمایا ہے کہ جو احمدی بھی اس کو پڑھتا ہے وہ ہر سوال کا جواب دے سکتا ہے۔ اس کو بار بار پڑھیں۔ نیز فرمایا کہ تبلیغ کے لیے نئے راستے دیکھیں۔ نئی راہیں تلاش کریں اور نئے طریق اپنائیں۔

(الفضل 26؍ اکتوبر 2013ء صفحہ 3)

وقف نو اور جامعہ کے لیے تحریکات

فرمایا:

”اب تک تو واقفین نو کی تعداد ہزاروں میں ہے لیکن جس طرح جماعت کی تعداد بڑھ رہی ہے اور جس طرح والدین کی اس طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے ان شاء اللہ لاکھوں کی تعداد ہو جائے گی اور پھر ظاہر ہے ہر ملک میں جامعہ احمدیہ کھولنا پڑے گا۔“

(الفضل 7؍ دسمبر 2005ء)

حضور انور نے واقفین کو زبانیں سیکھنے کے لیے خصوصی تحریک فرمائی۔

(الفضل 2؍ جولائی 2004ء)

حضور انور نے واقفین نو کی تربیت اور مختلف شعبہ جات میں ان کی ترقیات کے لیے تفصیلی خطبات دیے اور فرمایا کہ ان کی تعداد کا ایک معقول حصہ جامعہ احمدیہ میں آنا چاہیئے۔

(الفضل 10؍ جولائی 2013ء)

قادیان اور ربوہ میں تو جامعہ احمدیہ بہت پُرانے قائم ہیں۔ خلافت خامسہ میں جامعہ احمدیہ کینیڈا کا آغاز 2003ء میں ہوا، جامعہ احمدیہ یوکے کا افتتاح یکم اکتوبر 2005ء کو ہوا۔ 20؍ اگست 2008ء کو جامعہ احمدیہ

جرمنی کا افتتاح ہوا۔ 2012ء میں جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا کی بنیاد ڈالی گئی۔ ان کے علاوہ بنگلہ دیش اور ملائیشیا میں بھی سات سال کے کورسز کا آغاز ہو چکا ہے۔

نظام وصیت میں شمولیت کی تحریک

نظام وصیت حضرت مسیح موعودؑ نے 1905ء میں جاری فرمایا۔ حضور انور نے یکم اگست 2004ء کو 2005ء تک ایک سال میں 15 ہزار نئی وصایا کرنے اور 2008ء تک ہر ملک اور ہر جماعت میں تمام کمانے والے افراد کے کم از کم 50 فیصد کے نظامِ وصیت میں شامل ہونے کی تحریک فرمائی۔

(الفضل 8؍ دسمبر 2005ء)

تمام عہدیداران کو نظامِ وصیت میں شمولیت کی تحریک۔

(الفضل 15؍ ستمبر 2004ء)

ذیلی تنظیموں کو نظامِ وصیت میں شمولیت کے لیے خاص مہم چلانے کی تحریک۔

(الفضل 25؍ مارچ 2005ء)

دعاؤں کی تحریکات

دعا ہر احمدی کا ایک طاقتور ہتھیار ہے اس لیے حضور انور مسلسل دعاؤں کی تحریک کرتے رہتے ہیں۔ چند خاص تحریکات کا ذکر درج ذیل ہے۔

حضور نے خلافت جوبلی کے لیے 27؍ مئی 2005ء کو دعاؤں کے ایک عظیم منصوبے کا اعلان کیا جس کی تفصیل یہ ہے:

... سورۃ الفاتحہ۔ (روزانہ کم از کم سات مرتبہ پڑھیں)

... رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ۔ (البقرۃ: 251)

یعنی اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔ (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

... رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ۔ (آل عمران: 9)

یعنی اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

...اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ

یعنی اے اللہ ہم تجھے ان (دشمنوں) کے سینوں میں کرتے ہیں (یعنی تیرا رعب ان کے سینوں میں بھر جائے) اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔ (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

...اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ

یعنی میں بخشش مانگتا ہوں اللہ سے جو میرا رب ہے ہر گناہ سے اور میں جھکتا ہوں اس کی طرف۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

... سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

یعنی اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ اللہ پاک ہے اور بہت عظمت والا ہے۔ اے اللہ! رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی آل پر۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

☆... مکمل درود شریف۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

نیز ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے جس کے لیے ہر قصبہ، شہر یا محلہ میں آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کیا جائے۔ دو نفل روزانہ ادا کیے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کیے جائیں۔

(الفضل 5؍جولائی 2005ء)

خصوصی دعاؤں کی تحریک

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 23؍اگست 2024ء کو جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر آج کل کے حالات کے تحت خصوصی دعاؤں کی تحریک کی۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"مَیں یہاں ایک تحریک بھی کر دینا چاہتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا ایک رؤیا تھا کہ ان کو کسی بزرگ نے کہا کہ اگر جماعت کا ہر فرد، ہر بڑا دو سو 200 دفعہ یہ درود شریف پڑھے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّد

اور پھر آپؒ نے فرمایا کہ جو درمیانی عمر کے ہیں پندرہ سے پچیس سال کے لوگ وہ بھی کم از کم سو100 دفعہ پڑھیں۔ بچے بھی کم از کم تینتیس 33 دفعہ پڑھیں۔ چھوٹی عمر کے جو بچے ہیں ان کو ان کے ماں باپ تین 3، چار 4، دفعہ یہ پڑھائیں اور ساتھ ہی سو100 دفعہ استغفار بھی کریں۔

اسی طرح مَیں یہ بھی شامل کرتا ہوں کہ

سو100 دفعہ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ کا ورد بھی ان دنوں میں خاص طور پہ اور عموماً ہمیشہ کے لیے کریں۔ آپؑ کو رؤیا میں یہی دکھایا گیا تھا کہ اگر یہ کرو گے تو تم ایک محفوظ قلعہ میں محفوظ ہو جاؤ گے جہاں شیطان کبھی داخل نہیں ہو سکتا اور لوہے کی دیواریں ہیں اس قلعہ کی جس کی دیواریں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ پس کوئی سوراخ ایسا نہیں رہے گا جہاں سے شیطان حملہ کر سکے۔

(ماخوذ از رپورٹ مجلس مشاورت جماعت احمدیہ 1968ء مطابق 5، 6، 7 اپریل 1968ء صفحہ 233)

ان دنوں میں جبکہ شیطان ہر حیلے سے ہمارے پر بحیثیت جماعت بھی اور مجموعی طور پر، عمومی طور پر دنیا میں بھی حملے کرنے کی کوشش کر رہا ہے اس سے بچنے کے لیے ایک ہی ذریعہ ہے کہ خاص طور پر دعاؤں پہ زور دیں اور صرف جلسہ کے دنوں میں نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے یہ درود شریف اور ذکرِ الٰہی جو ہے، یہ ورد جو ہے اسے اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں اور اس پر ہر ایک کو، بچے کو، بڑے کو، عورت کو، مرد کو، سب کو توجہ دینی چاہیے۔"

خلافت سے زندہ تعلق رکھنے اور ایم ٹی اے سے استفادہ کرنے کی تحریک

سامعین! خلافت سے محبت اور عقیدت کا تعلق رکھنا بھی ہر احمدی کے لیے بے حد ضروری ہے۔ حضور انور تمام جماعت کو بار بار اس طرف ترغیب دلاتے ہیں کہ خلافت سے زندہ اور گہرا تعلق قائم رکھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اپنے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ سے جوڑ کر اور پھر خلافت سے کامل اطاعت کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ یہی چیز ہے جو جماعت میں مضبوطی اور روحانیت میں ترقی کا باعث بنے گی۔ خلافت کی پہچان اور اس کا

صحیح علم اور ادراک اس طرح جماعت میں پیدا ہونا چاہئے کہ خلیفہ وقت کے ہر فیصلے کو بخوشی قبول کرنے والے ہوں۔“

(الفضل 18، مارچ 2014ء)

اس ضمن میں حضور انور نے ایم ٹی اے سے استفادہ کی خصوصی تحریک بار بار کی ہے۔ فرمایا:

”ہر احمدی کو روزانہ کچھ وقت مقرر کر کے اس کا کوئی نہ کوئی پروگرام ضرور سننا چاہئے۔“

(الفضل یکم نومبر 2013ء)

”کم از کم آپ کو میرے خطبات، تقاریر اور میرے دیگر پروگرام دیکھنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔“

(الفضل 5، نومبر 2013ء)

سامعین! دعاؤں کی تحریکات میں عالمی جنگ سے محفوظ رہنے، امن کے قیام کے لئے، فلسطین میں امن کے قیام، پاکستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، الجزائر اور بورکینا فاسو میں احمدیوں کی حفاظت کے لئے متعدد بار تحریک فرمائیں۔ اِس کے علاوہ دیگر تحریکات فرمائیں اور فرمارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وہ خدا کا ہی نوشتہ تو لکھا کرتا ہے
ہو کے رہتا ہے وہی جو وہ کہا کرتا ہے
بیٹھ جائیں جو ترے در پہ بھکاری بن کر
کاسۂ خیر انہی کا ہی بھرا کرتا ہے
نیک فطرت جو رہیں صحبت یار میں آ کر
ہم نشینی سے عجب رنگ چڑھا کرتا ہے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿24﴾ ﴿مشاہدات۔ 811﴾

امامِ وقت سے اِک رشتۂ صدق ووفا رکھنا

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْامِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:56)

کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

مل جاتی ہے اُن لوگوں کو ایمان کی دولت ہر لمحہ کرتے ہیں جو صدق وصفا سے

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے **"امامِ وقت سے اِک رشتۂ صدق ووفا رکھنا"**

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تمہارے بہترین ائمہ وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں تم ان کے لیے دعا کرتے ہو وہ تمہارے لیے دعائیں کرتے ہیں۔

ایک بات یاد رکھیں کہ خلافت سے محبت میں رسول کی محبت اور رسول کی محبت میں اللہ کی محبت کا راز پنہاں ہے۔ خلافت سے ہماری محبت ایسی ہونی چاہیے جو کہ خلیفہ وقت سے ایسا دلی تعلق ظاہر کرے کہ جو ہمیں اپنے محبوب خلیفہ کی محبت میں کھو دے، فنا کر دے۔ ہمارا ہر قدم، ہماری ہر حرکت و سکون خلافت کی

مرضی و منشا کے مطابق ہو جائے۔ خلیفۂ وقت کا درد ہمارا درد ہو اور اُن کی ہر خوشی ہماری خوشی ہو۔ ہمارا ہر قول ہمارا ہر فعل ان کی محبت کی گواہی دے اور ثابت کرے کہ ہمارے پیارے خلیفہ کی ہمارے نزدیک کیا اہمیت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”در حقیقت جو شخص کسی سے کامل محبت کرتا ہے تو گویا اُسے پی لیتا ہے... اور اس کے اخلاق اور اس کے چال چلن کے ساتھ رنگین ہو جاتا ہے... یہاں تک کہ اسی کا رُوپ ہو جاتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ یہی بھید ہے کہ جو شخص خدا سے محبت کرتا ہے وہ ظلّی طور پر بقدر اپنی استعداد کے اُس نور کو حاصل کر لیتا ہے جو خدا تعالیٰ کی ذات میں ہے اور شیطان سے محبت کرنے والے وہ تاریکی حاصل کر لیتے ہیں جو شیطان میں ہے“

(نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 430)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

”محبت کی حقیقت بالالتزام اس بات کو چاہتی ہے کہ انسان سچے دل سے اپنے محبوب کے تمام شمائل اور اخلاق اور عبادات پسند کرے اور ان میں فنا ہونے کے لئے بدل و جان ساعی ہو، تا اپنے محبوب میں ہو کر وہ زندگی پاوے جو محبوب کو حاصل ہے... محبت ایک عربی لفظ ہے اور اصل معنی اس کے پُر ہو جانا ہے... حَبّ جو دانہ کو کہتے ہیں وہ بھی اِسی سے نکلا ہے جس سے یہ مطلب ہے کہ وہ پہلے دانہ کی تمام کیفیت سے بھر گیا“

(نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 431 - 432)

خلیفۂ وقت کا جماعت سے اور جماعت کا خلیفۂ وقت سے پیار و محبت کا یہ سلسلہ جاری و ساری ہے اور یہ بات طے ہے کہ جو بھی اس سائبان کے نیچے آئے گا وہی نجات پائے گا اور قرآنی پیشگوئیوں کے مطابق ان تمام رحمتوں، برکتوں اور نعمتوں کا وارث ہو گا جو خدائے پاک نے اپنے پاک کلام میں غلامانِ خلافت کے لئے قیامت تک محفوظ کر دی ہیں۔

ہر احمدی مسلمان اپنے خلیفہ سے اپنی جان سے بھی زیادہ محبت کرتا ہے اور اپنا سب کچھ اس خلیفہ کے قدموں پر نچھاور کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اپنی نمازوں میں اپنے دل و جان سے محبوب خلیفہ کے لئے دعائیں کرتا ہے اور اِس بیش قیمتی نعمت پر دن رات اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔

خلیفۃ المسیح سے جماعت کی محبت اور آپ کے پاک وجود سے اور آپ کی دعاؤں سے حاصل ہونے والی برکتوں کا یہ عالَم ہے کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے بچپن سے ہی ہم نے اپنے گھر میں یہی سنا کہ جب بھی کوئی معاملہ جس میں کوئی پریشانی ہو یا کوئی بیمار ہو یا پھر ایسا مسئلہ جس کا کوئی حل سمجھ نہ آرہا ہو تو حضور اقدس کو خط لکھو دعا کیلئے یا پھر مشورہ کیلئے تو کبھی ایسا نہیں ہوا کہ خلیفۃ المسیح کے دربار میں خط کے ذریعہ فریاد کی گئی ہو اور اس کا حل اللہ تعالیٰ نے نہ کیا ہو۔ ہونڈوروس کے مبلغ بیان کرتے ہیں کہ ایک مقامی احمدی "پرسی موریو" مختلف مسائل کا شکار تھے۔ ان کے حالات کو دیکھتے ہوئے مَیں نے کہا کہ اپنی پریشانیوں کے حوالے سے دعا کے لیے خلیفۂ وقت کو خط لکھیں۔ جب انہوں نے خط لکھا تو کہتے ہیں کہ ان کے اکثر مسائل خود بخود حل ہونا شروع ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ اس سے مجھے ایک غیبی طاقت ملی ہے اور خلافت پہ میرا یقین اور اعتماد بڑھا ہے۔ اس طرح کے کئی واقعات ہیں جو وقت کی کمی کی وجہ سے بیان نہیں کیے جا سکتے۔ ہمارا یقین ہے کہ خلیفہ وقت خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ بندے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ اپنے مقرر بندے کی دعائیں ضرور قبول فرمائے گا۔

سامعین! خلافت سے محبت ایک ایسا فطری امر ہے، جس کی مثال ہمیں اور کسی رشتے میں نظر نہیں آتی۔ ممکن ہے کہ ہر شخص کا محبت کرنے کا انداز مختلف ہو لیکن اس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ محبت کا جذبہ ہر احمدی کے دل میں موجود ہے اور خلیفۃ المسیح کے مقام اور مرتبہ کو جب تک کوئی شخص نہیں سمجھتا اس وقت تک اس کی برکات سے بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جب 1924ء میں سفر یورپ پر تشریف لے گئے۔ تو اس عارضی جدائی پر بیقراری کا اندازہ ایک خط کے الفاظ سے کیا جا سکتا ہے جو حضرت بابو سراج الدین صاحب سٹیشن ماسٹر نے تحریر فرمایا تھا۔ لکھتے ہیں۔ میرے آقا! ہم دُور ہیں، مجبور ہیں۔ اگر ممکن ہوتا تو حضور کے قدموں کی خاک بن جاتے تا کہ جدائی کے صدمے نہ سہتے۔ آقا! مَیں چار سال سے دارالامان نہیں گیا تھا۔ مگر دل کو تسلی تھی کہ جب

چاہوں گا حضور کی قدم بوسی کرلوں گا لیکن اب ایک ایک دن مشکل ہو رہا ہے۔ اللہ پاک حضور کو بخیر وعافیت، مظفر و منصور جلدی واپس لائے۔

انگریزی اخبار Tribune میں 3 جون 1930ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کی جھوٹی خبر شائع ہوئی جو احبابِ جماعت پر غم واندوہ کا پہاڑ بن کر گری۔ چنانچہ حضرت یعقوب علی عرفانیؓ فرماتے ہیں۔ مَیں جو راستے پر بیٹھا ہوں، اُن آنے والوں کو دیکھتا تھا کہ وہ محبت اور اخلاص کے پیکر ہیں۔ اُنہیں دوران سفر میں اس خبر کا افترا ہونا کھل چکا تھا مگر اُن کی بیقراری ہر آن بڑھ رہی تھی اور یہ صرف اعجازِ محبت تھا۔ یہ دوست اپنی بیقراری میں قصر خلافت کی طرف بھاگے جا رہے تھے۔ مَیں نے دیکھا بعض ان میں سے ایسے بھی تھے جنہوں نے اس سفر میں نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ ان طبعی تقاضوں پر بھی محبت کا غلبہ تھا۔ جب تک قصر خلافت میں جا کر انہوں نے اپنے امام کو دیکھ نہ لیا اور مصافحہ اور معانقہ کی سعادت حاصل نہ کرلی، اُن کے دل بیقرار کو قرار نہ آیا۔

پھر ان لوگوں کی خلیفۂ وقت سے اخلاص و محبت کا اندازہ لگائیں جو دنیا کے مختلف ممالک میں بیٹھے حضور کا خطبہ سن رہے ہوتے ہیں اور اُن کی زبان میں خطبہ کی ٹرانسلیشن نہیں ہوتی لیکن محض خلیفۂ وقت سے محبت کی وجہ سے سارا خطبہ سنتے ہیں چاہے سمجھ آئے یا نہ آئے اپنے محبوب کو سامنے دیکھنا ہی ان کی دلی تسکین کا باعث ہوتا ہے۔ افرادِ جماعت کی خلافتِ احمدیہ سے محبت عمر سے مشروط نہیں۔ دنیا بھر میں رہنے والے احبابِ جماعت خواہ وہ کسی بھی عمر سے تعلق رکھتے ہوں، اپنے امام کی محبت میں دیوانگی اور وارفتگی میں یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔

2015ء میں جرمنی کے دورہ میں ایک حیرت انگیز محبت کا منظر دیکھنے میں آیا۔ جب حضور انور کا گزر ایک تین سال کے بچے کے پاس سے ہوا جو نہ صرف محبت کے مفہوم سے لاعلم تھا بلکہ اُس عمر سے تعلق رکھتا تھا جب بناوٹ اور تصنّع کا انسانی طبیعت میں شائبہ بھی نہیں ہوتا۔ یہ بچہ بے اختیار روتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ ”پلیز! حضور ہمیں چھوڑ کر مت جائیں۔“

(ڈائری مکرم عابد خان صاحب، الفضل آن لائن 12 ستمبر 2022ء صفحہ 10 کالم 2)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مشرقی افریقہ کے دورہ سے واپس آکر وہاں کے ایمان افروز واقعات بیان کرتے ہوئے یہ واقعہ بھی بیان فرمایا کہ ”یوگنڈا میں جب گاڑی باہر نکلی تو ایک عورت اپنے دو اڑہائی سالہ بچے کو اٹھائے ساتھ ساتھ دوڑتی چلی جارہی تھی۔ اُس کی نظر میں بھی پہچان تھی، خلافت اور جماعت سے ایک تعلق نظر آرہا تھا، وفا کا تعلق ظاہر ہو رہا تھا اور بچے کی میری طرف توجہ نہیں تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کا منہ اس طرف پھیرتی تھی کہ دیکھو اور کافی دُور تک دوڑتی گئی۔ انتارش تھا کہ اس کو دھکے بھی لگتے رہے لیکن اس نے پروانہ کی۔ آخر جب بچے کی نظر پڑ گئی تو بچہ دیکھ کے مسکرایا اور ہاتھ ہلایا۔ تب ماں کو چین آیا۔ بچے کے چہرے کی جو رونق اور مسکراہٹ تھی وہ بھی اس طرح تھی جیسے برسوں سے پہچانتا ہو۔

خلیفۂ وقت کو صرف ایک نظر دیکھنے کے بعد خواتین مرد بچے سب کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں۔ یہ سب خلافت کی محبت ہی ہے جو اُن کے دلوں میں بسی ہوتی ہے۔ کئی دفعہ بچے دائیں بائیں سے نکل کر سیکیورٹی کو توڑتے ہوئے آکے چمٹ جاتے ہیں۔ ایک احمدی بچے کی خلافت سے محبت کا واقعہ طاہر ندیم صاحب لکھتے ہیں کہ ترکی کے دورے کے دوران ایک احمدی دوست کے گھر جانے کا اتفاق ہوا۔ بیٹھے ہی تھے کہ ان کا تین چار سال کا بچہ آیا اور سلام کر کے میرے کان میں کچھ کہنے لگا کہ مَیں نے حضور کو خط بھجوانا ہے۔ کیا آپ لے جائیں گے؟ مَیں نے کہا ٹھیک ہے لے جاؤں گا کیوں نہیں۔ اس پر وہ بچہ کاغذ پر دو لائنیں، الٹی سیدھی لکیریں کھینچ کر لے آیا۔ مَیں نے اس سے پوچھا خط میں کیا لکھا ہے؟ کہنے لگا۔ مَیں نے لکھا ہے کہ حضور! مجھے آپ سے محبت ہے۔ کہتے ہیں مَیں نے یہ خط یہاں دے دیا۔ اس کا جواب بھی میری طرف سے چلا گیا۔ جب اس بچے کو جواب ملا ہے تو اس کے والد کے بقول اس کی بھی اور اس کے باقی سب گھر والوں کی بھی خوشی دیدنی تھی۔“

(خطبہ جمعہ 29 مئی 2020ء)

بچوں کو خلافت کے بارے میں ابتدائی عمر سے تعلیم دینا انتہائی ضروری ہے۔ کرہ ارض پر پیارے حضور انور ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز سے بہتر کوئی قابلِ تقلید نمونہ نہیں اور ہمارے بچوں کو روزمرہ زندگی میں انکی

مثال لینی چاہئے۔ خلافت سے محبت والدین سے آتی ہے اگر آپ مسلسل خلافت سے محبت و فرمانبرداری کا اظہار کریں گے تو یہی محبت بچے میں منتقل ہو گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر فرمایا:

”جب تک ایسی مائیں پیدا ہوتی رہیں گی جن کی گود میں خلافت سے محبت کرنے والے بچے پروان چڑھیں گے اس وقت تک خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مئی 2005ء)

سامعین! اب سوال یہ ہے کہ ہم نے خلیفہ وقت سے اپنی محبت کے عہد کو کیسے نبھانا ہے کیسے اپنے عشق کو ہمیشہ اپنے دلوں میں تازہ اور زندہ رکھنا ہے تا کہ ہماری آنے والی نسلوں میں بھی یہ عشقِ خلافت رواں رہے وہ اس کی پاسداری کرتی رہیں۔ ہم نے جو اپنے آپ سے عہد کیا ہے کہ ہمیشہ خلیفہ وقت سے محبت کریں گے۔ ہم نے اس عہد کو اس طرح نبھانا ہے جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کے عہد باندھے تھے اور پھر ان کو پورا کیا۔ اس عشق کی خاطر انہوں نے جان مال عزت و آبرو لٹادی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی آنچ نہ آنے دی۔

مدینہ سے صحابہؓ نے آکر بیعت میں حصہ لیا اور یہ عہد کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت جان پر کھیل کر کریں گے۔ اصحاب بدر نے کہا یا رسول اللہ! ہم آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے۔ انہی صحابہ نے حدیبیہ کے وقت عہد کیا ہم جان دے دیں گے۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر کے قتل کا بدلہ ضرور لیں گے۔ اب دیکھئے! صحابہ بھیڑ بکریوں کی طرح قربان ہو گئے۔ مرتے ہوئے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام بھیجا اور کہا خدا آپ کی آنکھیں ٹھنڈی رکھے اور قوم کو پیغام دیا کہ ہم جب تک زندہ رہے ہم نے رسول اللہؐ کی حفاظت کی اگر تمہاری زندگی میں ان کو کوئی زخم آیا تو تم خدا کے حضور جوابدہ ہو گے۔ جنگ بدر میں صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو اونٹنیاں مخصوص کر دیں اور کہا یا رسول اللہ! اگر ہم سب مارے جائیں تو آپ اونٹنی پر

مدینہ تشریف لے جائیں۔ ہمارے بقیہ زندہ بھائی آپ کی حفاظت کریں گے۔ جنگ خندق میں ان صحابہ نے پیٹ پر پتھر باندھ کر خندق کھودی۔ جنگ تبوک میں گھر کے سارے سارے مال پیش کر دیئے۔

ایسی ہی محبتوں اور قربانیوں کے نمونے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ نے بھی دکھائے۔ مال مانگا تو چارپائیاں فروخت کر کے سب کچھ لے آئے۔ دعوت الی اللہ کی تحریک کی تو بغیر کاغذات اور پاسپورٹ کے مختلف ملکوں میں نکل کھڑے ہوئے۔ ماریں کھائیں مگر حق کا پیغام سناتے رہے۔ وقف زندگی کی تلقین کی گئی تو خود بھی حاضر ہو گئے۔ بچوں کو بھی وقف کر دیا اور آنے والی نسلوں کو بھی اس کا حصہ بنا دیا۔ مساجد کے لئے تحریک کی گئی تو اپنے گھر بیچ کر خدا کے گھر بنا دیئے۔ سادہ زندگی کی تحریک ہوئی تو کھانا ایک کر دیا۔ زیور بنانے بند کر دیئے نئے کپڑے بنانا چھوڑ دیئے اور ایسا عمدہ نمونہ دکھایا کہ غیروں نے بھی خراج تحسین پیش کیا۔

سامعین! 2008ء میں جلسہ سالانہ گھانا پر برکینا فاسو سے تین سو خدام انتہائی خستہ حال سائیکلوں پر سولہ سو کلومیٹر کا طویل اور تکلیف دہ اور کٹھن سفر طے کر کے محض اس لیے آئے کہ وہ اپنے محبوب آقا کا دیدار کر سکیں۔ ان سائیکل سواروں میں تیرہ سال کی عمر کے دو بچے بھی تھے۔ جب انہیں اس سفر پر جانے سے روکا گیا تو یہ رو پڑے اور کہنے لگے کہ ہم نے ضرور جانا ہے تاکہ ہم اپنے آقا سے مل سکیں۔ گھانا پہنچنے پر جب صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ برکینا فاسو سے پوچھا گیا کہ خدام نے اتنا لمبا سفر کیوں اختیار کیا تو وہ کہنے لگے کہ ہم اپنے آقا کو بتانا چاہتے تھے کہ برکینا فاسو کی سرزمین پر آباد آپ کے یہ خدام بھی آپ سے عشق کرتے ہیں اور ہر قربانی کے لیے تیار ہیں۔

(الفضل 25/مئی 2015 صفحہ 6)

2008ء میں کہے گئے یہ الفاظ کہ "ہم ہر قربانی کے لئے تیار ہیں"، جذبۂ عشق سے مخمور یہ وہ الفاظ تھے جو چودہ سو سال قبل ان عشاق کے آقا و مولیٰ محبِ اعظم محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اپنے عمل سے سکھائے تھے۔

11 جنوری 2023ء کو دنیا نے محبت و عشق کا ایسا نظارہ دیکھا جس نے دورِ محمدیؐ کے زیدؓ بن دثنہ اور خبیبؓ بن عدی جیسے متعدد صحابہ اور دورِ مسیح موعود کے عبداللطیفؓ جیسے بے شمار جاں نثاروں کی یاد تازہ

کر دی۔ اُن عشاق میں سے ہر ایک کو شہادت سے قبل پیشکش کی گئی کہ اگر وہ احمدیت کا اور اپنے امام کا انکار کر دیں تو چھوڑ دیا جائے گا لیکن اُن استقامت کے شہزادوں میں سے ہر ایک نے اِس عملی اور زبانی اقرار کے ساتھ اپنی جان خدا کے حضور پیش کر دی کہ ہم اُس زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتے جو خدا کے قائم کردہ امام کے انکار کے ساتھ گزاری جائے۔

سامعین! جب زندگی اور موت میں محض ایک لمحے کا فرق ہو، موت سامنے کھڑی ہو، سولی دینے کی تیاری کی جا رہی ہو، زندگی ہر کسی کو پیاری ہے سبھی جان بچانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ مگر اس موقع پر موت کے پھندے کو چومتے ہوئے وہی گلے لگاتے ہیں جنہیں یہ یقین ہو کہ ان کا محبوب، ان کا معشوق اور ان کا پیارا محض ہمارا ہی نہیں بلکہ خدا کا بھی محبوب، خدا کا بھی معشوق اور خدا کا بھی پیارا ہے۔

ہر طرح سے خلافت کی آواز پر لبیک کہنا ہی ہماری محبت کی سچائی کو ظاہر کرتا ہے۔ ہم موسیٰ کی قوم کی طرح نہیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ ہم تو صحابہ رسولؐ کی طرح لبیک کہیں گے۔ خلیفہ وقت سے دلی محبت کرنا ایسی کہ امام وقت اپنی جان، مال اور بیوی بچوں سے بھی پیارا ہو جائے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم خلیفۂ وقت کے ارشادات کو غور سے سنیں، سمجھیں اور ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار رہیں۔ خلیفۂ وقت کے لیے درد دل سے دعائیں کریں ان کی صحت ان کی عمر اور ان کے منصوبوں کی کامیابی کے لیے خدا تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ خدا تعالیٰ کے حضور رو رو کر یہ دعائیں مانگیں کہ اے اللہ! تو ہمارے خلیفہ کو اپنی حفظ و امان میں رکھ۔ جیسے وہ ہمارے درد میں تڑپتا ہے اور ہمارے لیے دعائیں کرتا ہے ہمیں بھی دعاؤں کے ذریعے اُس کا مددگار بنا۔ ہمیں خلافت کے سلطانِ نصیر بنا اور خلافت کے ساتھ ہمیشہ جوڑے رکھ۔ آمین

آج خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم اپنی زندگیوں میں اُس دوسری قدرت کا مشاہدہ کر رہے ہیں جو اِس رنگ میں بھی ہمیشہ ہمارے ساتھ ہے کہ خلیفۃ المسیح کا وجود ساری جماعت کے لیے ہر وقت دعا گو رہتا ہے۔ جو ہر دکھ درد میں افرادِ جماعت کا سہارا بنتا ہے اور ہر خوشی میں ان کے ساتھ برابر کا شریک ہوتا ہے۔ خلیفۃ المسیح کا وجود احبابِ جماعت کے لیے ایک رؤف و رحیم اور شفیق باپ کی طرح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلفائے کرام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام بارہا فرما چکے ہیں کہ خلافت اور جماعت دراصل ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔

ہمارے پاس آج ایک ایسا بابرکت اور پیار کرنے والا وجود ہے جو ہماری تکلیف پر بے چین ہونے والا ہے، کوئی ہے جس کے پاس ہم چھوٹی چھوٹی بات لے کر دعا کے لیے بھاگے چلے جاتے ہیں۔ کوئی ہماری فکر کرتا ہے، ہمارے درد سے اُسے درد ہوتا ہے اور ہماری خوشی میں وہ خوش ہوتا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ چونکہ خلیفہ خود خدا تعالیٰ کا مقرب ہوتا ہے اس لیے وہ ہمارے اور خدا تعالیٰ کے بیچ قربت کا ایک واسطہ ہوتا ہے۔

سامعین! حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’پس اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کے مطابق آپؑ کی وفات کے بعد خلافت کا نظام جاری ہوا اور صرف نظام کا جاری ہونا ہی کوئی حقیقت نہیں رکھتا جب تک خلیفۂ وقت اور افرادِ جماعت کے درمیان اخلاص و وفا اور ارادت و مودّت کا تعلق نہ ہو اور یہ تعلق اللہ تعالیٰ ہی پیدا کر سکتا ہے۔ کوئی انسان یا انسانی کوشش اس تعلق کو نہ پیدا کر سکتی ہے نہ قائم رکھ سکتی ہے اور جماعت کی اکائی اور وحدت اور ترقی کی ضمانت یہی تعلق ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کے وعدے کے پورا ہونے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائیدات و نصرت اور سلسلہ احمدیہ کے سچے ہونے کی دلیل ہے۔ خلافت کے ساتھ افرادِ جماعت کا جو تعلق ہے جس میں پرانے احمدی بھی شامل ہیں اور نئے آنے والے بھی، نوجوان بھی اور بچے بھی، مرد بھی اور عورتیں بھی، دور دراز رہنے والے احمدی بھی جنہوں نے کبھی خلیفۂ وقت کو دیکھا بھی نہیں ہے سب شامل ہیں لیکن یہ سب لوگ جو ہیں اخلاص و وفا میں بڑھے ہوئے ہیں اور بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خلیفۂ وقت کا پیغام پہنچے تو اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ محبت اور تعلق کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے اور یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کے وعدے کے پورا ہونے کی فعلی شہادت ہیں اور جماعت کی ترقی بھی اس تعلق سے وابستہ ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا جو جماعت کو خلافت سے تعلق ہے اور خلیفۂ وقت کو جماعت سے ہے یہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات و نصرت کا ثبوت ہے اور یہ صرف باتیں نہیں ہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں ایسے

واقعات ہیں جہاں افرادِ جماعت اس بات کا اظہار کرتے ہیں۔ اگر ان واقعات کو جمع کیا جائے تو بے شمار ضخیم جلدیں اس کی بن جائیں گی۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29 مئی 2020)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے امام کی نصیحتوں پر عمل کرنے اور آپ سے دلی محبت اور عقیدت رکھنے والا اور آپ کی تمام امیدوں پر پورا اُترنے والا بنائے۔ آمین

مسرور کیا جس نے مسرور ہے نام اُس کا
دُکھ دَرد کے ماروں کو اِس وقتِ خرابت میں
دِل میں بھی اُجالا ہے اور رات بھی ہے روشن
یہ کون درخشاں ہے مہتاب کی صورت میں
تِشنہ ہیں روحیں جن کی سیراب ہوئیں آکر
مَے خانہ کُھلا رہتا یہ عہدِ خلافت میں

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿25﴾ ﴿مشاہدات۔812﴾

دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

(تقریر نمبر 1 بابت خلافتِ اُولیٰ)

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے۔

لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ

(التوبہ:128)

وہ عکس بن کے مری چشم تر میں رہتا ہے
عجیب شخص ہے پانی کے گھر میں رہتا ہے

معزز سامعین! میری آج گزارشات کا عنوان ہے۔ **"دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی"**

ایک مشہورِ زمانہ شاعر جناب ظہیر دہلوی کا شعر ہے جس سے شاعر موصوف خوب شہرت سمیٹی وہ شعر یوں ہے۔

چاہت کا جب مزا ہے کہ وہ بھی ہوں بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

شاعر نے اِس شعر میں مجازی محبت کا احوال بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ محبت اور چاہت تو اُس وقت عروج کو چھوتی ہیں کہ جب مُحِبّ بھی بے قرار ہو اور محبوب میں بھی محبت اور عشق جوش مار رہا ہو۔ یکطرفہ محبت نہ ہو تب جا کر محبت کی جو آگ دونوں طرف سے لگے تو کمال ہے۔ شاعر نے تو استعارۃً محبت کا اظہار کیا ہے کہ کاش! دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی لیکن روحانی دنیا میں محبت نہ یکطرفہ ہوتی ہے اور نہ ہی کسی افسوس، کاش کہنے اور افسردگی و شرمندگی کے اظہار کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اِس شعر کو ذرا تظمین کے ساتھ یوں اگر پڑھا جائے کہ "دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی"۔ کہ یقین کے ساتھ یہ کہا جا سکتا

ہے کہ محب اور محبوب، عاشق اور معشوق دونوں اطراف میں محبت کے شعلے برابری کی سطح پر روشن ہو کر بلند ہو رہے ہیں۔ یہ کیفیت انبیاء، اولیاء، فقراء اور اُن کے متبعین کے درمیان اکثر دیکھنے کو ملتی ہے۔ اگر اِس اصول کو ہم جماعتِ احمدیہ میں خلیفۃ المسیح اور مؤمنین کی جماعت پر لاگو کریں تو یہ مضمون کھل کر سامنے آتا ہے کہ خلیفۃ المسیح دنیا میں پھیلے کونے کونے میں موجود ہر احمدی سے محبت کرتے، اُس کے لئے دعا کرتے ہیں تو مدّ مقابل وہ احمدی بھی اپنی جان، مال، وقت اور عزّت کو اپنے آقا کے لئے قربان کرنے کو تیار ہوتا ہے۔

یہی وہ نعمت ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ آیت 128 میں بیان کیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ یقیناً تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آیا۔ اُسے بہت سخت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اُٹھاتے ہو اور وہ تُمہارے لئے خَیر کا بہت بھوکا ہے۔ مؤمنوں کے لئے بے حد مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اِسی مضمون کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی بشارت دیتے ہوئے بیان فرمائی کہ

خِيَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ وَيُصَلُّونَ عَلَيْكُمْ وَتُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ وَشِرَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ

(صحیح مسلم کتاب الامارہ باب خیار الائمۃ حدیث نمبر 1855)

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بہترین لیڈر وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں اور وہ تمہارے لیے دعائیں کرتے ہیں اور تم اُن کے لیے دعائیں کرتے ہو اور تمہارے بدترین لیڈر وہ ہیں جن سے تم نفرت کرتے ہو اور وہ تم سے نفرت کرتے ہیں تم ان پر لعنت کرتے ہو اور وہ تم پر لعنت کرتے ہیں۔

سامعین! خلافتِ احمدیہ کے 117 سالہ مبارک دَور خلافت اور جماعت کے باہمی پیار کے تعلق کے حوالہ سے اتنا ایمان افروز ہے کہ اِس کو ایک تقریر میں سمونا مشکل ہے۔ لہٰذا اِس ایمان افروز داستان کو دو تین تقاریر میں پھیلایا جا رہا ہے۔ سب سے پہلے خلافتِ اولیٰ میں خلیفۃ المسیح کی احبابِ جماعت سے محبت اور احبابِ جماعت کی اپنے پیارے خلفاء سے عشق اور وفا کا ذکر کرتے ہیں۔

حضرت خلیفۃُ المسیح الاولؓ کے زمانہ میں ہندوستان کے علاقہ حیدر آباد دکن میں سیلاب آیا۔ جس میں جماعت کے کچھ لوگ بھی متاثر ہوئے۔ حضورؓ بے قرار ہو گئے اور اس زمانہ میں متواتر تاریں دے کر احباب کی خیریت دریافت کی۔ پھر بھی تسلی نہ ہوئی تو خاص طور پر ایک آدمی کو بھیجا۔عام طور پر آپ جماعت کے لیے دعاؤں میں مصروف رہتے تھے مگر جمعہ کے دن، جمعہ کے بعد مغرب تک خصوصی دعاؤں کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ایڈیٹر الحکم کی گواہی ہے کہ مَیں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ جب آپؓ کے پاس ڈاک آتی ہے تو ایک ایک خط کو آپؓ اپنے ہاتھ میں لے کر دعا کرتے۔

(حیات نور صفحہ 422)

ایک رات حاکم دین صاحب نے بیوی کی تکلیف کا ذکر کیا تو حضورؓ نے دعا کر کے کھجور دی۔ انہوں نے جا کر بیوی کو کھلا دی تو تھوڑی دیر بعد ہی وہ صحت یاب ہو گئی اور دونوں سو گئے مگر حضورؓ ساری رات دعا میں لگے رہے۔ صبح حاکم دین صاحب نے حضورؓ کو بتایا تو حضورؓ نے فرمایا: رات کو مجھے بھی بتا دیتے تو مَیں بھی کچھ دیر سو جاتا۔

(الفضل انٹرنیشنل 24/ مئی 2019ء)

حضورؓ 1910ء میں گھوڑے سے گر کر زخمی ہو گئے تو جماعت کے لیے قیامت کا لمحہ تھا۔گھر کے باہر مردوں اور عورتوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا۔ فرمایا:

اِن سب سے کہہ دو کہ مَیں گھبراتا نہیں سب اپنے نام لکھوا دیں اور گھروں کو چلے جائیں۔ مَیں ان کے لیے دعا کرتا رہوں گا۔

(حیات نور صفحہ 472)

سامعین! اب ایک ایسے وفادار فدائی کا واقعہ سنتے ہیں جس نے اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ کی تاریخ رقم کی۔ لکھا ہے کہ حضرت مولوی غلام نبی مصریؓ، حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے شاگرد اور مدرسہ احمدیہ قادیان کے استاد تھے۔ حضرت خلیفۃُ المسیح الاولؓ کتابوں کے عاشق تھے کسی کتاب کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ کتاب صرف مصر کے کسی کتب خانہ میں موجود ہے دنیا میں کہیں اور کسی جگہ دستیاب نہیں۔ حضرت مولوی صاحب نے اِس خواہش کا اظہار کیا اے کاش! یہ کتاب ہمیں دستیاب ہو جائے۔ شاگرد نے استاد کی بات

سنی، سفر کی اجازت چاہی اور مصر روانہ ہو گئے۔ کوئی زادِ راہ پاس نہ تھا۔ توکّل کا دامن پکڑا اور چل پڑے۔ راہ میں کسی مریض کا علاج کرنے کا موقع میسر آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کو شفایاب کیا تو اُس کے والی وارثوں نے ایک قیمتی کمبل اُن کی نذر کیا۔ بمبئی پہنچے تو ایک جہاز عدن جا رہا تھا۔ کمبل بیچا تو کرایہ کی رقم میسر آ گئی۔ عدن پہنچ گئے وہاں سے ایک قافلہ کے ساتھ مصر چل پڑے۔ پیدل چلے جاتے تھے۔ مسافروں کا سامان اُٹھانے اور اونٹوں پر اُتارنے لادنے کا کام کرتے تھے۔ کھانا میسر آ جاتا۔ آخر مصر جا پہنچے۔ کھجوروں کی گٹھلیاں چنتے بیچتے تو دو وقت کا کھانا میسر آ جاتا۔ لائبریری میں کتاب موجود تھی مگر اس کو قلم سے نقل کرنے کی اجازت نہ تھی، پنسل سے نقل تیار کرتے۔ گھر پہنچ کر سیاہی سے اُسے روشن کرتے اور اپنے مرشد کی خدمت میں بھیج دیتے۔ کئی سالوں میں کام مکمل ہوا۔ درمیان میں یہ آزمائش بھی آئی کہ کتب خانہ والوں نے کتاب کو پنسل سے نقل کرنے کی اجازت منسوخ کر دی۔ مولوی صاحب نے کتاب حفظ کرنا شروع کر دی۔ جتنا حصہ حفظ کرتے گھر پہنچ کر لکھ لیتے۔ کئی برسوں میں یہ کام مکمل کیا۔ واپسی کا حکم ہوا تو اسی طریق سے واپس آ گئے۔

(الفضل 4/ جولائی 2015ء)

کیا آج کی دنیا میں اِس جیسا سمجھدار اور عقلمند فدائی اور شیدائی خلافت احمدیہ سے باہر نظر آ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃُ المسیح الاولؓ کو حقہ سے سخت نفرت تھی۔ آپؓ نے 1912ء میں ایک خطاب میں تمباکو نوشی چھوڑنے کی پُر زور تلقین فرمائی۔

(الحکم 28/ فروری 1912ء)

حضور کی یہ نصیحت نہایت مؤثر اور کارگر ثابت ہوئی۔ بہت سے آدمیوں نے حقہ نوشی سے توبہ کر لی اور حقے ٹوٹ گئے۔ جو سگریٹ نوشی کے عادی تھے۔ وہ اپنی توبہ کی درخواستیں پے درپے بھیج رہے ہیں۔ بعض کو اس قبیح عادت کے ترک سے تکلیف بھی ہوئی ہے۔ حضورؓ نے ان کے لیے یہ نسخہ تجویز کیا ہے کہ جب حقہ کی خواہش پیدا ہو تو چند کالی مرچیں منہ میں رکھ لو۔ بہر حال اب یہ بلا ہمارے مدرسہ سے رخصت ہونے کو ہے بلکہ ہو چکی ہے۔ (الحکم 14/ فروری 1912ء صفحہ 8)

ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنے بعض خدام کو یہ کام سپرد فرمایا کہ وہ قرآنِ مجید کے اسماء، افعال اور حروف کی فہرستیں تیار کریں۔ اس طریق سے خدام میں قرآن مجید کی خدمت اور اس پر غور و فکر کی عادت پیدا کرنا مقصود تھا۔ مولوی ارجمند خان صاحب کا بیان ہے کہ اس تحریک کے سلسلہ میں میرے حصہ میں اٹھارھواں پارہ آیا جو مَیں نے پیش کر دیا۔ ایک بار آپؓ نے 12/ دوستوں کو تحریک فرمائی کہ اڑھائی اڑھائی پارے یاد کرلیں۔ اس طرح سب مل کر حافظِ قرآن بن جائیں۔

(تشحیذ الاذہان مارچ 1912ء)

سامعین! حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ نے آنے والی نسل کو اس خدائی امانت کی حفاظت کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

جب تک یہ الٰہی امانت ہمارے پاس رہی اور جہاں تک ہم سے ہو سکا ہم نے خدمت کی۔ اب حکمت الٰہیہ کے ماتحت یہ امانت آپ کے سپرد ہے۔ اس کا حق ادا کرنا آپ لوگوں کے ذمہ ہے۔ پس دیکھنا اسے اپنے سے عزیز رکھنا اور کسی قربانی سے دریغ نہ کرنا۔

(اصحاب احمد جلد نمبر 9 صفحہ 279)

حضرت شیخ محمد اسماعیل سرساوی صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ نے نوجوانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

ہم نے خلافت کی حقیقت کو سمجھا تھا کہ خلافت ہی ایسی ضروری ہے کہ جس کے بغیر اسلام کی حفاظت ہو نہیں سکتی۔ پس ہم نے اپنے وقت میں اپنے خلیفہ کی بھی حفاظت کماحقہ کر کے دکھادی تھی اور حفاظت بھی کماحقہ کر کے اپنے پیارے خدا کی خوشنودی حاصل کرلی تھی۔ اب ہم تو بوڑھے ہو گئے اور ہڈیاں بھی ہماری کھوکھلی ہو گئیں۔ ٹھوکریں ہی کھاتے رہے اور ٹھوکریں کھاتے ہی اس دنیا سے گزر جائیں گے۔ اب تمہارا نوجوانوں کا ہی کام ہے کہ آگے آگے قدم رکھو اور اپنے پیارے خلیفہ کی بھی حفاظت کرو اور خلافت کی بھی حفاظت کرو۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 6 صفحہ 78)

خلافت ہمارے گھروں کا دیا ہے
یہ انمول تحفہ خدا کی عطا ہے
خلافت کی برکت سے سب کچھ ہے حاصل
یہ برکت کا دیا ہمیشہ جلا ہے

(اِس تقریر کی تیاری میں مکرم عبد السمیع خان صاحب آف کینیڈا کے ایک مضمون سے استفادہ کیا گیا ہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ)



﴿26﴾ ﴿مشاہدات۔813﴾

دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

(تقریر نمبر 2 بابت خلافتِ ثانیہ)

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

(التوبہ:128)

وہ عکس بن کے مری چشم تر میں رہتا ہے
عجیب شخص ہے پانی کے گھر میں رہتا ہے

معزز سامعین! میری آج کی گزارشات کا عنوان ہے۔ **"دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی"**

ایک مشہورِ زمانہ شاعر جناب ظہیر دہلوی کا شعر ہے جس سے شاعر موصوف خوب شہرت سمیٹی وہ شعر یوں ہے۔

چاہت کا جب مزا ہے کہ وہ بھی ہوں بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

شاعر نے اِس شعر میں مجازی محبت کا احوال بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ محبت اور چاہت تو اُس وقت عروج کو چھوتی ہیں کہ جب مُحِبّ بھی بے قرار ہو اور محبوب میں بھی محبت اور عشق جوش مار رہا ہو۔ یکطرفہ محبت نہ ہو تب جا کر محبت کی جو آگ دونوں طرف سے لگے تو کمال ہے۔ شاعر نے تو استعارۃً محبت کا اظہار کیا ہے کہ کاش! دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی لیکن روحانی دنیا میں محبت نہ یکطرفہ ہوتی ہے اور نہ ہی کسی افسوس، کاش کہنے اور افسردگی و شرمندگی کے اظہار کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اِس شعر کو ذرا تظمین

کے ساتھ یوں اگر پڑھا جائے کہ "دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی"۔ کہ یقین کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ محب اور محبوب، عاشق اور معشوق دونوں اطراف میں محبت کے شعلے برابری کی سطح پر روشن ہو کر بلند ہو رہے ہیں۔ یہ کیفیت انبیاء، اولیاء، فقراء اور اُن کے متبعین کے درمیان اکثر دیکھنے کو ملتی ہے۔ اگر اِس اصول کو ہم جماعتِ احمدیہ میں خلیفۃُ المسیح اور مؤمنین کی جماعت پر لاگو کریں تو یہ مضمون کھل کر سامنے آتا ہے کہ خلیفۃُ المسیح دنیا میں پھیلے کونے کونے میں موجود ہر احمدی سے محبت کرتے، اُس کے لئے دعا کرتے ہیں تو مدّ مقابل وہ احمدی بھی اپنی جان، مال، وقت اور عزّت کو اپنے آقا کے لئے قربان کرنے کو تیار ہوتا ہے۔

یہی وہ نعمت ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ آیت 128 میں بیان کیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ یقیناً تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آیا۔ اُسے بہت سخت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اُٹھاتے ہو اور وہ تُمہارے لئے خَیر کا بہت بھوکا ہے۔ مؤمنوں کے لئے بے حد مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اِسی مضمون کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی بشارت دیتے ہوئے بیان فرمائی کہ

خِيَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ وَيُصَلُّونَ عَلَيْكُمْ وَتُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ وَشِرَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ

(صحیح مسلم کتاب الامارہ باب خیار الائمۃ حدیث نمبر 1855)

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بہترین لیڈر وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں اور وہ تمہارے لیے دعائیں کرتے ہیں اور تم اُن کے لیے دعائیں کرتے ہو اور تمہارے بدترین لیڈر وہ ہیں جن سے تم نفرت کرتے ہو اور وہ تم سے نفرت کرتے ہیں تم ان پر لعنت کرتے ہو اور وہ تم پر لعنت کرتے ہیں۔

سامعین! خلافتِ احمدیہ کے 117 سالہ مبارک دَور خلافت اور جماعت کے باہمی پیار اور محبت کے تعلق کے حوالہ سے اتنا ایمان افروز ہے کہ اِس کو ایک تقریر میں سمونا مشکل ہے۔ لہٰذا اِس ایمان افروز داستان کو تین چار تقاریر میں پھیلایا جا رہا ہے۔ سب سے پہلے خلافتِ اولیٰ میں خلیفۃُ المسیح کی احبابِ جماعت سے محبت

اور احبابِ جماعت کی اپنے پیارے خلفاء سے عشق اور وفا کا ذکر اپنی ایک تقریر میں کر چکا ہوں۔ آج خلافتِ ثانیہ کا ذکر کرتے ہیں۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ بھی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی طرح ہی سراپا محبت تھے اور جماعت کے روحانی باپ تھے۔ آپؓ نے فرمایا تھا کہ تمہارے لیے ایک شخص درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا تمہارے لیے راتوں کو دعائیں کرنے والا ہے وہ تمہارے لیے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے۔

(برکات خلافت، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 158)

پھر حضورؓ اپنے پیروکاروں سے اپنی محبت کا احوال یوں بیان فرماتے ہیں:

مَیں دیانت داری سے کہہ سکتا ہوں کہ لوگوں کے لیے جو اخلاص اور محبت میرے دل میں میرے اس مقام پر ہونے کی وجہ سے ہے جس پر خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے اور جو ہمدردی اور رحم میں اپنے دل میں پاتا ہوں وہ نہ باپ کو بیٹے سے ہے اور نہ بیٹے کو باپ سے ہو سکتا ہے۔

(الفضل 14/ اپریل 1924ء)

قادیان سے پاکستان ہجرت کے دنوں میں حضرت مصلح موعودؓ رات کو چھپ کر گھر سے دور تنہائی میں جماعت کے لیے دعائیں کرتے تھے۔ حضورؓ نے قادیان سے ہجرت سے پہلے احمدیوں کی امانتوں کو لاہور بھجوا دیا جس سے ہزاروں احمدیوں کو نئی زندگی شروع کرنے میں آسانی ہو گئی۔ حضور ہندوستان سے پاکستان ہجرت کر کے آنے والے احمدیوں کے لیے خاص طور پر 25 روپے روزانہ صدقہ دیتے تھے۔ ان کے آنے کے وقت قرآن کی تلاوت کرتے رہتے اور بے چینی کی وجہ سے بیٹھ نہیں سکتے ٹہل کر پڑھتے تھے۔ جب تک اِن (کے قافلہ) کی آمد کی خبر نہ مل جاتی۔

(الفضل 16/ فروری 2000ء)

لاہور میں راشن کی کمی کی وجہ سے سب کارکنان کے لیے روٹی کا کوٹہ مقرر تھا جس کی حضورؓ بھی پابندی کیا کرتے تھے۔ حضورؓ کے ایک پوتے نے کہا کہ میرا اِس سے پیٹ نہیں بھرتا۔ فرمایا:

جو کوٹہ عام جماعت کے لیے ہے وہی تمہارے لیے بھی ہے میری آدھی روٹی تم کھالیا کرو۔

حضرت مصلح موعودؓ کی ازواج میں سے ایک نے گھر میں قالین بچھایا۔ وہ کچھ خاص قیمتی نہیں تھا۔ ایک خاتون حضورؓ سے ملنے آئی اور مٹی سے لَت پَت پاؤں لے کر اِس قالین پر چڑھ گئی اور کام کے بعد واپس چلی

گئی۔ بعد میں حضور کو احساس ہوا کہ کسی گھر والے نے اِس کا بُرا منایا ہے تو حضورؒ نے فوراً ایک ملازمہ کو بلا کر فرمایا:

یہ قالین فوراً یہاں سے لے جا کر باہر پھینک دو۔ یہ میرے اور میری جماعت کے درمیان حائل ہو رہا ہے۔

(الفضل 24/ مئی 2019ء)

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب ملتان میں ڈپٹی کمشنر تھے۔ حضور وہاں تشریف لے گئے وہاں اُن کے گھر قیمتی فرنیچر دیکھا تو فرمایا تمہارا قیمتی فرنیچر غریب اور کمزور احمدیوں سے ملاقات میں روک نہیں بننا چاہیے۔

(الفضل 16/ فروری 2000ء)

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی روایت ہے کہ جماعت کسی ابتلا سے گزر رہی ہوتی تو حضورؒ بستر چھوڑ کر فرش پر سوتے جب تک کہ خدا کی طرف سے کوئی اشارہ نہ ہوتا۔

(الفضل 16/ فروری 2000ء)

حضورؒ کے بچے گھر سے باہر دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ حضورؒ کے ایک لڑکے نے کسی لڑکی کو تھپڑ مار دیا۔ حضورؒ نے دیکھا تو دونوں کو بلا لیا اور اُس لڑکی سے کہا کہ میرے بیٹے کے منہ پر اُسی طرح تھپڑ مارو۔ اس لڑکی کی تو ہمت نہ پڑی مگر حضورؒ نے اپنے بیٹے سے فرمایا:

مَیں اس کا بھی باپ ہوں اب اگر تم نے اس پر ہاتھ اٹھایا تو مَیں تمہیں سخت سزا دوں گا۔

(الفضل 24/ مئی 2019ء)

حضرت مصلح موعودؓ کے تمام 13 بیٹے تقسیم ہند کے بعد قادیان میں رہ گئے تھے۔ کچھ دنوں بعد قادیان کا محاصرہ کر لیا گیا تو حضور نے اپنے بچوں کے نام ایک خط میں لکھا۔ جہاں تک ظاہری حالات اور ہماری معلومات کا تعلق ہے ہندوستان کی فوج کی مدد سے سکھوں کے جتھے قتلِ عام شروع کرنے والے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں تم سب بھی قتل کر دیے جاؤ گے۔ مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم سب بھائی بشاشت سے اور ہنستے مسکراتے خدا کی راہ میں جان دینا۔ کسی قسم کا خوف تمہارے چہروں پر بھی نہ آئے۔

(یادوں کے دریچے از مرزا مبارک احمد صفحہ 58)

پھر حضورؓ نے تحریک فرمائی کہ ہم قادیان کسی صورت میں مکمل طور پر نہیں چھوڑیں گے اور ایسے 313 جانبازوں کی ضرورت ہے جو جان ہتھیلی پر رکھیں اور مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت کریں۔ حضورؓ نے فرمایا

میرا ایک بیٹا میری نمائندگی میں ان کے ساتھ رہے گا۔ چنانچہ اس خوش قسمت بیٹے مرزا وسیم احمد نے ساری عمر وہیں گزار دی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے فرقان بٹالین قائم کی تو حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کو اس کا نگران بنایا۔ اس بٹالین میں شرکت کی تحریک کے لیے ایک بزرگ تحریک کر رہے تھے۔ مجلس میں ایک نوجوان بھی تھا جس کی بیوہ ماں پردے کے پیچھے سن رہی تھی۔ جب لوگ نام لکھوا رہے تھے تو اس عورت نے اپنے بیٹے کو آواز دی کہ خلیفہ کا نمائندہ تمہیں بلا رہا ہے تم اپنا نام کیوں نہیں لکھوا رہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے دعا کی کہ اے خدا! اگر جان لینی مقدر ہو تو اس بچے کی جان نہ لینا میرے بیٹے کی جان لے لینا۔ خدا نے یہ بات سن لی اور وہ سلامت واپس آ گیا۔

الغرض حضرت مصلح موعودؓ نے احبابِ جماعت جہاں جہاں اور جب بھی جان، مال اور وقت کی قربانی کا مطالبہ کیا آپؓ نے اپنی اُولاد اور افرادِ خاندان مسیح موعود کو ساتھ رکھا اور اُن سے بھی وہی قربانی لی جس کا مطالبہ احباب وخواتین جماعت سے کیا۔

سامعین! حضرت مصلح موعودؓ نے ایک دفعہ مرزا غلام اللہ صاحب سے فرمایا کہ دوستوں کو حقہ چھوڑنے کی تلقین کیا کریں۔ وہ خود حقہ پیتے تھے۔ انہوں نے گھر آکر اپنا حقہ جو دیوار کے ساتھ کھڑا تھا اسے توڑ دیا۔ بیوی نے پوچھا تو کہا۔ مجھے حضرت صاحب نے حقہ پینے سے لوگوں کو منع کرنے کی تلقین کرنے کے لیے ارشاد فرمایا ہے اس لیے پہلے اپنے حقے کو توڑا ہے اور پھر مرتے دم تک حقے کو ہاتھ نہ لگایا اور دوسروں کو بھی حقہ چھوڑنے کی تلقین کرتے رہے۔

(سوانح فضل عمر جلد 2 صفحہ 34)

سامعین! حضرت مصلح موعودؓ نے روسی علاقوں میں تبلیغ کا ارشاد فرمایا تو نوجوان نتائج کی پروا کیے بغیر پاسپورٹوں کے بغیر نکل کھڑے ہوئے۔ وہاں جا کر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے مگر قید میں بھی تبلیغ نہیں چھوڑی۔ حضرت مولوی ظہور حسین صاحب اپنی آپ بیتی میں لکھتے ہیں کہ کئی دن تک وہ نہ رات کو سو سکے نہ دن کو اور مسلسل فاقے کرنے پڑے۔ اِن کے سامنے قید میں سوَر کا گوشت بھی رکھا جاتا

تھا جسے وہ کھا نہیں سکتے تھے اور محض پانی میں روٹی بھگو کر کھاتے۔ ان کو بدترین قید میں رکھا گیا اور طرح طرح کی اذیتیں قید میں ان کو دی گئیں۔

(آپ بیتی مجاہد بخارا)

اِسی طرح آپؓ نے 1923ء میں تحریک شدھی کے خلاف مہم چلائی تو سینکڑوں رضاکار حاضر ہو گئے جنہوں نے جماعت سے ایک پیسہ بھی نہیں لیا اور اپنا سامان سروں پر اٹھا کر میلوں پیدل چلتے رہے، بھوکے سوتے رہے مگر اسلام اور اپنے امام کی محبت پر کوئی آنچ نہیں آنے دی۔ اِسی تحریک کے دوران ریاست بھرت پور کے گاؤں کی ایک بڑھیا مسلمان ہو گئی تو اس کی فصل کاٹنے سے اُس کے بیٹوں نے انکار کر دیا تو حضرت مصلح موعودؓ کے حکم پر قادیان کے گریجوایٹ اور عربی فاضل اِس بڑھیا کی فصل کاٹنے کے لیے پہنچے۔ وہ جو صرف قلم چلاتے تھے اور کبھی درانتی اور کسّی نہیں پکڑی تھی وہ زخمی ہاتھوں سے اسلام اور امام کی غیرت دکھا رہے تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 347)

اِسی تحریک شدھی کے موقع پر ایک بنگالی نے حضورؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر میرے دس بیٹے ہوں اور وہ سارے کے سارے خدمت دین کرتے ہوئے مارے جائیں تب بھی مَیں کوئی غم نہیں کروں گا بلکہ مَیں خود بھی خدا کی راہ میں مارا جاؤں تو میرے لیے عین خوشی کا موجب ہو گا۔

(الفضل 15/مارچ 1923ء)

سامعین! آئیں! اب مبلغین کی اطاعت، فرمانبرداری اور فدائیت کے واقعات سنتے ہیں۔ حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحبؓ شادی کے تقریباً ڈیڑھ برس بعد جب 1933ء میں مغربی افریقہ بھجوائے گئے تو آپ چودہ سال اپنے مقدس فریضہ کی ادائیگی کے بعد جب مرکز واپس تشریف لائے تو بڑھاپے میں قدم رکھ چکے تھے اور آپ کی اہلیہ جنہوں نے شادی کے بعد صرف ڈیڑھ برس ہی اپنے خاوند کے ساتھ گزارے تھے وہ بھی اب ادھیڑ عمر کو پہنچ چکی تھیں۔ لیکن یہ سب کچھ محض اللہ کے دین کی خاطر اور اپنے امام کی محبت میں تھا۔

(روح پرور یادیں صفحہ 31۔ 32 از محمد صدیق امرتسری)

اِسی طرح حضرت مولانا رحمت علی صاحب کو انڈونیشیا بھجوایا گیا مگر جماعت کے کمزور مالی حالات کے پیشِ نظر انہیں اپنے بیوی بچوں سے ملنے کے لیے واپس نہ بلایا جاسکا۔ ایک دن اُن کے سب سے چھوٹے بیٹے نے اپنی ماں سے پوچھا کہ اماں! سکول میں سب بچے اپنے ابا کی باتیں کرتے ہیں میرے ابا کہاں چلے گئے کہ واپس آنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ ماں یہ سن کر آبدیدہ ہوگئی اور انڈونیشیا کی سَمت انگلی اٹھا کر یہ کہا کہ بیٹا! تمہارے ابا اس طرف خدا کا پیغام پہنچانے گئے ہیں اور اُسی وقت واپس آئیں گے جب خدا کو منظور ہوگا۔ انڈونیشیا میں اپنے اہل وعیال سے الگ رہ کر تبلیغ و تربیت میں جو وقت انہوں نے صرف کیا اُس کا عرصہ 26 سال بنتا ہے۔ بالآخر جماعت نے یہ فیصلہ کیا کہ اب ان کو مستقلاً واپس بلا لیا جائے۔ تب اُن کی بوڑھی بیوی حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر بڑے درد سے یہ عرض کیا کہ مَیں جوان تھی تو اللہ کی خاطر صبر کیا اور اپنے بچوں کو کسمپرسی کی حالت میں پالا پوسا اور جوان کیا۔ اب جبکہ مَیں بوڑھی اور بچے جوان ہو چکے ہیں اب تو میری تمنا پوری کر دیجیئے کہ میرا خاوند مجھ سے دور خدمتِ دین کی مہم ہی میں دیارِ غیر میں مر جائے اور مَیں فخر سے کہہ سکوں کہ مَیں نے اپنی تمام شادی شدہ زندگی دین کی خاطر قربان کر دی۔

(ماہنامہ خالد ربوہ فروری 1988ء)

مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ مبلغین کے وفد کے ساتھ 1946ء میں لندن پہنچے۔ اس وقت لندن مشن کی صورت حال انہوں نے ایک انٹرویو میں بیان کی جس کا کچھ حصہ احباب کی خدمت میں پیش ہے۔ فرماتے ہیں:

حضرت صاحبؓ نے ہمیں تقسیم ہند کے بعد لکھا کہ ملک تقسیم ہو گیا ہے۔ ہم لاہور آگئے ہیں اس لیے مَیں اب ان تمام مبلغین کو جنہوں نے وقف کیا ہوا ہے وقف سے آزاد کرتا ہوں جو آزاد ہونا چاہتا ہے ہو جائے جب حالات بہتر ہوں گے مَیں تنکا تنکا اکٹھا کر کے گھونسلہ بنالوں گا اور آپ کو بلا لوں گا۔ کرم الٰہی ظفر صاحب نے لکھا کہ مجھے الاؤنس نہ دیں مجھے رہنے کی اجازت دیں مَیں اپنے طور پر تبلیغ کرتا ہوں۔ وہ پرفیوم بیچا کرتے تھے اس لیے وہ سپین میں رہ گئے۔ عطاء الرحمان صاحب نے کہا کہ مجھے فارغ نہ کریں مجھے رہنے

دیں وہ فرانس میں تھے۔ تیسرا مَیں تھا... یہ جو وقت تھا مالی تنگی کا یہ تین چار ماہ رہا اس کے بعد پھر حضرت صاحب نے پیسے بھجوانے کا انتظام کر دیا تھا۔

قادیان کی حفاظت کے لیے ایک احمدی خاتون نے اپنے بیٹے کو بھیجا اور جاتے ہوئے یہ وصیت کی ”بیٹا! دیکھنا پیٹھ نہ دکھانا“ سعادت مند بیٹے نے ماں کے فرمان کی لاج رکھ لی اور شہادت سے چند لمحے پہلے اپنی ماں کے نام یہ پیغام دیا ”میری ماں سے کہہ دینا کہ تمہارے بیٹے نے تمہاری وصیت پوری کر دی ہے اور لڑتے ہوئے مارا گیا ہے“

(الفضل 11/اکتوبر 1947ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے وقارِ عمل کی تحریک فرمائی اور نمونہ دکھانے کے لیے کسّی پکڑی تو مخلصین کی جان پر بن آئی تو کئی مخلصین ایسے تھے جو کانپ رہے تھے اور دوڑے دوڑے آئے اور کہتے حضور! تکلیف نہ کریں۔ ہم کام کرتے ہیں اور حضور کے ہاتھ سے کسّی اور ٹوکری لینے کی کوشش کرتے۔ لیکن حضور ان کے ساتھ مل کر کام کرتے رہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 50)

سامعین! حضرت مصلح موعودؓ نے 1944ء میں وقف جائیداد کی تحریک فرمائی تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ایک صحابی حضرت میاں خدا بخش صاحبؓ نے سرگودھا سے حضور کی خدمت میں لکھا:

جائیدادیں وقف کرنے کی تحریک پڑھ کر دل کو اس قدر خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ میری جائیداد قریب قریب اس وقت دولاکھ کی ہے۔ مَیں خدا کے دین کی اشاعت کے لیے بسم اللہ کر کے وقف کرتا ہوں۔ یہ جائیداد کیا چیز ہے۔ میرا سر بھی اس کام کے لیے حاضر ہے...1954ء میں آپ نے اپنی زرعی زمین سے ایک کنال کا رقبہ صدر انجمن احمدیہ کے نام رجسٹری کرادیا مسجد احمدیہ کی تعمیر شروع کی ادھر یہ مسجد پایہ تکمیل تک پہنچی ادھر واپسی کا بلاوا آگیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 10 صفحہ 539)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے عورتوں کو تحریک کی کہ وہ چندوں کی وصولی میں مدد کریں۔ اس پر ایک جماعت کے دوستوں نے جا کر ایک سست دوست کی بیوی سے کہا کہ اس کام میں آپ ہماری مدد

کریں۔ اس دوست نے جب تنخواہ لا کر بیوی کو دی تو اس نے پوچھا کہ آپ چندہ دے آئے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں چندہ تو نہیں دیا سیکرٹری ملا نہیں تھا۔ پھر دے دوں گا۔ مگر بیوی نے کہا کہ مَیں تو ایسے مال کو ہاتھ لگانے کو تیار نہیں ہوں جس میں سے خدا تعالیٰ کا حق ادا نہ کیا گیا ہو۔ مَیں تو نہ اس سے کھانا پکاؤں گی اور نہ کسی اور کام میں صرف کروں گی۔ مرد نے کہا چندہ مَیں صبح دے دوں گا۔ اس وقت دیر ہو چکی ہے رکھو۔ مگر بیوی نے کہا کہ پہلے چندہ ادا کر آؤ۔ پھر مَیں ہاتھ لگاؤں گی۔ اس پر وہ شخص اسی وقت سیکرٹری مال کے پاس گیا اور ادائیگی کی اور کہا کہ آئندہ تنخواہ کے ملنے کے دن ہی مجھ سے چندہ لے لیا کرو تا گھر میں جھگڑا نہ ہو۔

(الفضل 12/ مئی 1939ء)

سامعین! 1934ء میں تحریک جدید کے آغاز پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے واقفین زندگی کا مطالبہ کیا جس پر بیسیوں احباب نے لبیک کہا اور اموال پیش کر دیے۔ دنیا بھر میں تبلیغ کی ایک مربوط اور منظم سکیم کا آغاز ہوا۔ اسلام کی اشاعت کے لیے سابقہ بزرگوں نے بہت محنت کی ہے مگر اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں تبلیغ اسلام کا یہ سب سے بڑا اور مربوط اور منظم منصوبہ ہے جو خلافت اور جماعت کے تعلق کی زندہ داستان ہے۔ جماعت نے اپنے جگر گوشے پیش کر دیے اور خلافت نے ان کو سینے سے لگا لیا۔ 80 ہزار سے زائد تو صرف واقفین نو ہیں۔ جماعت نے اپنے اموال پیش کر دیے تو خلافت قائم کرنے والے خدا نے ہزاروں گنا بڑھا کر لوٹا دیے۔

ایک صاحب 1934ء میں احمدی ہوئے اور اسی وقت تحریک جدید کے مالی جہاد میں شامل ہو گئے۔ ایک عرصہ بعد انہوں نے اپنی آمد کا اندازہ کر کے 2034ء تک سو سال کا چندہ ادا کر دیا جب کہ ان کی وفات 2002ء میں ہو گئی مگر وہ آج بھی تحریک جدید کے مجاہدین میں شامل ہیں۔

(الفضل 28/ اپریل 2004ء)

اخبار سیاست کے ایک مضمون نگار نے لکھا کہ ”آئے دن چندے دیتے دیتے قادیانی مرید تھک سے گئے ہیں“۔ اس پر ایک احمدی نے حضرت مصلح موعودؓ کو لکھا:

سیاست کے بودے اعتراضات پڑھے جن کو ایک عقلمند نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے... احمدی احباب تھک نہیں گئے بلکہ استقامت سے اپنے فرض منصبی کو ادا کر رہے ہیں لہٰذا مبلغ ایک سو روپیہ بندہ اپنے حساب سے زائد ایک لاکھ کی تحریک میں نقد ارسال کرتا ہے تا کہ دشمنوں کو معلوم ہو جائے کہ احمدی چندوں سے ہر گز نہیں تھکتے بلکہ اگر امام وقت حکم فرمائیں کہ جانیں حاضر کرو تو بغیر حیل و حجت کے حاضر ہو جاویں۔

(الفضل 21/اپریل 1925ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے جلسہ سالانہ 1957ء پر وقف جدید کا اعلان کیا۔ واقفین کی درخواستیں آنی شروع ہو گئیں۔ چنانچہ 18/جنوری 1958ء کو چودہ واقفین کو بطور معلم منتخب کر لیا گیا ان کے لیے ایک ہفتہ کی تربیتی کلاس منعقد کی گئی اور یکم فروری 1958ء کو چھ معلمین کا پہلا قافلہ سوئے منزل روانہ ہو گیا۔ چنانچہ پہلے سال کے اختتام پر 90 مراکز وقف جدید کے تحت قائم ہو چکے تھے اور ستر ہزار روپیہ کی مطلوبہ رقم بھی موصول ہو گئی۔

خلافت پہ ہم سب ہیں قربان ہر دم
سبھی مر مٹیں جب اشارہ ہوا ہے
اُدھر خوش ہوں آقا ، سبھی مسکرائیں
سکونِ قلب ہر کسی کو ملا ہے

(اِس تقریر کی تیاری میں مکرم عبدالسمیع خان صاحب آف کینیڈا کے ایک مضمون سے استفادہ کیا گیا ہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ)



﴿27﴾ ﴿مشاہدات۔814﴾

دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

(تقریر نمبر 3 بابت خلافتِ ثالثہ ورابعہ)

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے۔

لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ

(التوبہ:128)

وہ عکس بن کے مری چشم تر میں رہتا ہے
عجیب شخص ہے پانی کے گھر میں رہتا ہے

معزز سامعین! میری آج گزارشات کا عنوان ہے۔ **"دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی"**

ایک مشہورِ زمانہ شاعر جناب ظہیر دہلوی کا شعر ہے جس سے شاعر موصوف خوب شہرت سمیٹی وہ شعر یوں ہے۔

چاہت کا جب مزا ہے کہ وہ بھی ہوں بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

شاعر نے اِس شعر میں مجازی محبت کا احوال بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ محبت اور چاہت تو اُس وقت عروج کو چھوتی ہیں کہ جب مُحِبّ بھی بے قرار ہو اور محبوب میں بھی محبت اور عشق جوش مار رہا ہو۔ یکطرفہ محبت نہ ہو تب جاکر محبت کی جو آگ دونوں طرف سے لگے تو کمال ہے۔ شاعر نے تو استعارۃً محبت کا اظہار کیا ہے کہ کاش! دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی لیکن روحانی دنیا میں محبت نہ یکطرفہ ہوتی ہے اور نہ ہی کسی افسوس، کاش کہنے اور افسردگی وشرمندگی کے اظہار کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اِس شعر کو ذرا تظمین

کے ساتھ یوں اگر پڑھا جائے کہ ”دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی“۔ کہ یقین کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ محب اور محبوب، عاشق اور معشوق دونوں اطراف میں محبت کے شعلے برابری کی سطح پر روشن ہو کر بلند ہو رہے ہیں۔ یہ کیفیت انبیاء، اولیاء، فقراء اور اُن کے متبعین کے درمیان اکثر دیکھنے کو ملتی ہے۔ اگر اِس اصول کو ہم جماعتِ احمدیہ میں خلیفۃُ المسیح اور مؤمنین کی جماعت پر لاگو کریں تو یہ مضمون کھل کر سامنے آتا ہے کہ خلیفۃُ المسیح دنیا میں پھیلے کونے کونے میں موجود ہر احمدی سے محبت کرتے، اُس کے لئے دعا کرتے ہیں تو مدّ مقابل وہ احمدی بھی اپنی جان، مال، وقت اور عزّت کو اپنے آقا کے لئے قربان کرنے کو تیار ہوتا ہے۔

یہی وہ نعمت ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ آیت 128 میں بیان کیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ یقیناً تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آیا۔ اُسے بہت سخت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اُٹھاتے ہو اور وہ تُمہارے لئے خَیر کا بہت بھوکا ہے۔ مؤمنوں کے لئے بے حد مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اِسی مضمون کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی بشارت دیتے ہوئے بیان فرمائی کہ

خِيَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ وَيُصَلُّونَ عَلَيْكُمْ وَتُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ وَشِرَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ

(صحیح مسلم کتاب الامارہ باب خیار الائمۃ حدیث نمبر 1855)

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بہترین لیڈر وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں اور وہ تمہارے لیے دعائیں کرتے ہیں اور تم اُن کے لیے دعائیں کرتے ہو اور تمہارے بدترین لیڈر وہ ہیں جن سے تم نفرت کرتے ہو اور وہ تم سے نفرت کرتے ہیں تم ان پر لعنت کرتے ہو اور وہ تم پر لعنت کرتے ہیں۔

سامعین! خلافتِ احمدیہ کے 117 سالہ مبارک دَور خلافت اور جماعت کے باہمی پیار کے تعلق کے حوالہ سے اتنا ایمان افروز ہے کہ اِس کو ایک تقریر میں سمونا مشکل ہے۔ لہٰذا اِس ایمان افروز داستان کو تین چار تقاریر میں پھیلایا جا رہا ہے۔ خلافتِ اولیٰ و ثانیہ میں خلیفۃُ المسیح کی احبابِ جماعت سے محبت اور

احبابِ جماعت کی اپنے پیارے خلفاء سے عشق اور وفا کا ذکر دو تقاریر میں کر آئے ہیں۔ آج خلافتِ ثالثہ اور خلافتِ رابعہ کا ذکر کرتے ہیں۔

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرمایا کرتے تھے کہ خلافت اور جماعت ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو ایک احمدی بچی اپنی کسی مشکل کے لیے روزانہ دعا کا خط لکھتی تھی۔ ایک رات حضور دیر تک ٹہل رہے تھے تو پرائیویٹ سیکرٹری نے پوچھا تو فرمایا: آج اس بچی کا خط نہیں ملا اس کی وجہ سے پریشان ہوں۔

رسالہ لاہور کے احمدی ایڈیٹر جناب ثاقب زیروی صاحب اور رسالہ کے غیر احمدی پرنٹر میاں محمد شفیع صاحب پر سرگودھا میں مقدمہ دائر ہوا۔ وہ لاہور سے سرگودھا جاتے ہوئے ربوہ میں رکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے رات کا کھانا پیش کیا اور دعا کر کے جاتے ہوئے فرمایا: آپ جلد بَری ہو جائیں گے۔ میاں محمد شفیع کہنے لگے بَری تو ہو جائیں گے مگر تین سال بعد۔ صبح سرگودھا پہنچے تو عدالت نے حیرت انگیز طور پر باعزت بَری کر دیا۔ واپس دوپہر کو ربوہ آئے تو حضور کو اطلاع دی تو حضور فکر مندی سے ٹہل رہے تھے۔ فرمایا: ہم نے ابھی کھانا نہیں کھایا آپ بیٹھیں۔ مَیں نفل پڑھ کے آتا ہوں۔ میاں محمد شفیع یہ سن کر دھاڑیں مار کر رونے لگ گئے کہ مجھ پر آج یہ راز کھلا ہے کہ **تم اپنے امام کے اس قدر شیدائی کیوں ہو ایسی محبت تو مَیں نے سگے والدین میں بھی نہیں دیکھی۔**

(الفضل آن لائن 28/ مئی 2022ء)

1974ء میں احباب جماعت جن دکھوں سے گزر رہے تھے اُن میں اُن کا محبوب خلیفہ بھی ساتھ تھا۔ حضور کئی کئی راتیں مسلسل جاگ کر دعاؤں میں گزارتے۔ ایک دن گوجرانوالہ سے امیر صاحب ضلع نے فون کیا کہ حضور کو اطلاع کر دیں کہ سب احمدی ایک جگہ اکٹھے ہیں۔ دشمن نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ حضور دعا کریں۔ حضور دعا میں لگ گئے تھوڑی دیر بعد فون آیا کہ خطرہ اور بڑھ گیا ہے کچھ دیر بعد فون آیا کہ حضور کی خدمت میں ہمارا آخری سلام قبول ہو کیونکہ اب بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ حضور جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور قریبی کمرہ میں جا کر سجدہ میں گر گئے اور جب کافی دیر بعد اٹھے تو فون آیا کہ

خطرہ ٹل گیا ہے اور سب احمدی خیریت سے ہیں۔ اِس طرح خلافت کی بے قرار دعائیں موت کے منہ سے کھینچ لاتی ہیں۔

1974ء کے حالات میں احمدی لٹے پٹے ربوہ میں آتے تھے۔ طبعی طور پر افسردہ اور بے چین چہروں کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ملتے تھے اور ہنستے مسکراتے چہروں کے ساتھ باہر آتے تھے۔ وہ کیا چیز تھی جو ان کے چہروں کی زردی کو سرخی میں بدل دیتی تھی۔ وہ ایک روحانی باپ کی محبت تھی۔ ایک ٹھنڈا سایہ تھا، وہ پیار کا چشمہ تھا جس میں سارے غم دھل جاتے تھے۔

1974ء کے حالات میں احمدی طلبہ کو تعلیمی اداروں میں جان کا خطرہ تھا اور حکومت کوئی انتظام نہیں کر رہی تھی مگر اعلان کر دیا کہ احمدی طلبہ اپنی مرضی سے غیر حاضر ہیں تو حضرت خلیفۃُ المسیح الثالثؒ نے سب سے پہلے اپنے خاندان کے طلبہ کو بلایا اور سخت خطرناک حالات میں اپنی اپنی یونیورسٹی جانے کا حکم دیا جن میں ہمارے محبوب امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب بھی تھے۔ کچھ کو مشکلات بھی پیش آئیں مگر عمومی طور پر اللہ تعالیٰ نے سب کی حفاظت فرمائی۔

(خلافت از ادارہ الفضل آن لائن لندن صفحہ 65)

1970ء میں حضرت خلیفۃُ المسیح الثالثؒ نے نصرت جہاں سکیم جاری فرمائی۔ جس میں ڈاکٹرز اور اساتذہ کو خصوصی خدمت کی توفیق ملی۔ ان میں خاندان مسیح موعودؑ کے بہت سے افراد نے بھی حصہ لیا خود ہمارے موجودہ امام نے گھانا میں نہایت تکلیف دہ حالات میں خدمت کی توفیق پائی۔ سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ نہ صاف پانی ملتا تھا نہ سبزی نہ گندم نہ دودھ نہ کوئی خادم نہ کوئی سیکیورٹی۔ الاؤنس بہت کم تھا گھر کے ساتھ جو خالی جگہ تھی اس میں سبزیاں لگالیں۔ کچھ مرغیاں رکھ لیں اور گزارہ کر لیا اور نہایت اخلاص و وفا کے ساتھ امام وقت کی راہنمائی میں کام پر لگے رہے۔

حضورؒ نے 1980ء میں فرمایا:

اس سکیم کے تحت بہت سے احباب نے جانی قربانی کا جو نمونہ پیش کیا وہ بھی کچھ کم اہم نہیں ہے۔ بہت سے ڈاکٹروں نے مغربی افریقہ میں نئے کلینک کھولنے اور انہیں چلانے کے لیے تین تین سال وقف کیے۔ مَیں نے ان سے کہا تم خدمت کے لیے جارہے ہو۔ جاؤ! ایک جھونپڑا ڈال کر کام شروع کر دو اور مریضوں کی ہر

ممکن خدمت بجالاؤ۔ مَیں ابتدائی سرمائے کے طور پر انہیں صرف پانچ سو پاؤنڈ دیتا تھا۔ انہوں نے اخلاص سے کام شروع کیا۔ غریبوں سے ایک پیسہ لیے بغیر ان کی خدمت کی۔

جلسہ سالانہ 1965ء پر سیدنا حضرت خلیفۃُ المسیح الثالثؒ نے فضل عمر فاؤنڈیشن کے لیے تحریک حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ سے کروائی اور اس کے لیے 25/لاکھ روپے کا جماعت سے مطالبہ کیا۔ بعض احباب نے حضرت مصلح موعودؓ کے دور خلافت کے سالوں کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ رائے دی کہ اس تحریک کی مالی حد پچیس لاکھ کی بجائے باون لاکھ مقرر کی جائے اور بعض احباب نے عملاً باون کے عدد کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی قربانی کو اس معیار کے مطابق بنانے کو موجبِ سعادت تصوّر کیا۔ حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے باون ہزار روپیہ حضرت مصلح موعودؓ کی اس یادگار تحریک میں ادا فرمایا۔ ضلع ملتان کے ایک دوست نے اپنے وعدہ کو بڑھا کر باون سو کر دیا۔ لاہور کے ایک دوست باون سالوں پر دس روپے فی سال کے حساب سے 520 روپے ادا کیے۔ کم استطاعت رکھنے والے دوستوں نے اپنی محبت کے اظہار کے لیے باون باون روپے پیش کیے۔

(تاریخ احمدیت جلد 23 صفحہ 472)

سامعین! خلافت رابعہ میں کلمہ مہم کے دوران گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہوا اور سینکڑوں احمدیوں نے امام کی آواز پر کلمہ طیبہ کی محبت میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ حضورؒ کا دل ہر ایک کے ساتھ دھڑکتا تھا۔ خطبات میں ان کا ذکر کرتے ہوئے آواز بھرا جاتی ان کو تسلی دینے کے لیے طویل خط لکھتے۔ ایک بار حضور کو مچھلی پیش کی گئی تو حضور کو ان مظلوموں کی یاد آگئی آپ نے پیغام بھیجا کہ جیسے بھی ممکن ہو ان اسیران کو بھی مچھلی فراہم کی جائے اور ہر قیمت پر کی جائے۔ چنانچہ اللہ کے فضل سے اس کی تعمیل کی گئی اور اسیران کی آنکھوں سے دریا بہ پڑے۔

اسیران ساہیوال کو موت کی سزا سنائی گئی تھی اس لیے ان کا درد تو حد سے زیادہ تھا ان کے لیے مشہور نظم بھی کہی

جو درد سسکتے ہوئے حرفوں میں ڈھلا ہے
شاید کہ یہ آغوش جدائی میں پلا ہے

اس دردناک نظم کے آخری شعروں نے تو کہرام مچادیا۔

خیرات کر اب ان کی رہائی مرے آقا!
کشکول میں بھر دے جو مرے دل میں بھرا ہے

حضورؒ نے یہ نظم اپنی آواز میں ریکارڈ کر کے اسیران کو جیل میں بھجوائی۔ حضور کو اس دعا کی قبولیت کی خبر ایک رؤیا میں دی گئی اور غیر معمولی حالات میں یہ سب اسیر رہا ہو کر حضور سے آ ملے۔

1984ء میں حکومتی پابندیوں کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو پاکستان سے لندن ہجرت کرنا پڑی۔ 26/ اپریل کو آرڈیننس جاری ہوا اور 27/ کو جمعہ تھا۔ حضور نے وکلاء کے مشورہ پر مسجد اقصیٰ میں جمعہ نہیں پڑھایا اور ایک اَور صاحب نے جمعہ پڑھایا مگر آپ خطبہ سے پہلے منبر پر تشریف لائے اور صرف ہاتھ سے سلام کا اشارہ کیا۔ مکرم عبد السمیع صاحب لکھتے ہیں کہ مَیں نے دیکھا کہ حضور نے دائیں سے بائیں طرف ہاتھ ہلایا۔ زبان خاموش تھی مگر آنکھوں کی سرخی اور نمی مجھے صاف نظر آرہی تھی۔ لوگوں کے لیے یہ ناقابل برداشت تھا کہ ان کا محبوب امام ان کے سامنے منبر پر کھڑا ہو اور اس کو سلام کرنے کی اجازت نہ ہو۔ مسجد کے نمازیوں کے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے اور ہلکی سسکیوں کی آواز اونچی ہوتی گئی۔ یہ سلسلہ خطبہ اور نماز کے دوران بھی جاری رہا۔ نماز کے بعد حضور پھر منبر پر تشریف لائے۔ اب آہوں کا طوفان رکنے والا نہیں تھا۔

ہجرت سے ایک رات پہلے آپؒ نے مغرب کی نماز مسجد مبارک میں پڑھانے کے بعد احباب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ فرمایا:

مَیں نے آپ کو اس لیے نہیں بٹھایا کہ مَیں کوئی تقریر کرنی چاہتا ہوں۔ مَیں صرف آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں کیونکہ آپ کو دیکھنے سے میری آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو تسکین ملتی ہے۔ مجھے آپ سے پیار ہے۔

حضور یہ کہہ کر چلے گئے اور اس کے بعد مسجد میں آنسوؤں کا طوفان برپا ہو گیا۔

حضور لندن پہنچ گئے مگر اہل پاکستان کی سب سے بڑی کمی حضور کا خطبہ جمعہ تھا۔ جماعت حضور کو سننے اور حضور جماعت سے ملنے کے لیے بے تاب تھے۔ پہلے آڈیو کیسٹس کا سلسلہ شروع ہوا مگر دل تسلی نہیں پاتے

تھے۔ پھر ویڈیوز آنی شروع ہوئیں تو پیاس اور بڑھ گئی تب خدا نے آسمان سے ایم ٹی اے کا نظام جاری کیا یہ ہمارے لیے محض ٹی وی سٹیشن نہیں ہے۔ یہ جماعت اور خلیفہ وقت کی محبت کی لہروں کا نقطۂ وصال ہے۔ وہ شخص جسے خدا کے سامنے آہوں اور سسکیوں کے ساتھ رخصت کیا تھا وہ ہمارے گھروں میں اتر آیا۔

ہوا کے دوش پہ لاکھوں گھروں میں در آیا
جو شخص چھوڑ کے نکلا تھا گھر خدا کے لئے

سامعین! سرینام کے ابتدائی احمدی محترم حسینی بدولہ صاحب تھے۔ 1994ء میں سرینام میں ایم ٹی اے کا اجرا ہوا تو آپ نے کئی دفعہ اس خواہش کا اظہار کیا کہ مَیں ایک ایسا بوسٹر لگوانا چاہتا ہوں کہ سرینام میں ہر گھر میں ایم ٹی اے دیکھا جاسکے اور وہ اس کام کے لیے پورا خرچ دینے کو تیار ہو گئے۔

(الفضل 18/نومبر 2013ء)

جمعہ کے دن ایک احمدی کی سب سے بڑی اور بابرکت مصروفیت حضور کا خطبہ جمعہ سننا ہے۔ دنیا میں دن کا آغاز سورج طلوع ہونے سے ہوتا ہے مگر احمدی کا سورج اس کا محبوب امام ہے۔ دنیا کے مختلف خطوں میں مختلف اوقات میں احمدی اپنے پیارے امام کا خطبہ سنتے۔ دنیا میں ایسے ملک بھی ہیں جو رات گئے اور بعض فجر کے وقت سنتے ہیں۔ ایسے گھرانے بھی ہیں جہاں صرف ایم ٹی اے چلتا ہے اور اپنوں کے لیے تربیت اور غیروں کے لیے تبلیغ کا سامان مہیا کرتا رہتا ہے۔

اس جمعہ نے جماعت احمدیہ کی اندرونی زندگی کو متعدد جمعوں سے بھر دیا ہے۔ دنیا میں جب سورج ڈھلتا ہے تو جماعت احمدیہ کا سورج طلوع ہوتا ہے۔ تمام آنکھیں ٹیلی ویژن کی سکرین پر جم جاتی ہیں سب ایک آواز اور ایک تصویر کے منتظر ہوتے ہیں کہیں دن، کہیں رات، کہیں صبح کی ٹھنڈی ہوائیں، کہیں تپتی دوپہریں، کہیں مرغزار، کہیں گلستان، کہیں نخلستان، کہیں برف زار، مگر سب کے دل ایم ٹی اے کی برقی لہروں کے ساتھ دھڑکتے ہیں۔ خدا کا پیارا جب السلام علیکم کے ذریعہ ساری دنیا میں سلامتی کا پیغام دیتا ہے تو لاکھوں زبانوں سے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا جواب فضا کو برکتوں سے بھر دیتا ہے۔

ایم ٹی اے کے قیام سے پہلے اخبار الفضل قریباً نوّے سال تک بلا شرکت غیرے خلافت اور جماعت کی محبت کا حوالہ بنا رہا۔ یہ آغاز میں ہفت روزہ تھا مگر جماعت حضور کا خطبہ اور دیگر خبریں سننے کے لیے ایک ہفتہ انتظار نہیں کر سکتی تھی۔ اس لیے جماعت نے بار بار درخواستیں کیں کہ اسے روزانہ کر دیا جائے۔ اس پر حضورؓ نے 1935ء میں فیصلہ فرمایا کہ الفضل کو فی الحال چھ ماہ کے لیے روزانہ کر دیا جائے الفضل روزنامہ ہو گیا اور چھ ماہ کی بجائے ہمیشہ کے لیے ہو گیا۔ اسے ربوہ سے بند کیا گیا تو لندن سے روزنامہ الفضل آن لائن اور پھر الفضل انٹرنیشنل خلافت اور جماعت کی محبت کی گواہی دینے لگا۔ اب ایم ٹی اے کے آٹھ چینل اِسی محبت کے نئے جلوے دکھا رہے ہیں۔ جب سے خلیفہ وقت کے خطبات ایم ٹی اے پر نشر ہونا شروع ہوئے ہیں۔

سامعین! ایک زمانہ میں لائبیریا کے حالات خراب ہوئے اور باغیوں نے قتل وغارت شروع کر دی ایک علاقہ میں ہمارے مربی بھی تھے رابطے کٹ گئے تھے اور کوئی خبر نہیں تھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بہت فکر مند تھے۔ دعا بھی کر رہے تھے اور صدقہ بھی دے رہے تھے۔ فرمایا:

اس سے پہلے بھی ایک مربی صاحب کے لیے صدقہ دیا تھا اور وہ مل گئے تھے ان شاءاللہ یہ بھی مل جائیں گے۔ دو ہفتوں بعد ان کی خیریت کی خبر ملی تو حضور کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا۔

(ماہنامہ خالد طاہر نمبر 2004ء صفحہ 99)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جلسہ سالانہ جرمنی کی ڈیوٹیوں والی کارکنات کے قریب سے گزر رہے تھے ایک خاتون کے ساتھ اس کی چھوٹی بچی بھی تھی اس بچی نے بلند آواز سے کہا کہ حضور! آپ نے ہمیں پیار ہی نہیں کیا۔ حضور جو آگے جا چکے تھے واپس لوٹے اُس بچی کے گال پر پیار کیا۔

(الفضل 21/مئی 2021ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو یورپ کے بعض احمدی دکانداروں کے متعلق معلوم ہوا کہ ان کے ہوٹل کے کاروبار ہیں اور وہاں شراب بھی بکتی ہے۔ چنانچہ حضور نے اس کا سختی سے نوٹس لیا کہ آپ کو یہ کاروبار چھوڑنا ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑی بھاری تعداد ایسی تھی جنہوں نے اس کاروبار کو ترک کر دیا۔

بعضوں کو خدا تعالیٰ نے فوراً بہتر کاروبار بھی عطا کیے بعضوں کو ابتلا میں بھی ڈالا۔ وہ لمبے عرصے تک دوسرے کاروبار سے محروم رہے لیکن وہ پختگی کے ساتھ اپنے اس فیصلے پر قائم رہے۔

(الفضل 17/ جنوری 1989ء)

ڈاکٹر عبد القدوس صاحب کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر عبد القدیر صاحب کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کر دیا گیا تو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں لکھا کہ انہوں نے میرا ایک بھائی شہید کیا ہے مگر مَیں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ میری ساری اولاد بھی اس راہ میں شہید ہوتی چلی جائے تو مجھے اس کا دکھ نہیں ہوگا۔ خدا نے ان کی یہ آرزو سن لی اور انہیں بھی جلد ہی شہادت کا رتبہ عطا فرمایا اور یہ خط حضور کی خدمت میں پہنچنے سے پہلے وہ شہید ہو چکے تھے۔

(الفضل 4/ دسمبر 1989ء صفحہ 5)

خلافت خدا کی ہمیشہ رہے گی
جس کا خدا نے ہی وعدہ کیا ہے
خلافت ہے چاہت، خلافت ہے طاقت
خلافت سے ہر ایک زندہ ہوا ہے

(اِس تقریر کی تیاری میں مکرم عبد السمیع خان صاحب آف کینیڈا کے ایک مضمون سے استفادہ کیا گیا ہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ)



﴿28﴾ ﴿مشاہدات۔815﴾

دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

(تقریر نمبر 4 بابت خلافتِ خامسہ)

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے۔

لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ

(التوبہ:128)

سُنو سُنو! یہ محبت کی بات ہے لوگو
پیو پیو کہ یہ آبِ حیات ہے لوگو!
اُٹھو اُٹھو کہ صدائے ورا ہوئی ہے بلند
چلو چلو کہ یہ راہِ نجات ہے لوگو!

معزز سامعین! میری آج گزارشات کا عنوان ہے۔ **"دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی"**

ایک مشہورِ زمانہ شاعر جناب ظہیر دہلوی کا شعر ہے جس سے شاعر موصوف خوب شہرت سمیٹی وہ شعر یوں ہے۔

چاہت کا جب مزا ہے کہ وہ بھی ہوں بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

شاعر نے اِس شعر میں مجازی محبت کا احوال بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ محبت اور چاہت تو اُس وقت عروج کو چھوتی ہیں کہ جب مُحِبّ بھی بے قرار ہو اور محبوب میں بھی محبت اور عشق جوش مار رہا ہو۔ یکطرفہ محبت نہ ہو تب جا کر محبت کی جو آگ دونوں طرف سے لگے تو کمال ہے۔ شاعر نے تو استعارۃً محبت کا اظہار کیا ہے

کہ کاش! دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی لیکن روحانی دنیا میں محبت نہ یکطرفہ ہوتی ہے اور نہ ہی کسی افسوس، کاش کہنے اور افسردگی و شرمندگی کے اظہار کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اِس شعر کو ذرا تظمین کے ساتھ یوں اگر پڑھا جائے کہ "دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی"۔ کہ یقین کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ محب اور محبوب، عاشق اور معشوق دونوں اطراف میں محبت کے شعلے برابری کی سطح پر روشن ہو کر بلند ہو رہے ہیں۔ یہ کیفیت انبیاء، اولیاء، فقراء اور اُن کے متبعین کے درمیان اکثر دیکھنے کو ملتی ہے۔ اگر اِس اصول کو ہم جماعتِ احمدیہ میں خلیفۃُ المسیح اور مؤمنین کی جماعت پر لاگو کریں تو یہ مضمون کھل کر سامنے آتا ہے کہ خلیفۃُ المسیح دنیا میں پھیلے کونے کونے میں موجود ہر احمدی سے محبت کرتے، اُس کے لئے دعا کرتے ہیں تو مدّ مقابل وہ احمدی بھی اپنی جان، مال، وقت اور عزّت کو اپنے آقا کے لئے قربان کرنے کو تیار ہوتا ہے۔

یہی وہ نعمت ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ آیت 128 میں بیان کیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ یقیناً تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آیا۔ اُسے بہت سخت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اُٹھاتے ہو اور وہ تُمہارے لئے خَیر کا بہت بھوکا ہے۔ مؤمنوں کے لئے بے حد مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اِسی مضمون کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی بشارت دیتے ہوئے بیان فرمائی کہ

خِيَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ وَيُصَلُّونَ عَلَيْكُمْ وَتُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ وَشِرَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ

(صحیح مسلم کتاب الامارہ باب خیار الائمۃ حدیث نمبر 1855)

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بہترین لیڈر وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں اور وہ تمہارے لیے دعائیں کرتے ہیں اور تم اُن کے لیے دعائیں کرتے ہو اور تمہارے بدترین لیڈر وہ ہیں جن سے تم نفرت کرتے ہو اور وہ تم سے نفرت کرتے ہیں تم ان پر لعنت کرتے ہو اور وہ تم پر لعنت کرتے ہیں۔

سامعین! خلافتِ احمدیہ کے 117 سالہ مبارک دَور خلافت اور جماعت کے باہمی پیار کے تعلق کے حوالہ سے اتنا ایمان افروز ہے کہ اِس کو ایک تقریر میں سمونا مشکل ہے۔ لہذا اِس ایمان افروز داستان کو دو تین تقاریر میں پھیلایا جا رہا ہے۔ خلافتِ اولیٰ تا خلافتِ رابعہ میں خلیفۃُ المسیح کی احبابِ جماعت سے محبت اور احبابِ جماعت کی اپنے پیارے خلفاء سے عشق اور وفا کا ذکر تین تقاریر میں اِس سے پہلے کر آیا ہوں۔ اب خلافتِ خامسہ کے دلچسپ اور ایمانوں کو گرما دینے والے چند واقعات کا احاطہ کرتے ہیں۔ دنیا کے کسی خطے میں کسی احمدی کو کوئی تکلیف ہو اُن سب کے دکھ خلافت احمدیہ کے سینے میں جمع ہوتے ہیں اور وہاں سے دعاؤں کا چشمہ بہنے لگتا ہے۔ خلافت اور جماعت کا تعلق ایک ایسا روحانی نظام ہے جس کی نظیر کسی اور انسانی تعلق میں نظر نہیں آتی۔ یہ وہ محبت اور عشق کا تعلق ہے جو صرف خدا پیدا کرتا ہے ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اپریل 2003ء میں منصب خلافت پر فائز ہوئے۔ اس وقت بیرون پاکستان بہت کم احمدی آپ سے ذاتی طور پر واقف تھے مگر خلیفہ بنتے ہی خدا نے دونوں طرف محبت کے ایسے چشمے رواں کیے جو بے مثال ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

دنیا میں کوئی ایسی جماعت نہیں اور کوئی ایسا لیڈر نہیں جو ایک دوسرے کے لیے اتنے بے قرار ہوں۔ جماعتِ احمدیہ کے افراد ہی وہ خوش قسمت ہیں جن کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے... کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا چاہے وہ ذاتی ہو یا جماعتی، ایسا نہیں جس پر خلیفۂ وقت کی نظر نہ ہو اور اُس کے حل کے لئے وہ عملی کوشش کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا نہ ہو۔ اُس سے دعائیں نہ مانگتا ہو... دنیا میں کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشمِ تصور میں مَیں نہ پہنچتا ہوں اور اُن کے لیے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ کرتا ہوں۔

(الفضل یکم اگست 2014ء)

28/مئی 2010ء کو لاہور میں جماعت احمدیہ کی دو مساجد پر حملہ کر کے 84/ احمدیوں کو شہید کر دیا گیا۔ ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کے لواحقین کے زخموں پر مرہم رکھنے کے لیے تمام شہداء کے گھروں میں ٹیلی فون کر کے تعزیت کی اور تسلّی دی۔ شہداء کی بیویاں اور اولاد کہتی ہیں کہ اس پیاری آواز نے ہمارے سارے دکھ دور کر دیے اور سینے سکون سے بھر گئے۔ حضور کے اِن فونز

کی خبر ربوہ میں ایک احمدی بچی کو ملی تو اس نے اپنے والد سے کہا کہ اگر آپ بھی شہید ہو جاتے تو ہمارے گھر بھی حضور کا فون آتا۔ اس والد نے کسی دوست سے ذکر کر دیا اور یہ بات چلتے چلتے بالآخر حضور اقدس تک پہنچ گئی۔ حضور نے اس احمدی بچی کا پتا کروا کے اسے فون کیا اور اُسے فرمایا کہ تمہیں اپنے والد کو شہید کرانے کی ضرورت نہیں مَیں اس کے بغیر بھی تمہاری خواہش پوری کر دیتا ہوں۔

لاہور میں شہادتیں ہوئیں تو بیواؤں نے اپنے بچوں سے کہا کہ تم اگلا جمعہ وہیں کھڑے ہو کر پڑھو گے جہاں تمہارا باپ یا بھائی شہید ہوا تھا۔ چنانچہ دونوں مسجدیں پہلے سے زیادہ پُررونق تھیں اور حضور کے خاص نمائندوں نے ربوہ سے آکر جمعہ پڑھایا اور حضور کا سلام پہنچایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبات میں ہر شہید کا تذکرہ ضرور کرتے ہیں اور مستقل ہدایت فرمائی ہے کہ جہاں بھی جماعتی سطح پر نمائشیں لگیں وہاں شہدائے احمدیت کی تصاویر ضرور لگائی جائیں اور امامِ جماعت نے انتظامیہ کو ہدایت جاری کر رکھی ہے کہ پاکستان میں تمام مقامات سے جمعہ کی نماز خیریت سے گزر جانے کی اطلاع فوری کی جائے۔ مجھے فکر رہتی ہے۔ حضور جمعہ کے دن خاص طور پر پاکستانی احمدیوں کے لیے دعاؤں میں مصروف رہتے ہیں اور بار بار ساری دنیا میں مظلوم احمدیوں کے لیے دعا کی تحریک بھی کرتے رہتے ہیں۔

(خلافت از ادارہ الفضل آن لائن صفحہ 51)

سامعین! کورونا کی وبا کی وجہ سے دنیا بھر کے رابطے منقطع ہو گئے مگر خلافتِ احمدیہ کا رابطہ نہیں ٹوٹا۔ جب جمعہ پڑھنا ممکن نہ رہا تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتر سے پیغام دیا اس طرح بھی جمعہ پڑھایا کہ خطبہ کے وقت سامنے صرف ایک خادم ہوتا تھا اور نماز میں چند خدام۔ مگر اپنی جماعت سے رابطہ قائم رکھا۔ ذاتی ملاقاتیں آن لائن ملاقاتوں میں تبدیل ہو گئیں اور اب تک متعدد ممالک کی سینکڑوں جماعتیں اور ہزاروں احباب یہ سعادت پا چکے ہیں۔ حضور کو ایک دفعہ پتا لگا کہ ایک ملک میں بچوں کو ٹھنڈ میں بٹھایا گیا تھا تو حضور نے اس ملک کے صدر صاحب خدام الاحمدیہ سے جواب طلبی کی اور تمام بچوں کو اُن کے گھروں میں ہومیو پیتھی دوائی بہم پہنچانے کی ہدایت فرمائی۔

(اے چھاؤں چھاؤں شخص تری عمر ہو دراز۔ عابد خان کی ڈائری از ادارہ الفضل آن لائن)

2021ء کی بات ہے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ جرمنی میں خدام الاحمدیہ کے اجتماع سے آن لائن خطاب فرمارہے تھے کہ تیز بارش شروع ہوگئی مگر تمام خدام پورے سکون کے ساتھ بیٹھے سنتے رہے تمام عالَم نے یہ نظارہ دیکھا اور خلافت اور جماعت کے بے مثال تعلق کا مشاہدہ کیا۔ بعض والدین کا یہ کہنا تھا کہ ہمیں بچوں میں خلافت سے محبت کا پہلے اتنا اندازہ نہیں تھا لیکن اب اس بات سے اندازہ ہوا کہ آن لائن ملاقات سے ایک رات پہلے بچوں نے سونے سے پہلے اپنے کپڑے تیار کیے۔ الارم لگائے، صبح اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کی۔ صدقہ دیا اور ہمیں کہا کہ جلدی ہمیں کلاس میں لے کے چلیں ہم کہیں لیٹ نہ ہوجائیں۔ ایک ماں کہتی ہیں میرے دو بچے اس خوشی میں ساری رات نہیں سوئے کہ کل اِن کی حضور سے ملاقات ہے اور اگلی رات اس لیے نہیں سوئے کہ حضور نے انہیں تحفہ میں چاکلیٹ دی تھی۔

(اے چھاؤں چھاؤں شخص تری عمر ہو دراز۔ عابد خان صاحب ڈائری از الفضل آن لائن)

ایک دفعہ جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر شام کے وقت بارش شروع ہوگئی۔ قافلے جلسہ گاہ سے قیام گاہوں کی طرف واپس جارہے تھے کہ سسٹم درہم برہم ہوگیا اور سینکڑوں احمدی کئی گھنٹے بارش میں کھڑے رہے۔ حضور کو معلوم ہوا تو تمام مصروفیات چھوڑ کر تشریف لے آئے اور احباب کے پاس بارش میں اُس وقت تک کھڑے رہے جب تک تمام مہمان خیریت سے روانہ نہیں ہوگئے اور پھر ساری رات اُن کے لیے دعائیں کرتے رہے۔

(خلافت صفحہ 365 الفضل آن لائن 24 مئی 2019ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد متعدد ملکوں کے دورے فرمائے اور ہر دفعہ جب آپ سے پریس والے پوچھتے ہیں کہ اس دورہ کا مقصد کیا ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلا مقصد احباب جماعت سے ملنا ہے۔ اِن دوروں میں لاکھوں کی تعداد میں نجی و جماعتی ملاقاتوں میں ہر ایک کے حالات دریافت کرنا، مردوں سے مصافحہ کرنا، بچوں میں تحائف کی تقسیم یہ سب تھکا دینے والے کام ہیں مگر خلافت اور جماعت کی باہمی محبت یہ نہیں دیکھتی۔ احباب بھی ان ملاقاتوں کے لیے کئی دفعہ سالوں انتظار کرتے ہیں۔ سفروں کے دوران کئی دفعہ حضور کی طبیعت ناساز ہوئی مگر حضور نے کبھی اس تکلیف کو اپنے پروگرام اور ملاقاتوں پر اثر انداز نہیں ہونے دیا۔

2013ء میں حضور جلسہ سالانہ آسٹریلیا کے لیے تشریف لے گئے نماز ظہر و عصر کے بعد اچانک ایک احمدی حضور کے سامنے آگیا اور درخواست کی کہ حضور! اس کے بیٹے کی آمین کروادیں۔ حضور نے فرمایا شام کو آمین کی تقریب ہے اس میں بیٹے کو لے آنا۔ اس احمدی نے کہا کہ میری شام کو واپسی ہے حضور نے فرمایا اپنے بیٹے کو ابھی لے آؤ اور اپنی رہائش گاہ کے سامنے اس بچے کی آمین کی تقریب منعقد کروادی۔

(الفضل 24/مئی 2019ء)

محترم امیر صاحب جرمنی اپنے دفتر میں جو کرسی استعمال کرتے ہیں وہ بہت پرانی ہے مگر وہ تبدیل نہیں کرتے کیونکہ تین خلفاء نے اس کرسی کو اعزاز بخشا ہے۔

(اے چھاؤں چھاؤں شخص تری عمر ہو دراز۔ ڈائری عابد خان صفحہ 120)

حضور ایک ملک کے دورہ پر تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو کھانے کے حوالہ سے کوئی اطلاع ملی تو حضور نے امیر صاحب کو بلا کر فرمایا اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ ہر فرد واحد کو اچھی مقدار میں کھانا ملے۔ کوئی بھی بھوکا واپس نہ جائے اگر آپ کے پاس پیسوں کا انتظام نہیں تو مَیں ذاتی طور پر آپ کو پیسے دے دوں گا۔

(اے چھاؤں چھاؤں شخص تری عمر ہو دراز ڈائری عابد خان صفحہ 29)

حضور نے اپنے ایک خادم کو تحفہ کے طور پر گھڑی عنایت فرمائی ان کے 6 سالہ بیٹے نے کہا کہ جب آپ فوت ہو جائیں گے تو کیا مَیں حضور کی دی ہوئی گھڑی لے سکوں گا اس خادم نے مذاق کے طور پر یہ بات حضور کے سامنے کہہ دی حضور نے اُسی وقت اپنی الماری کھولی ایک گھڑی نکالی اور فرمایا یہ اپنے بیٹے کو دے دینا اب اُسے تمہارے مرنے کا انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔

(اے چھاؤں چھاؤں شخص تری عمر ہو دراز ڈائری عابد خان صفحہ 38)

اب اس بچے کی تمام چیزوں میں سب سے قابل فخر چیز وہی ہے۔

جماعتِ احمدیہ نے خلافت سے وفا کی ہے خلیفہ کی محبت کے آگے ہر محبت ہیچ ہے۔ ہر رشتہ کمزور ہے، ہر دولت دو کوڑی کی ہے، ہر جان قربان ہے، ہر روح خلافت کی محبت سے سرشار ہے، احمدیوں نے بیوی بچوں کو چھوڑ دیا، دوستوں اور مادرِ وطن سے جدائی اختیار کرلی مگر خلیفہ کا مان نہیں توڑا۔ اسی لیے خدا بھی ہر وقت ہمارے ساتھ ہے۔ اُس نے کبھی ہمارا ساتھ نہیں چھوڑا اور نہ چھوڑے گا۔ اِن شاء اللہ

خلافت احمدیہ نے جماعت کے کمزور طبقات کے لیے متعدد منصوبے جاری کر رکھے ہیں۔ طلبہ کے لیے وظائف اور قرضوں کا سلسلہ ہے۔ اسیران اور شہداء کی فیملیز کے لیے سیدنا بلال فنڈ قائم ہے۔ یتامیٰ کے لیے کفالت یتامیٰ کی تحریک ہے۔ غریب لوگوں کی رہائشی سہولتوں کے لیے بیوت الحمد سکیم ہے۔ غریب بچیوں کے لیے مریم شادی فنڈ کی تحریک ہے۔ اکیلے رہ جانے والے جوڑوں کے لیے دارالاکرام کے نام سے انتظام ہے۔ یہ ساری کامیاب سکیمیں بھی خلافت اور جماعت کی محبت کی مظہر ہیں کیونکہ تمام رقم جماعت ہی پیش کرتی ہے اور جماعت پر ہی خرچ ہوتی ہے۔

ایک خاتون اور ان کی بوڑھی والدہ نے بیعت کی تو سب فیملی ممبرز نے قطع تعلقی کا اعلان کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد والدہ سخت بیمار ہو گئیں تو خاتون پریشان تھیں کہ والدہ فوت ہو گئیں تو کفن دفن کا انتظام کس طرح ہو گا؟ اس دوران انہوں نے خواب میں حضور انور کو دیکھا۔ حضور نے فرمایا آپ پریشان نہ ہوں ہم سب انتظام کر دیں گے۔ اس کے تین دن بعد والدہ کی وفات ہو گئی جماعت نے خود ان سے رابطہ کیا اور پہلی بات جو جماعتی نمائندہ نے ان سے کہی وہ وہی تھی جو حضور نے خواب میں کہی تھی کہ آپ پریشان نہ ہوں ہم سب انتظام کر دیں گے اور سب انتظام کر دیا۔

(اے چھاؤں چھاؤں شخص تری عمر ہو دراز ڈائری عابد خان صفحہ 110)

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت آج 220 ملکوں میں پھیل چکی ہے اور سب کا ایک ہی خلیفہ ہے۔ تمام جماعتوں، ان کی ذیلی تنظیموں اور اداروں کی رپورٹس حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ملاحظہ فرماتے ہیں۔ تمام جامعات کی ذاتی طور پر نگرانی فرماتے ہیں۔ کئی ملکوں کے کانووکیشن میں شاہد کی ڈگریاں دیتے ہیں۔ جماعت کی تبلیغ و تربیت پر نظر رکھتے ہیں افتاء اور قضاء کے نظام کو دیکھتے ہیں۔ روزانہ پانچ نمازوں کی امامت اور ہر جمعہ کے خطبہ کے علاوہ سالانہ جلسوں، اجتماعات، مجالس شوریٰ، پیس سمپوزیمز سے خطاب کرتے ہیں۔ طلبہ اور طالبات کو انعامات دیتے ہیں ہر ہفتے قریباً دو آن لائن ملاقاتیں فرما کر ہدایات دیتے ہیں۔ دشمن کی سازشوں کا قلع قمع کرتے ہیں۔ ہر احمدی کو دنیا میں جو دکھ پہنچتا ہے وہ حضور کے سینے میں جمع ہوتا ہے اور دعاؤں میں ڈھلتا ہے۔ حضور کی خدمت میں ذاتی طور پر ایک ہزار سے زیادہ خط روزانہ موصول ہوتے ہیں اور متعدد زبانوں میں ہوتے ہیں جن کے تراجم ہوتے ہیں ان سب خطوں کو پڑھ کر مناسب حال

جواب دیتے ہیں اور پھر سب جوابات پر یعنی ایک ہزار سے زیادہ خطوط پر دستخط بھی کرتے ہیں اور گو دعائیں ہر وقت ہی جاری رہتی ہیں خصوصاًرات کو پھر جماعت کے لیے گریہ وزاری کرتے ہیں۔

سامعین! کتنے ہی لوگ تھے جو بے اولاد تھے اور حضور کی دعا کے طفیل ان کو اولاد ملی۔ کتنوں کو اولاد نرینہ عطا ہوئی۔ کتنے ہی بے روزگار اور مالی تنگی میں مبتلا تھے جن کو حضور کی دعا سے مکان ملے، دولت ملی، خوشحالی ملی، کتنے ہی غیر ملکوں میں پناہ کی تلاش میں تھے اور مایوسی کی آخری حدوں کو چھو رہے تھے۔ خدا نے خلیفہ کی دعا سے ان کو ٹھکانے دے دیے۔ کتنے ہی طالب علم تھے جن کو کامیابی کی تمنا تھی مگر بہت دور نظر آتی تھی دعا نے ان کو ڈگریاں بھی دیں اور ملازمتیں بھی دیں کتنے ہی دشمن کے نرغے میں تھے، اسیر تھے، خدا نے خلیفہ کی دعا سے موت کے منہ سے بچالیا۔ کتنے بیمار تھے جنہوں نے اذیت سے نجات پائی اور لمبی عمریں پائیں۔

حضور روزانہ کتنے بچوں کے نام عطا کرتے ہیں، کتنے نکاح اور جنازے پڑھاتے ہیں، جماعت کے بیسیوں اخبارات ورسائل کا اور احباب کے مضامین اور تحقیق کا مطالعہ فرماتے ہیں اور راہنمائی کرتے ہیں، ایم ٹی اے کے اکثر پروگرام نشر ہونے سے پہلے دیکھ کے ہدایات دیتے ہیں، اپنے دوروں کی رپورٹس اور ڈائری ملاحظہ فرماتے ہیں عام اخبارات اور کتب کا مطالعہ کر کے تازہ ترین عالمی حالات سے واقف ہوتے ہیں جو جماعت ہی کے کام آتا ہے۔

حیدرآباد پاکستان میں نومبائعین کا اجتماع تھا۔ اس پر آتے ہوئے ایک بچہ موٹر سائیکل کی ٹکر سے زخمی ہوگیا۔ امیر صاحب ضلع نے اس کے لیے حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی اس کے قریباً تین ماہ بعد امیر ضلع کے ایک ذاتی خط کے ایک طرف یہ جملہ لکھا ہوا تھا۔ امید ہے وہ بچہ صحت یاب ہو چکا ہو گا۔
(خلافت از الفضل آن لائن صفحہ 71)

اس محبت میں کالے اور گورے، مشرق اور مغرب کی کوئی تمیز نہیں۔ ایک عرب دوست مصطفیٰ ثابت صاحب اپنے آخری ایام حضور کے قرب میں گزارنا چاہتے تھے اور حضور کی اجازت سے مسجد فضل کے قریبی گیسٹ ہاؤس میں آگئے۔ حضور ان کی عیادت کے لیے جانا چاہتے تھے انہیں پتا لگا تو جلدی سے تکلیف اٹھا کر حضور کے دفتر پہنچ گئے تا کہ حضور کو دقت نہ ہو۔ (خلافت از الفضل آن لائن صفحہ 116)

حضور نے 2004ء میں کثرت سے نظام وصیت میں شمولیت کی تحریک فرمائی جس پر چند سالوں میں وصایا کی تعداد دوگنی سے بھی زیادہ ہوگئی۔ حضور کے ایک نمائندہ نے اس سلسلہ میں افریقہ کا دورہ بھی کیا اور ان کا ایک پروگرام ریڈیو پر نشر ہوا۔ ایک غریب احمدی دوست نے یہ پروگرام سن کر وصیت کا چندہ جمع کرنا شروع کر دیا اور جب مبلغ ان کے پاس گئے تو اصرار کے ساتھ چندہ ادا کیا اور بعد میں ان کا وصیت فارم پُر کرایا گیا۔

(خلافت از الفضل آن لائن صفحہ 140)

حضور فرماتے ہیں۔

”کون سا ڈکٹیٹر ہے جو اپنے ملک کی رعایا سے ذاتی تعلق بھی رکھتا ہو؟۔ خلیفۂ وقت کا تو دنیا میں پھیلے ہوئے ہر قوم اور ہر نسل کے احمدی سے ذاتی تعلق ہے۔ ان کے ذاتی خطوط آتے ہیں جن میں ان کے ذاتی معاملات کا ذکر ہوتا ہے۔ ان روزانہ کے خطوط کو ہی اگر دیکھیں تو دنیا والوں کے لیے ایک یہ ناقابل یقین بات ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جو دنیا میں بسنے والے ہر احمدی کی تکلیف پر توجہ دیتی ہے۔ ان کے لیے خلیفۂ وقت دعا کرتا ہے۔ کون سا دنیاوی لیڈر ہے جو بیماروں کے لیے دعائیں بھی کرتا ہو۔؟ کون سا لیڈر ہے جو اپنی قوم کی بچیوں کے رشتوں کے لیے بے چین اور ان کے لیے دعا کرتا ہو؟۔ کون سا لیڈر ہے جس کو بچوں کی تعلیم کی فکر ہو؟... غرض کہ کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا چاہے وہ ذاتی ہو یا جماعتی ایسا نہیں جس پر خلیفۂ وقت کی نظر نہ ہو اور اس کے حل کے لیے وہ عملی کوشش کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا نہ ہو۔ اس سے دعائیں نہ مانگتا ہو۔ مَیں بھی اور میرے سے پہلے خلفاء بھی یہی کچھ کرتے رہے... یہ مَیں باتیں اس لیے نہیں بتا رہا کہ کوئی احسان ہے۔ یہ میرا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اس سے بڑھ کر مَیں فرض ادا کرنے والا بنوں۔“

(خطبہ 6/جون 2014ء خطبات مسرور جلد 12 صفحہ 348)

حضور 2022ء میں امریکہ تشریف لے گئے۔ ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں حضور کی اقتدا میں نماز فجر پڑھ کر نکلا تو دیکھا کہ مسجد کی پارکنگ لاٹ میں ایک لمبی لائن لگی ہوئی ہے جو قریباً 100/افراد پر مشتمل تھی پوچھا تو معلوم ہوا یہ سب نماز جمعہ کے لیے 7 گھنٹے پہلے قطار میں کھڑے ہوگئے ہیں۔

(خلافت از الفضل آن لائن صفحہ 719)

خلافت اور جماعت کا رشتہ عجیب رشتہ ہے یہ حبل اللہ ہے خدا تک پہنچانے کا رستہ ہے احمدیوں کے لیے ماں باپ سے بڑھ کر پیار کرنے والی ہے خلافت بے سہاروں کا سہارا ہے غمزدوں کے لیے تسکین جاں ہے۔

آج بھی وہ مائیں اور باپ موجود ہیں جن کی ہر سانس خلافت احمدیہ کے ساتھ چلتی ہے ان کی ہر خوشی اس میں ہے کہ خلیفہ وقت ان سے خوش ہو وہ اس کے ساتھ آنسو بہاتے ہیں اوراس کے ساتھ مسکراتے ہیں ان کا خلیفہ ان کے لیے بے قرار ہوتا ہے تو وہ اس کے لیے تڑپتے ہیں۔یاد رکھیں یہ رحمۃ للعالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجاز ہے یہ مسیح موعودؑ کی برکت ہے۔ساری دنیا اپنی ساری دولتیں بھی جمع کر لے تو ایسی محبت پیدا نہیں کر سکتی خدا کا شکر ادا کریں کہ 1400 سال بعد خلافت احمدیہ جیسی نعمت ہمیں عطا ہوئی ہے۔اس سے جڑے رہیں اپنی اولادوں کو اس کے ساتھ جوڑ دیں کہ آج دنیا میں ایسی سچی محبت کہیں اور نہیں مل سکتی۔

اربوں کی دنیا میں ایک خدا کا خلیفہ ہے جس کی دعائیں کثرت سے عرش پر سنی جاتی ہیں جس کو دعا کا خط لکھ کر مصیبت زدہ انسان چین کی نیند سو جاتا ہے مگر وہ درد کا مارا ساری رات اس کے لیے بے چین رہتا ہے۔جس کے مشورے آسمان سے تائید یافتہ ہوتے ہیں جو خدا کے نور سے دیکھتا ہے اور مستقبل کے خدشات کو پہلے سے بھانپ کر راہِ سداد دکھا دیتا ہے جس کے دل میں اپنی جماعت کے لیے خصوصاً اور انسانیت کے لیے عموماً ایک درد ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح موجزن ہے جس کے مددگاروں کو خدا کامیاب کرتا ہے اور جس کی آواز پر لبیک کہنے والے بے پایاں اجر کے مستحق ہوتے ہیں اللہ ہمیں اس نعمت کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

ہماری جاں خلافت پر فدا ہے
یہ روحانی مریضوں کی دوا ہے
اندھیرا دل کا اس سے مٹ گیا ہے
یہی ظلمات میں شمعِ ھُدیٰ ہے

(اِس تقریر کی تیاری میں مکرم عبد السمیع خان صاحب آف کینیڈا کے ایک مضمون سے استفادہ کیا گیا ہے۔فجزاھم اللہ تعالیٰ)



﴾29﴿ ﴾مشاہدات۔547﴿

خلفائے خمسہ کی خدماتِ قرآن

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الانعام:156)

ترجمہ: اور یہ بہت مبارک کتاب ہے جسے ہم نے اُتارا ہے۔ پس اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم رحم کئے جاؤ۔

قرآں کتابِ رحماں سِکھلائے راہِ عرفاں
جو اس کے پڑھنے والے اُن پر خدا کے فیضاں
ہے چشمۂ ہدایت جس کو ہو یہ عنایت
یہ ہیں خدا کی باتیں اِن سے ملے ولایت

معزز بھائیو! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ **"خلفائے خمسہ کی خدماتِ قرآن"**

خلافتِ احمدیہ جس طرح خلافتِ راشدہ کا ظل ہے اِسی طرح دونوں خلافتوں کے اَوقات میں خدمتِ قرآن مثالی رنگ میں ہوئی ہے۔ نزولِ قرآن کے ابتدا سے ہی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بابرکت دَور میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کے متن اور معانی کی حفاظت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلفائے راشدین کو حفاظتِ قرآن اور اشاعتِ قرآن کی ذمہ داری عطا فرمائی۔ قرآن کو کتابی صورت میں محفوظ کرنے کی سعادت شیخین یعنی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو ملی۔ پھر حضرت عثمانؓ نے اس صحیفہ کی مزید نقول تیار کر کے عالَم اسلام میں پھیلائیں۔ حضرت علیؓ کو قرآن پر اعراب لگانے کی توفیق ملی۔

آج اِس زمانے میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اسلام کا صرف نام باقی رہ گیا اور قرآن کے محض الفاظ باقی رہ گئے۔ (مشکوۃ کتاب الفتن) تو ایمان کو (بعض روایات کے مطابق قرآن کو) ثریا ستارے سے واپس لانے اور قرآنی تعلیم سے اقوام عالم کو روشناس کروانے کے لیے سورۃ الجمعۃ کی پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے اور یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیۡہِمۡ وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ (سورۃ الجمعۃ) کے مصداق بنے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا اولین مقصد دین کا قیام، قرآن کا احیاء اور اس کے بابرکت انوار وفیوض کو عالمگیر سطح پر پھیلانا تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح علیہ السلام جیسے اپنی کوئی شریعت لے کر نہ آئے تھے بلکہ توریت کو پورا کرنے آئے تھے اسی طرح پر محمدی سلسلہ کا مسیح اپنی کوئی شریعت لے کر نہیں آیا بلکہ قرآنِ شریف کے احیاء کے لئے آیا ہے اور اس تکمیل کے لئے آیا ہے جو تکمیل اشاعت ہدایت کہلاتی ہے۔“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 361-362)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ پر موسلا دھار بارش کی طرح قرآن کے علوم، معارف و دقائق، اسرار و رموز اور روحانی نکات نازل فرمائے جو آپؑ کی تحریرات اور ملفوظات کی صورت میں محفوظ ہیں۔ انہی حقائق و معارف اور روحانی مائدہ سے سیر اب ہو کر خلفائے احمدیت نے اپنے اپنے ذوق اور رنگ میں قرآن کی خدمت کی ہے اور تا قیامت کرتے چلے جائیں گے۔ اِن شاء اللہ

گزشتہ 116 سال سے خلفائے احمدیت مختلف جہتوں سے قرآن کے انوار کی عالمگیر اشاعت کر رہے ہیں۔ وہ چاہے ترجمۃ القرآن کا میدان ہو یا قرآن کی لطیف اور پُر معارف و پُر مغز تفسیر کا بیان ہو۔ دنیا بھر میں مختلف تراجمِ قرآن کی اشاعت کا موقع ہو یا افراد جماعت کی تعلیم و تربیت کے لیے دروس قرآن کا سلسلہ جاری کرنا ہو۔ حفظ کے ذریعہ کلامِ الٰہی کی محبت دلوں میں جاگزیں کرنی ہو یا خوش لحن آواز میں تلاوتِ قرآن سے دلوں کو گرمانا ہو۔ حضرت مسیح پاکؑ کے خلفاء ہر میدان میں سب سے آگے نظر آتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

”ہمارا اصل پروگرام وہی ہے جو قرآنِ کریم میں ہے۔ لجنہ اماء اللہ ہو، مجلس انصار اللہ ہو، خدام الاحمدیہ ہو، نیشنل لیگ ہو، غرض یہ کہ کوئی بھی انجمن ہو۔ اس کا پروگرام قرآن کریم ہی ہے۔“

(مشعل راہ جلد 1 صفحہ 103)

سامعینِ کرام! اب مَیں خلفائے احمدیت کی خدماتِ قرآن کی مختصر سی جھلک پیش کرتا ہوں۔ سب سے پہلے تلاوتِ قرآن کی طرف توجہ دلانے کے متعلق بتاتا ہوں۔

قرآن کی محبت کو حقیقی رنگ میں قائم کرنے کے لیے تلاوتِ قرآن کریم کرنا اور اس کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ خلفائے احمدیت نے اس طرف خاص طور پر توجہ دی اور اس بات پر بہت زور دیا کہ ہر احمدی کو چاہیے وہ خواندہ ہو یا ناخواندہ قرآن پڑھنا آتا ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

"ہر مسلمان کو چاہیے کہ قرآن کریم کو پڑھے۔ اگر عربی نہ جانتا ہو تو اردو ترجمہ اور تفسیر ساتھ پڑھے۔ عربی جاننے والوں پر قرآن کریم کے بڑے بڑے مطالب کھلتے ہیں...... جب ایک شخص بار بار قرآن پڑھے گا اور اس پر غور کرے گا تو اس میں قرآن کریم کے سمجھنے کا ملکہ پیدا ہو جائے گا۔ پس مسلمانوں کی ترقی کا راز قرآن کریم کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں ہے جب تک مسلمان اس کے سمجھنے کی کوشش نہ کریں، کامیاب نہ ہوں گے۔" (خلفائے احمدیت کی تحریکات صفحہ 66) پھر فرمایا:

"ہماری جماعت کو چاہیے کہ قرآن کے پڑھنے اور پڑھانے کو اتنا رواج دے کہ ہماری جماعت میں کوئی ایک شخص بھی نہ رہے جسے قرآن نہ آتا ہو"

(الفضل 9/ دسمبر 1947ء صفحہ 5)

4/ فروری 1966ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

"ہماری یہ کوشش ہونی چاہیے کہ دو تین سال کے اندر ہمارا کوئی بچہ ایسا نہ رہے جسے قرآن کریم پڑھنا نہ آتا ہو۔"

(خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 125)

پھر ایک موقع پر فرمایا:

"اپنی انتہائی کوشش کریں کہ جماعت کا ایک فرد بھی ایسا نہ رہے نہ بڑا نہ چھوٹا، نہ مرد نہ عورت، نہ جوان نہ بچہ کہ جسے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہ آتا ہو۔"

(خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 298)

حضرت خلیفہ المسیح الرابعؒ نے تلاوتِ قرآن کریم کے متعلق احبابِ جماعت کو مخاطب ہو کر فرمایا:

”تلاوت قرآن کریم کی عادت ڈالنا اور اس کے معانی پر غور سکھانا یہ ہماری تربیت کی بنیادی ضرورت ہے اور تربیت کی کنجی ہے جس کے بغیر ہماری تربیت ہو نہیں سکتی... ہر گھر والے کا فرض ہے کہ وہ قرآن کی طرف توجہ دے، قرآن کے معانی کی طرف توجہ دے، ایک بھی گھر کا فرد ایسا نہ ہو جو روزانہ قرآن پڑھنے کی عادت نہ رکھتا ہو اور قرآن کریم کو پھر سمجھ کر پڑھے اور جو بھی ترجمہ میسر ہو اس کے ساتھ ملا کر پڑھے.... قرآن کریم کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کی طرف ساری جماعت کو متوجہ ہونا چاہئے۔ کوئی بھی ایسا نہ ہو جس کے پاس سوائے اس کے کہ شرعی عذر ہو جو روزانہ قرآن کریم کی تلاوت سے محروم رہے۔“

(الفضل 12/اگست 1997ء)

پھر 1991ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آڈیو اور ویڈیو کے ذریعہ خوش الحانی سے قرآن کریم کو سیکھنے اور اساتذہ تیار کرنے کی ہدایت فرمائی۔

سامعین! حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کے لئے اور فرشتوں کے حلقے میں آنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک قرآن کریم پڑھے اور اس کو سمجھے، اپنے بچوں کو پڑھائیں، انہیں تلقین کریں کہ وہ روزانہ تلاوت کریں۔“ (الفضل 7/فروری 2006ء) پھر فرمایا۔”قرآن شریف جب آپ پڑھ رہے ہیں تو اس کا ترجمہ بھی سیکھنے کی کوشش کریں۔“

(مشعل راہ جلد 5 حصہ 2 صفحہ 179-180)

خلفاء کی تحریکات کے پیشِ نظر متعدد ضعیف العمر لوگوں نے بھی ناخواندہ ہونے کے باوجود خلیفۃ المسیح کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی عمر کے آخری حصے میں ناظرہ قرآن پڑھنا سیکھا۔ ربوہ کے انصار اِس سلسلہ میں نمایاں نظر آتے ہیں۔ جماعت احمدیہ میں محبتِ قرآن اور تعلیمِ قرآن کی تڑپ کے بارے میں ایک غیر احمدی صحافی جو 1913ء میں قادیان آئے، لکھتے ہیں:

”عام طور پر قادیان کی احمدی جماعت کو دیکھا گیا تو انفرادی طور پر ہر ایک کو توحید کے نشہ میں سرشار پایا گیا اور قرآن مجید کے متعلق جس قدر صادقانہ محبت اس جماعت میں مَیں نے قادیان میں دیکھی، کہیں نہیں

دیکھی۔ صبح کی نماز منہ اندھیرے چھوٹی مسجد میں پڑھنے کے بعد جو مَیں نے گشت کی تو تمام احمدیوں کو مَیں نے بلا تمیز بوڑھے و بچے اور نوجوان کے لیمپ کے آگے قرآن مجید پڑھتے دیکھا۔ دونوں احمدی مساجد میں دو بڑے گروہوں اور سکول کے بورڈنگ میں سینکڑوں لڑکوں کی قرآن خوانی کا مؤثر نظارہ مجھے عمر بھر یاد رہے گا... غرض احمدی قادیان میں مجھے قرآن ہی قرآن نظر آیا۔"

(بدر 13/ مارچ 1913ء صفحہ 6 تا 9 بحوالہ حیات نور 614)

حفظِ قرآن

تمام الہامی کتب میں سے یہ فضیلت اللہ تعالی نے صرف قرآن کو دی کہ اس کا حفظ کرنا بہت ہی آسان امر ہے۔ جماعت احمدیہ کی یہ سعادت ہے کہ قدرت ثانیہ کے پانچ مظاہر میں سے اللہ تعالیٰ نے دو یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو حفظِ قرآن کی توفیق عطا فرمائی۔

خلفائے کرام نے مختلف مواقع پر احباب جماعت کو قرآن حفظ کرنے کی تلقین فرمائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے ایک مرتبہ 12 دوستوں کو اڑھائی اڑھائی پارے حفظ کرنے کی تلقین فرمائی۔ پھر حضرت مصلح موعودؓ نے 1922ء میں یہ تحریک فرمائی کہ کم از کم 30 افرادِ جماعت قرآن کریم کا ایک ایک پارہ حفظ کریں اِس تحریک کو حضرت خلیفۃُ المسیح الثالثؒ نے بھی دہرایا کہ ہر جماعت میں تیس آدمی ایک ایک پارہ حفظ کریں تا رمضان میں نمازِ تراویح میں ایک دور مکمل ہو سکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے وقف کرنے والے بچوں اور اُن کے والدین کو تلقین فرمائی کہ وہ پہلے قرآن کریم حفظ کریں کیونکہ مبلغ کے لئے حافظ قرآن ہونا ضروری ہے۔

(خطبات محمود جلد 5 صفحہ 612)

12/ دسمبر 1969ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خاص طور پر سترہ آیات حفظ کرنے کی تحریک فرمائی۔

سامعین! حضرت خلیفہ المسیح الرابعؒ نے مکمل قرآن حفظ کرنے کے ساتھ ساتھ احمدیوں کو قرآن کی مختلف چھوٹی چھوٹی سورتوں اور منتخب آیات کے حفظ کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی تا کہ نماز کے دوران قرآن کے مختلف حصوں کی تلاوت کی جا سکے۔ اِس تحریک کو ہمارے موجودہ امام ایدہ اللہ نے بھی دہرایا اور لجنہ

لاہور نے ہر دو خلفاء کی اُن سورتوں اور قرآن کے حصوں کو الگ الگ شائع کروایا جو وہ نماز کی رکعات میں تلاوت فرماتے ہیں۔ حضرت خلیفہ المسیح الثانیؓ نے حفظِ قرآن کلاس کا اجرا قادیان میں فرمایا پھر یہ کلاس ایک مستقل ادارے کی شکل اختیار کر گئی جو مدرسۃ الحفظ کہلاتا ہے۔ قادیان اور ربوہ کے علاوہ اب یہ کلاس افریقہ اور یورپ کے بیسیوں ممالک میں قائم ہیں۔ جن میں قادیان، گھانا، نائیجیریا، تنزانیہ، سیرالیون، برکینا فاسو، کینیڈا اور برطانیہ وغیرہ شامل ہیں۔

تراجم قرآن

سامعین! دنیا یہ کہتی سنی جاتی تھی کہ ایک وقت برصغیر میں قرآن کریم کے ترجمہ کو معیوب خیال کیا جاتا تھا۔ قرآن کریم کا پہلا اردو ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین دہلویؒ نے کیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی بعثت کے بعد قرآن کے معانی، تفسیر، انوار و برکات اور فیوضِ روحانی کا ایک بحرِ بے کراں جاری فرمایا۔ آپؑ کے بعد خلفائے خمسہ نے اپنی اپنی بساط کے مطابق اِس میں حصہ ڈالا۔ خلافت اولیٰ میں جماعت نے قرآن کریم کا انگریزی زبان میں ترجمہ کروانا شروع کیا۔ اس کام پر مولوی محمد علی صاحب کو مقرر کیا گیا۔ جب وہ جماعت کو چھوڑ گئے تو ترجمہ کا مسودہ بھی ساتھ لے گئے۔ خلافت ثانیہ میں دوبارہ سے قرآن کریم کے تراجم کا آغاز ہوُا۔ آپؓ نے مختلف مواقع پر اور خاص طور پر 1944ء میں دنیا کی مشہور زبانوں میں ترجمۃ القرآن کی خاص تحریک فرمائی۔

(الفضل 27/ اکتوبر 1944ء صفحہ 4)

اور اس کے ساتھ ساتھ ان تراجم پر ہونے والے خرچ کے متعلق بھی تحریکات فرمائیں۔ آپؓ کے عہدِ خلافت میں 15 زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمہ کا کام شروع ہوا جن میں انگریزی، ڈچ، جرمن، سواحیلی، لوگنڈا، فرنچ، سپینش، اطالوی، رشین، انڈونیشین وغیرہ شامل ہیں۔

(سوانح فضل عمر جلد 3 صفحہ 173)

خلافت ثالثہ میں مزید چار زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع ہوئے۔ اس کے علاوہ انگریزی تفسیر القرآن کا نیا ایڈیشن اور انگریزی زبان میں ہی تفسیر القرآن کا ایک خلاصہ شائع ہوا۔

(حیات ناصر صفحہ 493)

اور تفسیر حضرت مسیح موعود کے کچھ حصے شائع ہوئے۔

خلافت رابعہ میں تراجمِ قرآن کے کام نے سرعت اختیار کی اور ان کی تعداد 57 تک پہنچ گئی اور 117 سے زبانوں میں منتخب آیات کا ترجمہ شائع ہوا۔

(سیدنا طاہر سونیئر صفحہ 23)

خلافت خامسہ میں اب تک جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع شدہ تراجمِ قرآن کی تعداد 78 ہو گئی ہے۔

سامعین! اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے تین خلفائے کرام کو مکمل ترجمہ قرآن کی توفیق عطا فرمائی۔ اِن میں سے ایک تفسیر صغیر ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی انتھک محنت کا نتیجہ ہے۔ 1954ء میں آپؓ پر قاتلانہ حملہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو معجزانہ طور پر بچایا تو آپؓ نے بغرض علاج یورپ کا سفر فرمایا تو سفر سے قبل جماعت کے نام پیغام میں آپؓ نے فرمایا:

”مَیں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اے خدا! ابھی تک دنیا تک تیرا قرآن صحیح طور پر نہیں پہنچا اور قرآن کے بغیر نہ اسلام ہے نہ مسلمانوں کی زندگی۔ تو مجھے پھر سے توفیق بخش کہ مَیں قرآن کے بقیہ حصہ کی تفسیر کر جاؤں اور دنیا پھر ایک لمبے عرصہ کے لئے قرآن شریف سے واقف ہو جائے۔“

(الفضل 10/ اپریل 1955ء صفحہ 1)

اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی عاجزانہ اور پُر سوز دعاؤں کو سنا اور باوجود نامساعد حالات کے آپؓ نے قرآن کا بامحاورہ ترجمہ مع فٹ نوٹ کے کیا۔

سامعین! دوسرے نمبر پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ترجمۃ القرآن ہے جو آسان، سلیس اور عام فہم ہے اور تیسرے نمبر پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا ترجمہ ہے جو آپؓ اپنے دروس القرآن میں اچھوتے انداز میں فرماتے رہے۔ حضرت میر محمد سعید قادری صاحبؓ صحابی مسیح موعودؑ نے آپؓ کے دروس قرآن سے اکتساب فیض کر کے اِس ترجمہ کو تیار کیا ہے۔ صرف بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ترجمہ 114 سورتوں کی مناسبت سے 114 کی تعداد میں مختلف ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا بیان فرمودہ ترجمہ و تفسیر قرآن کا ایک بڑا حصہ ”حقائق الفرقان“ کی صورت میں بھی طبع شدہ موجود ہے۔ ان تراجمِ قرآن کے علاوہ دیگر

خلفاء نے بھی حسب ضرورت اپنی تقاریر و تحریرات کے ذریعہ قرآنِ کریم کے گراں قدر نکات بیان فرمائے۔

تفاسیرُ القرآن

سامعین! خلافت ثالثہ کے دَور میں حضرت مسیح موعودؑ کی مختلف آیات کی بیان فرمودہ تفسیر کی تدوین واشاعت آٹھ جلدوں میں ہوئی۔ حقائق الفرقان کا ذکر مَیں اوپر کر آیا ہوں جو عاشق قرآن حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی بیان فرمودہ تفسیر ہے۔ قرآن گویا آپؓ کی روح کی غذا تھا۔ آپؓ کو قرآن سے اس قدر محبت تھی کہ ایک مرتبہ فرمایا کہ اگر جنت میں بھی مجھے کچھ مانگنے کا اختیار ہو تو مَیں قرآن مانگوں گا۔

(تذکرۃ المہدی جلد 1 صفحہ 246)

حضرت اقدسؑ کی صحبت نے آپ پر ایک نیا رنگ چڑھا دیا تھا۔ آپؓ اکثر قرآن کریم کا درس دیا کرتے تھے۔ جن میں بہت سے نئے معارف قرآن بیان فرمائے۔

اِس کے علاوہ ایک تفسیر کبیر ہے جو حضرت مصلح موعودؓ کی تحریر کردہ ہے اور 10 جلدوں میں طبع ہوئی ہے۔ اب یہ اضافہ جات کے ساتھ 15 جلدوں میں میسّر ہے اللہ تعالیٰ نے الہاماً حضرت مسیح موعودؑ کو فرمایا تھا کہ آنے والا موعود بیٹا ”علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا“ نیز یہ بھی خوشخبری دی تھی کہ اس کے آنے کا مقصد یہ ہے کہ ”تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔“ تفسیر کبیر اس الہامی صداقت کی بیّن دلیل ہے۔ تفسیر کبیر پڑھنے کے بعد جماعت کے ایک بڑے معاند بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ”مرزا محمود کے پاس قرآن ہے“ آپؓ فرماتے ہیں:

”عہدہ خلافت سنبھالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قرآنی علوم اتنی کثرت سے کھولے کہ اب قیامت تک امت مسلمہ اس بات پر مجبور ہے کہ میری کتابوں کو پڑھے اور ان سے فائدہ اٹھائے۔“

(خلافت راشدہ صفحہ 254)

آپؓ نے تفسیر قرآن کے میدان میں بار بار مخالفین کو تفسیر نویسی کے چیلنج دیے۔ ایک بار صرف سورۃ فاتحہ کی تفسیر کا چیلنج دیا مگر کوئی مقابل پر نہ آیا۔ تفسیر کبیر کے علاوہ دیباچہ تفسیر القرآن اور ہزاروں صفحات پر

مشتمل آپ کے کم بیش 2 ہزار کے قریب خطابات، تقاریر، خطبات جمعہ اور دروس میں قرآنی علوم کی عظمت اور شوکت کا اظہار آپؒ کی خدمتِ قرآن کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت خلیفہ المسیح الثانیؓ کے دَور میں قرآن کریم کی انگریزی میں مکمل تفسیر Five Volume Commentary of Holy Quran کی صورت میں جماعت کے سامنے پیش کی گئی۔ حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے خمسہ کی تفاسیر سے فیض یاب ہو کر بہت سے علماء نے مختلف تفاسیر رقم فرمائیں جو دراصل خلفاء کی خدماتِ قرآن کے زمرہ میں ہی آتی ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد ”جو شخص قرآن کے سات سَو(700) حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے“ کی تعمیل میں 700 احکامِ خداوندی کے نام سے پہلی بار شائع ہوئی۔

سامعین! اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ کو قرآن کے نسخوں اور مختلف تراجم کی عالمگیر اشاعت کی خاص توفیق مل رہی ہے۔ خلافت اولیٰ سے ہی مختلف تحریکات اور مالی سکیموں سے قرآن کی اشاعت کی کوشش ہوئی۔ دَورِ خلافت ثانیہ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے جب قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ شائع ہوا تو حضرت خلیفہ المسیح الثانیؓ نے تحریک فرمائی کہ اس کی ایک ہزار کاپیوں کی قیمت احباب پیش کریں تاکہ جماعت یہ ترجمہ دنیا کے بڑے لیڈروں، سربراہوں اور سیاستدانوں کو دے سکے نیز دنیا کی مشہور لائبریریوں میں رکھا جاسکے۔

(الفضل 26/ فروری 1947ء صفحہ 3)

حضرت خلیفہ المسیح الثالثؒ کو اشاعت قرآن سے ایک خاص عشق تھا۔ قرآن کے عالمگیر اشاعت کے لیے آپ نے جماعت کا اپنا پریس لانے کا منصوبہ پیش فرمایا تاکہ جلد از جلد قرآن شائع ہو۔ آپؒ نے فرمایا:

”اگر اپنا پریس ہو گا تو قرآن کریم سادہ یعنی قرآن کریم کا متن بھی ہم شائع کر لیا کریں گے۔ اس کی اشاعت کا بھی تو ہمیں بڑا شوق اور جنون ہے۔ یہ بات کرتے ہوئے بھی مَیں اپنے آپ کو جذباتی محسوس کر رہا ہوں۔ ہمارا دل تو چاہتا ہے کہ ہم دنیا کے ہر گھر میں قرآن کریم کا متن پہنچا دیں۔“

(خطبات ناصر جلد 3 صفحہ 24۔25)

آپؒ کے دَور میں قرآن کی اشاعت پر بہت کام ہوا۔ ایک دفعہ آپؒ نے فرمایا:

”ایک دن مجھے بتایا گیا کہ تیرے دور خلافت میں پچھلی دونوں خلافتوں سے زیادہ اشاعت قرآن کا کام ہوا۔ چنانچہ اب تک میرے زمانے میں پچھلی دو خلافتوں کے زمانوں سے قرآن مجید کی دو گنا اشاعت ہو چکی ہے۔ دنیا کی کئی زبانوں میں اب تک قرآن مجید کے کئی لاکھ نسخے طبع کروا کر تقسیم کئے جا چکے ہیں۔“

(الفضل 15/جولائی 1980ء صفحہ 2)

خلافت ثالثہ کے بعد سے جماعت کثرت سے قرآن اور اس کے تراجم طبع کروا کر دنیا میں پھیلا رہی ہے اور اِس کے لئے دنیا کے بعض ممالک میں پریس بھی نصب ہو چکے ہیں۔ جس کا اغیار کو بھی اعتراف ہے اور مولویوں کے کئی clips اِس وقت سوشل میڈیا پر گردش کر رہیں ہیں جن میں وہ برملا کہہ رہے ہیں کہ احمدیوں نے ہر ہوٹل اور گھر گھر تراجمِ قرآن پہنچا دئے ہیں۔

قرآن کی نمائشیں

سامعین! خلافت خامسہ میں اشاعتِ قرآن کا ایک نیا سلسلہ قرآنی نمائشوں کے انعقاد کا شروع ہوا۔ اشاعتِ قرآن کے ضمن میں حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے متعدد مواقع پر قرآن کریم کی نمائش لگانے کی تحریک فرمائی ہیں۔ 2011ء میں مغربی دنیا میں اسلام اور قرآن پر حملے دیکھ کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو قرآن کریم کی نمائش لگانے کا ارشاد فرمایا تا کہ دنیا کے سامنے قرآن کی خوبصورت تعلیم کو پیش کیا جاسکے۔

(خطبات مسرور جلد 9 صفحہ 606)

دروس القرآن و خطابات کے ذریعے روحانی فیوض کی تقسیم

سامعین! درسِ قرآن کریم کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلفائے احمدیت کے زیرِ سایہ آج تک جاری وساری ہے۔ قرآنی انوار کی تفہیم کے لیے اللہ تعالیٰ سے راہنمائی پا کر خلفاء خود بھی مختلف مواقع پر درسُ القرآن ارشاد فرماتے رہے ہیں۔ انہی دروس سے اکتساب فیض کرتے ہوئے مبلغین ایک تسلسل کے ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ، حضرت مسیح موعودؑ کے

بابرکت دَور میں بھی درس قرآن ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ آپؓ کے درس القرآن کے بارے میں حضرت پیر سراج الحق نعمانیؓ فرماتے ہیں:

"حضرت اقدس علیہ السلام بار بار مجھے فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولوی نورالدینؓ صاحب کی تفسیر قرآن تو آسمانی تفسیر ہے۔ صاحبزادہ صاحب! ان سے قرآن پڑھا کرو۔ ان کے درس القرآن میں بہت بیٹھا کرو اور سنا کرو۔ اگر تم نے دو تین سیپارہ بھی حضرت مولوی صاحب سے سنے یا پڑھے تو تم کو قرآن شریف سمجھنے کا مادہ اور تفسیر کرنے کا ملکہ ہو جائے گا۔"

(تذکرۃ المہدی جلد نمبر 1 صفحہ 244)

بسا اَوقات آپؓ باوجود خلافت کی مصروفیات کے روزانہ 5 درس القرآن دیا کرتے تھے۔

(الحکم مارچ 1913ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو قرآن کی تعلیم اور تدریس کا اس قدر جوش اور جذبہ تھا کہ آپ چاہتے تھے کہ ایک دارالقرآن قائم کیا جائے جس میں خصوصیت سے قرآن کا درس دیا جائے۔ اس سلسلہ میں ایڈیٹر الحکم نے لکھا:

"حضرت خلیفۃ المسیح کی دیرینہ خواہش ہے کہ قرآن مجید کے نہایت اعلیٰ معلّم موصل وغیرہ سے منگوائے جائیں۔ اس وقت تک ہر چند یہاں قرآن مجید کی تعلیم و تدریس کی طرف توجہ ہے لیکن پھر بھی بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے... حضرت خلیفۃ المسیح نے حضرت میر ناصر نواب صاحب کو یہ خدمت سپرد کی ہے کہ وہ اس دارالقرآن کی تعمیر کا کام شروع کر دیں۔"

(الحکم 21/ فروری 1913ء صفحہ 3)

آپؓ کو درس قرآن کا اس قدر شوق و ذوق تھا کہ جب 4/ مارچ 1914ء کو آپؓ نے اپنی وصیت لکھوائی تو اس میں یہ بھی لکھوایا "قرآن حدیث کا درس جاری رہے۔"

(الحکم 7/ مارچ 1914ء صفحہ 5)

یہ درس خلافتِ ثانیہ میں بھی جاری رہا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خاص علامت تھی کہ کلام اللہ کا مرتبہ ان سے ظاہر ہو گا۔ آپؓ نے 1910ء سے ہی درس قرآن پیش کرنا شروع کر دیا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی غیر موجودگی میں بھی آپؓ ہی درس القرآن دیا کرتے تھے۔ اپنے باون سالہ دَورِ خلافت میں آپ نے تعلیم القرآن کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔ آپؓ نے اپنے ہر خطاب، تقریر اور درس میں قرآن کریم کی پر معارف تفسیر اور جدید نکات پیش فرمائے۔ 1928ء میں آپؓ نے قرآن کے درس کا ایک خاص سلسلہ شروع فرمایا جس میں شامل ہونے کے لیے بار بار احباب جماعت کو تلقین فرمائی۔ احباب جماعت میں بھی آپؓ نے درس القرآن شروع کرنے کی بار بار نصیحت فرمائی۔ آپؓ نے فرمایا:

”ضروری ہے کہ ہر جگہ قرآن کریم کا درس جاری کیا جائے اگر روزانہ درس میں لوگ شامل نہ ہو سکیں تو ہفتہ میں تین دن سہی۔ اگر تین دن بھی نہ آسکیں تو دو دن ہی سہی اگر دو دن بھی نہ آسکیں تو ایک ہی دن سہی مگر درس ضرور جاری ہونا چاہیئے تا کہ قرآن کریم کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو۔“

(انوار العلوم جلد 10 صفحہ 92)

خلافت ثالثہ کا دَور بھی درس و تدریس کے ذریعہ قرآنی علوم کی اشاعت سے بھرا نظر آتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 24/جون تا 16/ستمبر 1966ء قرآن کی برکات، فیوض اور روحانی تاثیرات پر مشتمل خطبات جمعہ کا ایک سلسلہ شروع فرمایا۔ یہ خطبات بعد ازاں کتابی صورت میں ”قرآنی انوار“ کے نام سے چھپ چکے ہیں۔

دَور خلافت رابعہ میں دروس القرآن کے دو سلسلے ہمیں نظر آتے ہیں۔ حضرت خلیفہ المسیح الرابعؒ کا ایک عظیم الشان کارنامہ 305 ترجمۃ القرآن کلاسز ہیں جس میں آپؒ نے مکمل قرآن کا ترجمہ سکھایا۔ اسی ضمن میں آپؒ نے 19/جون 1998ء میں ترجمہ القرآن کلاسز سننے کی تحریک بھی فرمائی۔

(الفضل 14/اگست 1998)

ابتدائے عہد خلافت سے ہی مختلف مواقع پر آپؒ دروس القرآن پیش فرمایا کرتے تھے۔ پھر ایم ٹی اے کے اجرا کے ساتھ 1994ء سے آپ نے رمضان میں درس القرآن کا ایک نیا سلسلہ شروع فرمایا جس میں آپ نے خصوصیت سے قرآن کریم کے ان حصوں کی تفسیر فرمائی جو تفسیر کبیر میں شامل نہ ہونے کی وجہ سے تشنہ تھے۔ دَور خلافت خامسہ میں بھی جماعتی روایات کے مطابق ہر ملک اور تقریباً ہر جماعت میں مقامی

سہولت اور دستیاب وسائل کے ساتھ مقامی سطح پر درس قرآن کا سلسلہ جاری وساری ہے۔ سیّدنا حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کے آخری ایام میں پُر معارف درس قرآن پیش فرماتے ہیں۔

تعلیم القرآن کلاسز اور جماعت کا مرکزی نظام

سامعین! احمدی بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے خلفائے کرام کی ہدایات کے پیش نظر جماعت میں مختلف مواقع پر تعلیم القرآن کلاسز بھی منعقد کی جاتی رہی ہیں۔ حضرت خلیفہ المسیح الثانیؓ کی تحریک پر 1945ء میں خدام الاحمدیہ کے لیے تعلیم القرآن کلاس شروع ہوئی۔ 1964ء میں نظارت اصلاح و ارشاد کے تحت فضل عمر تعلیم القرآن کلاسز کا باقاعدہ انعقاد کا آغاز ہوا۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت تربیتی کلاس بھی اسی مقصد کے لیے منعقد کی جاتی رہی ہے۔ دَور خلافت ثالثہ میں ہفتہ قرآن مجید کا بھی ایک سلسلہ شروع کیا گیا جو اب عالمگیر صورت اختیار کر گیا ہے۔

عہد خلافت ثالثہ کے آغاز میں حضرت خلیفۃُ المسیح الثالثؒ نے جماعت میں تعلیم القرآن عام کرنے کی غرض سے مرکزی نظام میں اضافہ فرمایا اور ایڈیشنل نظارت اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن و وقف عارضی قائم فرمائی اور تمام ذیلی تنظیموں کو اس نظارت کی ہدایات کی روشنی میں اپنے ممبروں کو قرآن ناظرہ پڑھانے اور ترجمہ سکھانے کا کام کرنے کا ارشاد فرمایا۔ پھر آپؒ نے مجالس موصیان قائم فرمائی اور اِن کے لیے قرآنی انوار کا سیکھنا اور سکھانا لازمی قرار دیا گیا۔ موصیان کے لیے یہ ضروری قرار دیا گیا کہ وہ اپنے گھروں میں تعلیم القرآن کا انتظام کریں اور نگرانی کریں کہ کوئی فرد ایسا نہ ہو جو قرآن کریم نہ جانتا ہو۔

(خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 563)

پھر جب آپ نے وقف عارضی کی سکیم شروع فرمائی تو واقفین عارضی کے ذمہ سب سے اہم کام قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ پڑھانے کا لگایا تا کہ افرادِ جماعت قرآنی انوار سے آگاہ ہو سکیں۔

(الفضل 14 / مئی 1969ء)

آپؒ فرماتے ہیں:

”بلا استثناء ہر احمدی بچہ قاعدہ یسرنا القرآن پڑھے۔ جو احباب قرآن کریم ناظرہ جانتے ہوں وہ ترجمہ سیکھیں اور جو ترجمہ جانتے ہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ تفسیر سیکھیں جو خود اللہ تعالیٰ نے

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھائی اور وہ تفسیر بھی سیکھیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نور اور بصیرت و معرفت کے زیر سایہ خود کی۔"

(الفضل 29/اکتوبر 1979ء)

قرآن کا عملی نمونہ بن جاؤ

سامعین! خلفائے سلسلہ نے قرآن کے پڑھنے اور پڑھانے کی ہی طرف توجہ نہیں دی بلکہ حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو قرآن کا عملی نمونہ بننے کی طرف یوں توجہ دلائی:

"آج ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس رمضان میں اس نصیحت سے پُر کلام کو جیسا کہ ہمیں اس کے زیادہ سے زیادہ پڑھنے کی توفیق مل رہی ہے، اپنی زندگیوں پر لاگو بھی کریں۔ اس کے ہر حکم پر جس کے کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کریں اور جن باتوں کی مناہی کی گئی ہے، جن باتوں سے روکا گیا ہے ان سے رکیں، ان سے بچیں۔"

(الفضل 11 نومبر 2005ء)

قرآن پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات

سامعین! خدمتِ قرآن کا ایک پہلو قرآن پر ہونے والے اعتراضات کے جواب دینا ہے۔ خلافت احمدیہ کی یہ ممتاز خوبی ہے کہ جب بھی اسلام، قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر کسی دشمن یا معاند نے حملہ کیا تو مسیح موعودؑ کے قافلے کے سپہ سالار آہنی دیوار بن کر اس کے سامنے کھڑے ہو گئے اور دشمن کو دندان شکن جواب دیا۔ چاہے وہ آریہ سماج کے حملے ہوں یا مستشرقین کے اعتراضات ہوں۔ ہر خلیفہ نے ہر زمانے میں ان اعتراضات کے بھرپور جوابات دیے اور مخالفین کو ساکت کر دیا۔ عصر حاضر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے خلاف مہم پر 29/فروری 2008ء کے خطبہ جمعہ میں اسلام اور قرآن کے خلاف مغرب کی منظم مہم جوئی کا جواب دیا۔

(خطبات مسرور جلد 6 صفحہ 86)

2011ء میں جب ایک بدبخت امریکی پادری نے قرآن کریم جلانے کی کوشش کی تاکہ مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کیا جاسکے تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مکروہ فعل کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا کہ

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے قول و فعل سے قرآن کی ایسی خوبصورت تصویر پیش کریں کہ دنیا ان مکروہ حرکات کرنے والوں کو ہی لعن طعن کرنے لگ جائے وگرنہ مسلمان جلوس نکال کر یا اپنے ملک کو آگ لگا کر دشمن کے ہاتھ ہی مضبوط کر رہے ہوں گے۔

(خطبات مسرور جلد 9 صفحہ 140)

الغرض قرآن کریم کی خدمت کی جو داستانیں خلفائے راشدین نے رقم کیں اور ہر ممکن کوشش کر کے کتابُ اللہ کی خدمت کی۔ اس کی نظیر ہمیں صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق اور اس کے خلفاء کے دَور میں ہی ملتی ہے۔ ہر خلیفہ نے اپنے اپنے ذوق اور رنگ میں اپنی کوششوں کو کمال تک پہنچاتے ہوئے تکمیل اشاعت ہدایتِ قرآن کے لیے اپنی زندگی کا ہر دن صرف کیا۔ اللہ تعالیٰ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، آپؐ کے صحابہ کرام اور آل پر، آپؐ کے غلام صادق اور اس کے خلفاء پر ہزار ہا سلامتی اور درود بھیجتا رہے تا وہ دن جلد از جلد آئے جب محمد عربی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عرش دنیا کے ہر خطے میں عظمت سے متمکن ہو اور زمین قرآن پر حکمرانی اور شوکت قائم ہو جائے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین ثم آمین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

”سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سَو (700) حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اُس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلْخَيْرُ كُلُّه فِي الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں یہی بات سچ ہے افسوس اُن لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔

تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان

کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26-27)

اللہ تعالیٰ ہمیں انوار قرآنی سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(اِس تقریر کی تیاری میں مکرم شہود آصف صاحب آف گھانا کے ایک مضمون سے مدد لی گئی ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ)

(کمپوزڈ: زاہد محمود)



﴿30﴾ ﴿مشاہدات۔654﴾

امن و سلامتی کے سفیر۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:56)

یعنی تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

سنو سنو! یہ محبت کی بات ہے لوگو!
پیو پیو! کہ یہ آبِ حیات ہے لوگو!
اُٹھو اُٹھو! کہ صدائے ورا ہوئی ہے بلند
چلو چلو! کہ یہ راہِ نجات ہے لوگو!

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ **”امن و سلامتی کے سفیر۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ“**

اصل موضوع کی طرف آنے سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ امن کے سفیر کی خلیفہ کے لفظ کے ساتھ نسبت قائم کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم سورۃ النور آیت 56 میں خلافت کا ایک بہت بڑا مقصد قیامِ امن قرار دیا ہے۔ گویا کہ خلیفہ خواہ براہ راست اللہ تعالیٰ کا نمائندہ ہو جیسے آدمؑ یا اللہ کے نمائندہ کا

نمائندہ ہو۔ اُس کی اوّلین ذمہ داری امن کا قیام ہے کیونکہ خلافت کے قیام کی برکت سے دنیا میں تشدّد اور فساد امن میں بدل جائے گا۔ یُوں اللہ تعالیٰ کا ہر خلیفہ، ہر فرستادہ، ہر نبی اور ہر رسول امن و سلامتی کا سفیر ہوتا ہے۔ اِس ناطے سے حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح نصرّہ اللہ تعالیٰ نصرًا عزیزاً ساری دنیا کے لئے امن و سلامتی کے سفیر ہیں۔ جس کو انگلش میں ہم Ambassador of Peace کہہ سکتے ہیں کیونکہ دنیا آپ کو Khalifa of the age اور Khalifa of the world کا خطاب دے چکی ہے۔ اَمَن واماں اور اَمَن و سلامتی کا دینِ اسلام کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ اسلام کے معنی سلامتی کے ہیں اور اِس پر ایمان لانے والا مسلم اور موٴمن کہلاتا ہے۔ بانیٔ اسلام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن دو اصطلاحوں کی خود یوں تعریف فرمائی۔ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ (بخاری-کتاب الایمان) کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مومن کے متعلق فرمایا اَلْمُؤْمِنُ مَنْ يَّاْمَنَهُ النَّاسُ کہ مومن وہ ہے جس سے لوگ امن میں رہیں یعنی دائرہ اسلام کے اندر اور باہر کے لوگ امن میں رہیں اور جہاں تک ایک بندے کا اپنے آپ سے اور اپنے نفس سے خود کو امن و سلامتی میں رکھنے کا تعلق ہے۔ اِس سلسلہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دُعا کو بطور ثبوت کے پیش کیا جاسکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دُعا کیا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَنْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ وَاَنْ اَجْهَلَ اَوْ اُجْهَلَ علیّ۔ کہ اے اللہ! مَیں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ مَیں کسی کو گمراہ کروں یا گمراہ کیا جاؤں۔ یا لغزش کھاؤں یا کسی کو لغزش پہنچاؤں یا کسی پر ظلم کروں یا ظلم کیا جاؤں یا مَیں جاہل بنوں یعنی نافرمانی کی کوئی بات کروں یا میرے خلاف کوئی شخص جہالت کرے۔

پیارے بھائیو! ہم میں سے ہر ایک امن و سلامتی کا سفیر ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اندر ان تینوں تعریفوں کو سمونا چاہیے۔ آئیں! ان تین تعریفوں کو تقریر کے موضوع کے روحِ رواں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکت پر اپلائی کر کے دیکھتے ہیں۔ تو آپ ایدکم اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی صفات اپنے لئے، اپنے عزیز اقارب، اپنی جماعت کے افراد کے لئے اور اغیار کے لئے بھی امن و آشتی کے پیام بر ہیں۔

سامعین! کسی بھی انسان کی سیرت کے ان تین پہلوؤں کو درج ذیل ترتیب دی جاسکتی ہے۔

i۔ اپنے نفس کے ذریعہ امن کا پیغام

ii۔ اندرونِ جماعت افراد کے لئے امن کا سفیر

iii۔ اغیار کے لئے امن کے پیام بر اور سفیر و ایلچی

اپنے موضوع کے مطابق پہلے دو امور کو نہایت اختصار سے بیان کرنے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی اِن حوالہ سے کارکردگی کا اظہار کرنے کے بعد تیسرے نمبر پر تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

جہاں تک حضورِ انور کا اپنی ذات کے حوالہ سے امن کے سفیر بننے کا تعلق ہے۔ آپ کی ذات اپنے لئے، اپنے عزیزوں کے لئے، اپنے جاننے والوں کے لئے، اپنے معتقدین کے لئے امن ہی امن کا باعث ہے۔ چہرے پر ہر وقت مسکراہٹ اور نرمی اور محبت سے کلام آپ ہی کا خاصہ ہے۔ بچوں کی ایک محفل میں ایک بچے کے سوال کے جواب پر آپ نے خود ہی بچے سے سوال کیا کہ کیا آپ نے مجھے کبھی غصّے میں آپ بچوں کو ناراض ہوتے دیکھا ہے؟ آپ خطبات، خطابات اور تقاریر میں جس نرمی و متانت سے بات کرتے ہیں اُس کے تو اغیار بھی گواہ ہیں اور حضور کا طرزِ خطابت کو پسند کرتے ہیں۔ دوسرے نمبر پر افرادِ جماعت کے ساتھ نرمی، محبت کا سلوک ہے۔ اس حوالے سے تو ہزاروں، لاکھوں افراد کے ساتھ امن و آشتی کی داستانیں جڑی پڑی ہیں۔ ہر شخص اس بات کا دعوے دار نظر آتا ہے کہ حضور بس میرے ہی ہیں اور اپنے ساتھ شفقتوں بھری داستانیں سناتا نظر آتا ہے۔

جماعت میں امن و امان کی بات کریں تو اس حوالے سے دو طور پر بات ہو سکتی ہے۔ اول جماعت کے اندر کی بات کریں تو اپنے خطبات، ملاقاتوں، دِس ویک وِد حضور اور دیگر پروگرامز میں اخلاقیات کا درس، نیکیاں بجالانے اور بُرائیوں سے دُور رہنے کی تلقین دراصل امن و امان کے قیام ہی کے لئے ہے۔ ابھی حال ہی میں گلف امریکہ کے خدام سے ملاقات منعقدہ 23 نومبر 2024ء میں ایک خادم نے حضور سے اپنے لئے روحانی تعلق کے قیام اور تعلیمی ترقی کے لئے دُعا کی جب درخواست کی تو حضور نے تلقین فرمائی کہ پانچ نمازوں کو کبھی نہ چھوڑنا اور اگر ممکن ہو سکے تو روزانہ چند نوافل بھی ادا کر لیا کریں اور زیادہ استغفار اور درود

شریف پڑھیں جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ درود شریف، استغفار اور رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ اپنی انفرادی بہتری کے لئے اور جماعتی بہتری کے لیے بھی پڑھیں۔

(الفضل 5 دسمبر 2024ء صفحہ 4)

اور دوسرے نمبر پر باوجود شدید مخالفت کے احبابِ جماعت کو صبر و تحمّل اور دعاؤں کی نصیحت و تلقین درحقیقت جماعت میں امن و سلامتی کے لئے ہی ہے۔ ابھی چند ماہ قبل ایک خطبہ میں حضور نے فرمایا کہ بعض دوست مجھے لکھتے ہیں کہ کب تک صبر کریں گے اب تو حد ہی ہو گئی ہے۔ حضور نے بڑے پیار اور حکمت سے صبر سے کام لینے اور دعاؤں کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا آخری فتح ہماری ہی ہے۔ کسی مظاہرے اور توڑ پھوڑ میں شامل نہ ہونے کا ہمارا شِعار رہا ہے۔ ابھی جو جنگ کے بادل سروں پر منڈلا رہے ہیں۔ حضور اس تکلیف دہ دَور میں احباب کو مسلسل دعاؤں کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ جو بے امنی اِس وقت پھیل رہی ہے اُس سے احباب جماعت کو بچانے کے لئے نصائح اور مختلف ہدایات دینے کا سلسلہ جاری ہے۔ اس جنگ کے حالات میں تین ماہ راشن رکھنے کی تلقین کا تعلق بھی بالآخر امن و سلامتی سے ہے۔ کیونکہ بھوک افلاس اور راشن نہ ملنے سے انتشار پھیلے گا تو معاشرے کا امن تار تار ہو گا۔

پیارے دوستو! تیسرا اور آخری پہلو قیامِ امن کا یا امن و سلامتی کے سفیر کے حوالہ سے جو تعلق ہے وہ دنیا میں امن کا قیام ہے اور جنگ کے بادل جو چھائے ہوئے ہیں اُس میں قیامِ امن کے لئے کوششیں کرنا ہے۔ یہی جماعت احمدیہ کے جملہ مقاصد میں سے ایک اہم مقصد ہے۔ اِس کی اہمیت اِس امر سے اُجاگر ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات سے دو دن قبل پیغام صلح لکھ کر مسلمانوں اور ہندوؤں میں صلح جوئی سے کام لینے اور انسان بن کر ایک دوسرے کے اعضاء بننے کی تلقین فرمائی اور پھر آپؑ کی وفات کے بعد تمام خلفاء امن کے قیام کے لئے بادشاہوں اور حُکّامِ وقت کی رہنمائی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے دنیا کی ترقی اور خوشحالی کا راز امن پسندی کو قرار دیا اور جماعت کو امن پسند جماعت بننے اور چین سے زندگی بسر کرنے کی تلقین فرمائی۔

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 454)

سامعین! خلافت خامسہ کے آغاز سے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور رہنمائی میں امنِ عالَم کے لئے ہمہ جہت کوششیں اور کاوشیں جاری ہیں۔ بالخصوص اب جبکہ تیسری عالمی جنگ کے بادل فضاؤں میں منڈلا رہے ہیں۔ اِس امن کے شہزادے اور سفیر نے دنیا کو بار بار امن کی طرف بلایا۔ تمام اقوامِ عالم اور اِن کے سربراہوں کو خطوط اور پیغامات کے ذریعہ دنیا میں ظلم کو روکنے اور تشدّد کی پالیسی کو ترک کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ یہ خلافتِ خامسہ کا ایک کارہائے نمایاں سے کم نہیں۔ وقت کی رعایت سے صرف ایک خط پیش ہے جو آپ نے مورخہ 28 مارچ 2012ء کو امریکہ کے صدر باراک اوباما کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

”دنیا میں امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورتحال کو دیکھتے ہوئے مَیں نے یہ ضروری محسوس کیا کہ آپ کی طرف یہ خط روانہ کروں کیونکہ آپ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے صدر کے منصب پر فائز ہیں اور یہ ایسا ملک ہے جو سُپر پاور ہے… میری آپ سے بلکہ تمام عالمی لیڈروں سے یہ درخواست ہے کہ دنیا میں امن کے قیام کے لئے اپنا کردار ادا کریں… اللہ تعالیٰ آپ کو اور تمام عالمی لیڈروں کو یہ پیغام سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔“

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن 8 جون 2012ء صفحہ 11-12)

امن کانفرنسز اور سمپوزیم کا انعقاد خلافت خامسہ کے دَور میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے سالانہ پروگرام کا ایک لازمی اور اہم ترین حصہ رہا ہے۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنفسِ نفیس شرکت کرتے اور حاضرین سے خطاب فرماتے ہیں۔ اس کی پیروی میں دنیا بھر میں جماعتیں امن کانفرنسز اور سمپوزیم منعقد کرتی ہیں۔ ان پروگراموں میں اعلیٰ حکومتی وزراء، اعلیٰ عہدیداران، ملکوں کے سفراء، پارلیمنٹیریز، شہروں کے میئرز، مذہبی راہنما، تھنک ٹینکس سے تعلق رکھنے والے افراد اور معززین شرکت کرتے ہیں۔ وہ اپنے خطابات میں دنیا میں امن کے قیام کے موضوع پر اسلامی تعلیم کے حوالہ سے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں اور خلافت احمدیہ کی امن پسندی اور قیام امن کی کامیابیوں کو سراہتے ہیں اور حضرت خلیفۃُ المسیح الثالثؒ کا دیا ہوا سلوگن ”محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں“ اب عالمی سطح پر جماعتِ احمدیہ کی پہچان بن چکا ہے۔

سامعین! خلافتِ خامسہ میں جماعت احمدیہ برطانیہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور راہنمائی سے احمدیہ مسلم پیس پرائز کا آغاز کیا۔ جو کسی ایسی اہم شخصیت یا ادارے کو دیا جاتا ہے جنہوں نے امن کے قیام کے لئے غیر معمولی کام کیا ہو۔ دنیا میں امن کے قیام کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دورہ جات میں سربراہانِ مملکت سے ملاقاتوں، حکومتی وزراء، ممبران پارلیمنٹ کے ساتھ ملاقاتوں کے ذریعہ اسلامی تعلیم کے مطابق امن کا پیغام پہنچاتے رہے ۔ حضور انور نے اپنے خطابات میں اسلام کی پُر امن تعلیمات کا خوبصورت تذکرہ فرمایا۔ دوسرے ان دورہ جات میں دنیا کے کئی ممالک میں پارلیمنٹس سے حضور انور کے خطابات بھی شامل ہیں۔ جن میں امن کا پیغام دیا گیا۔

مورخہ 29 جنوری 2015ء کو برطانیہ میں ایک تقریب کے دوران عزت مآب David Cameron (سابق وزیر اعظم برطانیہ) نے اپنی تقریر میں سیدنا حضور انور کے متعلق کہا کہ

”سیدنا حضور انور حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز امن کے پیغامبر ہیں۔ مَیں اُمید کرتا ہوں کہ آپ کے فلاحی کام اور باہمی پیار و محبت کی آپ کی فلاسفی (محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں) برطانیہ میں بھی اور ساری دنیا میں یونہی پھلتی پھولتی رہے گی۔“

مورخہ 11 مئی 2013ء کو ساؤتھ کیلیفورنیا میں سیدنا حضور انور نے ایک تاریخی خطاب فرمایا۔ اس موقع پر عزت مآب Congresswoman Karen Bass نے کہا۔

”آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک انقلابی شخصیت ہیں جنہوں نے پوری دنیا میں امن اور رواداری کو ترقی دی ہے۔“

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے 2015ء میں ٹوکیو میں استقبال کے دوران Chairman Tokibo group of Sata Industries نے کہا کہ

”سیدنا حضور انور حضرت مرزا مسرور احمد نے اپنی ساری زندگی قیام امن کے لیے وقف کی ہوئی ہے۔ آپ کی زندگی کا مقصد بین المذاہب امن کا قیام ہے۔ یہ میری خواہش ہے کہ سیدنا حضور انور مستقل طور پر جاپان تشریف لے آئیں تا ہمارا ملک بھی حقیقی اسلام کے نور سے منور ہو جائے۔“

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 22 اکتوبر 2019ء کو برلن میں ایک تاریخی خطاب فرمایا۔ جس میں بڑی تعداد میں ممبرانِ پارلیمنٹ اور دیگر اعلیٰ حکام شامل ہوئے۔ اس موقع پر جرمنی کی پارلیمنٹ کے ایک ممبر Bettina Müller (بیٹینا مولر) نے کہا کہ

”امام جماعت احمدیہ کے خطاب سے بھی امن کی خوشبو آتی ہے اور آپ کے وجود میں بھی امن، سلامتی اور سچائی کی تاثیر تھی جو دورانِ پروگرام سارے ماحول میں مجھے محسوس ہوتی رہی۔“

(الفضل انٹرنیشنل 10 ستمبر 2021ء)

یونائیٹڈ نیشن کے ادارہ UNESCO میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک تاریخی خطاب ارشاد فرمایا۔ وہاں مالی سے UNESCO کے ایمبیسڈر عمر کائنا صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ

”امام جماعت احمدیہ وسیع النظر شخصیت ہیں اور امن کے قیام کے لیے کوشاں ہیں اور یہی وہ چیز ہے جس کی امتِ مسلمہ کو ضرورت ہے۔ عالمی انصاف، ہم آہنگی کا جو تصور امام جماعت احمدیہ پیش کرتے ہیں دنیا کو اس کی اشد ضرورت ہے اور آج امت مسلمہ کو ایسے ہی لیڈر کی ضرورت ہے۔ آج میں ایک ایسے انسان کے قریب تھا جو امن و انصاف کا سپوت ہے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 10 ستمبر 2021ء)

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے دنیا میں امن کے قیام کے لیے وسائل کی منصفانہ تقسیم کی طرف سب کو توجہ دلائی۔ افرادِ جماعت احمدیہ کو خصوصاً محروم طبقوں تک بنیادی سہولیات کی فراہمی کی تلقین فرمائی۔ تا اُن کی تکالیف دور ہوں اور اِن طبقات سے احساسِ محرومی ختم ہو۔ اس ایک پہلو پر ہی نظر ڈالی جائے تو ہر سال جماعت کو بہت سارے ملکوں میں لاکھوں ڈالرز خرچ کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ جن میں پینے کے صاف پانی کی فراہمی، صحت کی بنیادی سہولیات کی فراہمی، ہسپتالوں کا قیام، فری میڈیکل کیمپس، یتیم بچوں کے لیے رہائش گاہیں، سکولوں اور مختلف ٹیکنیکل تعلیمی اداروں کا قیام، غریب بچوں کے لیے تعلیمی وظائف، غرباء کو مکان مہیا کرنا، بھوکوں کو کھانے کی فراہمی اور قدرتی آفات کے موقع پر ہر ممکن مدد اور دکھی انسانیت کی ہر ممکن طریق سے مدد شامل ہے۔

پس جماعت احمدیہ انسانی ہمدردی کی بنیاد پر افلاس و غربت کے خاتمہ کے لئے کوشاں ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ چیز دنیا میں دیرپا امن کے قیام کے لئے ایک کُنجی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر لوگوں کے پاس کھانے کے لئے خوراک، پینے کے لئے پانی، رہنے کے لئے جگہ، بچوں کے لئے اسکولز اور طبّی سہولیات مہیا ہوں تو لوگ پُرامن طور پر اپنی زندگیاں گزار پائیں گے ورنہ یہ لوگ شدت پسندی کی طرف جائیں گے۔

سامعین! حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 28 اکتوبر 2016ء کو ایک کلیدی خطاب، بر موقع یارک یونیورسٹی، اونٹیریو، کینیڈا میں فرمایا:

”اگر ہم حقیقی طور پر امن قائم کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں انصاف سے کام لینا ہو گا۔ ہمیں عدل اور مساوات کو اہمیت دینی ہو گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی خوبصورت فرمایا ہے کہ دوسروں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ ہمیں صرف اپنے فائدے کے لئے نہیں بلکہ وسیع النظری سے کام لیتے ہوئے دنیا کے فائدے کے لئے کام کرنا ہو گا۔ فی زمانہ حقیقی امن کے قیام کے یہی ذرائع ہیں۔“

اللہ تعالیٰ جماعتِ احمدیہ کی امن کے حوالہ سے کاوشوں میں برکت ڈالے اور دنیا امن و سلامتی کا گہوارہ بن جائے۔ آمین

(کمپوزڈ بائی: منہاس محمود۔ جرمنی)



﴿31﴾ ﴿مشاہدات۔103﴾

تجدیدِ عہد وفائے خلافت اور ہماری ذمہ داریاں

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

لِّيَجۡزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيۡنَ بِصِدۡقِهِمۡ وَيُعَذِّبَ الۡمُنٰفِقِيۡنَ اِنۡ شَآءَ اَوۡ يَتُوۡبَ عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا

(الاحزاب: 25)

ترجمہ: (یہ اس لئے ہے) تاکہ اللہ سچوں کو ان کی سچائی کی جزا دے اور منافقوں کو اگر چاہے تو عذاب دے یا توبہ قبول کرتے ہوئے اُن پر جھکے۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

گزرے ہوئے سو سال کی تاریخ گواہ ہے
سائے کی طرح سایہ فگن ہم پہ خدا ہے
اور رات جو آئے بھی تو پروانوں کو غم کیا ہے
جلتا ہوا پُرنور خلاف کا دِیا ہے

سامعین کرام! آج میری تقریر کا عنوان ہے **"تجدید عہد وفائے خلافت اور ہماری ذمہ داریاں"**

جب سے دُنیا معرضِ وجود میں آئی ہے تب سے دُنیاوی پارٹیوں اور روحانی جماعتوں اور فرقوں میں اُن کے اہم دن بڑے تابناک طریق پر منائے جاتے ہیں۔ دینی جماعتوں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ وَذَكِّرۡهُمۡ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ (ابراہیم:6) کا فرما کر اللہ کے دنوں کو یادگار بنا کر منانے کا حکم دیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اِس قرآنی حکم کا ترجمہ یوں فرمایا ہے کہ اِنہیں (یعنی اپنی قوم کو) اللہ کے انعام اور اُس کے عذاب یاد دَلا۔

اِس قرآنی حکم کے مطابق جماعت احمدیہ کو بھی اپنے تاریخی دن بڑی شان اور آن بان کے ساتھ منانے کی توفیق ملتی ہے اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور احسان ہے کہ ہمیں جماعتِ احمدیہ کی تاریخ میں صد سالہ جشن تشکّر اور بعد ازاں خلافتِ احمدیہ کی تابناک تاریخ میں سو سالہ خوبصورت اور تاریخی

دَور دیکھنے کی توفیق ملی اور ہر دو اہم تاریخی دنوں پر ہم نے اللہ اور اُس کے نمائندوں یعنی خلفاء کے ساتھ عہد و پیمان کی تجدید کی۔ مجھے اِس وقت خلافت احمدیہ کے سو سال پر اپنے عہد و پیمان کے حوالہ سے بات کرنی ہے۔

سامعین! مؤرخہ 27 مئی 2008ء کو جماعت احمدیہ میں قائم خلافت کے فیوض و برکات سے فائدہ اٹھاتے 100 سال پورے ہوئے۔ جماعتوں نے اپنے اپنے ہاں اللہ تبارک اللہ و تعالیٰ کے تشکر کے طور پر اجلاس کئے اور جشن منائے۔ اِس سلسلہ میں صد سالہ جشنِ تشکر کا مرکزی پروگرام ایکسیل سنٹر لندن میں ایک تاریخی جلسہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر صدارات منعقد ہوا۔ جس میں حضور انور نے ایک طویل ولولہ انگیز خطاب ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں دیا۔ جس کو دنیا بھر کی جماعتوں نے اپنے ہاں بہت بڑے بڑے اجلاسات منعقد کر کے براہ راست حضور انور کے خطاب کو سُنا۔ اِس خطاب کے آخر پر حضور انور نے تمام حاضرین کو کھڑے کروا کر اُن سے ایک عہد ان الفاظ میں لیا جو **”تجدید عہدِ وفا“** کہلایا۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

آج خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اِس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اِس مقدس فریضہ کی تکمیل کے لئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔ ہم اِس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظامِ خلافت کی حفاظت اور اُس کے استحکام کے لئے آخری دَم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک خلافتِ احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعے اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔

اے خدا! تُو ہمیں اِس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اللّٰھم آمین اللّٰھم آمین اللّٰھم آمین

فضائے غم میں سکینت کے ابر لاتا ہے
دلوں کی کھیتیوں میں تمکنت اُگاتا ہے
وہ اپنے نُور سے اِک شکل سی بناتا ہے
دلوں پہ مہر اطاعت وہی لگاتا ہے
وہ اپنا فیصلہ دنیا کو پھر سناتا ہے
قسم خدا کی خلیفہ خدا بناتا ہے

سامعین! حضورانور کی اقتداء میں تمام دنیا میں احمدی مرد وخواتین اور بچوں، نوجوانوں اور بوڑھوں نے یہ عہد دُہرایا۔ پاکستان میں یہ تقریب ایوانِ محمود میں منعقد ہوئی۔ جن میں ایک بزرگ نے ویل چیئر میں شمولیت اختیار کی۔ حضور نے جب یہ فرمایا کہ **آپ سے میری درخواست ہے آپ بھی جو یہاں موجود ہیں احباب بھی کھڑے ہو جائیں اور خواتین بھی کھڑی ہو جائیں، دنیا میں موجود لوگ جو جمع ہیں وہ سب بھی کھڑے ہو کر یہ عہد دہرائیں**۔ تو یہ بزرگ بھی کھڑے ہونے کو تڑپنے لگے۔ اِن کے عزیز اور اِرد گرد کے دیگر دوستوں نے اِس بزرگ سے کہا کہ آپ بیٹھ کر ہی عہد دہرا لیں مگر یہ بزرگ بار بار یہ کہہ رہے تھے کہ میرے حضور نے فرمایا کہ اب تمام کھڑے ہو کر میرے پیچھے عہد دہرائیں تو مَیں بھی اِن تمام میں مخاطب ہوں۔ انہوں نے بہت تکلیف میں کھڑے ہو کر عہد کو دہرایا۔

حضور نے اِس عہد کے ساتھ یہ فرمایا کہ

”پس اے مسیحِ محمدی کے غلامو! آپؑ کے درختِ وجود کی سرسبز شاخو! مَیں امید کرتا ہوں کہ اِس عہد نے آپ کے اندر ایک نیا جوش اور ایک نیا ولولہ پیدا کیا ہو گا۔ شکر گزاری کے پہلے سے بڑھ کر جذبات اُبھرے ہوں گے۔ پس اِس جوش اور ولولہ اور شکر گزاری کے جذبات کے ساتھ خلافتِ احمدیہ کی نئی صدی میں داخل ہو جائیں۔ یہ 27 مئی کا دن ہمارے اندر ایک نئی روح پھونک دے، ایک ایسا انقلاب برپا کر دے جو تاقیامت ہماری نسلوں میں یہی انقلاب پیدا کرتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا اِس دور میں ہمیں داخل کرنا یہ ظاہر

کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے درختِ وجود کی سرسبز شاخیں بننے کی ہم کوشش کرتے ہیں اور کر رہے ہیں“

(خطاب 27 مئی 2008ء بر موقع ایکسیل سنٹر لندن)

شجر سے جو رہے وابستہ وہ پھلدار ہو جائے
جو کٹ کر گر گیا بے دست و پا بیکار ہو جائے
خلافت سے عقیدت کی جو رسم و راہ رکھتا ہے
نہیں ممکن وہ خالی ہاتھ یا نادار ہو جائے

سامعین! خلافت سے پیار کرنے والی اس وفادار قوم کی 2008ء میں ”عہد وفا“ کی تجدید کے بعد 17 سالوں کی تابندہ تاریخ گواہ ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں بسنے والے احمدیوں نے اپنے خون سے، اپنی اسیری سے، اپنے وقت، اپنے مال، اپنی عزت، اپنی اولادوں کی قربانی الغرض ہر قسم کی قربانی سے روزِ روشن کی طرح خلافت کی حفاظت کے لئے قدم بڑھائے۔ خلافتِ رابعہ تک ہم دُنیا کے بڑے بڑے ممالک کے ساتھ چند ایک نئے جزیروں اور ممالک کے نام سُنا کرتے تھے جہاں خلافت کی برکت سے جماعت احمدیہ قائم ہوئی مگر اِن 15 سالوں میں تو ایسے ایسے جزیروں اور ملکوں کے نام سُننے کو ملے جو ہمارے کانوں نے اس سے قبل نہیں سنے تھے۔ جیسے مایوٹ، کریباتی، لینتھوانیا، ساوتھومے، ایکوڈور، لیسوتھو، سمووا اور بہت سی ایسی جگہیں جہاں احمدیت کا پودا پہلی دفعہ لگا ہمیں سننے کا ملا۔ جہاں اب اللہ کے گھر یعنی خوبصورت مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ اِن میں سے بعض دنیا کے کونے کہلاتے ہیں وہاں اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا پرچار، احمدیت کے مبلغین کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ اب افریقہ کے صحراؤں کی زمین برکینافاسو بھی اعلائے کلمہ اسلام کی خاطر خون سے رنگی گئی اور اللہ اور اُس کے رسولؐ اور احمدیت کی خاطر ایک ایک کر کے نو احمدیوں نے اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ اِن کے سینوں میں خلافت سے محبت اور ایمان کی روشنی آج بھی سورج کو شرمندہ کرتی ہے۔ دوسرے براعظم آسٹریلیا کو دیکھیں تو اِس کو آباد کرنے میں احمدیوں کا بہت عمل دخل ہے۔ احمدیوں کی قربانیاں آج آسٹریلیا کی روحانی

اور مادی زندگی میں واضح نظر آتی ہیں۔ الغرض آج اسی عہد کا پھل یورپ کیا، امریکہ کیا، ایشیا کیا، آسٹریلیا کیا اور افریقہ کے سنگلاخ جنگلوں، پہاڑوں اور سرسبز شاداب آبادیوں میں غیروں کو بھی نظر آنے لگا ہے۔ اب تو ہمارے دشمن بھی اپنی محفلوں میں برملا اِس امر کا اظہار کرنے دکھائی دیتے ہیں کہ فجی کو دیکھ لیں، آسٹریلیا کو دیکھ لیں ناروے دُنیا کے کونے کو دیکھ لیں آپ کو احمدی ہی احمدی نظر آئیں گے۔

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو جماعت تیار کی اُن میں اخلاص، قربانی اور خدا سے تعلق کا کیا بلند معیار ہے؟ اِس حوالہ سے ایک مثال آپ کے ساتھ پیش ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے دور میں ایک احمدی بزرگ تھے جو اپنی روزانہ کی آمدن سے اپنی ضرورتوں کے لیے آٹھ آنے رکھ لیا کرتے اور باقی ساری رقم چندے میں بھجوا دیتے تھے۔ ایک دن اُنہیں تین سو روپے موصول ہوئے۔ انہوں نے 6 ماہ کی ضرورتوں کے لیے 90 روپے رکھ لئے تا کہ آسانی رہے۔ اِس پر آسمان سے آپ کو آواز آئی کہ "ہُن مَیں 6 مہینے لئی تیرا رب نہیں رہنا"

اِس پر اِس بزرگ نے فوراً گھر جا کر تمام رقم اللہ کی راہ میں دے دی۔ اِس طرح کے بے شمار واقعات تاریخِ احمدیت کی تابناک حصہ میں موجود ہیں۔ ایسی قوم کو، بے لَوث قربانی کرنے والی ایسی جماعت کو کیا کوئی شکست دے سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔

وہ نورالدینؓ، وہ محمودؓ و ناصرؒ
صفاتِ موسوی کا عکس طاہرؒ
تھے انہی ذات میں سارے ہی یکتا
اور اب مسرور جیسے خواب شاعر
اُلوہی موتیوں کی اک لڑی ہے
خلافت جو ہماری زندگی ہے

سامعین! مورخہ 27 مئی 2008ء کے عہدِ وفا میں جن امور پر عہد کی تجدید ہوئی یہ کوئی نئی باتیں نہیں تھیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور سے لے کر آج تک جماعت کے الٰہی دیوانوں اور جانثار

عشاق نے قربانیاں کر کے ایسی تاریخ رقم کی ہے جو تا ابد سنہری حروف سے چمکتی و دمکتی اور لوگوں کی آنکھوں کو خیرہ کرتی رہے گی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے انہی جیسے جانثاروں کے حوالے سے فرمایا تھا کہ

”خدا نے مجھے وہ تلواریں بخشی ہیں جو کفر کو ایک لحمہ میں کاٹ کر رکھ دیتی ہیں۔ خدا نے مجھے وہ دل بخشے ہیں جو میری آواز پر ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مَیں انہیں سمندر کی گہرائیوں میں چھلانگ لگانے کے لئے کہوں تو وہ سمندر میں چھلانگ لگانے کے لئے تیار رہیں۔ مَیں انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرانے کے لئے کہوں تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرادیں۔ مَیں انہیں جلتے تندوروں میں کود جانے کا حکم دوں تو وہ تندوروں میں کود کر دکھادیں۔ اگر خودکشی حرام نہ ہوتی اگر خودکشی اسلام میں ناجائز نہ ہوتی تو مَیں تمہیں اِس وقت دکھا سکتا تھا کہ جماعت کے سو آدمیوں کو مَیں اپنے پیٹ میں خنجر مار کر ہلاک ہو جانے کا حکم دیتا اور وہ سو آدمی اُسی وقت اپنے پیٹ میں خنجر مار کر مر جاتا۔“

(الفضل 18 فروری 1958ء)

پس اے میرے عزیز ترین سننے والو! عہدِ خلافت کو نباہتے ہوئے ہماری بزرگ اسلاف کی تاریخ بہت خوبصورت اور قابلِ رشک ہے۔ یہ سچ مُچ وہ لوگ تھے کہ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ، جس بات کا اپنے خدا سے عہد کیا پھر اس کو سچ کر دکھایا۔

ہم نے 2008ء کی 27 مئی کو ایک مقدس عہد کیا ہے۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم پہلوں سے کہیں بڑھ کر محبت و عقیدت کے ساتھ ہر قسم کی قربانی کے ساتھ اِس عہد میں ایسے رنگ بھریں کہ گزشتہ تاریخ کے دوستوں کے رنگوں میں مزید نکھار اور چمک پیدا ہونے لگے۔ یہ عہد ہمیں اپنے وہی فرائض اور ذمہ داریوں کی یاد دلاتا ہے کہ جن کو ہمارے پہلوں نے بڑے احسن رنگ میں پورا کیا تھا۔ اگر ہم خلافت کی نعمت سے کماحقہ فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہم اِس عہد سے سرخرو ہوں اور ہماری نسلیں بھی ایک بابرگ وبار شجر سایہ دار کے شیریں پھل کھانے والی ہوں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم خلیفۂ وقت کی ہر آواز پر لبیک کہنے کے لئے آگے بڑھیں۔ آپ نے وہ آواز خطبہ میں دی ہو، یا خطاب میں وہ غانا میں فرمائی ہو یا کینیڈا میں، ہم میں سے ہر ایک احمدی پہلا مخاطب اپنے آپ کو سمجھے۔ ہر احمدی کا دل و فرمانبرداری میں اُس صحابی رسولؐ کی طرح ہو کہ جس نے گلی میں چلتے ہوئے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی کہ

بیٹھ جائیں۔ تو وہ وہیں بیٹھ گیا۔ کسی نے کہا کہ آنحضورؐ نے تو مسجد میں موجود لوگوں سے فرمایا ہے۔ اس نے کہا۔ میرے کانوں میں آواز پڑی ہے مَیں نے نہیں چاہا کہ اس پیارے کی آواز میرے کانوں میں پڑے اور اس پر عمل نہ کروں۔

خدا کے فضل سے آج ہر احمدی کا دل خلافت سے ایسی ہی محبت و اطاعت کے ساتھ دھڑکتا ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی پیاری جماعت کے اِسی اخلاص و وفا کا ذکر کرتے ہوتے ایک بار فرمایا تھا:

”حیرت ہے کہ ابھی تک دنیا کو، اِن لوگوں کو خاص طور پر یہ نہیں پتہ چلا کہ احمدی کیا چیز ہیں؟ گزشتہ ایک سو بیس سالہ احمدیت کی زندگی کے ہر ہر سیکنڈ کے عمل نے بھی اِن کی آنکھیں نہیں کھولیں۔ یہ ایک امام کی آواز پر اٹھنے اور بیٹھنے والے لوگ ہیں۔ یہ اُس مسیح موعود کے ماننے والے لوگ ہیں جو اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو دنیا میں رائج کرنے آیا تھا۔ جنہوں نے جانور طبع لوگوں کو انسان اور انسانوں کو باخدا انسان بنایا تھا۔ پس یہ وہ لوگ ہیں، یہ وہ مائیں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت میں پیدا کی ہیں۔ قربانیوں کی عظیم مثال ہیں...... پس اے احمدی ماؤں! اِس جذبے کو اور اِن نیک اور پاک جذبات کو اور اِن خیالات کو کبھی مرنے نہ دینا۔ جب تک یہ جذبات رہیں گے، جب تک یہ پُر عزم سوچیں رہیں گی۔ کوئی دشمن کبھی جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔“

(خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 255-256 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 04 جون 2010ء)

معزز سامعین! ہمارا سب سے پہلا اور سب سے آخری فرض یہی ہے کہ خلافت کی طرف سے اٹھنے والی آواز کی طرف کان دھریں اور جان لیں کہ اِس آواز کے ساتھ خدا کی آواز ہے۔ اِس آواز کو معمولی آواز نہ سمجھیں کہ ہماری تمام تر فلاح اور کامیابی اِسی آواز کی اطاعت میں ہے۔ ہمارا دین ہو یا دنیا، یہ جہان ہو یا اگلا جہان اِسی آواز پر لبیک کہنے سے سنورے گا۔ یہ جو عہد ہم نے دہرایا ہے یہ عہد جو فرائض اور ذمہ داریاں ہماری بتا رہا ہے وہ فرائض بھی آج ہمیں اِسی پیارے امام کے ارشادات سے معلوم ہوں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"پس یہ حیرت انگیز اخلاص و وفا کا سلسلہ جو تقریباً سوا سو سال پر پھیلا ہوا ہے، آج بھی اپنی خوبصورتی دکھا رہا ہے۔ پس اس اخلاص و وفا کو کبھی مرنے نہ دیں۔ اپنی نسلوں میں بھی جاری رکھنے کی کوشش کریں۔ یہ اخلاص و وفا جہاں مجھے خدا تعالیٰ کا شکر گزار بناتے ہوئے اُس کی حمد کی طرف توجہ دلاتا ہے اور آئندہ آنے والے خلفاء کو بھی ان شاء اللہ دلاتا رہے گا، وہاں افراد جماعت کو بھی شکر گزاری کی طرف متوجہ کرنے والا ہونا چاہیے تاکہ خلافت سے تعلق کا مضبوط اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والا رشتہ نسلاً بعد نسل قائم ہوتا چلا جائے۔"

(خطبات مسرور خطبہ جمعہ فرمودہ 13 جولائی 2012ء)

پس اے احمدی مردو اور عورتو! بوڑھوں اور جوانو! خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ تمہارا امام تم سے راضی ہے۔ اسی نوید مسرت کے نشہ میں مسرور ہو کر اپنے فرائض کو ادا کرتے ہوئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار رہو اور بھول جاؤ کہ دنیا تمہیں کیا کہتی ہے۔ جانے دو کہ اس وقت ہماری حیثیت کیا ہے اور ہمارا مخالف کون ہے۔ اپنی نگاہیں اوپر اٹھا کر دیکھو کہ عرش کا خدا اپنے پیار اور رحمت کی نظر سے تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس کی تائید و نصرت کا زبردست ہاتھ آج تمہارے اوپر ہے۔ اس خدائے ذوالجلال کا ساتھ تمہارے ساتھ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور موقع پر فرمایا:

"جماعت کے افراد اس بات کا کئی مرتبہ مشاہدہ کر چکے ہیں اور اس دور میں تو غیروں نے بھی دیکھا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ احمدیوں کی سکینت کے سامان فرماتا ہے اور یہ بات غیروں کو بھی نظر آتی ہے۔ پہلے بھی مَیں کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں کہ خلافت خامسہ کے انتخاب سے پہلے احمدیوں کی جو حالت تھی اس کو غیر بھی محسوس کر رہے تھے اور بعض اس امید پر بیٹھے تھے کہ اب دیکھیں جماعت کا کیا حشر ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو وعدہ فرمایا تھا اس کو اس شان سے پورا فرمایا کہ دنیا دنگ رہ گئی اور...... آج کل پاکستان میں جو ظلم کی لہر چل رہی ہے یہ اس بات کا اظہار ہے کہ یہ احمدی تو ترقی پر ترقی کرتے چلے جا رہے ہیں، ان کے میدان تو وسیع سے وسیع تر ہوتے چلے جا رہے رہیں

اور ان کو ختم کرنے کی ہم جتنی کوشش کرتے ہیں یہ تو ختم نہیں ہوتے، کس طرح ان کو ختم کریں۔ لیکن ان لوگوں سے مَیں کہتا ہوں کہ اے دشمنانِ احمدیت! یاد رکھو کہ ہمارا مولیٰ ہمارا ولی وہ خدا ہے جو سب طاقتوں کا مالک ہے۔ وہ کبھی تمہیں کامیاب نہیں ہونے دے گا اور اسلام کی ترقی اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وابستہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اب دنیا میں مسیح موعود کے غلاموں نے لہرانا ہے۔ ان لوگوں نے لہرانا ہے جو خلافت علی منہاج نبوت پر یقین رکھتے ہیں، جو خلافت کے ساتھ منسلک ہیں، جو جماعت کی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں، جو حبل اللہ کو پکڑے ہوئے ہیں۔ پس تمہاری کوئی کوشش، کوئی شرارت، کوئی حملہ، کسی حکومت کی مدد خلافت احمدیہ کو اس کے مقاصد سے روک نہیں سکتی، نہ جماعت احمدیہ کی ترقی کو روک سکتی ہے۔ افرادِ جماعت کو بھی یاد رکھنا چاہئے جیسا کہ مَیں نے کہا، تقویٰ پر چلنا، نمازوں کو قیام اور مالی قربانیوں میں بڑھنا اُنہیں خلافت کے فیض سے فیضیاب کرتا چلا جائے گا۔ پس اس کے لئے ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ بھرپور کوشش کرے۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کے رحم سے وافر حصہ لینے والا ہو۔"

(خطباب مسرور خطبہ جمعہ فرمودہ 24 مئی 2013ء)

خدا کا ہے وعدہ خلافت رہے گی
یہ نعمت تمہیں تا قیامت ملے گی
مگر شرط اس کی اطاعت گزاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری



﴿32﴾ ﴿مشاہدات۔511﴾

خلفاء کرام کی خدام الاحمدیہ سے توقعات

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَیَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ

(آل عمران:105)

اور چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو۔ وہ بھلائی کی طرف بلاتے رہیں اور اچھی باتوں کی تعلیم دیں اور بری باتوں سے روکیں۔ اور یہی ہیں وہ جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

خدمتِ دین کو اک فضلِ الٰہی جانو
اس کے بدلہ میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو

پیارے خدام بھائیو! بانی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے عالمگیر غلبۂ اسلام کے لئے جن عظیم الشان تحریکوں کی بنیاد رکھی ان میں سے ایک اہم اور دوررس نتائج کی حامل عظیم الشان تحریک ”مجلس خدام الاحمدیہ“ ہے جس کا قیام سن 1938ء کو عمل میں آیا۔ آپ نے اس مجلس کی بنیاد رکھتے وقت فرمایا تھا کہ

”میں دیکھ رہا ہوں کہ ہماری طرف سے (دشمن کے) ان حملوں کا کیا جواب دیا جائے گا۔ ایک ایک چیز کا اجمالی علم میرے ذہن میں موجود ہے اور اسی کا ایک حصہ خدام الاحمدیہ ہے اور درحقیقت یہ روحانی ٹریننگ اور روحانی تعلیم وتربیت کا زمانہ ہے اور ٹریننگ کا زمانہ خاموشی کا زمانہ ہوتا ہے، لوگ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ کچھ نہیں ہو رہا مگر قوم تربیت پاکر عمل کے میدان میں نکل کھڑی ہوتی ہے تو دنیا انجام دیکھنے لگ جاتی ہے۔“

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 445)

بہر حال آج مجھے اپنی مختصر سی گزارشات میں خدام الاحمدیہ سے خلفاء کرام کی توقعات کو بیان کرنا ہے۔

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بانیٔ تنظیم نے فرمایا کہ

"میری غرض اس مجلس کے قیام سے یہ ہے کہ جو تعلیم ہمارے دلوں میں دفن ہے اسے ہوا نہ لگ جائے بلکہ وہ اسی طرح نسلاً بعد نسلٍ دلوں میں دفن ہوتی چلی جائے آج ہمارے دلوں میں دفن ہے تو کل وہ ہماری اولادوں کے دلوں میں دفن ہو اور پرسوں ان کی اولادوں کے دلوں میں یہاں تک کہ یہ تعلیم ہم سے وابستہ ہو جائے ہمارے دلوں کے ساتھ چمٹ جائے اور ایسی صورت اختیار کرے جو دنیا کے لئے مفید اور بابرکت ہو۔"

(الفضل 17/ فروری 1939ء)

اسی طرح ایک اور مقام میں یوں بیان فرمایا کہ

"میں نے متواتر جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی نئی نسلیں جب تک اس دین اور ان اصول کی حامل نہ ہوں جن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے نبی اور مامور دنیا میں قائم کرتے ہیں اس وقت تک اس سلسلہ کی ترقی کی طرف کبھی بھی صحیح معنوں میں قدم نہیں اٹھ سکتا... میں چاہتا ہوں کہ باہر کی جماعتیں بھی اپنی اپنی جگہ خدام الاحمدیہ نام کی مجالس قائم کریں خدام الاحمدیہ سے مراد یہی ہے کہ احمدیت کے خادم یہ نام انہیں یہ بات بھی ہمیشہ یاد دلاتا رہے گا کہ وہ خادم ہیں مخدوم نہیں۔"

(الفضل 10/ اپریل 1938ء)

حضرت مصلح موعودؓ مزید فرماتے ہیں کہ

"اس بات کو مد نظر رکھیں کہ ان کا تعداد پر بھروسہ نہ ہو بلکہ کام کرنا ان کا مقصود ہو... اپنا عملی نمونہ بہتر سے بہتر دکھانا چاہئے... تم سمجھو کہ صرف تم پر ہی اس کام کی ذمہ داری عائد ہے... یہ وہم اپنے دلوں سے نکال دو کہ لوگ تمہارے ساتھ شامل نہیں ہوتے تم اگر نیک کاموں میں سرگرمی سے مشغول ہو جاؤ تو میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ لوگوں پر اس کا اثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع کر سکتا ہے، سورج مغرب کی بجائے مشرق میں ڈوب سکتا ہے مگر ممکن ہی نہیں کہ کسی نیک کام کو جاری کیا جائے اور وہ ضائع ہو جائے یہ ممکن ہی نہیں کہ تم نیک کام کرو اور خدا تمہیں قبولیت نہ دے... اگر تم یہ کام

کرو تو گو دنیا میں تمہارا نام کوئی جانے یا نہ جانے مگر خدا تمہارا نام جانے گا اور جس کا نام خدا جانتا ہو اس سے زیادہ مبارک اور خوش قسمت اور کوئی نہیں ہو سکتا۔“

(الفضل 10/ اپریل 1938ء)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجلس خدام الاحمدیہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

”مجلس خدام الاحمدیہ میں جو بھی شامل ہو۔ وہ یہ اقرار کرے کہ میں آئندہ یہی سمجھوں گا کہ احمدیت کا ستون میں ہوں اور اگر میں ذرا بھی ہلا اور میرے قدم ڈگمگائے تو میں سمجھوں گا کہ احمدیت پر زد آگئی۔“

(مشعل راہ جلد اوّل صفحہ 31-30)

حضرت بانئ تنظیم نے کیا ہی خوب فرمایا کہ

”ظلم کبھی کسی کو عزت نہیں دے سکتا اس لئے اگر تم اپنے اندر سے ظلم کو نکال دو اور حزب اللہ میں داخل ہو جاؤ تو تمہیں کوئی خفیہ تدبیریں اور منصوبے ... نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ یہ سب جھاگ اور جھاگ ہمیشہ مٹ جاتی ہے اور پانی قائم رہتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تم حزب اللہ بن جاؤ۔ اسلام اور اللہ تعالیٰ کی محبت، نیکی، سچائی، ہمت اپنے دلوں میں پیدا کرو۔ دنیا کی بہتری کی کوشش میں لگ جاؤ اور بنی نوع کی خدمت کا شوق اپنے دلوں میں پیدا کرو۔ اسلام کا کامل نمونہ بن جاؤ۔ پھر خواہ دنیا تمہیں سانپ اور بچھو بلکہ پاخانہ اور پیشاب سے بھی بدتر سمجھے تو کامیاب ہوگے اور خواہ کتنی طاقتور حکومتیں تمہیں مٹانا چاہیں وہ کامیاب نہیں ہو سکیں گی۔“

(مشعل راہ جلد اوّل صفحہ 43)

سامعین! آپؓ فرماتے ہیں کہ

”میں نے جو خدام الاحمدیہ نام کی ایک مجلس قائم کی ہے اس کے ذریعہ اس روح کو میں نے جماعت میں قائم کرنا چاہا ہے اور اس کے ہر رکن کا یہ فرض قرار دیا ہے کہ وہ اپنی قوتوں کو ایسے رنگ میں استعمال کرے کہ اپنے فوائد کو وہ بالکل بھلا دے اور دوسروں کو نفع پہنچانا اپنی منتہیٰ قرار دے دے... کیونکہ جب کوئی شخص ایک منٹ کے لئے بھی اپنے فوائد کو نظر انداز کر کے دوسرے کو فائدہ پہنچانے کے خیال سے کوئی کام کرتا ہے اس ایک منٹ کے لئے وہ خدا تعالیٰ کا مظہر بن جاتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3 جون 1938ء مشعل راہ جلد اوّل صفحہ 60)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ خدام الاحمدیہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

”پس خدام الاحمدیہ کا فرض ہے کہ آوارگیوں کو خواہ وہ دماغی ہوں یا جسمانی روکیں اور دور کریں۔ کھیلنا آوارگی میں داخل نہیں ... پس ورزش انسان کے کاموں کا حصہ ہے۔ ہاں گلیوں میں بیکار پھرنا، بیکار بیٹھے باتیں کرنا اور بحثیں کرنا آوارگی ہے اور ان کا انسداد خدام الاحمدیہ کا فرض ہے۔ اگر تم لوگ دنیا کو واعظ کرتے پھرو لیکن احمدی بچے آوارہ پھرتے رہیں تو تمہاری سب کوششیں رائیگاں جائیں گی...پس تمہارا فرض ہے کہ ان باتوں کو روکو، دکانوں پر بیٹھ کر وقت ضائع کرنے والوں کو منع کرو اور کوئی نہ مانے تو اس کے ماں باپ، استادوں کو اور محلہ کے افسروں (یعنی صدر حلقہ۔ناقل) کو رپورٹ کرو کہ فلاں شخص آوارہ پھرتا یا فارغ بیٹھ کر وقت ضائع کیا...پس آوارگی کو مٹانا بھی خدام الاحمدیہ کے فرائض میں سے ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ فروری 1939ء مطبوعہ الفضل 11/مارچ 1939ء)

مجلس انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”پس آج سے میں انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کا فرض مقرر کرتا ہوں کہ وہ قادیان میں اس امر کی نگرانی رکھیں کہ نمازوں کے اوقات میں کوئی دکان کھلی نہ رہے۔ میں اس کے بعد ان لوگوں کو مذہبی مجرم سمجھوں گا جو نماز باجماعت ادا نہیں کریں گے اور انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کو قومی مجرم سمجھوں گا کہ انہوں نے نگرانی کا فرض ادا نہیں کیا۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5/جون 1942ء مطبوعہ الفضل 7/جون 1942ء)

خدام بھائیو! اب مَیں آپ کے سامنے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات رکھتا ہوں۔ آپؒ خدام سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ

”مجالس خدام الاحمدیہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ہر ممبر اور اپنی ہر مجلس کو اٹھا کر کم سے کم اس معیار تک لے جائیں جو ان کے ذہن میں ہے۔ اگر جماعت کے نوجوانوں میں 10-20 یا 30 فیصدی ہی کام کرنے والے ہوں تو ظاہر ہے کہ ہم وہ نتیجہ حاصل نہیں کر سکتے جس کی امید ہم 100 فیصدی کی صورت میں اپنے رب سے رکھتے ہیں...چاہے وہ مرکزی عہدیدار ہیں کہ ان پر ساری مجالس کی نگرانی کی ذمہ داری عائد ہوتی یا علاقائی اور ضلعی عہدیدار ہیں کہ ان پر علاقائی اور ضلعی منصوبوں کو پورا کرنا فرض ہے۔ آپ

میں سے کوئی اس وقت تک خوش نہیں ہو سکتا (اگر اس خوشی کے معنی حقیقی طور پر خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے جائیں) جب تک آپ کے ماتحت یا آپ کے علاقہ یا آپ کے ضلع میں ایک مجلس بھی ایسی ہے جو کم سے کم معیار پر نہیں آئی اگر آپ اس بات سے تسلی پکڑ لیں کہ ہم چونکہ نسبتاً اچھا کام کر کے عَلم انعامی حاصل کر لیتے ہیں اس لئے ہم اچھا کام کرنے والے ہیں تو یہ غلطی ہو گی۔ اگر مثلاً آج میں یہ اعلان کر دوں کہ آئندہ صرف اس قیادت کو عَلم انعامی دیا جائے گا جس کی ساری مجالس کم سے کم معیار تک پہنچ چکی ہوں تو ایک ضلع بھی علم انعامی کا مستحق قرار نہیں دیا جا سکتا۔ پس اگر نسبتی طور پر اچھا کام کرنے کے نتیجہ میں تم کوئی انعام نظام سے حاصل کرتے ہو تو وہ اس لئے تمہارے لئے حقیقی کا باعث نہیں ہونا چاہئے کہ وہ کام اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں پسندیدہ مقام پر نہیں پہنچا۔ غرض جب تک ہم تمام مجالس کو بیدار کر کے اور انہیں کام کی اہمیت بتا کر فعال مجالس نہیں بنا دیتے اس وقت تک ہمیں تسلی اور اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا۔"

(بحوالہ خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 29/ مئی 1966ء مشعل راہ جلد دوئم صفحہ 4-5)

پھر آپؒ مزید فرماتے ہیں کہ

"میں آج اپنے عزیز بچوں اور بھائیوں کو اس بنیادی حقیقت کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ تم اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت پیدا کرو اور ان بنیادوں پر ہی خدام الاحمدیہ کے سارے کاموں کی عمارت کھڑی کی جاتی ہے۔ اگر بنیاد نہ ہو تو پھر آپ ہوائی قلعے تو بنا سکتے ہیں لیکن وہ مضبوط قلعے نہیں بنا سکتے جن کے متعلق بعض دفعہ خدا تعالیٰ یہ اظہار کرتا ہے کہ میرا محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان قلعوں میں پناہ گزین ہوتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اس قلعہ میں پناہ گزین ہو سکتے ہیں صرف وہ قلعہ آپ کے دین کی حفاظت کر سکتا ہے صرف وہ قلعہ دشمن کے حملوں سے آپ کے لائے ہوئے اسلام کو بچا سکتا ہے...جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اور اللہ کے خوف اور خشیت کی بنیادوں کے اوپر کھڑا کیا جائے جو قلعہ ہوا میں بنایا جائے اس کے نتیجہ میں خیالی پلاؤ پکائے بھی جا سکتے ہیں اور شاید کھائے بھی جا سکیں۔ لیکن خیالی پلاؤ نے نہ آپ کو فائدہ دینا ہے اور نہ دنیا کو فائدہ پہنچانا ہے۔ ان بنیادوں کو مضبوط کرنا ہمارے لئے ضروری ہے... کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص چھوٹوں پر شفقت

نہیں کرتا اور رحم کی نگاہ سے انہیں نہیں دیکھتا اور ان کی صحیح رنگ میں تربیت نہیں کرتا وہ میری فوج کا سپاہی نہیں ہے۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ 20/ اکتوبر 1969ء)

خدام الاحمدیہ کا کام کبھی ختم نہیں ہوتا اس تعلق سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں کہ

”اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیچھے تین سال میں خدام الاحمدیہ نے خاصی ترقی کی ہے لیکن پہاڑوں کی بلند چوٹیوں کی طرح خدام الاحمدیہ کے لئے کوئی ایک چوٹی مقرر نہیں کہ جہاں جاکر وہ یہ سمجھیں کہ بس اب ہم آخری بلندی پر پہنچ گئے۔ ہمارا کام ختم ہو گیا۔ یہ تو ایسے پہاڑ کی چڑھائی ہے کہ جس کی چوٹی کوئی ہے ہی نہیں۔ کیونکہ یہ وہ پہاڑ ہے جس کے اوپر غرض رب کریم ہے اور انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جو فاصلہ ہے وہ غیر محدود ہے اور ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے اور اسی میں ہماری زندگی اور حیات ہے کہ ہم کسی جگہ پر تھک کر بیٹھ نہ جائیں۔ یا کسی جگہ ٹھہر کر یہ نہ سمجھ لیں کہ ہم نے جو حاصل کرنا تھا کر لیا۔ نہیں ہمارے لئے غیر محدود ترقیات اور رفعتیں مقدر کی گئی ہیں اور اگر ہم کوشش کریں اور واقعہ میں اللہ تعالیٰ ہمارے دل میں اخلاص و ایثار اور محبت ذاتی اپنے لئے محسوس کرے تو وہ ہم پر فضل نازل کرتا چلا جائے گا اور کرتا چلا جاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں انسان خدا تعالیٰ سے اور زیادہ پیار حاصل کرتا ہے اور اپنے نفس سے وہ اور زیادہ دور اور بے گانہ ہو جاتا ہے۔“

(مشعل راہ جلد دوم صفحہ 214)

پیارے خدام بھائیو! سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجلس خدام الاحمدیہ سویڈن کے سالانہ اجتماع 1983ء کے موقع پر خصوصی پیغام بھجوایا جس میں آپ نے تحریر فرمایا کہ

”آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائیں لیکن صرف آپ کے الفاظ نہ تو ان کو متاثر کریں گے اور نہ ہی وہ اس طرح سے اپنا طرز عمل بدلیں گے ان کو اسلام کی طرف بلانے کے لئے یہ بتانا ہو گا کہ آپ کا طرز زندگی ان کے طرزِ زندگی سے بہتر ہے۔ آپ کو انہیں نہ صرف باتوں سے بلکہ اپنے اسلامی طرز عمل سے یہ واضح کرنا ہو گا کہ وہ جو صرف خدائے واحد پر یقین رکھتے ہیں اور پھر اسی کو اپنا وجود سونپ دیتے ہیں حقیقت میں وہی نیکی کی زندگی گزار سکتے ہیں اور صرف نیکی کی زندگی ہی حقیقی زندگی

ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے اندر اسلامی اقدار پیدا کرنے کی توفیق دے اور پھر آپ میں سے ہر ایک اسلام کی سچائی کا ایک زندہ ثبوت بن جائے۔"

(الفضل 23/جون 1982ء)

پھر آپؒ فرماتے ہیں:

"اے احمدی نوجوانو! اٹھو کہ تم سے آج دنیا کی تقدیر وابستہ ہے تم نے حیات بخش نغمے گانے ہیں۔ تم نے خدا کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت کر کے زندہ کرنا ہے۔ جاؤ اور پھیل جاؤ دنیا میں، جاؤ فتح و نصرت تمہارے قدم چومے گی، کیونکہ خدا کی یہ تقدیر ہے جو بہر حال پوری ہو گی۔ دنیا میں کوئی نہیں جو اس تقدیر کو بدل سکے۔"

(الفضل جلسہ سالانہ نمبر 1983ء صفحہ 15)

پھر آپ رحمہ اللہ تعالیٰ خدام الاحمدیہ کا عہد اور اس کے جو تقاضے ہیں اس بارے میں فرماتے ہیں کہ

"صرف نظریات میں بسنے والے جذبات نہیں ہونے چاہئیں بلکہ تمام عہدیداران کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ہر احمدی کے قربانی کے معیار کو بلند کیا جائے اور جب اس کا دل کسی تقاضے سے گھبرائے تو اس کو کچوکا (یعنی جھٹکا، نوکدار چیز سے گھونپنا۔ ناقل) دیا کریں۔ ان کو جگایا کریں اس سے پوچھا کریں کہ تم یہ جو باتیں کرتے ہو کہ ہم یہ کریں گے وہ کریں گے اور ہر دفعہ عہد دہراتے ہوئے کہتے ہو کہ میں جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہوں گا تو کیا یہ دم وہ دم نہیں ہے جس کے تم نے وعدے کئے تھے۔ کیا یہ عزت وہ عزت نہیں ہے۔ کیا یہ مال وہ مال نہیں ہے جسے قربان کرنے کے لئے تم نے عہد کیا تھا؟

حقیقت یہ ہے کہ عزتوں کی قربانی میں بھی معیار بہت کمزور ہے کیونکہ بہت باتوں پر لوگ بڑی جلدی سیخ پا (یعنی مشتعل، ناراض۔ ناقل) ہو کر شکایتیں بھیجتے رہتے ہیں کہ یوں ہماری عزت میں فرق پڑ گیا۔ فلاں نے اس طرح سے سلوک کیا۔ فلاں نے یوں کیا۔ حالانکہ زندگی کی یہ ساری باتیں ہمارے عہد کے اندر داخل ہیں۔ یہ باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اگر کسی عہدیدار کی غلطی سے کسی کی بظاہر بے عزتی بھی ہو جائے تب بھی جس نے یہ عہد کر رکھا ہے کہ میرا رہا ہی کچھ نہیں سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان

ہے۔ شکایت تو بعد میں کر دے تا کہ زیادتی کرنے والے کی اصلاح ہو جائے لیکن اپنا صدمہ اس کو نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ جس کے دل میں سچا ایمان اور خلوص ہوتا ہے وہ بہر حال اس یقین پر قائم ہوتا ہے کہ جتنا میں کسی کی غلطی سے گرایا گیا ہوں اتنا اللہ کی نظر میں اٹھایا گیا ہوں اور خدا کی نظر میں میرا مرتبہ بڑھ چکا ہے۔ یہ ہے وہ حقیقت حال جس کے ساتھ خدام کو زندہ رہنا چاہئے۔"

(مشعل راہ جلد سوم صفحہ 221)

حضرات! اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نگرانی و راہنمائی میں مجلس خدام الاحمدیہ اپنے ترقی اور عروج کے ایک نئے دور میں داخل ہو چکی ہے اور ہر طلوع ہونے والی صبح ہمارے لئے بلندیوں اور رفعتوں کی پیامبر بن کر آرہی ہے۔ الحمدللہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

"اپنے بھائیوں کی پردہ پوشی کرو، ان کی غلطی کو پکڑ کر اس کا اعلان نہ کرتے پھرو۔ پتہ نہیں تم میں کتنی کمزوریاں ہیں اور عیب ہیں۔ جن کا حساب روز آخر دینا ہو گا۔ تو اگر اس دنیا میں تم نے اپنے بھائیوں کی عیب پوشی کی ہو گی۔ ان کی غلطیوں کو دیکھ کر اس کا چرچا کرنے کی بجائے اس کا ہمدرد بن کر اس کو سمجھانے کی کوشش کی ہو گی تو اللہ تعالیٰ تم سے بھی پردہ پوشی کا سلوک کرے گا۔ تو یہ حقوق العباد ہیں جن کو تم کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ٹھہرو گے۔"

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ 61)

قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں کی روشنی میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدام الاحمدیہ کو ذاتی اصلاح کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ

"احمدیت کی تعلیم پر عمل پیرا ہوں۔ معاشرے کے بُرے اثرات سے بچیں اور اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا کریں۔ تعلیمی میدان میں مقام پیدا کریں، اچھا سائینسدان، ڈاکٹر، انجینئر اور ماہرِ زراعت احمدی نوجوانوں سے ملنا چاہئے۔ سخت محنت کی عادت ڈالیں، سستیاں ترک کر دیں، جہاں بھی کام کریں اس روح

سے کام کریں تو کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ نظام جماعت سے وفادار رہیں، اپنے عہد کے مطابق جان و مال اور وقت کی قربانی کے لئے تیار رہیں۔"

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اول صفحہ 161)

احمدی نوجوانوں کو مخاطب کر کے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:

"ہماری جماعت کو نیکی، تقویٰ، عبادت گزاری، دیانت، راستی یعنی سچ اور عدل و انصاف میں ایسی ترقی کرنی چاہئے کہ نہ صرف اپنے بلکہ غیر بھی اس کا اعتراف کریں... اس غرض کو پورا کرنے کے لئے میں نے خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کی تحریکات جاری کی ہیں اور ان سب کا مقصد یا کام یہ ہے کہ نہ صرف اپنی ذات میں نیکی قائم کریں بلکہ دوسروں میں بھی نیکی پیدا کرنے کی کوشش کریں اور جب تک حتمی طور پر جبر و ظلم تعدی یعنی حد سے بڑھا ہوا ظلم، بد دیانتی، جھوٹ وغیرہ کو نہ مٹا دیا جائے اور جب تک ہر امیر، غریب اور چھوٹا اور بڑا اس ذمہ داری کو محسوس نہ کرے کہ اس کا کام یہی نہیں کہ خود عدل و انصاف قائم کرے بلکہ یہ بھی ہے کہ دوسروں سے بھی کروائے خواہ وہ افسر ہی کیوں نہ ہو۔ ہماری جماعت اپنوں اور دوسروں کے سامنے کوئی اچھا نمونہ نہیں قائم کر سکتی اگر آپ یہ باتیں نہیں کر رہے تو۔ تو یہ باتیں ہیں جو حضرت مصلح موعودؓ کے ذہن میں تھیں کہ اگر جماعت نے ترقی کرنی ہے اگر اس مقصد کو پورا کرنا ہے جس کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے تو ہمیں اپنے نوجوانوں میں تبدیلی پیدا کرنی ہو گی۔ نوجوانوں کو اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنی ہو گی۔ اپنے بچوں میں تبدیلی کرنی ہو گی اور بچوں کو اپنے اندر تبدیلی کرنی ہو گی۔ اپنے بوڑھوں میں تبدیلی پیدا کرنی ہو گی اور عورتوں میں تبدیلی پیدا کرنی ہو گی۔ تبھی ہم اس دعویٰ میں سچے ہو سکتے ہیں کہ ہم دنیا سے ظلم بھی ختم کریں گے اور جبر بھی ختم کریں گے۔ تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق رشتے داروں سے حسن سلوک بھی کریں گے جب اس نہج پر سوچیں گے۔ ماں باپ کے حقوق بھی ادا کریں گے اور یوں بچوں کے حقوق بھی ادا کریں گے، ماتحت کا حق بھی ادا کریں گے اور افسر کا حق بھی ادا کریں گے۔"

(بحوالہ مشعل راہ جلد پنجم حصہ دوم صفحہ 105-106)

سامعین! حضور ایدہ اللہ نے نیشنل اجتماع وقف نو ملائیشیا 2024ء میں اپنے پیغام میں فرمایا

”کسی بھی قوم اور مذہب کی ترقی اور بھلائی کے لئے یہ بات سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے کہ اِس کے نوجوان اعلیٰ اخلاق کے حامل ہوں اور تعلیم یافتہ ہوں۔ تاہم آج کی دنیا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کی طرح اخلاقی الجھنوں اور روحانی تاریکی میں ڈوبی ہوئی ہے۔ ایسے میں یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ امن اور راستبازی کی راہ کو روشن کرنے کے لئے آپ روشنی کی کرن ثابت ہوں“

(الفضل انٹر نیشنل 19 جولائی 2024ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم جملہ عہدیداران کو خلفاء کرام کے منشاء مبارک کے عین مطابق خدمت بجالانے کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین

کام مشکل ہے بہت منزلِ مقصود ہے دور
اے مرے اہلِ وفا سست کبھی گام نہ ہو
گامزن ہو گے رہِ صدق و صفا پر گر تم
کوئی مشکل نہ رہے گی جو سرانجام نہ ہو

(اِس تقریر کی تیاری میں مکرم ریحان احمد شیخ صاحب آف قادیان کے ایک مضمون مطبوعہ المشکوٰۃ سے مدد لی گئی ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ)



﴿33﴾ ﴿مشاہدات۔792﴾

پیوستہ رہ شجر سے اُمیدِ بہار رکھ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰٮهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫ سِيْمَاهُمْ فِىْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرٰٮةِ ۛۖ وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا (الفتح:30)

محمد رسول اللہ اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں کفار کے مقابل پر بہت سخت ہیں (اور) آپس میں بے انتہا رحم کرنے والے۔ تو انہیں رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھے گا۔ وہ اللہ ہی سے فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ سجدوں کے اثر سے اُن کے چہروں پر اُن کی نشانی ہے۔ یہ اُن کی مثال ہے جو تورات میں ہے اور انجیل میں اُن کی مثال ایک کھیتی کی طرح ہے جو اپنی کونپل نکالے پھر اُسے مضبوط کرے پھر وہ موٹی ہو جائے اور اپنے ڈنٹھل پر کھڑی ہو جائے، کاشتکاروں کو خوش کر دے تاکہ اِن کی وجہ سے کفار کو غیظ دلائے۔ اللہ نے اُن میں سے اُن سے، جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے، مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ کیا ہوا ہے۔

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے **"پیوستہ رہ شجر سے اُمیدِ بہار رکھ"**

شاعرِ مشرق علامہ اقبال کا یہ مکمل شعر کچھ یوں ہے۔

ملّت کے ساتھ رابطہ اُستوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے اُمیدِ بہار رکھ

اس میں شاعر یہ مضمون بیان کرتا ہے کہ ملّت، قوم، اُمّت اور جماعت کے ساتھ رہ کر ہی زندگی اور بقا ہے۔ جو شاخیں یا ڈالیاں درخت کے ساتھ جُڑی رہتی ہیں وُہی باثمر رہتی ہیں۔ خوبصورت بھی وُہی لگتی ہیں اور اپنے پھل اور ثمر سے دوسروں کو فائدہ بھی دیتی ہیں۔ اس لئے (ہرے بھرے) شجر سے اپنے آپ کو پیوستہ رکھ کر بہار کی امید رکھنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

”وہ شاخ جو اپنے تنے اور درخت سے سچا تعلق نہیں رکھتی وہ بے پھل رہ جاتی ہے۔“

(ملفوظات جلد4 صفحہ 233)

اس مضمون پر سوچتے ہی باغ اور باغیچہ کے نام ذہن میں آتے ہیں، سرسبزی اور ہریالی ذہن میں آتی ہے جہاں پیڑ، درخت اور شجر ہوتے ہیں۔ جن کے گھنے سائے اور پھلوں سے طبیعتیں خوشگوار ہوتی ہیں۔ شجر، درخت اور پیڑ بھی صرف ان رُکھوں کے لئے بولا جاتا ہے جو سرسبز ہوتے ہیں۔ ورنہ خشک اور سڑے ہوئے درخت نما کو درخت نہیں کہہ سکتے۔ شجر کے معنوں میں بھی ہریالی دلالت کرتی ہے۔ یہی کیفیت شاخ اور ڈالی کے الفاظ میں ہے۔ جو شاخ کہلائے گی وہی درخت سے جُڑی اس سے غذا حاصل کرے گی اور خوبصورت نظر آئے گی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جابجا اس سے تعلق رکھنے والے موضوع میں شاخ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ ٹہنی کے الفاظ استعمال نہیں فرمائے۔ جو محض سوکھی ہونے کی وجہ سے نہ خود سبز ہوتی ہے اور نہ دوسروں کو فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ اس لئے حضور علیہ السلام نے ”میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو!“ کہہ کر اپنے حواریوں اور ماننے والوں کو پکارا ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے لیے یہ بات یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ اللہ کے امام کا لگایا ہوا پودا ہے، اِس نے بڑھنا ہے اور اس کی مثال ہم بانس کے اُس درخت سے بھی دے سکتے ہیں جس کو Chinese Bamboo Tree کہتے ہیں اور چائینیز اِس کو ایک معجزہ سمجھتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس درخت کی خاصیت یہ ہے کہ جب اس کو لگایا جاتا ہے تو پہلے سال اس کا تنا جتنا زمین سے باہر نکلا ہوا ہوتا ہے، اتنا ہی جڑوں کی شکل میں زمین کے اندر ہوتا ہے۔ پھر دو تین سال یہ باہر نسبتاً کم بڑھنے کی بجائے زمین کے اندر جڑیں بناتا چلا جاتا ہے اور اِس کی جڑیں گہری ہوتی چلی جاتی ہیں اِسی لئے کہتے ہیں کہ ایک جگہ جب یہ لگا

دیا جائے تو وہاں سے اِسے ختم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ پھر یہ بڑی تیزی سے پھیلتا اور گھنے دار ہو جاتا ہے اور پھل دینے لگتا ہے۔ قرآن کریم بھی شجرِ طیبہ کی مثال دے کر یہ اعلان کرتا ہے کہ اس کی جڑیں زمین میں گہری پیوست ہوتی ہیں اور اس کی شاخیں آسمان کی رفعتوں کو چھوتی ہیں اور وہ اپنے رب کے حکم سے ہمیشہ تازہ بتازہ پھل دیتا ہے۔

سامعین! الغرض تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ درخت بھی وہی سرسبز رہتا ہے جس کی جڑیں زمین سے پیوستہ ہوں وہ وہاں سے پانی بطور غذا لے رہا ہو اور گوڈی وغیرہ سے اس کی حفاظت ہو تو نہ صرف خود سرسبز رہتا ہے بلکہ اپنی شاخوں کو بھی غذا پہنچاتا ہے جو آگے پھول پھل دیتے ہیں۔

اگر ہم اس مضمون کو اسلامی نکتہ نگاہ سے مذہبِ اسلام اور احمدیت پر لاگو کریں تو نہایت دلچسپ اور ایمان افروز مضمون اُجاگر ہوتا ہے۔ اسلام باغ کی طرح ہے۔ احمدیت اس کا ایک باغیچہ ہے۔ جس کے اندر بے شمار رنگا رنگ کے پودے اور درخت لگے ہیں۔ جن میں سے ایک بنیادی درخت تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ اِس زمانے میں جب اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود و مہدی معہود کے طور پر مبعوث فرمایا تو آپؑ کے مشن کی کامیابی اور کامرانی کا یقین دلاتے ہوئے الہاماً ہزاروں بشارات دیں جن میں سے ایک كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ کے الفاظ میں بھی تھی۔ حضرت اقدس علیہ السلام اس پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”براہین احمدیہ میں اس جماعت کی ترقی کی نسبت یہ پیشگوئی ہے كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یعنی پہلے ایک بیج ہوگا کہ جو اپنا سبزہ نکالے گا، پھر موٹا ہوگا پھر اپنی ساقوں پر قائم ہوگا۔ یہ ایک بڑی پیشگوئی تھی جو اِس جماعت کے پیدا ہونے سے پہلے اور اُس کے نشوونما کے بارہ میں آج سے پچیس برس پہلے کی گئی تھی ..... مَیں ایک چھوٹے سے بیج کی طرح تھا جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے بویا گیا پھر مَیں ایک مدت تک مخفی رہا پھر میرا ظہور ہوا اور بہت سی شاخوں نے میرے ساتھ تعلق پکڑا۔ سو یہ پیشگوئی محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پوری ہوئی۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 241)

اور پھر خلافت بھی ایک سایہ دار درخت ہے۔ خلافت کے زیر سایہ جماعت احمدیہ کی 136 سالہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ایک کے بعد دوسرے خلیفہ نے بلند نگاہ اور دلنواز سخن کے ساتھ اس درخت کی آبیاری کی۔ ایک کے بعد دوسرے خلیفہ کی زندگی خدمتِ اسلام کی جہدِ مسلسل اور شبانہ روز عملی کوششوں، جماعت کی تعلیم وتربیت، اشاعتِ قرآن اور سجود و قیام سے عبارت ہے۔ انہیں وہ حسن خطابت نصیب ہوا، جس کا لفظ لفظ آسمان سے اُترا۔ دکھوں اور ابتلاؤں کے وقت باطل کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بننے کے ساتھ ساتھ یہ وجود ہر ایسی مشکل کے وقت اپنی جماعت کو اپنے پروں کے نیچے رکھے ہوئے مرد میدان کی طرح سینہ سپر رہے۔ آج اِس کے پانچویں مظہر ساری دنیا میں پھیلے کروڑہا وجودوں کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق، طاقت، قوت اور روحانی غذا کے ذریعہ سرسبز و شاداب رکھے ہوئے ہیں اور اس درختِ وجود کی شاخیں آج آسمان سے باتیں کرتی اور جڑیں اتنی مضبوطی سے زمین کے اندر پیوست ہوتی جارہی ہیں کہ دنیا بھر میں احمدیت کے مخالفین نے انفرادی طور پر بھی اور حکومتوں وجماعتوں کی سطح پر بھی اس کی بیخ کنی کی کوشش کی مگر جوں جوں اس کو جڑ سے اکھیڑ باہر پھینکنے کی کوشش کی گئی توں توں اِس کی جڑیں زمین میں مضبوط ہوتی گئیں اور کروڑوں احمدیوں کی مقبول دعائیں اور نیک اعمال وافعال نے پانی کا کام کیا اور مسلسل اپنے اعمال اور آنکھوں کے پانی سے اس درخت کو سیراب کر رہے ہیں اور یہ درختِ خلافت خود بھی اللہ سے تعلق کو مضبوط کر کے اور اس سے طاقت لے کر اپنی شب و روز دعاؤں، آنکھوں کے پانی اور خطبات، خطابات اور تقاریر کے ذریعہ اِن شاخوں کو غذا بہم پہنچا رہے ہیں۔ جس سے اِن شاخوں کو تازگی ملتی ہے۔ یہ زیادہ سبزی مائل ہوتی دکھائی دیتی ہیں اور پھل پھول لاتی ہیں۔ جس کا اب غیر بھی اعتراف کرتے نظر آتے ہیں اور اپنے اندر خلافت نہ ہونے کی وجہ سے پریشان نظر آتے ہیں۔ واویلا بھی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ وحدت کا نام تک اُن میں نہیں۔ انتشار ہی انتشار ہے۔ افتراق عام نظر آتا ہے۔ قتل وغارت، لڑائی جھگڑا، غیر اسلامی حرکات کا بازار گرم ہے اور خلافت کو قائم کرنے کی آوازیں ہر طرف سنائی دیتی نظر آتی ہیں۔

سامعین! جناب فضل محمد یوسف زئی استاد جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی نے اس امر کا اظہار کیا کہ مسلمان ترس رہے ہیں کہ کاش! ہماری ایک خلافت ہوتی، ہمارا ایک خلیفہ ہوتا، کاش! ہماری ایک بادشاہت ہوتی، کاش! ہمارا ایک بادشاہ ہوتا جس میں وزن ہوتا، جس میں عظمت ہوتی، جس میں شجاعت ہوتی۔

(ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک مارچ 2000ء)

حزب التحریر نے اپنی آواز یوں قلمبند کی کہ

اے مسلمانو! خلافت کو قائم کرو تم عزت پاؤ گے۔ اس کو زندہ کرو گے تو کامیاب رہو گے، ورنہ تم تہہ در تہہ ظلمت میں گرتے چلے جاؤ گے۔

(پمفلٹ از حزب التحریر 2003ء)

سامعین کرام! خلافت تو خدا کی عنایت ہوتی ہے نہ کہ کسی کو فرمائش پر ملتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے دشمنانِ احمدیت کو صد سالہ خلافت جوبلی کے تاریخی خطاب میں مخاطب ہو کر فرمایا تھا۔

”اے دشمنان احمدیت! مَیں تمہیں دوٹوک الفاظ میں کہتا ہوں کہ اگر تم خلافت کے قیام میں نیک نیت ہو تو آؤ! اور مسیح محمدی کی غلامی قبول کرتے ہوئے اِس کی خلافت کے جاری و دائمی نظام کا حصہ بن جاؤ ورنہ تم کوششیں کرتے کرتے مر جاؤ گے اور خلافت قائم نہیں کر سکو گے۔ تمہاری نسلیں بھی اگر اِسی ڈگر پر چلتی رہیں تو وہ بھی کسی خلافت کو قائم نہیں کر سکیں گی۔ قیامت تک تمہاری نسل در نسل یہ کوشش جاری رکھے تب تک کامیاب نہیں ہو سکے گی۔“

(خطاب 27/ مئی 2008ء)

اِس کے بالمقابل جماعت احمدیہ کی خلافت دائمی ہے اور اِس کے پھل بھی دائمی ہیں۔ ہر زمانہ کے وہ لوگ اس سے مستفیض ہوتے رہیں گے جو اس کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوطی سے باندھ لیں گے۔ کیونکہ وہ عروہ وثقی ہے جس کو پہننے کی مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تلقین فرمائی ہے۔

سامعین! شجر اور شاخ کی بات ہو رہی تھی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جن شاخوں کو پھل لگتے ہیں وہ شاخیں زمین کی طرف جھک جاتی ہیں۔ آج اِسی مثال کو سامنے رکھ کر احمدیوں پر جو انگنت فضل خدا کے بحیثیت مجموعی وانفرادی نازل ہو رہے ہیں۔ اِن کے پیش نظر ہم اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔ یہ پھل نمازوں

کے نتیجہ کے طور پر نظر آتے ہیں۔ یہ پھل نوافل کے نتیجہ میں نظر آتے ہیں۔ یہ پھل آج تلاوت قرآن کریم کے نتیجہ کے طور پر نظر آتے ہیں۔ ہاں ہاں! یہ پھل ایم ٹی اے کے ذریعہ، خلافت کے ذریعہ ہمیں نظر آتے ہیں۔ یہی وہ پھل ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اجتماعی طور پر جماعت احمدیہ کو اور انفرادی طور پر احمدیوں کو عطا کر رکھے ہیں جن میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور اس بات کی عکاسی ہو رہی ہے کہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد بطور شاخ، خلافت کے درخت سے پیوستہ ہے اور درخت اپنے اللہ سے براہ راست فیض پا کر شاخوں کو مضبوط کر رہا ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"(جو) اللہ تعالیٰ کے اپنے ہی ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہو۔ پھر اس کی حفاظت تو خود فرشتے کرتے ہیں۔ کون ہے جو اس کو تلف کر سکے؟ یاد رکھو! میرا سلسلہ اگر نری دکانداری ہے تو اس کا نام و نشان مٹ جائے گا لیکن اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یقیناً اُسی کی طرف سے ہے تو ساری دنیا اس کی مخالفت کرے۔ یہ بڑھے گا اور پھیلے گا اور فرشتے اس کی حفاظت کریں گے۔ اگر ایک شخص بھی میرے ساتھ نہ ہو اور کوئی بھی مدد نہ دے تب بھی میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ کامیاب ہو گا۔ مخالفت کی مَیں پروا نہیں کرتا۔ مَیں اس کو بھی اپنے سلسلہ کی ترقی کے لئے لازمی سمجھتا ہوں۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ کا کوئی مامور اور خلیفہ دنیا میں آیا ہو اور لوگوں نے چپ چاپ اسے قبول کر لیا ہو۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 148 ایڈیشن 1984ء)

خلافت کا شجر پھولے پھلے گا، وعدہ ربانی
وہ خود مِٹ جائے گا جس نے مٹانے کی اِسے ٹھانی

پھر ایک شاعر م محمود لکھتے ہیں:

جدا ہوا اِس شجر سے جو بھی، شجر بھی وہ کہ گھنا ہے سایہ
نہ پائی چھاؤں کہیں بھی اُس نے، ہمیشہ زیرِ عتاب جانا

سامعین! مکرمہ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ اسی مضمون کو اپنے منظوم کلام میں یوں بیان کرتی ہیں۔

نبوّت کے ہاتھوں جو پودا لگا ہے
خلافت کے سائے میں پھولا پھلا ہے
یہ کرتی ہے اس باغ کی آبیاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اے دشمنانِ احمدیت جو اپنے ذاتی مفاد کی خاطر حضرت خاتم الانبیاء محسن انسانیت اور رحمۃ للعالمینؐ کے نام پر ظلم و بربریت کی داستانیں رقم کر رہے ہو، تمہیں آج مَیں واضح طور پر اور تحدّی سے یہ کہتا ہوں کہ تمہارے مقدر میں ناکامیاں ہیں، تمہارا مقدر تباہی و بربادی ہے، اور تمہارے مقدر میں ذلت و خواری ہے۔ تم اس غلط فہمی میں نہ رہو کہ تم اپنے کسی بھی حربہ سے جماعت احمدیہ کو تباہ کر سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تو ہمیں ہر روز اپنے فضلوں کے وہ نظارے دکھا رہا ہے جو ہماری توقعات سے بھی بڑھ کر ہیں۔“

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ، الفضل انٹرنیشنل 30 ستمبر 2011ء صفحہ 1۔ جلد 18 شمارہ 39)

اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کے شجرِ سایہ دار سے ہمیشہ پیوستہ رہنے کی توفیق دے۔ آمین

(یہ خاکسار کا ایک اداریہ ہے جو الفضل آن لائن میں شائع ہوا جسے اب مسز عائشہ چوہدری آف جرمنی کے تعاون سے اضافہ کر کے تقریر کی شکل دی گئی ہے)



﴿34﴾ ﴿مشاہدات۔837﴾

خلافت کی اساس، اطاعت کے رُوح پرور واقعات

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

قُلۡ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ ۚ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا عَلَیۡہِ مَا حُمِّلَ وَ عَلَیۡکُمۡ مَّا حُمِّلۡتُمۡ ؕ وَ اِنۡ تُطِیۡعُوۡہُ تَہۡتَدُوۡا ؕ وَ مَا عَلَی الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ ﴿۵۵﴾ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۵۶﴾ وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۵۷﴾ (النور: 55-57)

کہہ دے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ پس اگر تم پھر جاؤ تو اُس پر صرف اتنی ہی ذمہ داری ہے جو اُس پر ڈالی گئی ہے اور تم پر بھی اتنی ہی ذمہ داری ہے جتنی تم پر ڈالی گئی ہے۔ اور اگر تم اس کی اطاعت کرو تو ہدایت پا جاؤ گے۔ اور رسول پر کھول کھول کر پیغام پہنچانے کے سوا کچھ ذمہ داری نہیں۔ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

معزز سامعین! مجھے آج "**خلافت کی اساس، اطاعت، کے رُوح پرور واقعات**" بیان کرنے ہیں۔

آیت استخلاف جس کی مَیں نے ابھی تلاوت کی ہے میں خلافت کی اہمیت و برکات کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ برکات تب تک جماعت مومنین کو حاصل ہوتی رہیں گی جب تک وہ خلافت کی اطاعت کی رسّی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہیں گے۔ بصورت دیگر فاسق اور بدعہد قرار پائیں گے اور تمام تر برکات سے محروم کر دیے جائیں گے۔ آیتِ استخلاف سے پہلے والی آیت میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

حضرت عرباض بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا پُر اثر وعظ فرمایا کہ جس کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو بہ پڑے، دل ڈر گئے۔ ہم نے عرض کی۔ اے اللہ کے رسولؐ! یہ تو ایسی نصیحت ہے جیسے کوئی الوداع کہنے والا وصیت کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: مَیں تمہیں ایک روشن اور چمکدار راستے پر چھوڑے جا رہا ہوں اس کی رات بھی اس کے دن کی طرح ہے سوائے بدبخت کے اس سے کوئی بھٹک نہیں سکتا۔ تمہیں میری سنت پر اور خلفاء راشدین المہدیّین کی سنّت پر چلنا چاہیے۔ تم اطاعت کو اپنا شعار بناؤ خواہ حبشی غلام ہی تمہارا امیر مقرر کر دیا جائے۔

(مسند احمد)

حدیث مبارکہ ہے کہ اگر تُو رُوئے زمین پر خلیفۃ اللہ کو دیکھے تو اس کی کامل اطاعت کرتے ہوئے اس سے چمٹ جا، چاہے تیرا جسم نوچ لیا جائے یا تیرا مال چھین لیا جائے۔ چنانچہ آج جماعت احمدیہ اس نصیحت پر مضبوطی سے قائم ہے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ شام کے علاقہ میں مسلم افواج کے سپہ سالار تھے لیکن حضرت عمر فاروقؓ نے خلیفہ بننے کے بعد بعض مصالح کی وجہ سے آپؓ کو معزول کر کے حضرت ابوعبیدہ بن الجرّاحؓ کو سپہ سالار مقرر فرمادیا۔ جب یہ اطلاع خالد بن ولیدؓ کو ملی تو آپ نے اطاعتِ خلافت کا شاندار نمونہ پیش کرتے ہوئے خود لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ خلیفۃ الرسول کی طرف سے ابوعبیدہ بن الجرّاح سپہ سالار مقرر ہوئے ہیں ان کی اطاعت کرو۔ آپؓ خود چل کر ابوعبیدہ کے پاس گئے اور انہیں سپہ سالاری سونپ دی۔

حضرت علیؓ کے زمانہ میں امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ میں بعض امور میں باہم اختلاف دیکھ کر روم کے بادشاہ نے اسلامی مملکت پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو امیر معاویہؓ نے اُسے لکھا کہ ہوشیار رہنا ہمارے آپس

کے اختلاف سے دھوکا نہ کھانا۔ اگر تم نے حملہ کیا تو حضرت علیؓ کی طرف سے جو پہلا جرنیل تمہارے مقابلہ کے لیے نکلے گا وہ مَیں ہوں گا۔

سامعین! آج پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے مبارک وعدہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق ہم میں خلافت علیٰ منہاج نبوّت کے سلسلہ کو قائم فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ آیتِ استخلاف میں بیان اطاعت اور ایمان و اعمالِ صالحہ کے اعلیٰ معیار پر قائم و دائم ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسے وفادار خدام عطا فرمائے جن کا اطاعت و وفا اوڑھنا بچھونا تھی۔ آپؑ حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے متعلق فرماتے ہیں:

”وہ ہر امر میں میری اِس طرح پیروی کرتے ہیں جس طرح نبض حرکتِ قلب کی پیروی کرتی ہے۔“

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 581)

حضرت مصلح موعودؓ کو اطاعتِ خلافت کا سرٹیفکیٹ تو خود حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے بایں الفاظ عطا فرمایا:

”میاں محمود بالغ ہے اُس سے پوچھ لو کہ وہ سچا فرمانبردار ہے... مَیں خوب جانتا ہوں کہ وہ میرا سچا فرمانبردار ہے اور ایسا فرمانبردار ہے کہ تم (میں سے) ایک بھی نہیں۔“

(اخبار بدر 4 جولائی 1912ء)

سامعین! حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں بیان کرتے ہیں کہ خلافت اولیٰ کے زمانہ میں مَیں نے دیکھا کہ جو ادب و احترام اور جو اطاعت اور فرمانبرداری آپ، حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی کرتے تھے اس کا نمونہ کسی اَور شخص میں نہیں پایا جاتا تھا۔ آپ کے ادب کا یہ حال تھا کہ جب آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی خدمت میں جاتے تو دوزانو ہو کر بیٹھ جاتے اور جتنا وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتے اسی طرح دوزانو ہی بیٹھے رہتے۔ مَیں نے یہ بات کسی اَور صاحب میں نہیں دیکھی۔ اسی طرح آپ ہر امر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی پوری پوری فرمانبرداری کرتے۔ یہی حال حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا تھا۔ یہ سبھی خلفاء مسندِ خلافت پر متمکن ہونے سے قبل اپنے سے پہلے خلفاء کی عزّت و احترام اور اطاعت و وفا میں بے مثال تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ اطاعت کے عظیم الشان فوائد یوں بیان فرماتے ہیں:

”اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور رُوح میں ایک لذّت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے۔“

(الحکم 10 فروری 1901ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

”چاہیے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میّت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مُردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرلو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر دیکھو کہ ہر روز ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔“

(خطبہ عید الفطر جنوری 1903ء بحوالہ خطبات نور صفحہ 131)

حضرت مصلح موعودؓ کا ارشاد ہے:

”خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اُس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم، وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

”خلفاء کی اطاعت کا حکم دراصل اس لیے دیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ خدا تعالیٰ تمہیں رفعت بخشنا چاہتا ہے۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

”خلافت کے خلاف بے ادبی کرنے والوں کا کبھی بھی مَیں نے نیک انجام ہوتے نہیں دیکھا۔ وہ بھی تباہ ہوئے اور اُن کی اولاد بھی تباہ ہوئی۔ اس لیے ہمیشہ کامل غلامی کے ساتھ خلافت کی اطاعت کا عہد کریں اور اس پر قائم رہیں۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دُنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں... ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔“

سامعین! یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ جماعت احمدیہ ایمان اور اعمالِ صالحہ کے تمام میدانوں میں خلافت کی کامل اطاعت و فرمانبرداری کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہے۔ اگر خلیفۂ وقت نے نمازوں کی ادائیگی کی تلقین کی تو مساجد بھرنی شروع ہو گئیں۔ اگر مالی قربانی کی تلقین کی تو غرباء نے بھی قربانی کے وہ اعلیٰ معیار قائم کیے جو تاریخ احمدیت میں سنہری حروف سے لکھے گئے۔ غریب عورتوں نے اپنے گلے کے زیور اُتار دیے۔ امراء نے زمینیں اور جائیدادیں وقف کر دیں۔ قرآن مجید پڑھنے کی تحریک کی تو بڑی عمر کے لوگوں نے بھی قرآن مجید باترجمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ حفظِ قرآن کی تحریک ہوئی تو بوڑھوں نے بھی قرآن مجید حفظ کرنا شروع کر دیا اور پھر جانوں کی قربانی کا موقع آیا تو سینکڑوں نے خلیفۂ وقت کی محبت میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر دیے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے دلوں کو گرما دینے والا ایک رُوح پرور واقعہ یُوں بیان فرمایا:

”ہمارے ایک پُرانے بزرگ عبد المغنی خان صاحب نے علیگڑھ یونیورسٹی سے کیمسٹری کے ساتھ بی ایس سی کی۔ اس زمانے میں عام طور پر مسلمان لڑکے سائنس کم پڑھتے تھے۔ وائس چانسلر نے کہا تم نے یہ مضمون بھی اچھا لیا اور اعلیٰ کامیابی بھی حاصل کی ہے ہم تمہیں یونیورسٹی میں جاب دیتے ہیں۔ آگے پڑھائی بھی جاری رکھنا۔ ان کے والد صاحب نے کسی انگریز دوست سے سفارش کی ہوئی تھی اس نے بھی اُنہیں کسی اچھے جاب کی آفر کی پھر اُن کو یہ مشورہ بھی ملا کہ انڈین سول سروس کا امتحان دے کر اس میں شامل ہو جائیں۔ خان صاحب ان دنوں قادیان آئے ہوئے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا زمانہ تھا۔ تمام باتیں حضور کی خدمت میں پیش کیں اور ساتھ عرض کی کہ حضور مَیں تو دنیاداری میں پڑنا نہیں چاہتا۔ مَیں تو قادیان میں رہ کر اگر قادیان کی گلیوں میں مجھے جھاڑو پھیرنے کا ہی کام مل جائے تو اسے ان اعلیٰ نوکریوں کے مقابل پر ترجیح دوں گا۔“

(خطبہ جمعہ 22 اپریل 2011ء)

خلافت احمدیہ سے محبت و اطاعت کا عظیم واقعہ 1947ء میں اُس وقت پیش آیا جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حکم سے 313 درویشان کرام نے نہایت پُر خطر حالات میں اپنی جان کی بازی لگا کر قادیان دارالامان میں رہنے کو ترجیح دی۔ حضورؓ نے درویشانِ قادیان کو ایک پیغام میں فرمایا:

”اگر سلسلہ کی ضروریات مجبور نہ کرتیں تو مَیں بھی آپ لوگوں کے ساتھ ہوتا۔ لیکن زخمی دل اور افسردہ افکار کے ساتھ آپ سے دُور اور قادیان سے باہر بیٹھا ہوں۔“

ان درویشان کرام نے خلافت کی اطاعت میں محاصرے اور بائیکاٹ کی زندگی گزاری۔ اطاعتِ خلافت کے ان مجسّموں کی عظیم قربانیوں کو دیکھ کر حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

”آپ لوگ وہ ہیں جو ہزارہا سال تک احمدیت کی تاریخ میں خوشی اور فخر کے ساتھ یاد رکھے جائیں گے اور آپ کی اولادیں عزت کی نگاہ سے دیکھی جائیں گی اور خدا کی برکات کی وارث ہوں گی کیونکہ خدا کا فضل بلاوجہ کسی کو نہیں ملتا۔“

حضرت مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم سابق ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات ہوئی تو اس موقع پر بھی آپ ربوہ نہیں جاسکتے تھے۔ خلافت سے بے انتہا عشق تھا اور حضورؒ کی وفات کے اگلے روز ایک خط لے کر اپنی اہلیہ اور بیٹی امۃ الرؤف کے پاس لائے کہ اس کو پڑھ کر اس پر دستخط کر دو۔ اس میں بغیر نام کے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی بیعت کرنے کے متعلق لکھا تھا۔ تو بیٹی نے اس پر کہا کہ ابا! ابھی تو خلافت کا انتخاب بھی نہیں ہوا۔ ہمیں پتہ نہیں کہ کون خلیفہ بنے گا تو کہتے ہیں کہ مَیں نے خلیفہ کا چہرہ دیکھ کر بیعت نہیں کرنی بلکہ مَیں نے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت کی بیعت کرنی ہے۔ تو یہ تھا خلافت سے عشق اور محبت اور اس کا عرفان۔

(ماخوذ از خطبہ فرمودہ 4؍مئی 2007ء)

1923ء میں ملکانہ کے علاقے میں مسلمانوں کو ہندو بنانے کی تحریک شدّھی نے زور پکڑا تو اُمّتِ مسلمہ کی یہ حالت دیکھ کر حضرت مصلح موعودؓ کا دل بے قرار ہوا اور آپؓ نے خطبہ جمعہ میں اپنے خرچ پر ان علاقوں میں جا کر تبلیغ کے ذریعے ان مرتدّین کو اسلام میں لانے کا منصوبہ جماعت کے سامنے رکھا۔

آپؓ نے فرمایا:

”ہر ایک کو اپنا کام آپ کرنا ہو گا۔ اگر کھانا آپ پکانا پڑے گا تو پکائیں گے۔ اگر جنگل میں سونا پڑے گا تو سوئیں گے۔ جو اس محنت اور مشقت کو برداشت کرنے کے لیے تیار ہوں وہ آئیں۔ ان کو اپنی عزّت اپنے خیالات قربان کرنے پڑیں گے۔ ایسے لوگوں کی محنت باطل نہیں جائے گی۔ ننگے پیر چلیں گے۔ جنگلوں میں سوئیں گے۔ خُدا ان کی اس محنت کو جو اخلاص سے کی جائے گی ضائع نہیں کرے گا۔ اس طرح جنگلوں میں ننگے پاؤں پھرنے سے ان کے پاؤں میں جو سختی پیدا ہو جائے گی وہ حشر کے دن جب پل صراط سے گزرنا ہو گا ان کے کام آئے گی۔ مرنے کے بعد ان کو جو مقام ملے گا وہ راحت اور آرام کا مقام ہو گا۔“

(الفضل 15 مارچ 1923ء صفحہ 6)

سامعین! اس تحریک پر جماعت نے والہانہ لبیک کہا۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ، سرکاری ملازمین، اساتذہ، تجّار غرضیکہ ہر طبقے سے فدائی دعوت الی اللہ کے لیے نکل آئے اور اِن کی مساعی کے نتیجہ میں ہزاروں روحیں ایک بار پھر خدائے واحد کا کلمہ پڑھ کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جھک گئیں۔

حضورؓ کے خطبہ جمعہ سے اگلے روز ایک معمّر بزرگ قاری نعیم الدین صاحب بنگالی جب حضورؓ مجلس میں تشریف رکھتے تھے تو انہوں نے اجازت لے کر عرض کیا کہ گو میرے بیٹوں مولوی ظلّ الرحمٰن اور مطیع الرحمٰن معلّم بی اے کلاس نے مجھ سے کہا نہیں، مگر مَیں نے اندازہ کیا ہے کہ حضور نے جو راجپوتانہ میں جا کر تبلیغ کرنے کے لیے تحریک کی ہے، شاید ان کے دل میں ہو کہ اگر وہ حضور کی خدمت میں اپنے آپ کو پیش کریں گے تو مجھے، جو اُن کا بوڑھا باپ ہوں، تکلیف ہو گی۔ لیکن مَیں حضور کے سامنے خدا تعالیٰ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ مجھے ان کے جانے اور تکالیف اٹھانے میں ذرا بھی غم یا رنج نہیں اور اگر یہ دونوں خدا کی راہ میں کام کرتے ہوئے مارے بھی جائیں تو مَیں ایک بھی آنسو نہیں گراؤں گا بلکہ خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کروں گا۔ پھر یہی دونوں نہیں میرا تیسرا بیٹا محبوب الرحمٰن بھی اگر خدمتِ اسلام کرتا ہوا مارا جائے اور اگر میرے دس بیٹے ہوں اور وہ بھی مارے جائیں تو بھی مَیں کوئی غم نہیں کروں گا۔

تحریک شدّھی کے دنوں ہی میں ایک احمدی خاتون نے حضورؓ کو لکھا کہ مَیں صرف قرآن مجید جانتی ہوں اور تھوڑا سا اُردو۔ مَیں نے اپنے بیٹے سے سُنا ہے کہ مسلمان مرتد ہو رہے ہیں اور حضور نے وہاں جانے کا

حکم دے دیا ہے۔ مجھے ابھی اگر حکم ہو تو فوراً تیار ہو جاؤں۔ بالکل دیر نہ کروں گی۔ خدا کی قسم اُٹھا کر کہتی ہوں ہر تکلیف اُٹھانے کو تیار ہوں۔

ایک غریب عورت جس کا گزارا جماعتی وظیفہ پر تھا حضور کے سامنے حاضر ہو کر یوں گویا ہوئی:

حضور! سر کا جو دوپٹہ ہے یہ بھی جماعت کا ہے، میرے کپڑے بھی جماعت کے وظیفے کے بنے ہوئے ہیں۔ میری جوتی بھی جماعت کی دی ہوئی ہے۔ کچھ بھی میرا نہیں مَیں کیا پیش کروں۔ حضور! صرف دو روپے ہیں جو جماعت کے وظیفے سے ہی مَیں نے کسی ضرورت کے لیے جمع کیے ہوئے تھے۔ یہ مَیں پیش کرتی ہوں۔ حضورؓ نے یہ معمولی رقم قبول فرمائی اور دنیا نے دیکھا کہ خلافت کے متوالوں نے شدّھی کے رُخ کو اللہ کے فضل و کرم سے پلٹا اور آج بھی وہاں مخلص جماعتیں قائم ہیں۔

سامعین! خلافت کی اطاعت میں جذبات کی عظیم الشان قربانی کا ایک قابلِ تقلید واقعہ یوں ہے کہ پاکستان کے ایک سابق وزیر اعظم سر فیروز خان نون کے رشتہ دار ملک صاحب خان نون مخلص احمدی تھے۔ کسی سبب سے وہ اپنے دو بھائیوں یعنی سر فیروز خان اور میجر ملک سردار خان سے ناراض ہو گئے اور تعلق منقطع کر لیے۔ سارے خاندان پر ملک صاحب خان کا رعب تھا۔ اس لیے اُن سے تو کوئی بات نہ کر سکا۔ البتہ سر فیروز خان نون حضرت مصلح موعودؓ کے پاس حاضر ہوئے کہ ہماری صلح کروائیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ملک صاحب خان نون کو طلب کیا اور فرمایا:

”اتنی رنجش اور ناراضگی بہت نامناسب ہے۔ آپ پہلے سر فیروز خان صاحب کے پاس جا کر معذرت کریں اور پھر اپنے چھوٹے بھائی میجر سردار خان صاحب سے معافی مانگیں اور پھر آج ہی مجھے رپورٹ دیں۔“

ملک صاحب خان بیان کرتے ہیں کہ حضور کے اس حکم سے میرے دل میں انقباض پیدا ہوا کہ حضور نے ناراضگی کی وجہ دریافت فرمائے بغیر چھوٹے بھائیوں کے سامنے مجھے جھکنے کا حکم دے دیا۔ تاہم میری مجال نہ تھی کہ تعمیل ارشاد میں تاخیر کرتا۔ چنانچہ پہلے سر فیروز خان صاحب کی کوٹھی پر حاضر ہوا۔ وہ بڑی محبت سے میری طرف لپکے اور زار و قطار روتے ہوئے کہنے لگے۔ مَیں قربان جاؤں! مرزا محمود پر جنہوں نے ہمارے خاندان پر یہ احسانِ عظیم کیا۔ جب مَیں نے ان سے معافی مانگی تو کہنے لگے آپ میرے عزیز ترین بڑے بھائی ہیں آپ مجھے خدا کے لیے معاف کر دیں... پھر مَیں جلد ہی ان سے بمشکل اجازت لے کر میجر صاحب کے ہاں پہنچا وہ بھی خوشی اور ممنونیت کے جذبات سے مغلوب تھے۔ اُن کے اصرار پر بھی وہاں نہ

رُکا کیونکہ حضور نے رپورٹ دینے کا حکم دے رکھا تھا۔ چنانچہ سیدھا حضور کے پاس پہنچا اور سارا ماجرا سُنایا۔ حضور بہت خوش ہوئے اور اپنے پاس بٹھا کر فرمایا: آپ کے لیے میرا یہ حکم دل پسند تو شاید نہ ہوا ہو گا کہ کسی قسم کی تحقیقات کرنے یا ناراضگی کی وجوہ معلوم کیے بغیر ہی آپ کو حکم دے دیا کہ جاؤ! اپنی عمر سے چھوٹے بھائیوں سے معافی مانگو۔ وجہ یہ تھی کہ آپ نے میری بیعت کی ہوئی ہے۔ سرفیروز خان اور میجر سردار خان کے ساتھ تو میرے معاشرتی تعلقات ہی ہیں۔ وہ میرے حکم کے پابند تو نہیں، مگر آپ پابند ہیں۔ پھر حدیث ہے کہ جو اپنے رُوٹھے ہوئے بھائی کو منانے میں پہل کرے گا وہ پانچ سو سال پہلے جنّت میں جائے گا۔ یہ استعارہ کا کلام ہے مگر بہر حال اس حدیث کی رُو سے آپ ایک ہزار سال پہلے جنّت میں جائیں گے۔ پھر سوچ لیں کہ یہ کس قدر منافع کا سودا ہے۔

سامعین! مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب بیان کرتے ہیں کہ انتخاب خلافت خامسہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جب لوگوں کو مسجد میں کھڑے دیکھا تو فرمایا بیٹھ جائیں۔ حضور انور کی آواز جذبات سے مغلوب تھی اور مائیک بھی کچھ فاصلہ پر تھا۔ مَیں مائیک کے عین سامنے کھڑا تھا اس لیے مَیں نے مائیک پر اعلان کر دیا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ سب احباب بیٹھ جائیں۔ احاطہ مسجد اور قریبی علاقہ اس وقت دس گیارہ ہزار احمدیوں سے بھرا پڑا تھا، جونہی حضور انور کا یہ ارشاد اُن کے کانوں تک پہنچا، دس ہزار سے زائد کا مجمع اُسی وقت زمین پر بیٹھ گیا۔ ایم ٹی اے پر دکھایا جانے والا یہ نظارہ بہت ہی ایمان افروز تھا۔ پس اپنے امام کے اشارہ پر اُٹھنا اور بیٹھنا ہمیشہ سے ہمارا طرۂ امتیاز رہا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے عہد میں مولانا ظفر علی خان ایڈیٹر اخبار زمیندار نے لکھا:

”احراریو! کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے... مرزا محمود کے پاس قرآن کا علم ہے... مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے ایک اشارہ پر اس کے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے۔“

اپنی اس فرمانبردار جماعت پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے 12/مارچ 1944ء کو ایک جلسے میں فرمایا:

”خدا نے مجھے وہ تلواریں بخشی ہیں جو کفر کو ایک لحظہ میں کاٹ کر رکھ دیتی ہیں۔ خدا نے مجھے وہ دل بخشے ہیں جو میری آواز پر ہر قربانی کرنے کے لیے تیار ہیں۔ مَیں اُنہیں سمندر کی گہرائیوں میں چھلانگ لگانے کے

لیے کہوں تو وہ سمندر میں چھلانگ لگانے کے لیے تیار ہیں۔ مَیں اُنہیں پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرانے کے لیے کہوں تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرادیں۔ مَیں انہیں جلتے تنوروں میں کود جانے کا حکم دوں تو وہ جلتے ہوئے تنوروں میں کود کر دکھادیں۔ اگر خودکشی حرام نہ ہوتی، اگر خودکشی اسلام میں ناجائز نہ ہوتی تو مَیں اس وقت تمہیں یہ نمونہ دکھا سکتا تھا کہ جماعت کے سو آدمیوں کو مَیں اپنے پیٹ میں خنجر مار کر ہلاک ہو جانے کا حکم دیتا اور وہ سو آدمی اِسی وقت اپنے پیٹ میں خنجر مار کر مر جاتا۔“

جانی ومالی قربانیوں کی داستانیں تاریخ احمدیت میں جابجا رقم ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 7/ جنوری 2011ء کو خطبہ جمعہ میں بیان فرمایا کہ

”لیگوس (نائیجیریا) کے ایک مخلص احمدی الحاجی ابراہیم الحسن صاحب نے تین فلیٹس پر مشتمل اپنا ایک گھر بنایا اور اس سے ملحق ایک مسجد بھی بنائی۔ مسجد کے بارے میں ان کا ارادہ تھا کہ وہ اس کو جماعت کے حوالے کر دیں گے۔ کہتے ہیں کہ ابھی مَیں اپنے اس نئے گھر میں شفٹ نہیں ہوا تھا کہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ پانچوں خلفاء اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام میرے اُس گھر میں تشریف لائے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا یہی اس گھر کے افتتاح کی تقریب ہے اور کوئی تقریب نہیں ہوگی۔ پھر خواب میں ہی حضرت اقدسؑ مسجد سے ملحق عمارت، جس میں تین فلیٹس بنائے ہیں، اُن میں سے ایک فلیٹ میں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہ بھی مسجد کے ساتھ ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور مَیں نے ارادہ کیا کہ فلیٹس بھی مسجد کے ساتھ ہی جماعت کو دے دوں جن کی مالیت 90 ہزار پاؤنڈ بنتی ہے۔“

گزشتہ 136 سالوں میں خلافت احمدیہ کے پروانوں نے نہایت خوش دلی سے اپنی قیمتی جانوں کے نذرانے بھی پیش کیے ہیں۔ اگرچہ انڈونیشیا، بنگلہ دیش، سری لنکا، انڈیا، برکینا فاسو اور دیگر ممالک میں بھی یہ نذرانے پیش ہوئے لیکن اطاعتِ خلافت میں پاکستان کے فدائی پروانوں کی ایمان افروز داستانیں عجیب رنگ رکھتی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی زندگیوں کو اجیرن بنا دیا گیا ہے اور جو بنیادی انسانی حقوق سے بھی محروم کیے جا رہے ہیں۔ اُن کی انفرادی اور اجتماعی قربانیوں سے تمام دنیا کے احمدی اپنے ایمانوں کی مضبوطی حاصل کر رہے ہیں۔ لاہور کی احمدیہ مساجد میں جب اسّی سے زائد احمدیوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے تو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 31/دسمبر 2010ء کے خطبہ جمعہ میں ایک عظیم الشان ماں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

"ایک طالب علم جسے دو گولیاں لگی تھیں جب اس نے زخمی حالت میں اپنی ماں کو فون کر کے بتایا کہ اس طرح گولیاں لگی ہیں اور خون بہ رہا ہے تو بہادر ماں نے جواب دیا کہ بیٹا! مَیں نے تمہیں خدا کے سپرد کیا۔ اگر شہادت مقدّر ہے تو جرأت سے جان خدا کے حضور پیش کرنا۔ کسی قسم کی بزدلی نہ دکھانا۔ بہرحال اس بچے کو خدا نے محفوظ رکھا، آپریشن سے گولی نکال دی گئی۔ پس جس قوم کی ایسی مائیں ہوں جو اپنے بیٹوں کو شہادت کے لیے تیار کر رہی ہوں ایسی قوم کو غلبۂ اسلام کی منازل طے کرنے سے کون روک سکتا ہے!"

ایک مرتبہ حضرت چوہدری سر محمد ظفراللہ خان صاحبؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کی ترقیات اور کامیابیوں کا کیا راز ہے تو آپؓ نے بے ساختہ جواب دیا:

Because through all my life I was obedient to Khilafat

یعنی میری کامیابیوں کی وجہ یہ ہے کہ مَیں تمام زندگی خلافت کا مکمل مطیع اور فرمانبردار رہا ہوں۔

خدا کا ہے وعدہ خلافت رہے گی
یہ نعمت تمہیں تا قیامت ملے گی
مگر شرط اس کی اطاعت گزاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری
محبت کے جذبے، وفا کا قرینہ
اُخُوّت کی نعمت، ترقی کا زینہ
خلافت سے ہی برکتیں ہیں یہ ساری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

(اِس تقریر کو مکرم منیر احمد خادم صاحب سابق ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان کی ایک تقریر سے مرتب کیا گیا ہے)



﴾35﴿ ﴾مشاہدات۔ 831﴿

خلافت، پہرہ اور امام کی حفاظت

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اصۡبِرُوۡا وَصَابِرُوۡا وَرَابِطُوۡا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ (ال عمران: 201)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر کرو اور صبر کی تلقین کرو اور سرحدوں کی حفاظت پر مستعد رہو۔ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ ”**خلافت، پہرہ اور امام کی حفاظت**“

حضرت ملک سیف الرحمن صاحب مرحوم سابق مفتیٔ سلسلہ و پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ نے اپنے مشہورِ زمانہ مجموعۂ احادیث بعنوان حدیقۃُ الصالحین میں 129 عناوین کے تحت 1045 احادیث جمع کی ہیں۔ اِس کی فہرس عناوین میں 61 ویں نمبر پر آپ نے عنوان باندھا ہے۔ ”خلافت، پہرہ اور امام کی حفاظت“ اور اِس کے تحت یہ حدیث لائے ہیں۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آنے کے بعد ایک رات سو نہ سکے۔ اِس بے چینی کی کیفیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کاش! خدا کا کوئی نیک بندہ آج پہرہ پر ہوتا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اِسی دوران ہم نے ہتھیاروں کی جھنکار سُنی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کون ہے؟۔ جواب ملا حضورؐ! مَیں سعد بن ابی وقاص ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کس لئے آئے ہو؟ سعدؓ نے جواب دیا۔ میرے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کچھ خدشہ محسوس ہوا اِس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی غرض سے چلا آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کے لئے دعا کی اور پھر (اطمینان سے) سو گئے۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 643 از ترمذی کتابُ المناقب باب مناقب سعد بن ابی وقاص 3756)

حضرت ملک صاحب مرحوم نے اِس عنوان میں ”پہرہ اور امام کی حفاظت“ کو ”خلافت“ کے ساتھ جوڑ کر مجھے اِسی عنوان پر کچھ خیالات کا اظہار کرنے پر مجبور کیا ہے کہ حفاظت، سیکورٹی اور پہرے کا خلافت اور امامِ وقت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ ”خلافت، پہرہ اور امام کی حفاظت“ کے عنوان میں دو مضمون بیان ہوئے ہیں۔

اوّل۔ تو ظاہری مفہوم ہے کہ خلیفۃُ المسیح کے وجود کے لئے پہرہ دینا۔ اُس کی حفاظت کے لئے سر تن کی بازی لگانا۔ دوم۔ دربارِ خلافت سے جاری ہونے والی تعلیمات پر کماحقّہ عمل کر کے خلافت اور خلیفۃُ المسیح کی حفاظت کرنا۔

سامعین! جہاں تک نمبر 1 میں بیان پہرہ اور خلافت کی حفاظت کا تعلق ہے اُس کے لئے اوپر بیان حدیث کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ یہ واقعہ تاریخ اور احادیث کی کتب میں مختلف طور پر بیان ہوا ہے۔ حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 11 اپریل 2025ء میں اِس واقعہ کی تفصیل بیان فرمائی ہے جس کا خلاصہ یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات مدینہ واپس آتے ہوئے ایک جگہ پر قیام فرمایا۔ اس رات تیز ہوا چل رہی تھی۔ آپؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ کون ہے جو آج رات ہمارے لئے پہرہ دے گا؟ اس پر حضرت عباد بن بشرؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ ہم آپ کے لئے پہرہ دیں گے۔ اس کے بعد وہ دونوں گھاٹی کی چوٹی پر بیٹھ گئے۔ حضرت عباد بن بشرؓ نے حضرت عمار بن یاسرؓ سے کہا کہ ابتدائی رات مَیں پہرہ دے لوں گا۔ تم سو جاؤ اور آخری رات تم پہرہ دے دینا تاکہ مَیں سو جاؤں۔ چنانچہ حضرت عمار بن یاسرؓ تو سو گئے اور حضرت عباد بن بشرؓ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ رات کو دشمن کے ایک شخص نے تیر چلایا جو حضرت عباد بن بشرؓ کے جسم میں لگا۔ آپؓ نماز میں مصروف تھے۔ انہوں نے تیر نکال کر پھینک دیا۔ نماز نہیں توڑی۔ اُس نے دوسرا تیر مارا۔ آپؓ نے اس کو بھی نکال کے پھینک دیا۔ پھر جب اُس نے تیسرا تیر مارا تو حضرت عباد بن بشرؓ کا کافی خون بہہ نکلا۔ انہوں نے نماز مکمل کی اور حضرت عمار بن یاسرؓ کو جگایا۔ جب اس شخص نے دوسرے شخص کو دیکھا تو وہ بھاگ گیا۔ حضرت عمار بن یاسرؓ نے حضرت عباد بن بشرؓ کو زخمی حالت میں دیکھا تو پوچھا کہ پہلے کیوں نہیں جگایا تو کہنے لگے کہ مَیں نماز میں سورۃ الکہف کی تلاوت کر رہا تھا اور میرا دل نہیں چاہا کہ مَیں اس

کی تلاوت کو منقطع کر دوں۔ یہ عجیب ایک تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھا اور اخلاص تھا، وفا تھا، عبادت کا شوق تھا اِن لوگوں میں۔

اِسی طرح حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف ایک غزوہ میں گئے۔ لوگوں کا نزول دوپہر کے وقت کانٹوں والی ایک وادی میں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑاؤ کیا اور لوگ بھی درختوں کا سایہ تلاش کرتے ہوئے اِدھر اُدھر قیام کرنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیکر کے درخت کے نیچے قیام فرما ہوئے۔ آپؐ نے اپنی تلوار لٹکا دی۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم کچھ دیر سوئے پھر دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بلا رہے ہیں۔ ہم آپؐ کے پاس آئے تو کیا دیکھا کہ آپؐ کے پاس ایک بدوی بیٹھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِس نے میری تلوار پکڑ لی اور میں سویا ہوا تھا۔ مَیں جاگا تو وہ اس کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تھی۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ کون تمہیں مجھ سے بچائے گا؟۔ مَیں نے کہا کہ اللہ! آپؐ نے اس حملہ آور کو کوئی سزا نہیں دی۔ اس شخص کے بارے میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار سونتنے والا ایک اور واقعہ بھی روایات میں ملتا ہے جس میں دوسور نامی شخص کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کا ذکر ہے۔ دوسور کے حملہ کرنے والے کا واقعہ تین ہجری میں غزوہ ذی عمر یا غزوہ بنی غطفان سے واپسی پر پیش آیا جو یوں ہے کہ مشرکوں نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جگہ تنہا لیٹے ہوئے دیکھا تو وہ اپنے سردار دوسور کے پاس آئے اور اِسے کہا کہ اِس وقت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بالکل تنہا لیٹے ہوئے ہیں اب ان سے نمٹ لو۔ بہر حال دوسور تلوار سونتتے ہوئے چلا اور بالکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے پہنچ کر رکا۔ پھر اچانک اس نے آپ کو مخاطب کر کے کہا۔ آج آپ کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اطمینان سے فرمایا۔ اللہ! اس پر وہ زمین پر گر گیا اور تلوار اُس کے ہاتھ سے گر گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً اُس کی تلوار اٹھا لی اور اُسے فرمایا۔ اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا۔ اس پر دوسور نے کہا۔ مجھے تو اب کوئی نہیں بچا سکتا اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد، اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کی قسم! آئندہ مَیں کبھی آپ کے خلاف لوگوں کی جتھہ بندی نہیں کروں گا۔

(خلاصہ خطبہ جمعہ 11 اپریل 2025ء)

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور سیکورٹی کی بات چلی ہے تو یہاں صحابہؓ کے جنگِ بدر پر عشق و وفا کے اِس واقعہ سے بھی اِس مضمون کی اہمیت واضح ہوتی ہے جب صحابہؓ نے آپؐ کا مخاطب ہو کر کہا تھا۔ اے محمدؐ! ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے، بائیں بھی، ہم آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری نعشوں کو نہ روند لے۔ ایک جنگ میں تیروں کی بوچھاڑ تھی اور حضرت طلحہؓ نے اپنا ہاتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کے آگے رکھ دیا۔ تیر آتے تھے، آپ کے ہاتھ پر لگتے تھے مگر طلحہؓ اُف بھی نہ کرتے تھے۔ حضرت طلحہؓ نے اپنا ہاتھ کٹوا دیا مگر کسی بھی تیر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ تک نہ پہنچنے دیا۔ حضرت ابو طلحہ رضی للہ عنہ نشانہ بازی میں مشہور تھے۔ انہوں نے اس موقع پر اس قدر تیر برسائے کہ کئی کمانیں ٹوٹ گئیں۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے بٹھالیا تھا تاکہ دشمنوں کے تیر یا تلوار کا کوئی وار آپؐ پر نہ آسکے۔ کبھی کبھی آپؐ دشمنوں کی فوج کو دیکھنے کے لئے گردن اٹھاتے تو حضرت طلحہ رضی للہ عنہ عرض کرتے کہ یارسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ گردن نہ اٹھائیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمنوں کا کوئی تیر آپؐ کو لگ جائے۔ یارسول اللہؐ! آپ میری پیٹھ کے پیچھے ہی رہیں میرا سینہ آپؐ کے لئے ڈھال بنا ہوا ہے۔

(صحیح بخاری غزوۂ احد)

صحابہ کرامؓ نے صرف ایسا کہا نہیں بلکہ جب جنگیں ہوئیں تو ایسا کر کے دکھایا۔ چنانچہ جنگ اُحد کا میدان اس بات کا گواہ ہے۔ ایسا دعویٰ کرنے والے لوگ آپؐ کے آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ اپنے جسموں کے ستَّر ستَّر ٹکڑے کروالیے مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تک دشمن کو نہ پہنچنے دیا۔ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو گئے تو چاروں طرف سے کفار نے آپؐ پر تیر و تلوار کا وار شروع کر دیا اور کفار کا بے پناہ ہجوم آپؐ کے ہر چہار طرف سے حملہ کرنے لگا جس سے آپ کفار کے نرغہ میں محصور ہونے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر جان نثار صحابہ رضی اللہ عنہم کا جوش جاں نثاری سے خون کھولنے لگا اور وہ اپنے سر ہتھیلیوں پر رکھ کر آپ کو بچانے کے لئے اس جنگ کی آگ میں کود پڑے اور آپؐ کے گرد ایک حلقہ بنالیا۔ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ جھک کر آپؐ کے لئے ڈھال بن گئے اور چاروں طرف سے جو

تلواریں برس رہی تھیں ان کو وہ اپنی پشت پر لیتے رہے اور آپؐ تک کسی تلوار یا نیزے کی مار کو پہنچنے ہی نہیں دیتے تھے۔

اگرچہ اصل حفاظت اللہ ہی کی ہے لیکن دراصل خلیفۂ وقت کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے مومنین کی جماعت پر ہی ڈالی ہے اور اس سلسلہ میں انسانی کوششوں کو ہر ممکن حد تک پہنچانے کے بعد بھی اگر کوئی پہلو ننگا رہ جائے تو پھر اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل اور رحم سے اس پہلو کو اپنی حفاظت خاص سے ڈھانپ لیتا ہے۔

سیدنا مصلح موعودؓ نے سورہ نور کی تفسیر میں بہت تفصیل سے خلیفۂ وقت کی حفاظت کی ذمہ داری پر بھی روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ اگر مسلمان ان آیات کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے تو خلفائے راشدین پر اُن حملوں کی کسی کو جرأت بھی نہ ہوتی جن کے نتیجہ میں وہ شہید کئے گئے۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا بھی جب گھوڑی سے گرنے کا واقعہ پیش آیا تو بھی نظام سلسلہ کا کوئی ذمہ دار شخص آپؓ کے ساتھ نہیں تھا۔ خود حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے بارے میں فرمایا کہ ایک جلسہ کے موقع پر جب آپؓ تقریر فرمارہے تھے تو جلسہ گاہ میں سے کسی شخص نے ملائی کی ایک پیالی دی کہ حضرت صاحب کو پہنچادیں۔ یہ پیالی ایک سے دوسرے کے ہاتھوں ہوتی ہوئی سٹیج تک پہنچ گئی۔ سٹیج پر اتفاقاً کسی کو خیال آیا اور اس نے احتیاط کے طور پر ملائی چکھی تو اس کی زبان کٹ گئی کیونکہ ملائی میں زہر ملی ہوئی تھی۔

ایک اور موقع پر حضورؓ نے یہ واقعہ سنایا کہ ایک عیسائی جے میتھیوز کو جب اُسکی بیوی کے قتل کے الزام میں گرفتار کیا گیا تو اُس نے عدالت کو بتایا کہ دراصل وہ اُس پستول سے حضورؓ کو قتل کرنا چاہتا تھا اور اس نیت سے پہلے قادیان گیا جہاں احباب کی موجودگی کے باعث اسے جرأت نہ ہوسکی۔ پھر اُس نے سنا کہ حضورؓ پھیرو چچی چلے گئے ہیں تو وہ وہاں چلا آیا لیکن دروازہ پر ہر وقت پہرے داروں کی موجودگی کی وجہ سے کامیاب نہ ہوسکا۔ جب گھر آیا تو اتفاقاً اُس کا اپنی بیوی سے جھگڑا ہو گیا اور اُس نے اُسے قتل کردیا۔

احرار کی شورش کے ایام میں ایک دفعہ حضورؓ سے ملاقات کے خواہشمند ایک نوعمر افغان لڑکے کو ایک احمدی عبدالاحد صاحب نے پکڑلیا اور اُس سے ایک چُھرا بھی برآمد کرلیا۔ لڑکے نے بعد میں تسلیم کیا کہ وہ حضورؓ پر حملہ کرنے کی نیت سے دھرمسالہ تک گیا تھا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ پھر قادیان چلا آیا۔

10، مارچ 1954ء کو حضرت مصلح موعودؓ پر جماعت نہم کے طالبعلم ایک پندرہ سالہ اجنبی لڑکے نے چاقو سے اُس وقت حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا جب حضورؓ عصر کی نماز پڑھا کر واپس تشریف لے جا رہے تھے۔ یہ لڑکا دو روز قبل ربوہ میں آیا تھا۔ اور اُس نے حضورؓ سے ملاقات کرنے کی کوشش بھی کی۔ لیکن ناکامی کے بعد احمدی ہونے کا خیال ظاہر کرتے ہوئے بیعت فارم پُر کر دیا اور اپنے دلی منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مسجد مبارک جا پہنچا۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر حضورؓ نے اس واقعہ پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

''کسی کو یہ خیال نہیں آتا کہ ہم تحقیق تو کرلیں، یہ ہے کون؟ قادیان میں یہ قاعدہ تھا کہ اجنبی آدمی کو نماز کے وقت پہلی دو صفوں میں نہیں بیٹھنے دیتے تھے اور جماعت کے مختلف محلّوں کے دوست ہر روز آ کے پہرہ دیتے تھے۔''

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی یہی ہوا تھا۔ آپؐ کو یہودیوں نے کھانے میں زہر ملا کر دے دیا۔ بعض لوگ کہہ سکتے ہیں کہ آپؐ نے اُن کی دعوت کو منظور کیوں کر لیا؟ لیکن آپؐ کی شان یہی تھی کہ آپؐ اُن کی دعوت کو قبول کر لیتے۔ یہ صحابہؓ کا کام تھا کہ وہ کھانے کو چکھ کر دیکھ لیتے اور اطمینان کر لیتے... لیکن اُن سے یہ غلطی سرزد ہوگئی، اُنہوں نے کھانا چکھا نہیں... آپؐ کو الہاماً پتہ لگ گیا کہ اس کھانے میں زہر ملا ہوا ہے... خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کی ایک نشان کے طور پر حفاظت تو کر دی لیکن دراصل یہ ذمہ داری صحابہؓ کی تھی... پس کچھ کام جماعت کو بھی کرنے پڑتے ہیں۔ خلیفہ پر پابندیاں عائد نہیں کی جاسکتیں۔ خلیفہ اپنا کام کرے گا اور جماعت کو اپنا فرض ادا کرنا ہو گا''

سامعین! حضرت مصلح موعودؓ کی استحکام خلافت کے لئے کوششوں میں ایک نمایاں کام ذیلی تنظیموں کا قیام اور ان کے عہد میں اس بات کا نمایاں ذکر فرمانا ہے کہ وہ ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہیں گے۔ خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے ہر قربانی کے لئے ہر دم تیار رہیں گے۔ ہمیشہ خلافت کے مطیع اور فرمانبردار رہیں گے اور اپنی اولاد کو بھی نسل در نسل خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہیں گے۔

دنیا کے بگڑتے ہوئے حالات اور سیکیورٹی صورت حال کو ملحوظ رکھتے ہوئے جلسہ سائٹ کی حفاظت اور سیکیورٹی کی اہمیت دوچند ہے۔

اگرچہ ہماری حفاظت تو اللہ تعالیٰ کی ذات کرتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے پیارے حبیبؐ کے ارشاد کی تعمیل میں یہ سب کام جاری ہیں اِعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ کہ (اونٹنی کو پہلے) باندھو اور پھر توکل کرو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا سیکیورٹی سسٹم دنیا کے بہترین سسٹمز میں سے ایک ہے کیونکہ ہر فرد جماعت اپنے آقا کی حفاظت کو اپنی جان و مال پر فوقیت دیتا ہے اور پیارے مسیحؑ کی نصائح کے تابع ہر وقت دعا میں مشغول رہتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے سیکیورٹی کے حوالہ سے فرمایا:

”جماعت احمدیہ کا جو حفاظت کا نظام ہے یہ کُل عالم میں یکتا ہے اور اس میں ادنیٰ سا بھی مبالغہ نہیں۔ دنیا میں کہیں کسی اجتماع پر یا کسی دنیا کے بڑے سربراہ کے لئے حفاظت کا ایسا مؤثر انتظام نہیں ہوتا جتنا جماعت احمدیہ میں روایتاً رائج ہو چکا ہے۔ اس کے کچھ پہلو ہیں جو میں آپ کے سامنے کھول کر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے بڑی حفاظت کا انتظام تو آپ خود ہیں۔ آنکھیں کھول کر پھریں اور جس شخص سے بھی آپ کو احساس ہو کہ خطرہ ہو سکتا ہے اس کے متعلق چند باتیں پلّے باندھ لیں۔ میری نصیحت ہے آنے والوں کو بھی اور رہنے والوں کو بھی جو بھی جلسے میں ہوں کہ اپنے دائیں بائیں کی حفاظت کریں۔ دنیا میں کہیں بھی یہ نظام رائج نہیں۔ جب بھی کوئی شخص حملہ کرنا چاہتا ہے اس کو لازماً کوئی تیزی سے حرکت کرنی پڑتی ہے۔ وہ جیب کی طرف یا کہیں ہاتھ ڈالتا ہے اگر دائیں بائیں بیٹھے ہوئے ہوشیار ہوں تو ناممکن ہو جائے گا اس کے لئے کہ ایسی حرکت کر سکے۔ پس اصل نگران تو اللہ ہی ہے مگر اللہ نے جو طریقے سمجھائے ہیں ان طریقوں پر عمل کرنا تو ضروری ہے۔ تو اپنے دائیں بائیں سے بیدار مغز رہیں اور جو اچھے لوگ بھی ہیں بعض دفعہ ان میں بھی جن کو آپ اچھا سمجھ رہے ہیں بعض بد چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے نگرانی کا یہ نظام سب پر حاوی کر دیں۔ ہر شخص اپنے دائیں بائیں کا نگران ہو۔ اگر آپ یہ صورت اختیار کریں تو چلتے پھرتے آتے جاتے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ حفاظت کا انتظام ایسا اعلیٰ ہو گا کہ دنیا میں کبھی کسی سربراہ کے لئے ایسا انتظام نہ ہوا، نہ ہو سکتا ہے۔ جب دورویہ کھڑے ہوں تو اس وقت بھی اس کا خیال رکھیں۔

نظام جماعت کا فرض ہے کہ حفاظت کا انتظام بھی کرے اور ایسے لوگوں پر آنکھ رکھے جن کے متعلق احتمال ہے کہ وہ شرارت کی خاطر آئے ہیں پس ایسے موقع پر آپ کو کیا کرنا چاہئے۔ ایسے موقع پر جو انتظام ہے

حفاظت کا اس کو چاہئے کہ موبائل فورس رکھے۔ تو حکمت کے ساتھ حفاظت کا فرض پورا کرتے ہوئے اس کے اوپر کسی نگران کو مقرر کرتے ہوئے پھر آپ انتظامیہ سے رابطہ کریں۔ حفاظت کے نظام میں کھڑے پہرہ داروں کی بجائے زیادہ سے زیادہ چلنے پھرنے والے عام طور پر پہرہ داروں کے طور پر شناخت نہ کئے جانے والے لوگ زیادہ ہونے چاہئیں۔ انکے پاس ایسے پاس (pass) ہونے چاہئیں جو اگر انتظام روکے تو دکھا دیں کہ ہم خاص حفاظت کے انتظام پر مقرر ہیں لیکن فری موبائل فورس یہ سیکیورٹی کے لئے یا حفاظت کے لئے بہت ہی ضروری ہے۔ ضرورت سے زیادہ آدمی اور ڈنڈوں کی طرح نصب ہوئے ہوئے، دوسری طرف منہ کئے ہوئے۔ وہ خود ایک سیکیورٹی ٹارگٹ ہیں جس کو انگریزی میں Sitting Duck Target کہتے ہیں وہ تو ایک مرغابی کی طرح بیٹھے ہوتے ہیں جو چاہے ان کو نشانہ بنائے، انہوں نے کیا حفاظت کرنی ہے۔ مگر عام حالات میں پہرے کے لئے آپ کو زیادہ سے زیادہ غیر معروف پہرے داروں کی ضرورت ہوتی ہے جو عام لوگوں میں ملیں جُلیں پھریں اور ان کو کوئی پہچانے نہ کہ یہ کون ہیں۔

اور دوسری بات اس میں ضروری ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ مختلف ممالک کے دوستوں کو اس نظام سے وابستہ کریں جہاں صرف میزبان نہیں بلکہ مہمان بھی میزبانوں کی طرح خدمت سرانجام دیں گے۔ اس میں ہر قسم کے ایسے دوست شامل ہوں جو مختلف ملکوں سے آنے والے ہوں۔ اگر کسی بنگالی کا مسئلہ درپیش ہو تو کوئی بنگالی نظام کا حصہ لینے والا وہاں موجود ہو۔ اس کو بھیجا جاسکتا ہے وہ پتہ کرے کہ یہ کون صاحب ہیں۔ اگر کوئی افریقن ہے گھانا کے ہیں تو گھانا کے کچھ دوست اس نظام سے منسلک ہونے چاہئیں۔ پاکستان کے مختلف علاقوں سے کچھ نہ کچھ آنے والے مہمانوں کو تکلیف دی جاسکتی ہے کہ وہ اس نظام سے منسلک ہوں۔ سیکیورٹی مائنڈڈ (Security Minded) ہونا ہر احمدی کا فرض ہے لیکن اخلاقِ فاضلہ کے ساتھ۔ اس سیکیورٹی مائنڈڈ ہونے کو یعنی حفاظت کے لحاظ سے ذہنی طور پر باشعور ہونا۔ اس کو سیکیورٹی مائنڈڈ کہتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہرگز اخلاق کو اس پر قربان نہیں کرنا۔“

(الفضل انٹرنیشنل 19 جولائی 26 جولائی 2002ء)

سامعین! نبی، امام اور خلیفہ کی ایک حفاظت اُس کے احکامات، ارشادات اور ہدایات کا دفاع کرنا ہے، اُن پر اُن کی تمام شرائط کے ساتھ عمل کرنا ہے۔ یہ محاورہ اِس پر پورا اُترتا ہے کہ وہ امام کے اِرشادات کا پہرہ دے رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"شریعت تو اس بات کا نام ہے کہ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے، اسے لے لے اور جس بات سے منع کیا ہے اس سے ہٹے، اب اس وقت قبروں کا طواف کرتے ہیں، ان کو مسجد بنایا ہوا ہے۔ عرس وغیرہ، ایسے جلسے نہ منہاج نبوت ہے، نہ طریق سنت ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 128۔129)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خدام الاحمدیہ کو ان کی ذمہ داری کی طرف اِس حوالے سے توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

"خدام الاحمدیہ کے حوالے سے بتادوں کہ خدام الاحمدیہ کا ایک کام، بہت بڑا کام خلافتِ احمدیہ کی حفاظت بھی ہے اور اس کے لیے وہ عہد بھی کرتے ہیں۔ اور حفاظت یہ نہیں ہے کہ صرف عمومی کی ڈیوٹی دے دی یا حفاظتِ خاص کی ڈیوٹی دے دی۔ یہ کام تو اور دوسرے بھی کر سکتے ہیں۔ اصل حفاظت یہ ہے کہ خلیفۂ وقت کے الفاظ کو پھیلایا جائے۔ ان پر عمل کیا جائے۔ ان پر عمل کروایا جائے۔ اور نئی نسل کو سنبھالا جائے۔ صرف یہ دعویٰ کر لینا کافی نہیں کہ ہم دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ یہ لڑائی کا تو مسئلہ نہیں ہے۔ آج کل کی لڑائی، آج کل کا جہاد یہ ہے کہ باتوں پر عمل کیا جائے۔ اور یہی وہ اصل کام ہے جو خدام الاحمدیہ نے کرنا ہے۔ ہر قائد کا کام ہے، ہر زعیم کا کام ہے، ہر ناظم کا کام ہے، ہر مہتمم کا کام ہے اور صدر صاحب کا کام ہے۔ پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ جو باتیں کہی جاتی ہیں۔

آپ تقاریر میں سنتے ہیں یا جو خطبات سنتے ہیں ان پر عمل کریں اور ان پر عمل کروائیں۔ اپنے نمونے پیش کریں گے تو دوسرے بھی اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے...... خدام الاحمدیہ کا خاص طور پر یہ کام ہے کہ جب خلافت کے نظام کی حفاظت کی ذمہ داری ان پر ہے تو حفاظت اسی طرح ہے کہ اپنے نوجوانوں میں، اپنے بچوں میں یہ روح پیدا کریں کہ تم نے خلیفۂ وقت کی باتوں کو سننا ہے اور ان پر عمل کرنا ہے۔ اور

یہی حقیقت ہے جو خلافت کی حفاظت کا اہل بناتی ہے ورنہ اس کے علاوہ سب باتیں ہی ہیں۔ پس مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق عطا فرمائے کہ حقیقی رنگ میں خلافت کی حفاظت کرنے والے ہوں اور خلیفۂ وقت کے حقیقی مددگاروں میں سے ہوں، سلطانِ نصیر ہوں۔ اور خلافت احمدیہ کا جو ادارہ ہے اس کی حقیقی رنگ میں حفاظت کرنے والے ہوں اور وہ یہی ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ خلیفۂ وقت کے الفاظ پر عمل ہو اور عمل کروانے کی کوشش ہو اور اس کو پھیلایا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔"

(خطاب 25، اکتوبر 2019ء بمقام مہدی آباد جرمنی)

اسلام کی اصطلاع "ایمان" کی تشریح حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مقام پر یہ فرمائی ہے کہ ایمان کے معنی اپنے ضمیر کے خلاف بات ماننے اور ضمیر کے حق میں بات چھوڑنے کے ہیں یعنی جس کام کو دل کرنے کو کہہ رہا ہو اور وہ خلافِ اسلام ہو تو اُس سے رک جانا ایمان ہے اور اِسی طرح اگر جی کسی کام کو نہ کرنے کا کہے جبکہ اُس پر عمل قرآنی حکم ہو تو دل اور جی کے خلاف قربانی کر کے وہ کام کرنا ایمان ہے۔ یہی وہ پہرہ ہے جو ایک مؤمن ہر وقت اسلامی تعلیمات پر نہ صرف خود دیتا ہے بلکہ اپنے ماحول اور معاشرہ میں بسنے والے زیرِ تربیت لوگوں کی نگرانی کر کے پہرہ دے رہا ہوتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ كُلُّكُمْ رَاعٍ و كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ کہ تم میں سے ہر کوئی اپنے اپنے دائرہ کار میں نگران ہے اور وہ اپنے زیر نگران لوگوں کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔

یاد رہے کہ اطاعت کے بغیر دنیا کا کوئی نظام نہیں چل سکتا اور اطاعت ہر نظام کے لیے ریڑھ کی ہڈی ہے۔ مگر دنیوی نظام میں اطاعت منصب و دولت کے حصول کی خاطر ہوتی ہے جبکہ دین کی اطاعت اور عدم اطاعت کا اثر اُخروی زندگی پر پڑتا ہے۔ اطاعت کی اس عظیم الشان نعمت کا اظہار خدا تعالیٰ نے خلافت کے قیام کے ساتھ ہی کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ بیان فرما کر بتایا کہ انسان کی تمام تر سعادتیں جذبہ اطاعت میں مضمر ہیں اور تمام تر شقاوتیں نافرمانی کی کوکھ سے جنم لیتی ہیں۔ سعادتوں کا یہ سرچشمہ نبوت کے بعد خلافت ہے جس سے پہلو تہی دامن فسق سے ہمکنار کرتی ہے۔ لفظ الطَّاعَۃ کے معنی محض فرمانبرداری کے نہیں بلکہ ایسی فرمانبرداری کے ہیں جس میں بشاشتِ قلب سے اللہ تعالیٰ کے احکام

بجالائے جائیں اور ان کے بجالاتے ہوئے انسان کو لذت اور سرور محسوس ہو۔ اللہ تعالیٰ آیت استخلاف میں خلافت کے مضمون سے پہلے رسول کی اطاعت کا حکم دیتا ہے اور خلافت کے ذکر کے معاً بعد پھر اطاعت رسول کا ذکر موجود ہے یعنی خلیفہ کی اطاعت دراصل رسول ہی کی اطاعت ہے۔ اس کے خلیفہ کی اطاعت بھی اسی وفا اور جانفشانی سے کی جائے جس طرح رسول کی اطاعت کا حق ہے۔ خلیفہ وقت جو بھی نظام مقرر کریں ہمیں یہ حق ہرگز نہیں پہنچتا کہ ہم اس قسم کی نکتہ چینی کریں کہ اس کام کے کرنے میں خلیفہ حق بجانب ہے یا نہیں۔ کیونکہ ہم وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے جو خلیفۂ وقت دیکھتے ہیں اور چونکہ خلیفۂ وقت کو اللہ تعالیٰ نے خود مقرر کیا ہوتا ہے تو ہم اُن کی عقل کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے اُن کو راستہ اللہ تعالیٰ کو دکھاتا ہے۔ ہمارا صرف یہ کام ہے کہ ہم خلیفہ کی پوری پوری اطاعت کریں اور اس کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے ہر اس قربانی کو جو وہ ہم سے طلب کرتا ہے پیش کر دیں تا کہ ہم پر کبھی ایسا وقت نہ آئے جب کہ ہم خلیفہ کی ذرہ بھر بھی نافرمانی کر کے فاسق و فاجر بنیں۔

سامعین! اب تقریر کے آخر پر فدائیت کے چند ایمان افروز واقعات آپ سامعین کے سامنے رکھنے جا رہا ہوں جنہوں نے عملاً خلافت کے حفاظت کی۔ حضرت میر شفیع احمد صاحب دہلویؓ بیان کرتے ہیں:

”حضرت میاں محمود احمد صاحبؓ مغرب کے بعد اکمل صاحبؓ کی کوٹھری میں آکر بیٹھا کرتے تھے اور مَیں بھی وہاں بیٹھا رہتا تھا، شعر و شاعری اور مختلف باتیں ہوتی تھیں مگر مَیں نے کبھی کوئی ایسی ویسی بات نہ دیکھی بلکہ ان کی ہر بات حیرت انگیز اخلاق والی ہوتی تھی… غرض یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مصاحب اور رشتہ دار اور اولاد، ہر ایک اس قدر گہرے طور پر حضرت صاحب کے رنگ میں رنگین ہو گئے تھے کہ بے انتہا جستجو کے بعد بھی کوئی آدمی ان میں کوئی عیب نہ نکال سکتا تھا۔“

(سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ 228-229 روایت نمبر 836 از حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم۔اے)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانثار صحابہ نے بھی اطاعت کا عَلم بڑے عاشقانہ انداز میں سر بلند رکھا۔ مسیح پاک علیہ السلام نے مسجد میں کھڑے لوگوں سے فرمایا، بیٹھ جاؤ اور میاں کریم بخشؓ جو ابھی مسجد کے ساتھ والی گلی میں تھے، آواز سنتے ہی وہیں بیٹھ گئے۔ کسی نے وجہ پوچھی تو کہا کہ جب مسیح کا فرمان کان میں پڑ گیا تو پھر میرا کام یہی تھا کہ اس وقت اطاعت کرتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ کی فدائیت اور اطاعت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”وہ میری ہر امر میں اس طرح پیروی کرتے ہیں جس طرح نبض حرکت قلب کی پیروی کرتی ہے اور مَیں انہیں دیکھتا ہوں کہ وہ میری رضا میں فنا شدہ لوگوں کی طرح ہیں“

اطاعت امام میں فنا شدہ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلامؑ نے تار دلوایا کہ دہلی آ جاؤ۔ تا لکھنے والے نے لکھ دیا بلا توقف چلے آؤ۔ جب یہ تار قادیان پہنچا تو حضرت مولوی صاحب اپنے مطب میں بیٹھے تھے۔ اس خیال سے کہ تعمیل میں دیر نہ ہو، فوراً اٹھے اور چل پڑے۔ نہ گھر گئے نہ لباس بدلا، نہ بستر لیا۔ یہاں تک کہ ریل کا کرایہ بھی جیب میں نہ تھا مگر اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کرنی تھی خدا تعالیٰ نے بھی معجزانہ مدد کی اور ایک ہندو مریض سٹیشن پر بھجوا دیا جس نے دہلی کا ٹکٹ اور معقول رقم نذرانہ کے طور پیش کی۔ یوں آپ حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

(حیات نور صفحہ 285)

حضرت حافظ روشن علیؓ کی مثال بھی کیا عجیب مثال ہے۔ ابتدائی زمانہ میں اس درویش بزرگ کے پاس کپڑوں کا صرف ایک جوڑا ہوا کرتا تھا۔ جمعرات کی رات کو دھو لیتے اور جمعہ کی صبح کو پہن لیتے۔ ایک بار ایسے ہوا کہ سردیوں کی شدید سرد رات میں کپڑے دھو کر لٹکائے ہوئے تھے کہ مسیح پاک علیہ السلام کی طرف سے پیغام آیا کہ کسی مقدمہ کی پیروی کے لیے گورداسپور جانا ہے، ساتھ جانے کے لیے ابھی آ جائیں۔ فدائی روشن علیؓ اٹھا، وہی گیلے کپڑے پہن لیے اور سردی سے بچاؤ کے لیے لحاف لپیٹ کر ساتھ ہو لیا۔

سامعین! یہ اطاعت امام کی چند مثالیں تھیں۔ اس طرح خلافت کی حفاظت کا یہ بھی مطلب ہے کہ ہر احمدی خلیفہ وقت کی اطاعت کرے اُن کی عزت کرے اور کسی قسم کا شکوہ، شکایت یا مخالفت سے بچے۔ جماعت احمدیہ کی ذیلی تنظیمیں جیسا کہ انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ۔ خدام الاحمدیہ بھی خلافت کی حفاظت میں اپنے عمل اور کردار سے حصہ لے سکتی ہیں۔ اُن کا کام ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اسلام کی تعلیم کو عام کریں۔ اگر کسی قسم کا مخالفانہ پروپیگنڈا ہوتا ہے تو اس کا علمی اور روحانی جواب دیں۔ جماعت

احمدیہ میں ذیلی تنظیمیں اور دیگر تمام ذیلی نظام اس لئے قائم کئے گئے ہیں تاکہ وہ خلیفۂ وقت کی بے مثال اطاعت کرنے والے مخلص و وفادار خدام اور نظام خلافت کے استحکام، اس کی مضبوطی اور اس کی حفاظت کے لئے ہمہ وقت تیار رہنے والے سلطان نصیر پیدا کرتے چلے جائیں۔

اپنے پیارے امام کے لیے دعائیں کریں یہ بھی خلافت کی حفاظت کا ایک ذریعہ ہے۔۔خدا تعالیٰ کے حضور رو رو کر یہ دعائیں مانگیں کہ اے اللہ تو ہمارے خلیفہ کو اپنی حفظ و امان میں رکھ۔ جیسے وہ ہمارے درد میں تڑپتا ہے اور ہمارے لیے دعائیں کرتا ہے ہمیں بھی دعاؤں کے ذریعے اُس کا مددگار بنا۔ ہمیں خلافت کے سلطانِ نصیر بنا اور خلافت کے ساتھ ہمیشہ جوڑے رکھ آمین۔ جیسا کہ ہمارا ایمان ہے کہ خلافت ہی وہ حبل اللہ ہے جس کو مضبوطی سے پکڑنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ پس خلافت کی اطاعت اور اس نظام کی حفاظت کے لئے جدوجہد کرنا ہر احمدی کی بنیادی اور اوّلین ذمہ داری ہے۔

حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانیؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ نے آنے والی نسل کو اس خدائی امانت کی حفاظت کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا: جب تک یہ الٰہی امانت ہمارے پاس رہی اور جہاں تک ہم سے ہو سکا ہم نے خدمت کی۔ اب حکمت الٰہیہ کے ماتحت یہ امانت آپ کے سپرد ہے۔ اس کا حق ادا کرنا آپ لوگوں کے ذمہ ہے۔ پس دیکھنا اسے اپنے سے عزیز رکھنا اور کسی قربانی سے دریغ نہ کرنا۔

(اصحاب احمد جلد نمبر 9 صفحہ 279)

حضرت شیخ محمد اسماعیل سرساوی صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ نے نوجوانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

ہم نے خلافت کی حقیقت کو سمجھا تھا کہ خلافت ہی ایسی ضروری ہے کہ جس کے بغیر اسلام کی حفاظت ہو نہیں سکتی۔ پس ہم نے اپنے وقت میں اپنے خلیفہ کی بھی حفاظت کماحقہ کر کے دکھادی تھی اور حفاظت بھی کماحقہ کر کے اپنے پیارے خدا کی خوشنودی حاصل کر لی تھی۔ اب ہم تو بوڑھے ہو گئے اور ہڈیاں بھی ہماری کھوکھلی ہو گئیں۔ ٹھوکریں ہی کھاتے رہے اور ٹھوکریں کھاتے ہی اس دنیا سے گزر جائیں گے۔ اب تمہارا نوجوانوں کا ہی کام ہے کہ آگے آگے قدم رکھو اور اپنے پیارے خلیفہ کی بھی حفاظت کرو اور خلافت کی بھی حفاظت کرو۔ (رجسٹر روایات صحابہ نمبر 6 صفحہ 78)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطاب بر موقع خلافت صد سالہ جوبلی 27ء مئی 2008ء میں فرمایا:

”ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور استحکام کے لیے آخری دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے۔ اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے۔“

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا۔

”میری تو بہت عرصہ پہلے خدا تعالیٰ نے یہ تسلّی کروائی ہوئی ہے کہ اِس دَور میں وفاداروں کو خدا تعالیٰ خود اپنی جناب سے تیار کرتا رہے گا۔ پس آگے بڑھیں اور اپنے ایمان اور اعمالِ صالحہ کا محاسبہ کرتے ہوئے آپ میں سے ہر ایک اِن بابرکت وجودوں میں شامل ہو جائے جن کو خدا تعالیٰ خلافت کی حفاظت کے لئے خود اپنی جناب سے ننگی تلوار بنا کر کھڑا کرے گا۔“

(خطاب بر موقع خلافت جوبلی بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 3 اگست 2018ء صفحہ 17)

خلافت کا جب تک رہے گا قیام
نہ کمزور ہو گا ہمارا نظام
خلافت کا جس کو نہیں احترام
زمانے میں ہو گا نہ وہ شادکام



﴿36﴾ ﴿مشاہدات۔830﴾

نظامِ خلافت اور زکوٰۃ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِہِمۡ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمۡ وَتُزَکِّیۡہِمۡ بِہَا وَصَلِّ عَلَیۡہِمۡ ؕ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّہُمۡ ؕ وَاللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ

(التوبہ:103)

تُو ان کے مالوں میں سے صدقہ قبول کر لیا کر، اس ذریعہ سے تُو اُنہیں پاک کرے گا نیز اُن کا تزکیہ کرے گا۔ اور اُن کے لئے دعا کیا کر یقیناً تیری دعا اُن کے لئے سکینت کا موجب ہو گی اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

معزز سامعین! میری تقریر کا عنوان ہے۔ "**نظامِ خلافت اور زکوٰۃ**"

اسلام میں بعض امور ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہوتے ہیں جیسے جہاد، امامِ وقت اور خلیفہ وقت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ بیت المال کا قیام بھی دربارِ خلافت ہی کے کاموں میں سے ایک کام ہے۔ اِسی طرح زکوٰۃ کا تعلق بھی نظامِ خلافت سے ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی ذاتی طور پر اپنی مرضی سے اپنے کسی عزیز، دوست اور واقف کار کو نہیں کی جاسکتی۔ اِس کی ادائیگی کسی حکومت کو بھی نہیں ہو سکتی جیسے کہ بعض اسلامی ممالک نے عوام سے اِس کی وصولی قانون کا حصہ بنا دیا ہے۔ اگر کوئی اپنے کسی مستحق عزیز کو اپنی زکوٰۃ دینا چاہتا ہے تو وہ نظامِ جماعت کے حوالے اپنی زکوٰۃ کر کے نظام کے ذریعہ مستحق عزیز کو اس کی ادائیگی کروائی جا سکتی ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کا طریق جیسا کہ مَیں اوپر بیان کر آیا ہوں یہ ہے کہ صاحبِ نصاب اپنا واجب الادا حصہ امامِ وقت کے پاس پیش کرے۔ امامِ وقت کے پاس دنیا بھر سے مستحقین کی فہرستیں موجود ہوتی ہیں اور نظام بھی پوری دنیا میں مستحکم بنیادوں پر قائم ہے۔ جس کے تحت حاصل شدہ زکوٰۃ کو مناسب جگہ پر خرچ کیا جاتا ہے۔

زکوٰۃ کی اہمیت اِس سے بھی عیاں ہے کہ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک رکن زکوٰۃ ہے۔ پہلے رکن کا تعلق تو قول یعنی زبان کے اقرار سے ہے جبکہ باقی چار ارکان عمل سے تعلق رکھتے ہیں اور چاروں ارکان کی ادائیگی کی اپنی اپنی شرائط ہیں۔ اِن چاروں ارکان کی ترتیب یہ ہے۔ نماز، زکوۃ، حج اور رمضان کے روزے۔ گویا عملی عبادات میں سے زکوٰۃ کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے نمبر پر رکھا۔ جس کی ادائیگی ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر فرض ہے۔ یاد رہے زکوۃ کی ادائیگی، لازمی چندہ جات کے سوا ہے۔ خلافت کے بغیر زکوٰۃ کی ادائیگی کے متعلق علمائے اُمّت نے بھی اسی اصول کو تسلیم کیا ہے کہ زکوٰۃ کی تقسیم امامِ وقت کا حق ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے نہایت عمیقانہ رنگ میں کلمہ طیبہ میں خلافت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

"مَیں سمجھتا ہوں اگر کلمہ شریعہ کی تفسیر کی جائے تو اس تفسیر میں اس مسئلہ کا مقام سب سے بلند درجہ پر ہو گا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کلمہ طیبہ اسلام کی اساس ہے مگر یہ کلمہ اپنے اندر جو تفصیلات رکھتا ہے اور جن امور کی طرف یہ اشارہ کرتا ہے اُن میں سے سب سے بڑا امر مسئلہ خلافت ہی ہے"

(خلافت راشدہ صفحہ 3)

زکوٰۃ کے حوالے سے فرمایا کہ

"زکوٰۃ کی ضرورت اور اہمیت اور غربت ایک ایسی چیز ہے جو کبھی بھی بنی نوع انسان سے جدا نہیں ہوئی"

(تفسیر کبیر صفحہ 20 سورۃ النمل)

گویا کہ خلافت اسلام کی بنیادی اساس ہے اور زکوٰۃ بنیادی ارکان میں سے ایک ہے۔ جن ہر دو کا ذکر بنیادی ارکان موجود ہے۔

حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"دیکھ لو! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زکوۃ کی وصولی کا باقاعدہ انتظام تھا۔ پھر جب آپؐ کی وفات ہو گئی اور حضرت ابو بکرؓ خلیفہ ہو گئے تو اہلِ عرب کے کثیر حصہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ حکم صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھا بعد کے خلفاء کے لئے نہیں مگر

حضرت ابو بکرؓ نے ان کے اس مطالبہ کو تسلیم نہ کیا بلکہ فرمایا کہ اگر یہ لوگ اونٹ کے گھٹنے کو باندھنے والی رسی بھی زکوٰۃ میں دینے سے انکار کریں گے تو مَیں ان سے جنگ جاری رکھوں گا اور اُس وقت تک بس نہیں کروں گا جب تک اُن سے اُسی رنگ میں زکوٰۃ وصول نہ کرلوں جس رنگ میں وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ادا کیا کرتے تھے چنانچہ آپ اس مہم میں کامیاب ہوئے اور زکوٰۃ کا نظام پھر جاری ہو گیا۔ جو بعد کے خلفاء کے زمانوں میں بھی جاری رہا۔ مگر جب سے خلافت جاتی رہی مسلمانوں میں زکوٰۃ کی وصولی کا بھی کوئی انتظام نہ رہا اور یہی اللہ تعالیٰ اِس آیت (استخلاف) میں فرمایا تھا کہ اگر خلافت کا نظام نہ ہو تو مسلمان زکوٰۃ کے حکم پر عمل نہیں کرسکتے۔"

(تفسیر کبیر سورۃ نور آیت 347-348)

سامعین! سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جو زیور استعمال میں آتا ہے اس کی زکوٰۃ نہیں ہے اور جو رکھا رہتا ہے اور کبھی کبھی پہنا جاوے اس کی زکوٰۃ دینی چاہئے جو زیور پہنا جاوے اور کبھی کبھی غریب عورتوں کو استعمال کے لئے دیا جائے۔ بعض کا اس کی نسبت یہ فتویٰ ہے کہ اس کی زکوٰۃ نہیں اور جو زیور پہنا جائے اور دوسروں کو استعمال کے لئے نہ دیا جائے اس پر زکوٰۃ دینا بہتر ہے کہ وہ اپنے نفس کے لئے مُستَعمَل ہوتا ہے۔ اِس پر ہمارے گھر میں عمل کرتے ہیں اور ہر سال کے بعد اپنے موجودہ زیور کی زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو زیور روپیہ کی طرح رکھا جائے اس کی زکوٰۃ میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔"

(مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد اوّل صفحہ 168۔ الحکم 17ء نومبر 1908ء)

حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

"ایک اہم چندہ جس کی طرف میں توجہ دلانی چاہتا ہوں وہ زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ کا بھی ایک نصاب ہے اور معین شرح ہے عموماً اس طرف توجہ کم ہوتی ہے.... پھر عورتوں کے زیوروں پر زکوٰۃ ہے۔ اب ہر عورت کے پاس کچھ نہ کچھ زیور ضرور ہوتا ہے اور بعض عورتیں بلکہ اکثر عورتیں جو خانہ دار خاتون ہیں، جن کی کوئی کمائی نہیں ہوتی وہ لازمی چندہ جات تو نہیں دیتیں، دوسری تحریکات میں حصہ لے لیتی ہیں۔ لیکن اگر ان کے پاس زیور ہے، اس کی بھی شرح کے لحاظ سے مختلف فقہاء نے بحث کی ہوئی ہے۔ باون تولے چاندی تک کا

زیور ہے یا اس کی قیمت کے برابر اگر سونے کا زیور ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے، اور اڑھائی فی صد اس کے حساب سے زکوٰۃ دینی چاہئے اس کی قیمت کے لحاظ سے۔ اس لئے اس طرف بھی عورتوں کو خاص طور پر توجہ دینی چاہئے اور زکوٰۃ ادا کیا کریں۔ بعض جگہ یہ بھی ہے کہ کسی غریب کو پہننے کے لئے زیور دے دیا جائے تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہوتی لیکن آج کل اتنی ہمت کم لوگ کرتے ہیں کسی کو دیں کہ پتہ نہیں اس کا کیا حشر ہو۔ اس لئے چاہئے کہ جو بھی زیور ہے، چاہے خود مستقل پہنتے ہیں یا عارضی طور پر کسی غریب کو پہننے کے لئے دیتے ہیں احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اس پر زکوٰۃ ادا کر دیا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو حضرت اماں جانؓ کے بارے میں فرمایا کہ وہ باوجود اس کے کہ غرباء کو بھی زیور پہننے کے لئے دیتی تھیں لیکن پھر بھی زکوٰۃ ادا کیا کرتی تھیں۔ تو احمدی خواتین کو زکوٰۃ ادا کرنے کی طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہئے اور جب عورتوں کی کوئی آمد نہیں ہوتی اور اکثر عورتوں کی آمد نہیں ہے تو ظاہر ہے پھر اس زکوٰۃ کی ادائیگی میں مردوں کو مدد کرنی ہو گی۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28 مئی 2004ء)

سامعین! زکوٰۃ کے معنی کسی چیز کو پاک کرنے اور کسی امر میں بڑھانے کے ہیں اور خلافت کا دربار بھی ایک مؤمن کو پاک سے پاک تر کرتا رہتا ہے اور تقویٰ، اخلاص اور نیکیوں، بھلائیوں نیز خوبیوں میں نہ صرف بڑھاتا چلا جاتا ہے بلکہ مؤمنین کی جماعت مزکّی بن کر آگے اپنے عزیز و اقارب، رشتہ داروں اور دوست احباب کو پاک کرنے کے سامان مہیا کرتی جاتی ہے۔ گویا یہ ”جاگ“ (curd) ہے جو ایک دوسرے سے آگے لگتی چلی جاتی ہے۔ جس طرح ”جاگ“ ختم نہیں ہوتی اسی طرح دربار خلافت سے اخلاص، پرہیز گاری، نیکیاں، خوبیاں اور بھلائیاں ختم ہونے کی بجائے بڑھتی اور بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ زکوٰۃ کی غرض بیان کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”زکوۃ کی بڑی غرض یہ ہے کہ ایک طرف امیروں کے مال میں سے غریبوں کا حق نکال کے اُسے پاک کیا جائے اور دوسری طرف غریبوں اور بے سہارا لوگوں کی امداد کا سامان مہیا کر کے قوم کے مقام کو بلند کیا جائے اور اُس کے افراد کو اوپر اٹھایا جائے۔“

(چالیس جواہر پارے صفحہ 18)

سامعین! زکوٰۃ کی اِس غرض کو خلافت کے مبارک روحانی نظام پر لاگو کریں تو دونوں کے مقاصد ایک ہی ہیں۔ خلافت کے نظام میں جو علم سے غنی ہوتے ہیں، نیکیوں اور اخلاص میں اعلیٰ مقام پر ہوتے ہیں وہ اپنا علم، تربیتی ماحول اور نیکیوں کو اُن لوگوں میں بانٹتے چلے جاتے ہیں جو اِن سے محروم ہوتے ہیں یا نیکیوں اور اخلاص میں کم ہوتے ہیں یوں قرآنی حکم وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى (البقرہ:198) یعنی زادِ سفر جمع کرتے رہو۔ پس یقیناً سب سے اچھا زادِ سفر تقویٰ ہی ہے، پر عمل بھی ہوتا چلا جاتا ہے اور یوں قوم یعنی جماعت روحانی اخلاقی، تعلیمی اور تربیتی میدان میں بلند مقام پر پہنچتی چلی جاتی ہے۔

سامعین! حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی معرکہ آراء تصنیف چالیس جواہر پارے میں جو قیمتی اور نادر چیزوں اور ٹکڑوں کا سَتْ (نچوڑ) پیش کیا ہے۔ اُن میں سے ایک زکوٰۃ کے حوالے سے صفحہ 19 میں یوں درج ہے۔

"پھر زکوٰۃ کی آمدن (اوپر زکوٰۃ کے ذرائع آمدن بیان فرما رہے تھے) فقراء اور مساکین کے علاوہ مقروضوں، مسافروں اور غلاموں اور مؤلفۃ القلوب لوگوں اور دینی مہموں میں حصہ لینے والوں اور زکوٰۃ کا انتظام کرنے والے عملہ میں خرچ کی جاتی ہے۔ اس طرح زکوٰۃ قومی دولت کو سمونے کا بھی ایک بڑا ذریعہ ہے۔"

آئیں! دیکھتے ہیں۔ زکوٰۃ کے حوالہ سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے بیان کردہ اِس لُبِّ لباب اور خلاصہ کو خلافت کے متبرّک نظام پر لاگو کریں تو ہم تمام خدا تعالیٰ کے احسانات کے مقروض ہیں، زندگی کے مسافر ہیں، خلیفۃُ المسیح کے غلام ہیں اور جماعت کے اندر اور باہر تالیفِ قلوب کے لئے کام آنے والے خدائی بندے ہیں۔ ہم نے نیکیوں کے فقیر اور مسکین بن کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر بھی ہوتے رہتے ہیں۔ ان تمام امور میں زکوٰۃ کے پاک کرنے کے معنی کو اپنے اوپر لاگو کریں تو ہم سب خلافت کے دربار سے فیض پانے کے محتاج ہیں، فقیر ہیں۔ لہٰذا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور مرحوم خلفاء کے فیوض و برکات اور ارشادات سے فائدہ اٹھانے اور اپنے آپ کو پاک صاف کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔

سامعین! آئیں! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زکوٰۃ کے حوالے سے مزید ارشادات کا جائزہ لے کر خلافت کے مبارک نظام پر لاگو کر کے دیکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حَصِّنُوْا اَمْوَالَكُمْ بِالزَّكٰوةِ

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 293) کہ اپنے اموال کو زکوۃ ادا کر کے محفوظ کر لو۔ اگر اموال کو روحانی و دینی معنوں میں لیں یعنی اعمالِ انسانیہ۔ تو انہیں خلافت کے ساتھ وابستگی اور مضبوط تعلق سے نہ صرف محفوظ کیا جاسکتا ہے بلکہ بڑھایا بھی جاسکتا ہے۔

خاکسار نے تقریر کے آغاز میں سورۃ التوبہ کی جس آیت کی تلاوت کی ہے۔ اُس میں بھی یہی مضمون بیان ہوا ہے کہ اے رسول! اِن مؤمنوں کے مالوں میں سے صدقہ لے تاکہ تو انہیں پاک کرے اور اُن کی ترقی کے سامان مہیا کرے۔ اِن کے لئے دعائیں بھی کرتا رہ کیونکہ تیری دعا اِن کے لیے تسکین کا موجب ہوگی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اِس آیت کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

”ترقی کے سامان مہیا کرے۔ تُزَکِّیۡہِمۡ کا ترجمہ ہے جو زکوٰۃ سے نکلا ہے اور اس کے معنی بڑھانے اور ترقی دینے کے بھی ہوتے ہیں اور یہی معنی اس جگہ کے مناسب حال ہیں۔“

(تفسیر صغیر صفحہ 322)

تاجر پیشہ حضرات کی طرف سے زکوٰۃ کی ادائیگی کے تعلق میں حکم و عَدل حضرت امام مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”جو مال معلق ہے اس پر زکوٰۃ نہیں جب تک کہ اپنے قبضہ میں نہ آجائے۔ لیکن تاجر کو چاہئے کہ حیلہ بہانہ سے زکوٰۃ کو نہ ٹال دے۔ آخر اپنی حیثیت کے مطابق اپنے اخراجات بھی تو اسی مال میں سے برداشت کرتا ہے۔ تقویٰ کے ساتھ اپنے مال موجودہ اور معلق پر نگاہ ڈالے اور مناسب دے کر خدا تعالیٰ کو خوش کرتا رہے۔ بعض لوگ خدا کے ساتھ بھی حیلے بہانے کرتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔“

(مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد اوّل صفحہ 168)

الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے پھر سے خلافت علی منہاج نبوت کے ذریعہ ہمیں نظامِ خلافت اور نظامِ زکوٰۃ کو جوڑ کر ارکانِ اسلام کے حقیقی معنوں کو سمجھنے اور اِن پر عمل پیراء ہونے کی توفیق مل رہی ہے۔ ہمارے پیارے امام جماعت احمدیہ، احبابِ جماعت سے نیک اور صالح اعمال کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں جو ہمارے لیے پاکی اور تطہیر کا موجب ہوتے ہیں اور حضور ہمارے لیے دعائیں کرتے رہتے ہیں جو ہمارے لیے تسکین کا موجب ہوتی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”زکوٰۃ کی ادائیگی کے بارہ میں سوال ہوتے ہیں۔ یہ بنیادی حکم ہے۔ جن پر زکوٰۃ واجب ہے اُن کو ضرور ادا کرنی چاہئے اور اس میں بھی کافی گنجائش ہے۔ بعض لوگوں کی رقمیں کئی کئی سال بینکوں میں پڑی رہتی ہیں اور ایک سال کے بعد بھی اگر رقم جمع ہے تو اُس پر بھی زکوٰۃ دینی چاہئے۔ پھر عورتوں کے زیورات ہیں ان پر زکوٰۃ دینی چاہئے۔ جو کم از کم شرح ہے اس کے مطابق ان زیورات پر زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ پھر بعض زمینداروں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے ان کو زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ تو یہ ایک بنیادی حکم ہے اس پر بہر حال توجہ دینے کی ضرورت ہے۔“

(خطبہ جمعہ 31؍مارچ 2006ء، خطبات مسرور جلد چہارم صفحہ 175)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اسلام کے ابتدائی زمانے میں جب بھی دینی ضروریات کے لئے رقم کی ضرورت ہوتی تھی۔ اس زمانے میں بھی عارضی طور پر تحریک ہوتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور پھر خلفاء کے زمانے میں بھی تو باوجود اس کے کہ زکوٰۃ لی جاتی تھی، ان تحریکات میں صحابہ بھی حصہ لیتے تھے۔ اس لئے باوجود اس کے کہ جماعت میں چندوں کا ایک نظام جاری ہے اور جو چندے ادا کرتے ہیں وہ اس سے بہت زیادہ ہیں جو زکوٰۃ کی شرح ہے۔ بہر حال یہ بھی ایک فرض ہے اس کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ اور نصاب اور شرح کے مطابق زکوٰۃ کو ادا کرنا چاہئے۔ اور خاص طور پر جس طرح میں نے کہا عورتیں اس طرف توجہ کریں تو ان شاء اللہ تعالیٰ زکوٰۃ کی رقم میں بھی کافی اضافہ ہو سکتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت عمروؓ بن شعیب اپنے دادا کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی، اس کی بیٹی نے سونے کے بھاری کنگن پہنے ہوئے تھے۔ حضورؐ نے اس عورت سے پوچھا کہ کیا ان کی زکوٰۃ بھی دیتی ہو؟ اس نے جواب دیا نہیں یارسول اللہ! تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تو پسند کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے آگ کے کنگن پہنائے؟ یہ سن کر اس عورت نے اپنی بیٹی کے ہاتھ سے کنگن اتار لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے لئے ہیں، جہاں چاہیں آپ

خرچ فرمائیں۔(سنن ابوداؤد۔کتاب الزکوٰۃ۔باب الکنز ما ھو وزکوٰۃ الحلی) اور دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم یہ نہ دیتیں تو آگ کے کنگن پہنائے جاتے۔ اس روایت کے بعد خاص طور پر جن پر زکوٰۃ واجب ہے ان کو توجہ دینی چاہئے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا عورتوں پر زیادہ واجب ہوتی ہے ان کے خاوندوں کو ان کی مدد کرنی چاہئے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28 مئی 2004ء)

خلافت دھوپ میں سایہ، خلافت غم میں غمخواری
یہ چشمہ ہے محبت کا جو سب دنیا میں ہے جاری
خلافت درد کا چارہ، خلافت ہی سہارا ہے
جو رہبر ہو اندھیرے میں، خلافت وہ ستارہ ہے

(کمپوزڈ: عطیۃُ العلیم۔ ہالینڈ)



﴾37﴿ ﴾مشاہدات۔819﴿

خلافت، روحانی ترقیات وفیضان کا ذریعہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۳ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۗ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۴ (الجمعہ:3-4)

وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ "**خلافت روحانی ترقیات کا ایک عظیم الشان ذریعہ ہے**"۔

خلافت نبوت کا تتمہ ہوتی ہے اور وہی کام کرتی ہیں جو نبی اپنے زمانے میں کرتا رہا ہے اور نبی کے کاموں میں نمایاں کام اُمّت کی تعلیم و تربیت اور ان کو روحانی ترقیات دلانا ہوتا ہے جیسا کہ سورۃ جمعہ کی آیات 3-4 میں بیان ہوا ہے جن کی تلاوت مَیں اوپر کر آیا ہوں۔ اِن آیات کریمہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاموں میں اپنی امت کے لوگوں کو پاک کرنا بھی ہے جو کہ روحانی ترقیات کے لئے نہایت ہی ضروری ہے۔ انسان جب پاک ہو جائے تب ہی وہ روحانی ترقیات کے حصول کا مستوجب ہو سکتا ہے۔ دنیائے روحانیت کا یہ مسلّمہ قانون واصول ہے کہ جس قدر عظیم نعمت کسی قوم کو عطا ہوتی ہے اُسی قدر اس کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ خلافت ایک عظیم ترین نعمت ہے جو اِس زمانہ میں جماعتِ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کے پاک وعدوں کے عین مطابق دی گئی ہے جس پر ہم جتنے سجداتِ شکر بجالائیں، کم ہیں۔ ہماری

زبانیں اس احسانِ عظیم پر اپنے مولا کی حمد سے لبریز اور ہماری روحیں اس کے آستانہ پر سجدہ ریز ہیں اور آئندہ بھی رہیں گی۔ اِن شاء اللہ

سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے انعامِ خلافت کے سلسلہ میں پانچ ایسے بنیادی ذرائع کی طرف توجہ دلائی ہے جن کی تکمیل خلافت سے فیوض و انوار اور فیضان و عرفان اور روحانی ترقیات کے حاصل کرنے کے لئے ازبس ضروری ہے۔ چنانچہ حضورؓ نے پہلے تقاضا کی نشان دہی ان الفاظ میں فرمائی:

"محض کسی ذات سے تعلق رکھنے والے عموماً ٹھوکر کھایا کرتے ہیں۔ میرے خیال میں تو انبیاء کی صفات بھی ان کے درجہ اور عہدہ کے لحاظ سے ہی ہوتی ہیں نہ کہ ان کی ذات کے لحاظ سے۔ پس تمہیں درجہ (خلافت) کی قدر کرنی چاہیے، کسی کی ذات کو نہ دیکھنا چاہیے"

(درس القرآن صفحہ 73)

دوسرا ذریعہ۔ انعام نبوت کے قیام و استحکام اور روحانی ترقیات کے لئے دوسرا اہم ذریعہ حضرت مصلح موعودؓ نے یہ بتایا ہے کہ "ہم خلیفہ وقت کو ہمیشہ قبولیت دعا کا مجسم نشان یقین کریں"۔ چنانچہ حضورؓ نے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے معاً بعد قادیان میں 12/اپریل 1914ء کو احمدی نمائندگان جماعت کی جو پہلی کانفرنس بلوائی اُس سے خطاب کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے"

(منصب خلافت صفحہ 32)

تیسرا ذریعہ

سامعین! ایک ذریعہ حضرت مصلح موعودؓ نے خلافت احمدیہ سے فیض و برکت اور روحانی ترقیات حاصل کرنے کے سلسلہ میں یہ بیان فرمایا کہ:

"جس کو خدا اپنی مرضی بتاتا ہے، جس پر خدا اپنے الہام نازل فرماتا ہے، جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنا دیا ہے اس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کر کے تم کام کر سکتے ہو۔ اس سے جتنا زیادہ تعلق رکھو گے اُسی قدر تمہارے کاموں میں برکت ہو گی اور اُس سے جس قدر دور رہو گے اُسی قدر تمہارے کاموں میں بے برکتی پیدا ہو گی۔ جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو، کٹی ہوئی شاخ پھل

پیدا نہیں کر سکتی جو درخت سے جدا ہو، اسی طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کر سکتا ہے“

(الفضل 20/نومبر 1946 صفحہ 7)

چوتھا ذریعہ

حضرت مصلح موعودؓ نے نظام خلافت سے فیض حاصل کرنے کے چوتھے ذریعہ پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

”مَیں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ جو محبت جماعت احمدیہ کو اپنے امام سے اس وقت ہے اس کی مثال کسی اور جگہ ملنا ممکن نہیں، مگر باوجود اس کے مَیں یہ کہنے سے نہیں رک سکتا کہ وہ جذباتی ہے عملی نہیں۔ ایسے کم لوگ ہیں جو اس محبت کو اس طرح محسوس کریں کہ جو لفظ بھی خلیفہ کے منہ سے نکلے وہ عمل کئے بغیر نہیں چھوڑنا“

(رپورٹ مجلس مشاورت 1936 صفحہ 16)

اسی طرح فرمایا:

”خلیفہ استاد ہے اور جماعت کا ہر فرد شاگرد، جو لفظ بھی خلیفہ کے منہ سے نکلے وہ عمل کئے بغیر نہیں چھوڑنا“

(الفضل، 2/مارچ 1946، صفحہ 3)

اطاعتِ خلافت کا معیار کیا ہونا چاہیے؟ اس کی وضاحت حضورؓ نے یہ فرمائی:

”ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے... ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ مَیں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں، خدا کے حضور اس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہو گی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے جب تک جماعت کا ہر شخص اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا اس وقت تک وہ کسی کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا“

(الفضل 15/نومبر 1946 صفحہ 6)

پانچواں ذریعہ

حضرت مصلح موعودؓ نے نظامِ خلافت کے ذریعہ روحانی ترقیات حاصل کرنے کے متعلق ایک اہم اور بنیادی ذریعہ یہ بیان فرمایا کہ جماعت کو انعامِ خلافت کی شکر گزاری میں ہر قسم کی قربانیوں کے لئے ہمیشہ تیار رہنا چاہیے۔ چنانچہ فرمایا:

”مَیں ایک انسان ہوں اور آخر ایک دن ایسا آئے گا جب مَیں مر جاؤں گا اور پھر اور لوگ اس جماعت کے خلفاء ہوں گے۔ مَیں نہیں جانتا اس وقت کیا حالات ہوں گے، اس لیے ابھی سے تم کو نصیحت کرتا ہوں تا کہ کوئی خلیفہ ایسا آیا جس نے سمجھ لیا کہ جماعت کو زمینوں سے اس قدر آمد ہو رہی ہے۔ صنعت وحرفت سے اس قدر آمد ہو رہی ہے تو پھر اب جماعت سے کسی اور قربانی کی کیا ضرورت ہے۔ اِس قدر روپیہ آنے کے بعد ضروری ہے کہ جماعت کی مالی قربانیوں میں کمی کر دی جائے تو تم یہ سمجھ لو وہ خلیفہ، خلیفہ نہیں ہو گا بلکہ اس کے یہ معنی ہوں گے کہ خلافت ختم ہو گئی اور کوئی اسلام کا دشمن پیدا ہو گیا... پس چاہیے کہ اگر ایک ارب پاؤنڈ خزانہ میں آجائے تب بھی خلیفہ وقت کا فرض ہو گا کہ ایک غریب کی جیب سے، جس میں ایک پیسہ ہے، دین کے لیے پیسہ نکال لے اور ایک امیر کی جیب میں سے، جس میں دس ہزار روپیہ موجود ہے، دین کے لیے دس ہزار نکال لے کیونکہ اس کے بغیر دل صاف نہیں ہو سکتے اور بغیر دل صاف ہونے کے جماعت نہیں بنتی اور بغیر جماعت کے بننے کے خدا تعالیٰ کی رحمت اور برکت نازل نہیں ہو سکتی... پس تمہارے اندر زندگی پیدا کرنے کے لیے، تمہارے اندر روحانیت پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ تم سے قربانیوں کا مطالبہ کیا جائے اور ہمیشہ اور ہر آن کیا جائے۔ اگر قربانیوں کا مطالبہ ترک کر دیا جائے تو یہ تم پر ظلم ہو گا۔ یہ تقویٰ اور ایمان پر ظلم ہو گا“

(الفضل 7/ اپریل 1944ء صفحہ 7)

سامعین! خلافت کے ذریعہ روحانی ترقیات اور فیضان کے ثمرات اُمّت کے افراد کو اپنی اپنی بساط کے مطابق ملتے ہیں۔ اِس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام جماعت میں نفسِ پاک رکھنے والوں کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

”چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا، ان

سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔ “

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307)

خلفائے احمدیت نے اپنے پاک نمونے اور انفاخ قدسیہ سے احباب جماعت میں جو نفسِ پاک پیدا کئے۔ اُن کی عملی زندگیوں میں چند نمونے بطور مثال پیش کئے جاتے ہیں۔ ”ایک دفعہ ایک نوجوان نے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یورپ میں فجر کی نماز اپنے وقت پر ادا کرنا بہت مشکل ہے۔ حضرت چوہدری صاحب نے فرمایا: اگرچہ مجھے اپنی مثال پیش کرتے ہوئے سخت حجاب ہوتا ہے لیکن آپ کی تربیت کے لئے بتاتا ہوں کہ خدا کے فضل سے نصف صدی کا عرصہ یورپ میں گزارنے کے باوجود فجر تو فجر مَیں نے کبھی نماز تہجد بھی قضا نہیں کی۔ یہی حال باقی پانچ نمازوں کا ہے۔

(الفضل 20 / مارچ 2002ء)

ایک دفعہ حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے کس عمر میں نماز باجماعت پڑھنا شروع کی تو فرمایا:

”نماز کے بارہ میں تو مجھے یاد نہیں البتہ تہجد کی نماز مَیں نے 15 سال کی عمر سے پڑھنا شروع کر دی تھی۔“

(سووینئر مجلس خدام الاحمدیہ بیلجیئم 2005ء صفحہ 46)

سیرالیون کے ایک احمدی الحاج پا سعیدو بنگورا (Alhaj Pa Saidu Bangura) نماز باجماعت کے علاوہ تہجد گزاری میں بھی ایک نمونہ تھے۔ باوجود گھر دور ہونے کے صبح کی نماز سے پہلے مسجد سب سے پہلے پہنچ کر نماز کے لیے ایسی بلند اور سریلی اذان بلند کرتے کہ سارا علاقہ گونج اٹھتا۔ اسی وجہ سے ان کا نام بلالِ احمدیت مشہور ہو گیا تھا۔

(روح پرور یادیں صفحہ 515)

سامعین! سویڈن (Sweden) کے ایک نو احمدی محمود ایرکسن کو جب ضروری فوجی تعلیم کے لیے فوج میں داخل ہونا پڑا تو انہوں نے براہِ راست بادشاہ سے نماز کو صحیح اوقات پر ادا کرنے کی رخصت کی درخواست کی جسے منظور کر لیا گیا۔ یہ سویڈن کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ تھا۔

(تاریخ احمدیت جلد 18 صفحہ 485)

مکرم غلام احمد چشتی معلم وقف جدید، وقف سے پہلے فوج میں تھے۔ دوسری جنگ عظیم میں شرکت کی۔ جنگ کے اختتام پر آپ کو فارغ کر دیا گیا اور ان کے افسر نے لکھا کہ اس نوجوان کے دماغ میں کوئی عارضہ ہے جس کی وجہ سے یہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر عبادت کرتا ہے اور روتا ہے۔

(الفضل ربوہ 30/ستمبر 2000ء صفحہ 7)

انگلستان میں ایک پُرانے احمدی بلال نٹل صاحب جب احمدی ہوئے تو انہوں نے اپنے لیے "بلال" نام کا انتخاب کیا اور پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہی کے تتبّع میں انہوں نے نماز کی خاطر اذان دینے میں ایک خاص نام پیدا کیا۔ انہیں سچ مچ نماز کیلئے بلانے کا از حد شوق تھا۔

(الفضل 28/جون 2003ء)

یورپ کے خوش نصیب واقفین زندگی میں ایک بشیر احمد آرچرڈ مربی گلاسگو (Glasgow) تھے۔ آپ 1944ء میں احمدیت میں داخل ہوئے اور قادیان میں کچھ عرصہ دینی تعلیم حاصل کر کے زندگی وقف کر کے خادم دین کے زمرہ میں داخل ہو گئے۔ آرچرڈ صاحب کی زندگی میں ایک ایسا ہمہ گیر انقلاب آیا کہ ان کی کایا پلٹ گئی۔ عبادت الٰہی اور دعاؤں میں شغف، امام وقت کی دل و جان سے اطاعت اور مالی قربانی بشاشت سے کرنے میں بہتوں سے آگے نکل گئے۔

(الفضل 10/جنوری 1978ء)

وہ لکھتے ہیں:

"حلقہ بگوش احمدیت ہونے کے بعد قادیان کے تاریخی دورہ کا سب سے پہلا ثمرہ ترک شراب نوشی تھا۔ ساتھ ہی جوًا اور سگریٹ نوشی سے بھی توبہ کر لی۔ مَیں گھوڑوں، کتوں اور تاش وغیرہ پر جوئے کی بڑی بڑی شرطیں لگایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ تاش کی بازی پر اپنی پورے مہینہ کی تنخواہ ہار گیا۔ احمدیت میں داخل ہونے

کے بعد اس لعنت سے چھٹکارا حاصل ہوا۔ احمدیت سے پہلے مَیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتا تھا۔ اب میں 1|3 حصہ کا موصی ہوں اور باقی چندے بھی ادا کرتا ہوں۔ احمدیت نے مجھے نماز اور دعا کا پابند بنادیاہے۔“

ناروے کے ایک احمدی دوست نور احمد بولستاد (Noor Ahmad Bolstod) ہیں۔ انہوں نے قریباً 16 سال کی عمر میں احمدیت قبول کی، جس کے بعد ان کی زندگی میں ایک عظیم تغیّر رونما ہوا۔ پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی کے علاوہ انہوں نے اپنے آپ کو آنزیری (Honorary) مبلغ بھی بنالیا اور ناروے میں دعوت الیٰ اللہ کی مہم کا آغاز کیا۔ آپ اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:

”ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے مَیں تمام دینی احکام پر عمل کرنیکی کوشش کرتاہوں۔“

لندن کے طاہر ایشون پٹیل بھی ہندوؤں سے احمدیت میں آئے تھے۔ احمدی ہوتے ہی انہوں نے شراب پینی چھوڑ دی۔ سگریٹ نوشی ترک کر دی اور باقاعدگی کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کر دی۔

(الفضل یکم اپریل 1989ء)

سامعین! تزکیہ نفس اور تطہیر قلوب ایسے عناصر ہیں جو انسان کو جہد مسلسل کے بعد عطاہوتے ہیں۔ خلفائے احمدیت نے ہمیشہ اپنے خطبات، خطابات اور تقاریر کے ذریعہ سے ایسے راستوں کی طرف رہنمائی فرمائی جن کی منزل تزکیہ نفس اور تطہیر قلب کی صورت میں ملتی ہے۔ خلافت کا یہ ایک عظیم الشان فیضان ہے جس نے لوگوں کی حالت یکسر بدل دی جس کے بعض نمونے پیش ہیں:

”سیرالیون کے علی روجرز (Rogers) نے احمدیت قبول کی تو اس وقت وہ جوان تھے اور ان کی بارہ بیویاں تھیں۔ جماعت کے مربی مولانا نذیر احمد صاحب علی نے انہیں فرمایا کہ اب آپ احمدی ہو چکے ہیں اس لیے قرآنی تعلیم کے مطابق چار بیویاں رکھ سکتے ہیں اور باقی کو طلاق اور نان نفقہ دے کر رخصت کر دیں۔ انہوں نے نہ صرف اس ہدایت پر فوراً عمل کیا بلکہ مربی سلسلہ کے کہنے پر ادھیڑ عمر چار بیویاں اپنے پاس رکھیں اور نوجوان بیویوں کو رخصت کر دیا۔“

(الفضل 28؍جون 2003ء)

سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”یورپ کے بعض احمدی دکانداروں کے متعلق مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان کے ہوٹل کے کاروبار ہیں اور وہاں شراب بھی بکتی ہے۔ چنانچہ جب مَیں نے ان کا سختی سے نوٹس لیا کہ آپ کو یہ کاروبار چھوڑنا ہو گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑی بھاری تعداد ایسی تھی جنہوں نے اس کاروبار کو ترک کر دیا۔ بعضوں کو خدا تعالیٰ نے فوراً بہتر کاروبار بھی عطا کیے بعضوں کو ابتلا میں بھی ڈالا۔ وہ لمبے عرصے تک دوسرے کاروبار سے محروم رہے لیکن وہ پختگی کے ساتھ اپنے اس فیصلے پر قائم رہے۔“

(الفضل 17/ جنوری 1989ء)

مکرم رانا فیض بخش صاحب نون بیان کرتے ہیں۔

”پہلے اسلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر میرا ایمان رسمی تھا۔ نماز بھی کبھی کبھار پڑھ لیتا تھا۔ اب اسلام سے، قرآن سے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی محبت ہے اگر میری مجلس میں سارا دن ان کا ذکر ہوتا رہے تو فرحت اور خوشی محسوس ہوتی ہے۔ دل اور روح سکون پاتے ہیں۔ ایسی مجلس ڈھونڈنے کے لئے مَیں کوشاں رہتا ہوں۔ سب سے بڑی نعمت یہ ملی ہے کہ خدا جو پوشیدہ تھا، صرف رسمی اور عقلی دلائل سے خدا تعالیٰ کو تسلیم کرتا تھا، اب اس خدا کی باتیں کئی بار سن چکا ہوں۔ اس کی آواز ظاہری کانوں نے سنی ہے۔ دعائیں کثرت سے سنتا اور قبول فرماتا ہے۔ سچے خوابوں، کشف رؤیا، صالحہ اور الہام سے نوازتا رہتا ہے۔“

(عالمگیر برکات مامور زمانہ از عبدالرحمن مبشر حصہ 2 صفحہ 291)

”ایک جرمن احمدی دوست کہتے ہیں کہ اگر ایک ہفتہ ایسا گزر جائے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں میری بدقسمت آنکھیں آنسو نہ بہائیں تو مجھے بڑی تکلیف پہنچتی ہے اور مَیں کہتا ہوں خاک ہے ان آنکھوں پر جو اللہ کی راہ میں نمناک نہیں ہوتیں اور پھر میرا دل اس غم سے ایسا بھر جاتا ہے کہ عشق خدا اُبل اُبل کر میری آنکھوں سے برسنے لگتا ہے۔“

(الفضل 31/ دسمبر 1983ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں 100 سے زائد تربیتی اور روحانی تحریکات جاری فرمائیں۔ نمازوں کا عشق جگایا، تہجد کیلئے بیدار کیا، قرآن کے معارف سنائے۔ الہامات اور غیبی خبروں سے ایمانوں کو جلا بخشی، یہی وجہ تھی کہ جب 1923ء میں آپ رضی اللہ عنہ نے تحریک شدھی کے مقابلہ کیلئے 150 سر فروشوں کی تحریک کی تو 1500 خدام نے لبیک کہا جن میں ڈاکٹرز، پروفیسرز، وکیل، صحافی اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے معززین سر فہرست تھے جو اپنے تمام اخراجات خود برداشت کرتے، کھانے خود پکاتے، میلوں پیدل چلتے، کئی کئی وقت فاقے کرتے۔ چلچلاتی دھوپ میں سر پر سامان اٹھا کر سفر کرتے اور دین کی خدمت کیلئے کسی قربانی سے دریغ نہ کرتے۔ اسی شدھی کی تحریک کے زمانہ کی بات ہے کہ ہندوؤں نے ایمان پر ڈٹی رہنے والی مائی جمیا کی فصل کاٹنے سے انکار کر دیا تو یہی بی اے اور ایم اے وکیل اور ڈاکٹر جنہوں نے کبھی زرعی آلات کو ہاتھ بھی نہ لگایا تھا، درانتیاں لے کر اس کی فصل کاٹنے لگے۔ ہاتھ زخمی کر لئے پاؤں چھلنی کر لئے مگر دین کی غیرت کا حق ادا کر دیا۔ تزکیہ نفس اسے ہی تو کہتے ہیں۔

(الفضل 14 ر جون 2006ء)

اسی طرح بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی، صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز بی۔اے، ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم، شیخ یوسف علی صاحب بی۔اے اور دوسرے مجاہدین نے تیز اور چلچلاتی دھوپ میں کئی کئی میل روزانہ پیدل سفر کیا۔ بعض اوقات کھانا تو الگ رہا ان کو پانی بھی نہ مل سکا۔ کھانے کے وقت یا تو اپنا بچا کھچا باسی کھانا کھاتے یا بھونے ہوئے دانے کھا کر پانی پی لیتے اور اگر سامان میسر آسکتا تو آٹے میں نمک ڈال کر اپنے ہاتھوں روٹی پکا کر کھا لیتے۔ رات کو جہاں جگہ ملتی سو جاتے۔ ملکانوں نے ان کی خاطر تواضع دودھ سے کرنا چاہی مگر انہوں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے اسے واپس کر دیا۔ بعض رؤساء نے مبلغین کے بستر اور سامان کے لیے مزدور دینا چاہے لیکن یہ جانباز سپاہی اپنا سامان اٹھائے پیدل سفر کرتے رہے اور ایک گاؤں میں کام ختم ہونے پر اس بات کی پرواہ کئے بغیر کہ کیا وقت ہے یا دوسرا گاؤں کتنے فاصلے پر ہے فوراً آگے روانہ ہو جاتے۔ انہوں نے بعض اوقات اندھیری راتوں میں ایسے تنگ اور پر خطر راستوں سے سفر کیا جہاں جنگلی سؤر اور بھیڑیے بکثرت پائے جاتے تھے۔ یہ مجاہد ملکانوں پر پانی تک کا بوجھ نہ ڈالتے اور یہ کہتے

کہ آپ لوگوں کو دین سکھانے کے لیے ہمارے آدمی آئیں گے جو آپ سے کچھ نہ لیں گے بلکہ اپنا خرچ بھی آپ برداشت کریں گے۔ یہ لوگ چونکہ اپنے مولوی صاحبان کی شکم پروریوں کی وجہ سے بدظن ہو چکے تھے۔ اس لیے ان کے نزدیک یہ بات بڑی حیرت انگیز تھی کہ ایسے خادم دین بھی موجود ہیں جو رضاکارانہ طور پر اسلام کی تبلیغ کا فریضہ ادا کرنے کا بیڑا اُٹھائے ہوئے ہیں۔

حضرت بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ نے نہ صرف تین دن کے اندر اندر ضلع ایٹہ کے اکثر دیہات کا دورہ مکمل کرلیا اور ہر گاؤں سے متعلق ایسے تفصیلی کوائف مہیا کئے گویا مدت سے ان دیہات میں ان کی آمدورفت تھی۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 354۔355)

سامعین! تزکیہ نفس اور تطہیر قلب جیسے عناصر انسانی زندگی پر اس رنگ میں اثر انداز ہوتے ہیں کہ طرزِ معاشرت میں تبدیلی واقع ہوتی ہے چنانچہ ایک غیر احمدی دوست علامہ نیاز فتح پوری صاحب اپنے لوگوں کی زندگیوں کا احمدیوں کی زندگی سے مقابلہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”آپ کی اور احمدی جماعت کی زندگی میں کتنا نمایاں فرق ہے۔ آپ کے ہاں زندگی کا تصوّر ہے منتشر انفرادی تشخص کا اور ان کے یہاں مرکزی ہیئت اجتماعی کا۔ آپ کی اجتماعیت افراد میں بٹ کر هَبَآءً مَّنۡثُوۡرًا ہو چکی ہے اور ان کے یہاں تمام افراد چمٹ کر صرف ایک حَبۡلُ الۡمَتِيۡن سے وابستہ نظر آتے ہیں۔ آپ کا شیرازہ بکھر گیا ہے اور وہ اس بکھرے ہوئے شیرازہ کے اوراق کو اکٹھے کر رہے ہیں۔ ان کی سادہ معاشرت، ان کی سادہ زندگی، ان کا جذبۂ خلوص و صداقت، احساس ایثار قربانی، پاس عہد، پابندئ شریعت اور سب سے زیادہ ان کی عملی استقامت اور شدائد کے مقابلہ میں فلسفیانہ صبر و ضبط۔ یہ ہیں احمدی جماعت کے بنیادی عناصر اور اجزا جن پر ان کے قصر اجتماعیت کی تعمیر ہوئی ہے۔“

(فیضان مہدئ دوراں از مکرم عبد الرحمن مبشر صفحہ 219)

اس ضمن میں حضرت مصلح موعودؓ یہ دلچسپ واقعہ سنایا کرتے تھے کہ

”مَیں ایک دفعہ چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کے ہاں بیٹھا ہوا تھا کہ کسی دوست نے ایک غیر مبائع کے متعلق بتایا کہ وہ کہتے ہیں عقائد تو ہمارے ہی درست ہیں مگر دعائیں میاں صاحب کی زیادہ قبول ہوتی

ہیں۔ گویا جیسے حضرت ابوہریرہؓ نے کہا تھا کہ روٹی معاویہؓ کے ہاں سے اچھی ملتی ہے اور نماز علیؓ کے ہاں اچھی ہوتی ہے، اسی طرح اس نے کہا عقائد تو ہمارے ٹھیک ہیں مگر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں“

(خلافت راشدہ صفحہ 194 از حضرت مصلح موعودؓ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”خلفاء کی طرف سے مختلف وقتوں میں مختلف تحریکات بھی ہوتی رہتی ہیں۔ روحانی ترقی کے لیے بھی جیسا کہ مساجد کو آباد کرنے کے بارہ میں ہے، نمازوں کے قیام کے بارہ میں ہے، اولاد کی تربیت کے بارہ میں ہے، اپنے اندر اخلاقی قدریں بلند کرنے کے بارہ میں ہے، وسعت حوصلہ پیدا کرنے کے بارہ میں، دعوت الی اللہ کے بارہ میں یا متفرق مالی تحریکات ہیں، تو یہی باتیں ہیں جن کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔ دوسرے لفظوں میں اطاعت در معروف کے زُمرے میں یہی باتیں آتی ہیں۔ تو نبی نے یا کسی خلیفہ نے تمہارے سے خلاف احکام الٰہی اور خلافت عقل تو کام نہیں کروانے، یہ تو نہیں کہنا کہ تم آگ میں کود جائو اور سمندر میں چھلانگ لگادو۔ گزشتہ خطبہ میں ایک حدیث میں مَیں نے بیان کیا تھا کہ امیر نے کہا کہ آگ میں کود جائو تو اس کی ایک اور روایت ملی ہے جس میں مزید وضاحت ہوتی ہے: حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عَلْقَمَۃ بِنْ مُجَزِّزْ کو ایک غزوہ کے لئے روانہ کیا ۔ جب وہ اپنے غزوہ کی مقرر جگہ کے قریب پہنچے یا ابھی وہ رستہ ہی میں تھے کہ ان سے فوج کے ایک دستہ نے اجازت طلب کی۔ چنانچہ انہوں نے ان کو اجازت دے دی اور ان پر عبداللہ بن حذافہ بن قیس السہمی کو امیر مقرر کر دیا۔ کہتے ہیں میں بھی اس کے ساتھ غزوہ پر جانے والوں میں سے تھا۔ پس جب کہ ابھی وہ رستہ میں ہی تھے تو ان لوگوں نے آگ سینکنے یا کھانا پکانے کے لئے آگ جلائی تو عبداللہ نے (جو امیر مقرر ہوئے تھے اور جن کی حسِّ مزاح بہت تیز تھی) کہا کیا تم پر میری بات سن کر اس کی اطاعت فرض نہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں؟ اس پر عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں تم کو جو بھی حکم دوں گا تم اس کو بجالائو گے؟ انہوں نے کہا: ہاں ہم بجالائیں گے۔ اس پر عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں تاکیداً کہتا ہوں کہ تم اس آگ میں کود پڑو۔ اس پر کچھ لوگ کھڑے ہو کر آگ میں کودنے کی تیاری کرنے لگے۔ پھر جب عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ یہ تو سچ مچ آگ میں کودنے لگے ہیں تو

عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے آپ کو (آگ میں ڈالنے سے) روکو۔ (خود ہی یہ کہہ بھی دیا جب دیکھا کہ لوگ سنجیدہ ہو رہے ہیں) کہتے ہیں پھر جب ہم اس غزوہ سے واپس آ گئے تو صحابہ نے اس واقعہ کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اُمراء میں سے جو شخص تم کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کا حکم دے اس کی اطاعت نہ کرو۔" (سنن ابن ماجہ کتاب الجہاد باب لاطاعة فی معصیة اللّٰہ) **تو واضح ہو کہ نبی یا درج بالا وہ ذرائع ہیں جن سے روحانی ترقی کا حصول ممکن ہوتا ہے۔**"

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 343-345)

ممکن نہیں الفاظ میں خوبی سے بیاں ہو
وہ فیض جو دربارِ خلافت سے ملا ہے
شامل ہے مرے خون میں اس در کی محبت
سرمایہ یہ ماں باپ سے ورثے میں ملا ہے
پانا ہے اگر کچھ تو اطاعت سے ملے گا
پہلوں سے سبق سیکھا ہے نسلوں کو دیا ہے
جاری ہیں مری آنکھوں سے شکرانے کے آنسو
ہر ذرۂ تن حمدِ الٰہی میں جھکا ہے

(بتعاون: چوہدری ناز احمد ناصر۔ برطانیہ)



﴾38﴿ ﴾مشاہدات۔816﴿

خلافتِ احمدیہ اور جماعتی ترقیات

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۞ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۞ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (النور:56-58)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ ہرگز گمان نہ کر کہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ (مومنوں کو) زمین میں بے بس کرتے پھریں گے جبکہ ان کا ٹھکانا آگ ہے اور بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

سامعین کرام! خاکسار کی گزارشات کا موضوع ”**خلافتِ احمدیہ اور جماعتی ترقیات**“ ہے۔

”خلافت“ کے لغوی معنی کسی کی قائمقامی اور جانشینی کرنا۔ کسی کی نیابت کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو“

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

بشری تقاضوں کے پیش نظر انبیاء کی جسمانی زندگی محدود ہوتی ہے، جب کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نظام اور سلسلہ نے ایک مقررہ مدت کو پورا کرنا ہوتا ہے، لہٰذا خدا تعالیٰ انبیاء کی وفات پر ایک دوسرا ہاتھ دکھاتا ہے اور اپنی قدرتِ ثانیہ کا ظہور فرماتا ہے اور اپنے نیک اور پاکباز بندوں کو اپنے ان برگزیدہ انبیاء کا جانشین مقرر کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام اپنے مقصد کو پورا کرکے 26 مئی 1908ء کو اپنے خدا کے حضور حاضر ہوگئے۔ آپؑ نے اپنی وفات سے قبل آنے والے وقت کے متعلق یہ خوشخبری دی:

”اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لیے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا... مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہو گے... اور چاہیے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں“

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 300)

چنانچہ اِسی الٰہی منشاء کے موافق 27 مئی 1908ء کو قدرتِ ثانیہ کا ظہور ہوا جو خلافتِ احمدیہ کے نام سے بھی جانا جاتا ہے اور جس کے مظہر اول حضرت حکیم مولوی نورالدینؓ خلیفۃ المسیح الاول قرار پائے۔ اس وقت ہم خلافتِ احمدیہ کے پانچوں دور سے گزر رہے ہیں اور خلافتِ احمدیہ کے ہر دور کے واقعات نے بزبان حال

یہ گواہی دی ہے کہ ہمیشہ خوف کی حالت کو امن سے تبدیل کیا گیا ہے۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خلافت احمدیہ کے ان پانچوں ادوار کا ایک مختصر جائزہ پیش کیا جائے۔ جس میں خاص طور پر جماعتی ترقیات کا ذکر کیا جائے گا۔

دور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد 27 مئی 1908ء کو جماعتِ احمدیہ نے متفقہ طور پر حضرت حافظ حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیرویؓ کو خلیفۃ المسیح الاول منتخب کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے پھر ایک ہاتھ پر جمع ہو گئے اور وہ خطرات جو حضرت مسیح موعودؑ کی وفات سے پیدا ہوئے تھے ان کو خدا تعالیٰ نے دور فرما دیا۔ آپ کے بابرکت دَورِ خلافت میں جماعت احمدیہ کو کئی پہلوؤں میں تقویت اور ترقی نصیب ہوئی۔ مسجد نور، تعلیم الاسلام ہائی سکول اور بورڈنگ ہاؤس کی تعمیر، مسجد اقصیٰ اور نور ہسپتال کی توسیع کا کام بھی آپؓ کے دَور کی یادگار ہے۔ قادیان میں مرکزی لائبریری کی بنیاد پڑی۔ باقاعدہ درسُ القرآن کا نظام قائم ہوا۔ جماعتی ترقی میں اٹھوال، ضلع گورداسپور، کا پورا گاؤں احمدی ہو گیا۔ بنگال میں سینکڑوں افراد نے بیعت کر کے جماعتِ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ سرحد اور حیدرآباد دکن کے بااثر طبقے میں جماعت کا اثر و نفوذ بڑھا۔ مالابار میں احمدیت پھیلی۔ ماریشس اور بعض بیرونی ممالک تک احمدیت کا پیغام پہنچا۔ تمکنتِ دین کے حوالے سے مربیان کرام کی تیاری کے سلسلے میں بنیادی کام مدرسہ احمدیہ کی باقاعدہ طور پر بنیاد اور جماعت احمدیہ کا پہلا بیرونی مشن انگلستان میں قائم ہوا۔ آپ ہی کے بابرکت دور میں درج ذیل جماعتی رسائل اور اخبارات کا اجراء بھی ہوا۔ اخبار نور، اخبار الحق، رسالہ احمد خاتون، اخبار پیغام صلح اور اخبار الفضل۔ یہ بابرکت دور 13 مارچ 1914ء تک جاری رہا۔

دور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

14 مارچ 1914ء شروع ہونے والا یہ باون سالہ دور ہر قسم کی برکات سمیٹے ہوئے تھا۔ جس پہلو پر بھی نظر اٹھائی جائے، وہ برکتوں اور ترقیات سے معمور نظر آتا ہے۔ اسی دور میں خوف کے بیشمار وقتوں کو امن میں تبدیل ہوتے دیکھا۔ خواہ وہ وقت حضرت خلیفۃُ المسیح الاولؓ کی وفات سے پیدا شدہ حالات ہوں، خلافت کے سلسلہ میں پیدا ہونے والے فتنے اور مسائل ہوں، غیر مبائعین کے خزانہ خالی کر جانے سے پیدا شدہ

کیفیت ہو، مقامی حکومتوں کی پُشت پناہی پر مبنی مخالفت کی آگ ہو، مخالفین اور معاندین کی چلائی گئی تحریکات ہوں، ملک کی تقسیم سے پیدا شدہ مسائل اور ہجرت کا معاملہ ہو، بے آب و گیاہ وادی میں نیا مرکز بسانا ہو، حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد، خلیفۃُ المسیح الثانیؓ کی خداداد قیادت اور راہنمائی کی بدولت یہ تمام خطرات دیکھتے ہی دیکھتے ہوا بن کر اُڑ گئے اور خدا تعالیٰ بار بار اپنے مؤمنین کی جماعت کے لیے ان خوف کے حالات کو امن میں بدلتا رہا۔ آپؓ کے ذریعہ سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان پیشگوئی 'مصلح موعود' ظہور میں آئی اور بعد کے واقعات نے ظاہر کر دیا کہ یہ پیشگوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔

جس کے بعد جماعت ایک غیر معمولی ترقی کی راہ پر گامزن ہو گئی۔ اِسی بابرکت دور میں جماعت احمدیہ کو یورپ میں پہلا خدا کا گھر "مسجد فضل" بنانے کی توفیق عطا ہوئی۔ مختلف ممالک میں مربیان کا باقاعدہ نظام بھی آپؓ ہی کے دور میں شروع ہوا۔ حضرت خلیفۃُ المسیح الاولؓ کے جاری کردہ درس القرآن کا حلقہ مزید وسیع کر کے خواتین اور مردوں کے لئے علیحدہ علیحدہ درس شروع کیا۔ یہی درس مزید اضافی نوٹس کے ساتھ بعد میں کتابی شکل میں تفسیر کبیر کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ جسے کئی غیر از جماعت علماء نے بھی سراہا ہے۔ اس کے علاوہ آپؓ نے قرآن کریم کا سلیس اور بامحاورہ اردو زبان میں ترجمہ بھی کیا اور اس کے ساتھ ضروری مقامات پر تفسیری نوٹ بھی لکھے۔ یہ ترجمہ بھی تفسیر صغیر کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ آپؓ ہی کے دور میں جماعت کی بہتر تعلیم و تربیت کے لئے ذیلی تنظیموں کا قیام عمل میں آیا۔

1919ء میں صدر انجمن احمدیہ میں نظارتوں کا قیام عمل میں آیا۔ جماعتوں میں عہدیداروں کے انتخاب اور ان کی نگرانی کا نظام قائم فرمایا۔ تحریک جدید اور وقف جدید کا قیام بھی آپؓ کا ایک عظیم کارنامہ ہے جو جماعتی ترقیات میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے، جس کے شیریں ثمرات رہتی دنیا تک حاصل ہوتے رہیں گے۔ اسی کے باعث آج دنیا میں اسلام کا پیغام اور اشاعت کا کام جاری و ساری ہے۔ آپؓ کے دور کی ایک اور کام جماعتی ترقیات میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے، جو آپ کا احسانِ عظیم بھی ہے وہ "انتخاب خلافت کمیٹی" کا قیام ہے۔ جس کے ذریعہ سے آئندہ خلیفہ کے انتخاب کا مرحلہ نہایت خوش اسلوبی سے طے ہوتا رہا ہے۔ آپؓ نے اس کے ساتھ یہ خوشخبری بھی عطا فرمائی تھی کہ اگر اس طریق پر

خلیفہ منتخب ہو گا تو اگر حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو پارہ پارہ ہو جائیں گی۔ یہ پیشگوئی بعد میں ایک سے زیادہ مرتبہ بڑی صفائی کے ساتھ پوری ہوئی۔

1922ء سے باقاعدہ ”مجلس مشاورت“ کا آغاز ہوا جس سے جماعتی ترقیات میں تاریخ ساز انقلاب رونما ہوا۔ یہ مجلس شوریٰ اب دنیا کے مختلف ممالک میں منعقد ہونے پر مجالسِ شوریٰ کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ جس میں اس ملک کے آمد و خرچ کے علاوہ جماعتی ترقی کے لئے مشورے بھی کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح جماعت میں قائم ذیلی تنظیمیں، مجالس انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ، خدام الاحمدیہ بھی اپنے اپنے ملک میں شوریٰ کا انعقاد کر کے مشورہ جات میں جماعت کے منتخب افراد کو شامل کر کے اُس میں ہر فرد جماعت کو شامل ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہو رہا ہے۔ جماعتی ترقیات میں آپؓ کے کارناموں میں سر فہرست نئے ”مرکز احمدیت“ کے قیام کا بھی ہے۔ یہ ایک تاریخی اور یادگار کارنامہ ہے۔ ایک بے آب و گیاہ وادی کو آباد کرنا اور پھر ایک ایسا مرکز بنانا جہاں سے کُل عالَم میں دعوت الی اللہ کے کام کا نظم و نسق چلایا جائے، صرف آپ ہی کے حوصلے اور ہمت کا کام تھا، جسے خدا تعالیٰ نے نہ صرف قبول کیا بلکہ ایسی برکت بھی عطا فرمائی کہ آج چار عالَم میں احمدیت کا بول بالا ہو رہا ہے۔ مختلف دینی خدمات کے علاوہ عوام کی عمومی مدد اور راہنمائی، مثلاً قیام پاکستان، کشمیریوں کے حقوق، فلسطین کا مسئلہ، پاکستان کے اندرونی، سماجی، سیاسی اور معاشی مسائل کے حل کے لئے آپ نے بے شمار کام کیا، جن کا جماعت کی ترقی میں بھی ایک نمایاں کارنامہ ہے۔

دور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کے بعد انتخابِ خلافت کمیٹی کے ذریعہ حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد، خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جماعت احمدیہ کی قیادت سنبھالی، جس سے جماعت کی ترقی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ 1974ء کے پُر آشوب دور میں پاکستان بھر میں جماعت احمدیہ کے خلاف فسادات اور ہنگامے شروع ہو گئے، مگر ہر طرح کے ظلم و ستم کے باوجود، جن کی جماعت کی گزشتہ تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی، جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے اس آزمائش اور امتحان میں بھی کامیاب رہی اور پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی راہنمائی میں سلامتی کے ساتھ اس کا قدم آگے بڑھتا رہا اور جیسا کہ حضرت

مصلح موعودؓ نے آنے والے خلیفہ کے لیے پیشگوئی کے رنگ میں یہ خبر دی تھی کہ **"مَیں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو جائے گا تو اگر دنیا کی حکومتیں بھی اُس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔"** بڑی شان سے پوری ہوئی اور بالآخر وہ حکومت ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گئی۔ یہ ایک ایسی سازش تھی، جس کے ذریعہ جماعتی ترقیات کا رخ بدلنا مقصود تھا، لیکن خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بجائے ترقی رک جانے کے، پہلے سے کئی گنا زیادہ ترقیات کے دروازے کھلتے چلے گئے اور جماعت کا پیغام تمام دنیا میں بغیر کسی قسم کے خرچ اور کوشش کے بڑی سرعت کے ساتھ پہنچا، جس کے ذریعہ جماعت ترقی کے ایک اور دور میں داخل ہو گئی۔

آپؒ کے بابرکت دور میں حضرت مسیح موعودؑ کے کئی عظیم الشان الہامات اور پیشگوئیاں پوری ہوئیں، جو جماعتی ترقی میں ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جہاں مصلح موعودؓ کی پیشگوئی فرمائی تھی، جو پوری شان و شوکت کے ساتھ پوری ہوئی، وہاں ایک نافلہ موعود کی خبر بھی دی تھی۔ یہ پیشگوئی بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے وجود سے پوری ہوئی اور آپ کے عظیم الشان کارنامے اور جماعتی ترقیات اس پر شاہد ہیں۔

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے

گیمبیا کے احمدی گورنر جنرل مسٹر ایف ایم سنگھاٹے کی درخواست پر حضرت مسیح موعودؑ کے ایک کپڑے کا تبرّک انہیں دیا گیا، جس کے ذریعہ یہ پیشگوئی ایک رنگ میں پوری ہوئی۔ جماعت احمدیہ کی ترقی میں بادشاہوں اور پُر اثر شخصیات کے داخل ہونے سے ترقیات کا ایک نیا دور شروع ہوا۔

علم اور معرفت میں کمال

ڈاکٹر عبد السلام صاحب نے 1979ء میں فزکس میں نوبیل انعام حاصل کر کے اس پیشگوئی کو ایک رنگ میں پورا فرمایا۔ آپؒ نے اپنے بابرکت دور میں کئی تحریکات جاری فرمائیں جو کامیابی سے ہمکنار ہوئیں اور بعض اب تک بھی جاری و ساری ہیں۔ ان تحریکات سے جماعتی ترقیات کا ایک نیا دور شروع ہوا۔

کچھ وقت تعلیم و تربیت کے لئے وقف کرنے کی خاطر وقف عارضی کی تحریک فرمائی، جس سے ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد نے فائدہ اٹھایا۔ نہ صرف دوسروں کی تربیت بلکہ خود اپنی تربیت اور اصلاح کی طرف بھی

توجہ پیدا ہوئی۔ اس کے نتیجہ میں جماعت کی دینی تعلیم اور تربیت کا نظام مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا۔ یہ تحریک جماعتی افراد کی تعلیم و تربیت کی ترقیات کے لئے ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ مبارک اور باثمر تحریک اب انٹر نیشنل تحریک اختیار کر چکی ہے۔ اس تحریک سے جہاں اپنی تربیت کی انفرادی توجہ پیدا ہوئی ہے، وہاں جماعتی ترقی میں بھی ایک نمایاں کردار ادا کر رہی ہے۔

نصرت جہاں سکیم

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنے پہلے مغربی افریقہ کے دورہ پر 'نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم، کا اجرا فرمایا، جس کے تحت ایک لاکھ پاؤنڈ جمع کرنے کی تحریک فرمائی گئی۔ جس کے تحت ڈاکٹرز اور اساتذہ افریقہ میں ڈسپنسریاں، ہسپتال اور سکول قائم کر کے اہل افریقہ کی بے لوث خدمت کر رہے ہیں۔ اس سکیم سے جہاں افریقہ کے عوام نے تعلیم و صحت کے میدان میں ترقی کی منازل طے کرنے شروع کیں، وہاں جماعت کے پیغام کو افریقہ کی سرزمین میں نئے سرے سے منظم کرنا شروع کیا، وہاں جماعتی ترقیات میں بھی اس سکیم سے بے پناہ ترقیات کا آغاز ہوا۔

صد سالہ جوبلی

جماعت احمدیہ کے قیام پر سو سال مکمل ہونے پر خدا تعالیٰ کے حضور، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے شکر گزاری کے طور پر ایک منصوبے کا اعلان فرمایا، جس کے تحت قرآن کریم اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بڑی زبانوں میں تراجم، مساجد کی تعمیر، اشاعتِ اسلام کی خاطر لٹریچر اور کتب کی اشاعت، غرباء اور مساکین کے لیے رہائشی منصوبے شامل ہیں۔

آپ کے دور کا اہم واقعہ 1978ء میں لندن میں منعقد ہونے والی ''کسر صلیب کانفرنس'' تھی۔ جس میں دنیا بھر سے مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے علماء نے اپنے تحقیقی اور علمی مقالے پڑھے۔ جس میں حضرت عیسیٰؑ کی صلیب پر سے زندہ اتارے جانے اور آپؑ کی بعد کی زندگی کے بارے میں مقالے پڑھے گئے۔ اس سے جہاں حضرت عیسیٰؑ پاکیزہ زندگی کے ذکر کے ساتھ آپ کا صلیب سے زندہ بچ جانے کا ذکر کیا اور اس طرح صلیبی عقیدے پر کاری ضرب لگائی، وہاں جماعت احمدیہ کی عقائد کی خوب خوب تشہیر ہوئی اور جماعتی ترقیات کا ایک نیا باب شروع ہوا۔

اسی طرح سپین کے علاقے پیدروآباد میں ساڑھے سات سو سال کے بعد بیت بشارت کا سنگ بنیاد رکھا جانا بھی آپ ہی کے دور کا ایک اور اہم واقعہ ہے۔ مغرب کے اس ملک، جہاں مسلمانوں نے سینکڑوں سال حکومت کی تھی، وہاں دوبارہ اسلام کا عَلَم بلند کیا گیا اور اسلام کے خوبصورت چہرے کا دنیائے عیسائیت میں چرچا ہوا اور جماعتی ترقیات میں ایک سنہری باب کو کھولا گیا۔

آپؒ کے دور خلافت کے آخری جلسہ سالانہ پر حاضری کی تعداد دولاکھ سے زائد افراد تک پہنچ گئی تھی، جو جماعتی ترقی اور شان و شوکت کا ایک منہ بولا ثبوت ہے۔

خلافتِ رابعہ کا دَورِ

سامعین! دور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ :10 جون 1982ء کو حضرت مرزا طاہر احمد صاحب، خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے متمکن خلافت ہونے سے دینی مساعی میں تیزی اور چستی پیدا ہو گئی۔ شدید مخالفانہ حالات میں خلیفہ وقت کے لئے پاکستان میں رہ کر تمام دنیا کی راہنمائی کرنا اور دنیا بھر میں پھیلی ہوئی جماعتوں سے رابطے اور ہدایات دینا ممکن نہیں رہا تھا، لہٰذا آپ نے ہجرت کا فیصلہ کیا اور آپ معجزانہ طور پر خدائی تصرف اور نصرت کے ساتھ بحفاظت لندن تشریف لے گئے۔ اس آرڈیننس کے نتیجہ میں اگر جماعت احمدیہ پر مظالم کے پہاڑ گر پڑے لیکن اپنے اولوالعزم امام کی قیادت اور راہنمائی میں جماعت احمدیہ ترقی کی منازل طے کرتی گئی اور اس کی تعداد لاکھوں سے نکل کر کروڑوں میں داخل ہو گئی۔ جماعت احمدیہ دنیا کے 175 ممالک میں پھیل گئی۔ جماعت احمدیہ کا بجٹ بھی کروڑوں روپے تک پہنچ گیا۔

پیدروآباد، سپین میں ساڑھے سات سو سال بعد تعمیر ہونے والی بیت بشارت کا افتتاح آپ ہی نے فرمایا۔

آپ ہی کے دَور میں جماعت احمدیہ کو آسٹریلیا میں پہلی مسجد بنانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

خلافت رابعہ کا سب بڑا تحفہ **"مسلم احمدیہ ٹیلیویژن"** ہے۔ جماعت احمدیہ کی دینی، روحانی اور تربیتی پہلوؤں کا مکمل احاطہ کرتے ہوئے یہ ٹیلیویژن چینل ہر قسم کی بیہودگی فحاشی اور غیر اخلاقی آلائشوں سے پاک ہے۔ بہت سے غیر از جماعت افراد باوجود اختلاف مذہب کے، انہی خوبیوں کی بنا پر اس چینل کو پسند کرتے ہیں۔ آپ کے بابرکت دَورِ خلافت میں بے شمار مساجد کی تعمیر و حصول کے علاوہ 57 اہم زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم، ایک سو زبانوں میں قرآن کریم کی منتخب آیات اور احادیث کے تراجم، لاتعداد

لٹریچر اور رسائل وغیرہ شائع ہوئے۔ آپ کے دَور میں افریقہ کے دو بادشاہوں کے احمدیت میں داخل ہو جانے سے حضرت مسیح موعودؑ کا الہام "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" ایک دفعہ پھر اپنی شان و شوکت سے پورا ہوا۔

آپ کے دور میں عالمی بیعت ہے، جس سے لاکھوں بلکہ کروڑوں سعید روحوں کو جماعت میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔ اس سے جماعتی ترقی میں نمایاں اضافہ بھی ہوا۔ آپ کے مسندِ خلافت پر متمکن ہو جانے پر دعوت الی اللہ کے کام میں تیزی آگئی تھی اور مسلم احمدیہ ٹیلیویژن کے قیام کے ساتھ اس کام میں مزید آسانی اور ایک نیا جذبہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ آپ نے الٰہی تصرّف کے تحت عالمی بیعت کی تحریک فرمائی۔ جلسہ سالانہ برطانیہ پر ہر سال جماعت احمدیہ میں داخل ہونے والے نو مبائعین خلیفہ وقت کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اور یہ سلسلہ بدستور جاری ہے۔

حضرت خلیفۃُ المسیح الرابعؒ ایک بلند پایہ مصنّف، مقرّر اور شاعر بھی تھے۔ جماعتی تعلیم و تربیت کے ضمن میں خطبات و تقاریر کے علاوہ آپ کے درسُ القرآن، مجالسِ سوال و جواب، مجالسِ علم و عرفان اور دیگر علمی و ادبی کلاسز، آپ کے علمی شاہکار، وسعت علمی اور وسعت نظری کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ علم الادیان کے ساتھ ساتھ علم الابدان کے شعبہ ہومیو پیتھی میں بھی آپ کو کمال ملکہ حاصل تھا۔ تمام دنیا سے مریض آپ کی طرف رجوع کرتے تھے اور تجربہ شدہ نسخہ کے ساتھ ساتھ مقبول دعا سے بھی فیضیاب ہوتے۔

اسی طرح لاطینی امریکہ کے ممالک میں تبلیغ کا آغاز بھی آپ کے دور میں ہوا۔ 1985ء میں برازیل میں اور 1989ء میں گوئٹے مالا میں اس ترقی کے زینے پر جماعت استوار ہوتی چلی گئی اور وہاں پر پہلی مسجد "بیت الأول" کا خود جا کر افتتاح فرمایا۔

آپ کی جاری کردہ تحریکات میں سے ایک **وقف نو** ہے جس کے تحت حضورؒ نے آئندہ زمانے کی تعلیم وتربیت کی ضروریات کو پورا کرنے کے نقطہ نظر سے افراد جماعت کو اپنی پیدا ہونے والی اولاد کو دین کی راہ میں وقف کرنے کی تحریک فرمائی، جس پر تمام جماعت نے والہانہ لبیک کہا اور یہ سلسلہ ہنوز جاری وساری ہے۔ یہ تعداد 80 اسّی سے زائد ہو چکی ہے۔ الحمد للہ علی ذالك

اِس کے علاوہ **سیدنا بلال فنڈ** کی ایک تحریک کی۔ جس کے تحت مظلوم بھائیوں کا خیال رکھا جاتا ہے اور خدا کی راہ میں جانوں کا نذرانہ دینے والے یا قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے والوں کے ورثاء کی کفالت "سیدنا بلال فنڈ" کے ذریعہ کی جاتی ہے اور **مریم شادی فنڈ** کے تحت غرباء اور مستحقین کی بچیوں کی شادی کے اخراجات پورے کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ بوسنیا اور صومالیہ کے متاثرین، حبشہ کے قحط زدگان اور افریقہ کے کئی فاقہ زدہ ممالک کے لئے مالی امداد کی کئی تحریکات جاری فرمائیں۔ ایسی ہی ایک تحریک خدام الاحمدیہ برطانیہ کی زیر نگرانی Humanity First کے نام سے تمام دنیا میں متاثرہ مقامات پر امداد پہنچا رہی ہے اور صاف پینے کے پانی کے کنوئیں لگوائے جا رہے ہیں۔

دور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسند خلافت پر رونق افروز ہوتے ہی عام بیعت لینے سے قبل مسجد فضل لندن میں کھڑے احباب سے بیٹھنے کو فرمایا۔ جونہی یہ آواز مسجد سے باہر کھڑے ہزاروں احباب تک پہنچی وہ فوراً ہی لندن ٹھٹھرتی سردی میں ٹھنڈی سڑک پر بیٹھ گئے۔

ہم خوش قسمت خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں سے گزر رہے ہیں۔ روزِ اول سے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پہلے خلفاء کے جاری فرمودہ تمام تعلیمی، تربیتی اور دعوت الی اللہ کے پروگراموں کو تسلسل کے ساتھ جاری رکھا ہوا ہے۔ جماعت کی اندرونی تربیت اور نظام جماعت کی مضبوطی کی طرف آپ کی گہری نظر ہے۔

آپ کے بابرکت دور میں مسلم احمدیہ ٹیلیویژن کی تعداد آٹھ چینلز تک پہنچ چکی ہے۔ آپ ہی کے بابرکت دور میں زمین کے کنارے فجی سے پہلی مرتبہ "مسلم ٹیلیویژن احمدیہ" کی نشریات تمام عالَم کے لئے نشر کی گئیں اور حضرت مسیح موعودؑ کا یہ الہام "مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" ایک نئی شان کے ساتھ پھر سے پورا ہوا۔ مسلم ٹیلیویژن احمدیہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا انمول تحفہ جماعت احمدیہ عالمگیر کو عطا ہوا ہے جس کے ذریعہ تبلیغ، تعلیم و تربیت، صحت، غرض ہر فردِ جماعت اور جماعت سے باہر کے بھی بیک وقت مددگار ثابت ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائیدات و نصرت کا سایہ آپ پر واضح طور پر موجزن نظر آتا ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ پہلے ہی الہاماً خبر دی جاچکی تھی۔ اِنِّي مَعَكَ يَا مَسْرُورُ اے مسرور! مَیں تیرے ساتھ ہوں۔

آپ نے نو مبائعین کی تربیت کی طرف خاص توجہ فرمائی اور دنیا بھر میں مساجد کے قیام کے لیے تحریکات فرمائی۔ آپ نے متعدد ممالک کے دورے فرمائے اور جماعت کی ہر میدان میں راہنمائی فرمائی۔ جماعتی تربیت و ترقی کے لئے آپ نے خلافت جوبلی پر چندہ دہندگان کے پچاس فی صد کو نظام وصیت میں شامل کرنے کی اپیل کی، جس کے خوشکن اثرات ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ جماعت جرمنی ان خوش قسمت جماعتوں میں ہے جس نے ایک سال قبل ہی اس ٹارگٹ کو خدا تعالیٰ کے فضل سے پورا کر دیا ہے اور اب خلیفۃ المسیح کی خواہش پر سو فی صد کی کوشش میں ہے۔ دنیا کے کسی نظام میں بھی ایسی تیز ترقی نہ کسی نے دیکھی اور نہ ہی کوئی دنیاوی نظاموں میں دیکھ سکے گا۔ یہ صرف اور صرف جماعت احمدیہ کو ہی خدا تعالیٰ نے خواص عطا فرمائے ہیں جو اپنے خلیفہ کی ایک آواز پر اٹھنے والی اور بیٹھنے والی ہے۔ ان شاء اللہ العزیز۔ اس جماعت کے ذریعہ نئی زمین اور نئے آسمان کی بنیاد جو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ رکھی جاچکی ہے وہ عمل تیز سے تیز تر ہوتا ہوا بالآخر اپنی تکمیل کی منزل تک پہنچ کر رہے گا۔

اللہ تعالیٰ آپ کی عمر و صحت میں برکت دے اور دین کے کاموں میں روح القدس سے آپ کی تائید و نصرت فرمائے۔ (آمین)

خلافت احمدیہ کے پہلے سو سال میں جماعتی ترقیات کے ضمن میں خلفاء احمدیت کے چنیدہ واقعات کے علاوہ مجموعی طور پر جماعت احمدیہ کو اور بھی بے شمار برکات نصیب ہیں، جو جماعتی ترقیات میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں، چند ایک کا ذکر کرنا نہایت اہم ہے۔ چونکہ جماعت کے مفہوم میں وحدت کا عنصر نہایت نمایاں ہے جو کبھی بھی ایک صاحب الامر کی موجودگی کے بغیر ممکن نہیں۔ اس کی مثال ہمیں تقریباً ہر دور میں نظر آتی ہے، جہاں بعض جماعتیں موجود ہوتی ہیں، لیکن کوئی بھی صاحب الامر وجود نہیں ہوتا لہٰذا ان کا جماعت ہونا صرف نام کی حد تک ہی ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ کو نہ صرف ایسا ایک صاحب الامر وجود عطا ہے بلکہ وہ وجود خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہے اور اسی وجہ سے جماعت احمدیہ کو وہ وحدت نصیب ہے جو

ایسے عالمی بھائی چارے اور اخوت کا رنگ رکھتی ہے، جس کی مثال ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی۔ اس کے بے شمار مناظر مختلف جلسہ ہائے سالانہ پر بخوبی ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں، جہاں بغیر جان پہچان کے صرف باہمی اخوت کی بناء پر ایک دوسرے کو سکھ، آرام پہنچا کر خدمت کی جاتی ہے۔ یہ اسی خلافت کی برکت ہے کہ آج 220 ممالک میں پھیل چکی ہے۔ اسی طرح یہ بھی فیضان خلافت ہے کہ آج جماعت احمدیہ دوسرے معاشرے میں رائج بے ہودہ رسم و رواج سے محفوظ اور پاک ہے۔

پس اے جماعت احمدیہ کے وجود کی سر سبز شاخو! آج جب کہ ہم خلافت احمدیہ کے پانچویں دور میں فتوحات اور ترقیات کے نظارے دیکھتے ہوئے شاہراہ غلبہ دین حق پر قدم بڑھاتے جارہے ہیں تو اپنے ان عہدوں کو بھی تازہ کریں کہ "مَیں خلافتِ احمدیہ کے قائم رکھنے کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار رہوں گا اور خلیفہ وقت جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اس کی پابندی کرنا ضروری سمجھوں گا"۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

مُرشدم، رَہبرم، اے حسیں دِلبرم
ہے فِدا تجھ پہ ہر آن جان و دِلَم
تیرے آگے سروں کو کیا سب نے خم
تُو جہاں بھر میں ہر سُو ہوا محترم
تیرے پیارے تبسّم پہ قربان ہم
تیرا سایہ ہے ہم پر خدا کا کرم



﴿39﴾ ﴿مشاہدات۔817﴾

خلفاء کے ادوار میں جماعتی ترقیات وفتوحات

(خلافتِ اولیٰ، ثانیہ وثالثہ کے ادوار)

(تقریر نمبر1)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۚ يَعْبُدُوْنَنِیْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِیْ شَيْـًٔا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور:56-57)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

سامعین! مجھے آج جماعتِ احمدیہ کی پہلی تین خلافتوں میں جماعتی ترقیات اور فتوحات کا ذکر کرنا ہے۔

27 مئی 1908ء کو جماعتِ احمدیہ میں پیشگوئی کے مطابق قدرتِ ثانیہ کا ظہور ہوا جو خلافتِ احمدیہ کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ جس کے مظہر اول حضرت حکیم مولوی نورالدینؓ خلیفۃ المسیح الاول قرار پائے۔ اِس

وقت ہم خلافتِ احمدیہ کے پانچویں دور سے گزر رہے ہیں اور خلافتِ احمدیہ کے ہر دور کے واقعات نے بزبانِ حال یہ گواہی دی ہے کہ ہمیشہ خوف کی حالت کو امن سے تبدیل کیا ہے اور مسلسل فتوحات و ترقیات نصیب ہوتی رہی ہیں۔ آج مَیں خلافت احمدیہ کے پانچوں ادوار میں ملنے والی جماعتی ترقیات و تائیدات اور فتوحات آپ سامعین کے سامنے اختصار سے رکھنے جا رہا ہوں۔ سب سے پہلے دَورِ اوّل یعنی خلافتِ اولیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد 27 مئی 1908ء کو جماعتِ احمدیہ نے متفقہ طور پر حضرت حافظ حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیرویؓ کو خلیفۃُ المسیح الاول منتخب کیا اور آپؓ کی بیعت کر کے ایک ہاتھ پر پھر جمع ہو گئے اور وہ خطرات جو حضرت مسیح موعودؑ کی وفات سے پیدا ہوئے تھے ان کو خدا تعالیٰ نے دور فرما دیا۔ آپؓ کے بابرکت دَورِ خلافت میں جماعت احمدیہ کو کئی پہلوؤں میں تقویت اور ترقی نصیب ہوئی اور استحکامِ خلافت کے لئے مؤثر اقدامات کئے۔ مسجد نور، تعلیم الاسلام ہائی سکول اور بورڈنگ ہاؤس کی تعمیر، مسجد اقصیٰ اور نور ہسپتال کی توسیع کا کام بھی آپؓ کے دَور کی یادگار ہے۔ قادیان میں مرکزی لائبریری کی بنیاد پڑی۔ قادیان میں دارالضعفاء کا قیام ہوا۔ باقاعدہ درسُ القرآن کا نظام جاری ہوا۔ جماعتی ترقی میں اٹھوال، ضلع گورداسپور، کا پورا گاؤں احمدی ہو گیا۔ بنگال میں سینکڑوں افراد نے بیعت کر کے جماعتِ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ سرحد اور حیدرآباد دکن کے بااثر طبقے میں جماعت کا اثر و نفوذ بڑھا۔ مالابار میں احمدیت پھیلی۔ ماریشس اور بعض بیرونی ممالک تک احمدیت کا پیغام پہنچا۔ حضرت امام الزماں علیہ السلام کی رحلت کے بعد حضرت خلیفۃُ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے احمدیت کا پیغام دینے کے لئے برطانیہ کو چُنا۔ چنانچہ اس عظیم کام کے لئے حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب کو 1913ء میں لندن بھجوایا گیا۔ تمکنتِ دین کے حوالے سے مربیان کرام کی تیاری کے سلسلے میں بنیادی کام مدرسہ احمدیہ کی باقاعدہ طور پر بنیاد رکھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنی خلافت کے ابتدائی ایام میں ہی اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شدید خواہش چونکہ دینی مدرسہ کے قیام کی تھی۔ اس لئے مدرسہ تعلیم الاسلام کے علاوہ ایک الگ انتظام کے تحت ایک مدرسہ دینی علوم کے لئے قائم کیا جائے۔ چنانچہ اسی سال جلسہ سالانہ کے ایام میں 26 دسمبر 1908ء کو جماعتوں کی کانفرنس مسجد مبارک قادیان میں منعقد ہوئی جس میں مدرسہ دینیہ کا معاملہ پیش ہوا اور مدرسہ احمدیہ کے قیام پر اتفاق ہوا۔

آپؓ ہی کے بابرکت دور میں حضرت مسیح موعودؑ کی کئی غیر مطبوعہ کتب کی اشاعت ہوئی۔ جماعتی رسائل اور اخبارات کا اجراء بھی ہوا۔ اخبار نور، اخبار الحق، رسالہ احمدی خاتون، اخبار پیغام صلح اور اخبار الفضل۔ ہندوستان میں دعوۃ الی اللہ کے لئے مربوط مساعی شروع ہوئی۔ یہ بابرکت دور 13 مارچ1914ء تک جاری رہا۔

دور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

سامعین! 14 مارچ1914ء شروع ہونے والا یہ باون سالہ دور ہر قسم کی برکات سمیٹے ہوئے تھا۔ جس پہلو پر بھی نظر اٹھائی جائے، وہ برکتوں اور ترقیات سے معمور نظر آتا ہے۔ اِسی دور میں خوف کے بیشمار وقتوں اور ادوار کو امن میں تبدیل ہوتے دیکھا۔ خواہ وہ وقت حضرت خلیفۃُ المسیح الاولؓ کی وفات سے پیدا شدہ حالات ہوں، خلافت کے سلسلہ میں پیدا ہونے والے فتنے اور مسائل ہوں، غیر مبائعین کے خزانہ خالی کر جانے سے پیدا شدہ کیفیت ہو، مقامی حکومتوں کی پُشت پناہی پر مبنی مخالفت کی آگ ہو، مخالفین اور معاندین کی چلائی گئی تحریکات ہوں، ملک کی تقسیم سے پیدا شدہ مسائل اور ہجرت کا معاملہ ہو، بے آب و گیاہ وادی میں نیا مرکز بسانا ہو، حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد، خلیفۃُ المسیح الثانیؓ کی خداداد قیادت اور راہنمائی کی بدولت یہ تمام خطرات دیکھتے ہی دیکھتے ہوا بن کر اُڑ گئے اور خدا تعالیٰ بار بار اپنے مؤمنین کی جماعت کے لیے ان خوف کے حالات کو امن میں بدلتا رہا۔ آپؓ کے ذریعہ سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان پیشگوئی مصلح موعود، ظہور میں آئی اور بعد کے واقعات نے ظاہر کر دیا کہ یہ پیشگوئی حرف بہ حرف آپؓ کی ذاتِ بابرکات میں پوری ہوئی۔ جس کے بعد جماعت ایک غیر معمولی ترقی کی راہ پر گامزن ہوگئی۔ اِسی بابرکت دور میں جماعت احمدیہ کو لندن میں پہلا خدا کا گھر "مسجد فضل" بنانے کی توفیق عطا ہوئی۔ مختلف ممالک میں مربیان کا باقاعدہ نظام بھی آپؓ ہی کے دور میں شروع ہوا۔ حضرت خلیفۃُ المسیح الاولؓ کے جاری کردہ درس القرآن کا حلقہ مزید وسیع کر کے خواتین اور مردوں کے لئے علیحدہ علیحدہ درس شروع کیا۔ یہی درس مزید اضافی نوٹس کے ساتھ بعد میں کتابی شکل میں تفسیر کبیر کے نام سے شائع ہوئے۔ جسے کئی غیر از جماعت علماء نے بھی سراہا ہے۔ اس کے علاوہ آپؓ نے قرآنِ کریم کا بامحاورہ اردو زبان میں ترجمہ بھی کیا اور اس کے ساتھ ضروری مقامات پر تفسیری نوٹ بھی لکھے۔ یہ ترجمہ بھی تفسیر صغیر کے نام

سے شائع ہو چکا ہے۔ آپؓ ہی کے دور میں جماعت کی بہتر تعلیم و تربیت کے لئے ذیلی تنظیموں کا قیام عمل میں آیا۔

1919ء میں صدر انجمن احمدیہ میں نظارتوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جماعتوں میں عہدیداروں کے انتخاب اور ان کی نگرانی کا نظام قائم ہوا۔ تحریک جدید اور وقف جدید کا قیام بھی آپؓ کا ایک عظیم کارنامہ اور کامیابی ہے جو جماعتی ترقیات میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کے شیریں ثمرات رہتی دنیا تک حاصل ہوتے رہیں گے۔ اِنہی دو تحریکات کے باعث آج دنیا میں اسلام کا پیغام اور اشاعت کا کام جاری و ساری ہے۔ آپؓ کے دور کا ایک اور کام جماعتی ترقیات میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے، جو آپ کا احسانِ عظیم بھی ہے وہ ”انتخاب خلافت کمیٹی“ کا قیام ہے۔ جس کے ذریعہ سے آئندہ خلیفہ کے انتخاب کا مرحلہ نہایت آسانی اور خوش اسلوبی سے طے ہوتا رہا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ اِن شاء اللہ اور یوں آپؓ نے ممکنہ خطرات کا بھی قلع قمع کر دیا۔ آپؓ نے اس کے ساتھ یہ خوشخبری بھی عطا فرمائی تھی کہ اگر اس طریق پر خلیفہ منتخب ہو گا تو اگر حکومتیں بھی اس سے ٹکرلیں گی تو پارہ پارہ ہو جائیں گی۔ یہ پیشگوئی بعد میں ایک سے زیادہ مرتبہ بڑی صفائی کے ساتھ پوری ہوئی۔

1922ء سے باقاعدہ ”مجلس مشاورت“ کا آغاز ہوا جس سے جماعتی ترقیات میں تاریخ ساز انقلاب رونما ہوا۔ یہ مجلس شوریٰ اب دنیا کے مختلف ممالک میں منعقد ہونے پر مجالسِ شوریٰ کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ جس میں اس ملک کے آمد و خرچ کے علاوہ جماعتی ترقی کے لئے مشورے بھی کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح جماعت میں قائم ذیلی تنظیمیں، مجالس انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ، خدام الاحمدیہ بھی اپنے اپنے ملک میں شوریٰ کا انعقاد کر کے مشورہ جات میں جماعت کے منتخب افراد کو شامل ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہو رہا ہے۔ جماعتی ترقیات میں آپؓ کے کارناموں میں سر فہرست نئے ”مرکز احمدیت ربوہ“ کا قیام بھی ہے۔ یہ ایک تاریخی اور یادگار کارنامہ ہے۔ ایک بے آب و گیاہ وادی کو آباد کرنا اور پھر ایک ایسا مرکز بنانا جہاں سے کُل عالَم میں دعوت الی اللہ کے کام کا نظم و نسق چلایا جائے، صرف آپ ہی کے حوصلے اور ہمت کا کام تھا، جسے خدا تعالیٰ نے نہ صرف قبول کیا بلکہ ایسی برکت بھی عطا فرمائی کہ آج چہار عالَم میں احمدیت کا بول بالا ہو رہا ہے۔ مختلف دینی خدمات کے علاوہ عوام کی عمومی مدد اور راہنمائی، مثلاً قیام پاکستان، کشمیریوں کے

حقوق، فلسطین کا مسئلہ ، پاکستان کے اندرونی، سماجی، سیاسی اور معاشی مسائل کے حل کے لئے آپ نے بے شمار کام کیا، جن کا جماعت کی ترقی میں بھی ایک نمایاں کارنامہ ہے۔

آپ نے اپنے 52 سالہ دَورِ خلافت میں 100 سے زائد تحریکات جاری فرمائیں۔ 46 ممالک میں احمدیہ مشنوں کا قیام اور 311 مساجد تعمیر ہوئیں۔ 164 مربیان بیرون ممالک گئے، 16 زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ، 24 ممالک میں 74 تعلیمی ادارے، 28 دینی مدارس اور 17 ہسپتالوں کا قیام ہوا۔ 40 کے قریب اخبارات و رسائل جاری ہوئے۔ آپ کی تصنیفات کی تعداد 225 ہے۔ تفسیر کبیر 10 ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ جماعت پر آپ کا عظیم الشان احسان 1948ء میں مرکزِ احمدیت ربوہ کا قیام ہے۔ تقسیم ہند اور آزادی کشمیر کے موقع پر شاندار ملی خدمات کی توفیق پائی۔ آپ نے اپنی تصنیفات کی صورت میں علمی خزانہ چھوڑا ، جو اب انوارالعلوم کے نام سے متعدد جلدوں میں شائع ہو رہا ہے۔ آپؓ کی وفات 8/ نومبر 1965ء کو ہوئی۔

دور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کے بعد انتخابِ خلافت کمیٹی کے ذریعہ حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد، خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جماعت احمدیہ کی قیادت سنبھالی، جس سے جماعت کی ترقی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ 1974ء کے پُر آشوب دور میں پاکستان بھر میں جماعت احمدیہ کے خلاف فسادات اور ہنگامے شروع ہو گئے، مگر ہر طرح کے ظلم و ستم کے باوجود، جن کی جماعت کی گزشتہ تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی، جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے اس آزمائش اور امتحان میں بھی کامیاب رہی اور پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی راہنمائی میں سلامتی کے ساتھ اس کا قدم آگے بڑھتا رہا اور جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے آنے والے خلیفہ کے لیے پیشگوئی کے رنگ میں یہ خبر دی تھی کہ "**مَیں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو جائے گا تو اگر دنیا کی حکومتیں بھی اُس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔**" بڑی شان سے پوری ہوئی اور بالآخر وہ حکومت ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گئی۔ یہ ایک ایسی سازش تھی، جس کے ذریعہ جماعتی ترقیات کا رخ بدلنا مقصود تھا، لیکن خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بجائے ترقی رک جانے کے، پہلے سے کئی

گنا زیادہ ترقیات کے دروازے کھلتے چلے گئے اور جماعت کا پیغام تمام دنیا میں بغیر کسی قسم کے خرچ اور کوشش کے بڑی سرعت کے ساتھ پہنچا، جس کے ذریعہ جماعت ترقی کے ایک اور دور میں داخل ہو گئی۔
آپؒ نے قومی اسمبلی میں 52 گھنٹے تک جماعت احمدیہ کا موقف بیان کیا۔
آپؒ کے بابرکت دور میں حضرت مسیح موعودؑ کے کئی عظیم الشان الہامات اور پیشگوئیاں پوری ہوئیں، جو جماعتی ترقی میں ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جہاں مصلح موعودؓ کی پیشگوئی فرمائی تھی، جو پوری شان و شوکت کے ساتھ پوری ہوئی، وہاں ایک نافلہ موعود کی خبر بھی دی تھی۔ یہ پیشگوئی بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے وجود سے پوری ہوئی اور آپ کے عظیم الشان کارنامے اور جماعتی ترقیات اس پر شاہد ہیں۔ گیمبیا کے احمدی گورنر جنرل مسٹر ایف ایم سنگھاٹے کی درخواست پر حضرت مسیح موعودؑ کے ایک کپڑے کا تبرّک انہیں دیا گیا، جس کے ذریعہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے کی پیشگوئی ایک رنگ میں پوری ہوئی۔ جماعت احمدیہ کی ترقی میں بادشاہوں اور پُراثر شخصیات کے داخل ہونے سے ترقیات کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ نومبر 1965ء میں فضل عمر فاؤنڈیشن قائم کی جس کے ذمّے حضرت مصلح موعودؓ کے سرمایہ علم کو یکجا کرنے کا کام سپرد ہوا۔
ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے 1979ء میں فزکس میں نوبیل انعام حاصل کر کے علم اور معرفت میں کمال حاصل کرنے کی پیشگوئی کو ایک رنگ میں پورا فرمایا۔ آپؒ نے اپنے بابرکت دور میں کئی تحریکات جاری فرمائیں جو کامیابی سے ہمکنار ہوئیں اور بعض اب تک بھی جاری و ساری ہیں۔ ان تحریکات سے جماعتی ترقیات کا ایک نیادور شروع ہوا۔
کچھ وقت تعلیم و تربیت کے لئے وقف کرنے کی خاطر وقف عارضی کی تحریک فرمائی، جس سے ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد نے فائدہ اٹھایا۔ نہ صرف دوسروں کی تربیت بلکہ خود اِس سے اپنی تربیت اور اصلاح کی طرف بھی توجہ پیدا ہوئی۔ اس کے نتیجہ میں جماعت کی دینی تعلیم اور تربیت کا نظام مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا۔ یہ تحریک جماعتی افراد کی تعلیم و تربیت کی ترقیات کے لئے ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ مبارک اور باثمر تحریک اب انٹرنیشنل تحریک اختیار کر چکی ہے۔ مرکز میں گیسٹ ہاؤسز کی تعمیر ہوئی اور تفسیر

حضرت مسیح موعودؑ کی اشاعت ہوئی۔ آپ کے دَورِ خلافت میں کئی نئے ممالک میں احمدیت کا پیغام پہنچا، بیسیوں مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر ہوئی۔ متعدد زبانوں میں تراجم قرآن ہوئے۔

سامعین! حضرت خلیفۃُ المسیح الثالثؒ نے اپنے پہلے مغربی افریقہ کے دورہ پر "نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم" کا اجراء فرمایا، جس کے تحت ایک لاکھ پاؤنڈ جمع کرنے کی تحریک فرمائی۔ جس کے تحت ڈاکٹرز اور اساتذہ افریقہ میں ڈسپنسریاں، ہسپتال اور سکولز قائم کر کے اہل افریقہ کی بے لوث خدمت کر رہے ہیں۔ اس سکیم سے جہاں افریقہ کے عوام نے تعلیم و صحت کے میدان میں ترقی کی منازل طے کرنی شروع کیں، وہاں جماعت کے پیغام کو افریقہ کی سرزمین میں نئے سرے سے منظم کرنا شروع کیا اور اِس سکیم سے جماعتی ترقیات میں بھی بے پناہ ترقیات کا آغاز ہوا۔ جماعت احمدیہ کے قیام پر سو سال مکمل ہونے پر خدا تعالیٰ کے حضور، حضرت خلیفۃُ المسیح الثالثؒ نے شکر گزاری کے طور پر صد سالہ جوبلی منصوبے کا اعلان فرمایا، جس کے تحت قرآن کریم اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بڑی زبانوں میں تراجم، مساجد کی تعمیر، اشاعتِ اسلام کی خاطر لٹریچر اور کتب کی اشاعت، غرباء اور مساکین کے لیے رہائشی منصوبے شامل ہیں۔

آپ کے دور کا اہم واقعہ 1978ء میں لندن میں منعقد ہونے والی "کسرِ صلیب کانفرنس" تھی۔ جس میں دنیا بھر سے مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے علماء نے اپنے تحقیقی اور علمی مقالے پڑھے۔ جس میں حضرت عیسیٰؑ کی صلیب پر سے زندہ اُتارے جانے اور آپؑ کی بعد کی زندگی کے بارے میں مقالے پڑھے گئے۔ اس سے جہاں حضرت عیسیٰؑ پاکیزہ زندگی کے ذکر کے ساتھ آپ کا صلیب سے زندہ بچ جانے کا ذکر کیا اور اس طرح صلیبی عقیدے پر کاری ضرب لگی، وہاں جماعت احمدیہ کی عقائد کی خوب خوب تشہیر ہوئی اور جماعتی ترقیات کا ایک نیا باب شروع ہوا۔

آپ نے بیرونِ ممالک کے سات دورے کئے۔ اسی طرح سپین کے علاقے پیدرو آباد میں ساڑھے سات سو سال کے بعد بیت بشارت کا سنگ بنیاد رکھا جانا بھی آپ ہی کے دور کا ایک اور اہم واقعہ ہے۔ مغرب کے اس ملک، جہاں مسلمانوں نے سینکڑوں سال حکومت کی تھی، وہاں دوبارہ اسلام کا عَلم بلند کیا گیا اور اسلام کے خوبصورت چہرے کا دنیائے عیسائیت میں چرچا ہوا اور جماعتی ترقیات میں ایک سنہری باب کو کھولا گیا۔ آپؒ کی معروف کتب میں امن کا پیغام، تعمیر بیتُ اللہ کے 23 مقاصد، قرآنی انوار، اسلام مذہبی آزادی

اور آزادی ضمیر کا ضامن ہے، شامل ہیں۔ آپؒ کے دَورِ خلافت کے آخری جلسہ سالانہ پر حاضری کی تعداد دو لاکھ سے زائد افراد تک پہنچ گئی تھی، جو جماعتی ترقی اور شان و شوکت کا ایک منہ بولا ثبوت ہے۔ یہ بابرکت وجود 17 سال تمام مخلوق کو فیض پہنچا کر بالآخر 8-9 جون 1982ء کی درمیانی شب ہم سے جدا ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت سے وابستہ رہ کر اِس کے فیوض سے مالا مال ہونے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ترقی دینی ہے اور دے رہا ہے۔ خود لوگوں کی راہنمائی فرماتا ہے۔ خلافت کے ساتھ ان کو جوڑتا ہے اور جوڑ رہا ہے ورنہ یہ انسانی بس کی بات نہیں ہے۔ افرادِ جماعت اور خلیفۂ وقت کو ایک ایسے مضبوط بندھن میں باندھنا جس کی مثال ممکن نہ ہو، یہ انسان کے بس کی بات نہیں اور نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دل خلافت کے ساتھ جوڑتا ہے جو پہلے احمدی ہیں بلکہ ان کے بھی دل خلافت کے ساتھ جوڑتا ہے کہ جو خود بعد میں شامل ہو رہے ہیں اور بالکل نئے آنے والے ہیں جن کی پوری طرح تربیت بھی نہیں ہے۔ یہ صرف خدا تعالیٰ کا ہی کام ہے۔ وہی اخلاص و وفا بیعت کے بعد لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دکھاتے ہیں۔ وہی اخلاص و وفا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو پورا کرنے کے لیے اور آپ علیہ السلام کے نام پر خلافتِ احمدیہ سے دکھاتے ہیں اور دکھا رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بیعت جس طرح لوگوں نے کی وہ اللہ تعالیٰ کی خالص تائید و نصرت نہیں تھی تو اَور کیا تھا۔ سوائے چند منافق طبع لوگوں کے جو ہر جماعت میں ہوتے ہیں خلافت کے فدائی اور شیدائی بڑھتے چلے گئے اور جو منافق تھے ان کی آپؓ نے اچھی طرح سرزنش کی اور ان کو ان کے مقام پر رکھا۔ ان کو سر اٹھانے کی ہمت نہیں ہوئی۔ پھر خلافتِ ثانیہ کے انتخاب کے وقت انہی مخالفوں کے شور مچانے کے باوجود جو خلافتِ اولیٰ میں منافقت کرتے ہوئے جماعت میں رہ رہے تھے۔ انہوں نے مخالفت کی۔ لیکن جماعت نے باوجود ان لوگوں کے ورغلانے کے، شور مچانے کے، فتنہ اور فساد پیدا کرنے کے حضرت میاں صاحبؓ، حضرت مرزا محمود احمد صاحبؓ کہہ کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیعت کر لی اور پھر دنیا نے دیکھا

کہ کس طرح تیزی سے جماعت ترقی کرتی چلی گئی۔ دنیا میں مشن ہاؤس کھلے، مساجد بنیں، لٹریچر کی اشاعت ہوئی۔ وہ کام جن کے کرنے کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئے تھے آگے بڑھتے رہے۔

پھر خلافتِ ثالثہ میں اللہ تعالیٰ نے باوجود حکومتِ وقت کے بہت سخت حملے کے جماعت کو ترقیات سے نوازا۔ کشکول جماعت کے ہاتھ میں پکڑانے والے خود بُری حالت میں دنیا سے رخصت ہوئے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مئی 2022ء)

ہم پہ فضلِ خدا ہر قدم پر ہوا
ہم کو حاصل خلافت کا سایہ ہوا
جاوِدانی بہاروں کا موسم کھلا
گلشنِ دین احمد ہے مہکا ہوا
نصرتوں کے نظاروں کے شاہد ہیں ہم
اور عُدُو ہر قدم پر شکستہ ہوا

(بتعاون: چوہدری ناز احمد ناصر۔ برطانیہ)



﴾40﴿ ﴾مشاہدات۔818﴿

خلفاء کے ادوار میں جماعتی ترقیات و فتوحات

(خلافتِ رابعہ اور خامسہ میں الٰہی تائیدات، فتوحات و ترقیات)

(تقریر نمبر2)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور:56-57)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

سامعین! خاکسار اِس سے قبل پہلی تین خلافتوں میں ترقیات و فتوحات کا اختصار سے ذکر کیا تھا۔ آج خلافتِ رابعہ اور خامسہ میں الٰہی تائیدات، فتوحات اور ترقیات کا اختصار سے ذکر کرنا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا مبارک دَور

سب سے پہلے خلافتِ رابعہ کا ذکر کرتے ہیں۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے 10 جون 1982ء کو خلافت پر متمکّن ہونے سے دینی مساعی میں تیزی اور چستی پیدا ہو گئی۔ شدید مخالفانہ حالات میں خلیفہ وقت کے لئے پاکستان میں رہ کر تمام دنیا کی راہنمائی کرنا اور دنیا بھر میں پھیلی ہوئی جماعتوں سے رابطے اور ہدایات دینا ممکن نہیں رہا تھا، لہٰذا آپؒ نے ہجرت کا فیصلہ کیا اور آپ معجزانہ طور پر خدائی تصرّف اور نصرت کے ساتھ بحفاظت لندن تشریف لے آئے۔ اس آرڈیننس کے نتیجہ میں گو جماعتِ احمدیہ پر مظالم کے پہاڑ گر پڑے لیکن اپنے اولوالعزم امام کی قیادت اور راہنمائی میں جماعت احمدیہ ترقی کی منازل طے کرتی گئی اور اس کی تعداد لاکھوں سے نکل کر کروڑوں میں داخل ہو گئی۔ جماعت احمدیہ دنیا کے 175 ممالک میں پھیل گئی۔ جماعت احمدیہ کا بجٹ بھی کروڑوں روپے تک پہنچ گیا۔ پیدروآباد، سپین میں ساڑھے سات سو سال بعد تعمیر ہونے والی بیت بشارت کا افتتاح آپ ہی نے فرمایا۔ آپ ہی کے دَور میں جماعت احمدیہ کو آسٹریلیا میں پہلی مسجد بنانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

خلافت رابعہ کا سب بڑا تحفہ **"مسلم احمدیہ ٹیلیویژن"** ہے۔ جماعت احمدیہ کی دینی، روحانی اور تربیتی پہلوؤں کا مکمل احاطہ کرتے ہوئے یہ ٹیلیویژن چینل ہر قسم کی بیہودگی فحاشی اور غیر اخلاقی آلائشوں سے پاک ہے۔ بہت سے غیر از جماعت افراد باوجود اختلاف مذہب کے، انہی خوبیوں کی بنا پر اس چینل کو پسند کرتے ہیں۔ اس پر آپ نے ترجمۃ القرآن، ہومیوپیتھی کلاس، اردو کلاس، چلڈرن کلاس، لجنہ کلاس، اردو، عربی، بنگلہ، انگلش، فرنچ اور جرمن جاننے والے احباب کے ساتھ مجالس عرفان کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کے بابرکت دَورِ خلافت میں بے شمار مساجد کی تعمیر کے علاوہ 57 اہم زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم، ایک سو زبانوں میں قرآن کریم کی منتخب آیات اور احادیث کے تراجم، لاتعداد لٹریچر اور رسائل وغیرہ شائع ہوئے۔ آپ کے دَور میں افریقہ کے کئی بادشاہوں کے احمدیت میں داخل ہو جانے سے حضرت مسیح موعودؑ کا الہام "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" ایک دفعہ پھر اپنی شان و شوکت سے پورا ہوا۔ 1993ء سے عالمی بیعت کا عظیم روحانی پروگرام شروع کیا اور 16 کروڑ نئے افراد بیعت کرکے احمدیہ مسلم جماعت میں داخل ہوئے۔ دنیا بھر میں سینکڑوں عظیم الشان مشن ہاؤسز اور مساجد تعمیر ہوئیں۔ آپؒ

نے دینا کے سبھی براعظموں کا دورہ فرمایا۔ آپؒ کے دور میں جماعتی ترقی میں نمایاں اضافہ ہوا۔ آپ کے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے پر دعوت الی اللہ کے کام میں تیزی آگئی تھی

حضرت خلیفۃُ المسیح الرابعؒ ایک بلند پایہ مصنّف، مقرّر اور شاعر بھی تھے۔ جماعتی تعلیم وتربیت کے ضمن میں خطبات و تقاریر کے علاوہ آپ کے درسُ القرآن، مجالسِ سوال وجواب، مجالسِ علم و عرفان اور دیگر علمی و ادبی کلاسز، آپ کے علمی شاہکار، وسعتِ علمی اور وسعتِ نظری کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ علم الادیان کے ساتھ ساتھ علم الابدان کے شعبہ ہومیو پیتھی میں بھی آپ کو کمال ملکہ حاصل تھا۔ تمام دنیا سے مریض آپ کی طرف رجوع کرتے تھے اور تجربہ شدہ نسخہ کے ساتھ ساتھ مقبول دعا سے بھی فیضیاب ہوتے۔

آپؒ کی مایہ ناز تصنیفات میں قرآن کریم کی سورتوں کا تعارف اور مختصر تشریحی نوٹس کے ساتھ ترجمہ قرآن، مذہب کے نام پر خون، وصال ابن مریم، کلام طاہر، ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل اور Response to Contemporary Issues, Revelation, Rationality, Knowledge and Truth شامل ہیں۔ اِس کے علاوہ بیسیوں شاہکار تصانیف اپنے پیچھے یادگار چھوڑی ہیں۔

اسی طرح لاطینی امریکہ کے ممالک میں تبلیغ کا آغاز بھی آپ کے دور میں ہوا۔ 1985ء میں برازیل اور 1989ء میں گوئٹے مالا میں جماعتیں قائم ہوئیں اور وہاں پر پہلی مسجد "بیت الاّول" کا خود جا کر افتتاح فرمایا۔ آپ کی جاری کردہ تحریکات میں سے ایک **وقف نو** ہے جس کے تحت حضورؒ نے آئندہ زمانے کی تعلیم وتربیت کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے افرادِ جماعت کو اپنی پیدا ہونے والی اولاد کو دین کی راہ میں وقف کرنے کی تحریک فرمائی، جس پر تمام جماعت نے والہانہ لبیک کہا اور یہ سلسلہ ہنوز جاری وساری ہے۔ یہ تعداد بفضلِ اللہ تعالیٰ اب 80 ہزار سے زائد ہو چکی ہے۔ الحمد للہ علی ذالك

اِس کے علاوہ **سیدنا بلال فنڈ** کی ایک تحریک آپ کے دَور میں ہوئی۔ جس کے تحت مظلوم بھائیوں کا خیال رکھا جاتا ہے اور خدا کی راہ میں جانوں کا نذرانہ دینے والے یا قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنے والوں کے ورثاء کی کفالت "سیدنا بلال فنڈ" کے ذریعہ کی جاتی ہے اور **مریم شادی فنڈ** کے تحت غرباء اور مستحقین کی بچیوں کی شادی کے اخراجات پورے کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ بوسنیا اور صومالیہ کے متاثرین، حبشہ کے قحط زدگان اور افریقہ کے کئی فاقہ زدہ ممالک کے لئے مالی امداد کی کئی تحریکات جاری فرمائیں۔ ایسی ہی

ایک تحریک Humnity First کے نام سے جاری فرمائی اور صاف پینے کے پانی کے کنوئیں لگوائے جارہے ہیں۔

سامعین! 19/ اپریل 2003ء کادن جماعت احمدیہ کے لئے ایک بہت عظیم سانحہ کادن تھا۔ جس دن آپؒ ہم سے جدا ہو گئے۔ آپؒ نے خلافت کے بارے میں فرمایا" آئندہ ان شاء اللہ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو گا جماعت اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے کوئی بدخواہ اب خلافتِ احمدیہ کا بال بیکا نہیں کر سکتا اور جماعت اسی شان سے ترقی کرے گی خدا کا یہ وعدہ پورا ہو گا کہ کم از کم ایک ہزار سال تک جماعت میں خلافت قائم رہے گی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ جون 1982ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ آپؒ کے دَور کے بارے میں بیان فرماتے ہیں:

"**خلافتِ رابعہ** میں ترقیات کا ایک اَور باب کھلا۔ اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور نصرت کے نئے نظارے ہم نے دیکھے۔ اشاعتِ اسلام کے نئے نئے رستے کھلے۔ خلیفۂ وقت کے ہاتھ کاٹنے کا سوچنے والوں کے اپنے ہاتھ کٹ گئے اور فضا میں ان کے جسم بکھر گئے لیکن جماعت کی ترقی کے قدم نہیں رکے۔ تبلیغ کے میدان میں وسعت پیدا ہوئی۔ ایم ٹی اے کا آغاز ہوا جس سے ہر گھر میں جماعت کا پیغام پہنچنا شروع ہوا۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا تکمیل کی طرف بڑھنا ہے اور یہی چیز ہے اگر کوئی سمجھے تو۔ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا پورا ہونا نہیں تو اَور کیا تھا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مئی 2022 ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا مبارک دَور

سامعین! ہم خوش قسمت خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں سے گزر رہے ہیں۔ روزِ اول سے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے پہلے خلفاء کے جاری فرمودہ تمام تعلیمی، تربیتی اور دعوت الی اللہ کے پروگراموں کو تسلسل کے ساتھ جاری رکھا۔ جماعت کی اندرونی تربیت اور نظامِ جماعت کی مضبوطی کی طرف آپ کی گہری نظر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا بطور خلیفۃ المسیح انتخاب 22/اپریل 2003ء کو لندن میں ہوا اور آپ کے بابرکت دَور میں مسلم احمدیہ ٹیلیویژن کی تعداد آٹھ چینلز تک پہنچ چکی ہے ۔ جو چوبیس گھنٹے نشریات پیش کر رہے ہیں ان پر 17 مختلف زبانوں میں رواں ترجمے نشر کیے جاتے ہیں۔ جن میں انگریزی، عربی، فرانسیسی، جرمن، بنگلہ، سواحیلی، افریقن، انگریزی، انڈونیشین، ترکی، بلغارین، بوزنین، ملیالم، تامل، روسی، پشتو، ہسپانوی اور سندھی زبانیں شامل ہیں۔ آپ ہی کے بابرکت دَور میں زمین کے کنارے فجی سے پہلی مرتبہ ”مسلم ٹیلیویژن احمدیہ“ کی نشریات تمام عالَم کے لئے نشر کی گئیں اور حضرت مسیح موعودؑ کا یہ الہام ”مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ ایک نئی شان کے ساتھ پھر سے پورا ہوا۔ مسلم ٹیلیویژن احمدیہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا انمول تحفہ جماعت احمدیہ عالمگیر کو عطا ہوا ہے جس کے ذریعہ تبلیغ، تعلیم و تربیت، صحت، غرض ہر فردِ جماعت کے لئے مفید ثابت ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائیدات و نصرت کا سایہ آپ ایدہ اللہ پر واضح طور پر موجزن نظر آتا ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ پہلے ہی الہاماً خبر دی جاچکی تھی۔اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْرُ اے مسرور! مَیں تیرے ساتھ ہوں۔

(تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 630)

آپ نے نومبائعین کی تربیت کی طرف خاص توجہ فرمائی اور دنیا بھر میں مساجد کے قیام کے لیے تحریکات فرمائی۔ آپ نے متعدد ممالک کے دورے فرمائے اور جماعت کی ہر میدان میں راہنمائی فرمائی۔ جماعتی تربیت و ترقی کے لئے آپ نے خلافت صد سالہ جوبلی پر چندہ دہندگان کے پچاس فی صد کو نظامِ وصیت میں شامل کرنے کی اپیل کی، جس کے خوشکن اثرات ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ دنیا کے کسی نظام میں بھی ایسی تیز ترقی نہ کسی نے دیکھی اور نہ ہی کوئی دنیاوی نظاموں میں دیکھ سکے گا۔ یہ صرف اور صرف جماعت احمدیہ کو ہی خدا تعالیٰ نے خواص عطا فرمائے ہیں جو اپنے خلیفہ کی ایک آواز پر اٹھنے اور بیٹھنے والی ہے۔ اس جماعت کے ذریعہ نئی زمین اور نئے آسمان کی بنیاد جو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ رکھی جاچکی ہے وہ عمل تیز سے تیز تر ہوتا ہوا بالآخر اپنی تکمیل کی منزل تک پہنچ کر رہے گا۔

مغربی یورپ کی سب سے بڑی مسجد ”مسجد بیت الفتوح“ کا افتتاح آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے 3 اکتوبر 2003ء کو خطبہ جمعہ ارشاد کر کے فرمایا۔

سامعین! قادیان اور ربوہ میں تو جامعہ احمدیہ بہت پُرانے قائم ہیں۔ خلافت خامسہ میں جامعہ احمدیہ کینیڈا کا آغاز 2003ء میں ہوا، جامعہ احمدیہ یوکے کا افتتاح یکم اکتوبر 2005ء کو ہوا۔ 20 اگست 2008ء کو جامعہ احمدیہ جرمنی کا افتتاح ہوا۔ 2012ء میں جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا کی بنیاد ڈالی گئی۔ اِن کے علاوہ دیگر دسیوں ممالک میں یہ جامعات بڑی کامیابی سے جاری ہیں اِن میں بعض مقامات پر چار سالہ کورسز بھی کروائے جاتے ہیں جیسے سیرالیون، برکینا فاسو اور گھانا وغیرہ

سامعین! ہر سال اللہ تعالیٰ خود نئے سے نئے علاقوں اور ملکوں میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے تعارف کے معجزانہ سامان کرتا چلا جا رہا ہے۔ خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں 45 نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔

جماعت احمدیہ مسلمہ کے قیام کا مقصد دنیا میں اللہ تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنا اور دنیا کو اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندوں سے بھرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا جس گاؤں یا بستی یا ملک میں نفوذ ہوتا ہے وہاں مساجد کی تعمیر جو امن و سلامتی کا گہوارہ ہوتی ہیں اس کی اولین ترجیحات میں سے ہے۔ خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں بیرون پاکستان نئی مساجد کی تعمیر اور جماعت کو عطا ہونے والی بنی بنائی مساجد کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ صرف جرمنی میں سو مساجد کی تحریک کے تحت 80 مساجد تعمیر ہو کر اللہ کی عبادت کے لئے استعمال ہو رہی ہیں۔

خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں تالیف و تصنیف کی شاخ کی عظیم الشان ترقی کا مختصر جائزہ ہی حیران کن ہے کہ وہ کتب جن کی اشاعت کا آغاز چند ہزار سے ہوا۔ آج خدا کے فضل سے اس کی تعداد لاکھوں میں پہنچ چکی ہے۔ جماعت کے مرکزی رقیم پریس کا آغاز اسلام آباد برطانیہ میں 1987ء میں ہوا پھر اس کی شاخیں دنیا کے مختلف ممالک میں قائم ہونے لگیں۔ آج دنیا کے مختلف حصوں میں جدید سہولتوں سے آراستہ ایک درجن کے قریب ممالک میں جماعت کے اپنے پریس قائم ہیں جن کے ذریعہ ہر سال لاکھوں کتب کی اشاعت ہوتی ہے۔

خلافت خامسہ کے اب تک کے 22 سالہ دور میں 21 نئی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم و مختصر تفسیری نوٹس کی اشاعت ہوئی ہے۔ جبکہ اب تک جماعت کے ذریعہ شائع شدہ تراجمِ قرآن کی کل تعداد 80 ہو چکی ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جس کثرت سے ساری دنیا میں امن کے پیغام کی اشاعت اور مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں اسلام کے عافیت بخش پیغام کی منادی کی ہے اس کا اتنا گہرا اثر قائم ہوا ہے کہ اب اِن ملکوں میں حضور انور کو **امن کے سفیر** کے خطاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ خلافت خامسہ میں مرکز احمدیت لندن سے دُنیا میں اشاعت اسلام کے لئے ایک اور اہم ذریعہ اختیار کیا گیا جس میں بین المذاہب کانفرنسز، امن کانفرنسز اور امن سمپوزیمز وغیرہ کا انعقاد ہوا۔ جن میں اسلام کو امن کا مذہب بیان کر کے اسلامی تعلیمات کو مان کر اس پر عمل کرنے اور اس کے ذریعہ سے امن عالم کے حصول کی کوششوں کی طرف توجہ دلائی۔ چنانچہ 25 اپریل 2004ء کو نیشنل سالانہ امن سپوزیم کا انعقاد ہوا۔ 29 مارچ 2008ء کو خلافت جوبلی کانفرنس منعقد ہوئی۔ 23 مارچ 2013ء کو دسواں نیشنل امن سمپوزیم ہوا۔ اس کے علاوہ احمدیہ مسلم امن ایوارڈز اور انعامات بھی تقسیم ہوئے۔

خلافت خامسہ میں نومبائعین کو نظام جماعت کا فعال حصہ بنانے کی طرف خاص توجہ دی گئی۔ حضور انور نے اس سلسلہ میں امراء، مربیان اور تمام احمدیوں کے لئے کئی تحریکات فرمائیں۔

سامعین! تحریک جدید کے دفتر پنجم کا اجرا اور اس میں شمولیت کی تحریک فرمائی۔ نیز دفتر اول کے کھاتے زندہ کرنے کی تحریک فرمائی۔ الحمدللہ ایسے تمام کھاتے جاری ہو چکے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”یہ...ان شاء اللہ تعالیٰ احمدیت کی ترقی اور فتوحات کا دَور ہے۔ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ایسے باب کھلے ہیں اور کھل رہے ہیں کہ ہر آنے والا دن جماعت کی فتوحات کے دن قریب دکھا رہا ہے۔ مَیں تو جب اپنا جائزہ لیتا ہوں تو شرمسار ہوتا ہوں۔ مَیں تو ایک عاجز، ناکارہ، نااہل، پُر معصیت انسان ہوں۔ مجھے نہیں پتہ کہ اللہ تعالیٰ کی مجھے اس مقام پر فائز کرنے کی کیا حکمت تھی۔ لیکن مَیں یہ بات علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس دور کو اپنی بے انتہا تائید و نصرت سے نوازتا ہوا ترقی

کی شاہراہوں پر بڑھتا چلا جائے گا۔ ان شاء اللہ اور کوئی نہیں جو اس دور میں احمدیت کی ترقی کو روک سکے اور نہ ہی آئندہ کبھی یہ ترقی رکنے والی ہے۔ خلفاء کا سلسلہ چلتا رہے گا اور احمدیت کا قدم آگے سے آگے ان شاء اللہ بڑھتا رہے گا۔“

(خطاب 27 مئی 2008ء)

پھر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اِس دَور میں درجنوں ملکوں میں احمدیت کا پودا لگا۔ درجنوں ملکوں میں جماعت احمدیہ کا باقاعدہ نظام قائم ہوا۔ سینکڑوں شہروں اور قصبوں میں خود اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی راہنمائی کر کے خلافت کی تائید و نصرت کے نظارے دکھا کر لوگوں کے دلوں میں خلافت سے تعلق کا جذبہ پیدا کر کے مخلصین کی جماعتوں کے قیام کے سامان پیدا فرمائے اور یہ نظارے اللہ تعالیٰ دکھاتا چلا جا رہا ہے۔

خلافت سے وابستگی کے یہ نظارے اور جماعت کی ترقی کے یہ نظارے کیوں نہ ہوتے؟ یہ تو ہونے ہی تھے کہ اس کا اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیشگوئی فرمائی تھی۔

پس نہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کو بھولنے والا اور نہ توڑنے والا ہے اور نہ ہی اپنے سب سے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے پورا کرنے میں کمی کرنے والا ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 مئی 2024ء)

پس اے جماعت احمدیہ کے وجود کی سر سبز شاخو! آج جب کہ ہم خلافت احمدیہ کے پانچویں دور میں فتوحات کے نظارے دیکھتے ہوئے شاہراہ غلبہ دین حق پر قدم بڑھاتے جا رہے ہیں تو اپنے ان عہدوں کو بھی تازہ کریں کہ

”مَیں خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار رہوں گا اور خلیفہ وقت جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اس کی پابندی کرنا ضروری سمجھوں گا۔“

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی عمر و صحت میں برکت دے اور دین کے کاموں میں روح القدس سے آپ کی تائید و نصرت فرمائے۔ (آمین)

سامعین! خلافت احمدیہ کو جماعتی ترقیات کے علاوہ مجموعی طور پر جماعت احمدیہ کو اور بھی بے شمار برکات نصیب ہوئی ہیں، جو جماعتی ترقیات میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جیسے جماعت کے مفہوم میں وحدت کا عنصر نہایت نمایاں ہے جو کبھی بھی ایک صاحب الامر کی موجودگی کے بغیر ممکن نہیں۔ اس کی مثال ہمیں خلافت کے ہر دور میں نظر آتی ہے۔ وہ وجود خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہے اور اسی وجہ سے جماعت احمدیہ کو وہ وحدت نصیب ہے جو ایسے عالمی بھائی چارے اور اخوت کا رنگ رکھتی ہے، جس کی مثال ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی۔ اس کے بے شمار مناظر مختلف جلسہ ہائے سالانہ پر بخوبی ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں، جہاں بغیر جان پہچان کے صرف باہمی اخوت کی بناء پر ایک دوسرے کو سکھ، آرام پہنچا کر خدمت کی جاتی ہے۔ یہ اسی خلافت کی برکت ہے کہ آج 220 ممالک میں پھیل چکی ہے۔اسی طرح یہ بھی فیضان خلافت ہے کہ آج جماعت احمدیہ دوسرے معاشرے میں رائج بے ہودہ رسم و رواج سے محفوظ اور پاک ہے۔

راہبر ہے ہمارا، وہ شیر خدا
جو ہے تختِ مسیحا کا وارث ہوا
ہم خدا کے خلیفہ کے تابع ہوئے
جس کی طاعت کا ہے عہد باندھا ہوا
اُس کی خاطر فرشتے محافظ ہوئے
اُس کا حامی خدا ہر قدم پر ہوا

(بتعاون: چوہدری ناز احمد ناصر۔ برطانیہ و مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)



﴿41﴾ ﴿مشاہدات۔820﴾

خلافتِ حقہ اور اشاراتِ الٰہیہ

(تقریر نمبر 1 بابت خلافتِ اولیٰ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۞ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۞ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (النور:56-58)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ ہر گز گمان نہ کر کہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ (مومنوں کو) زمین میں بے بس کرتے پھریں گے جبکہ ان کا ٹھکانا آگ ہے اور بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

سامعین کرام! خاکسار کی گزارشات کا موضوع "**خلافتِ حقہ اور اشاراتِ الٰہیہ-خلافتِ اولیٰ**" ہے۔ یعنی آج خاکسار آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بعض بندوں پر ہونے والے ان اشارات کا ذکر کرے گا جن میں لوگوں کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے کے متعلق خبر دی گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اِس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں کو اپنے منتخب کردہ خلیفہ کی طرف مائل کر دیتا ہے اور بعض اوقات اپنے انتخاب سے لوگوں کو بھی بذریعہ رؤیا و کشوف یا اور طریق پر مطلع فرماتا ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”مجھ سے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم صاحبہ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت صاحب آخری سفر میں لاہور تشریف لے جانے لگے تو آپ نے ان سے کہا کہ مجھے ایک کام درپیش ہے۔ دعا کرو اور اگر کوئی خواب آئے تو مجھے بتانا۔ مبارکہ بیگم نے خواب دیکھا کہ وہ چوبارہ پر گئی ہیں اور وہاں حضرت مولوی نور الدین صاحب ایک کتاب لئے بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو! اِس کتاب میں میرے متعلق حضرت صاحب کے الہامات ہیں اور مَیں ابو بکرؓ ہوں۔ دوسرے دن صبح مبارکہ بیگم سے حضرت صاحب نے پوچھا کہ کیا کوئی خواب دیکھا ہے؟ مبارکہ بیگم نے یہ خواب سنائی تو حضرت صاحب نے فرمایا! یہ خواب اپنی اماں کو نہ سنانا۔ مبارکہ بیگم کہتی ہیں کہ اس وقت مَیں نہیں سمجھی تھی کہ اس سے کیا مراد ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ خواب بہت واضح ہے اور اس سے یہ مراد تھی کہ حضرت صاحب کی وفات کا وقت آن پہنچا ہے اور یہ کہ آپ کے بعد حضرت مولوی صاحب خلیفہ ہوں گے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ اِس وقت ہمشیرہ مبارکہ بیگم صاحبہ کی عمر گیارہ سال کی تھی دوسری روایتوں سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت صاحب اس سفر پر تشریف لے جاتے ہوئے بہت متامّل تھے کیونکہ حضرت کو یہ احساس ہو چکا تھا کہ اِسی سفر میں آپ کو سفر آخرت پیش آنے والا ہے۔ مگر حضور نے سوائے اشارے کنایہ کے اِس کا اظہار

نہیں فرمایا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ ہماری ہمشیرہ کا یہ خواب غیر مبائعین کے خلاف بھی حُجت ہے کیونکہ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت کی طرف صریح اشارہ ہے۔“

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 533)

حضرت سید احمد نور کابلیؓ بیان کرتے ہیں:

”ایک دفعہ عجب خان تحصیلدار جو ہمارے یہاں آئے ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے گھر جانے کی اجازت لے کر شہید مرحوم (یعنی حضرت شہزادہ عبد الطیف صاحب شہید) کے پاس آئے اور کہا کہ مَیں نے حضرت صاحب سے اجازت لے لی ہے لیکن مولوی نور الدین صاحب سے نہیں لی۔ شہید مرحوم نے فرمایا کہ مولوی صاحب سے جا کر ضرور اجازت لینا کیونکہ مسیح موعودؑ کے بعد یہی اوّل خلیفہ ہوں گے۔ چنانچہ جب شہید مرحوم جانے لگے تو مولوی صاحب سے حدیث بخاری کے دو تین صفحے پڑھے اور ہم سے فرمایا کہ یہ مَیں نے اس لئے پڑھے ہیں کہ تا مَیں ان کی شاگردی میں داخل ہو جاؤں حضرت صاحب کے بعد یہ خلیفہ اوّل ہوں گے۔“

(شہید مرحوم کے چشم دید واقعات از سید احمد نور کابلی صفحہ 9-10)

مکرم سید محمود عالم صاحب آف قادیان بیان کرتے ہیں:

”مَیں چونکہ 1907ء سے لے کر 1912ء تک حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے شاگردوں میں شامل تھا۔ اس لئے دن رات کا بڑا حصہ حضور کے پاس رہنے کی سعادت حاصل تھی اور آپ کی باتیں سننے کا موقعہ ملتا رہتا تھا۔“

(روزنامہ الفضل قادیان 22/اگست 1940ء)

آپ کی بیان کردہ یادداشتوں میں سے جو روزنامہ الفضل قادیان 22/اگست 1940ء صفحہ 4 پر شائع ہوئی میں سے صرف تین آپ سامعین کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ آپ لکھتے ہیں:

حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ خدا تعالیٰ کا مجھ سے وعدہ ہے کہ تیری نسل سے ہر زمانہ میں ائمہ دین پیدا ہوتے رہیں گے۔ چنانچہ اب خدا تعالیٰ نے مجھے خلیفہ اور امام بنا

کر حضرت عمرؓ کے قول کی تصدیق کر دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی تک تو یہ خیال تھا کہ شاید یہ زمانہ خالی جائے مگر یہ زمانہ بھی خالی نہیں گیا۔

مزید تحریر کرتے ہیں:

منکرینِ خلافت کے ذکر پر فرمایا کرتے تھے کہ میری خلافت کی اطلاع تو آج سے تیس سال پہلے خدا تعالیٰ نے دے دی تھی۔ چنانچہ میاں نجم الدین صاحب مرحوم بھیروی کی برادر زادی کو جو ملہمہ تھیں تیس سال پہلے بتلایا گیا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا مَیں خلیفہ ہوں گا اور یہ وہ وقت تھا جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود کا بھی کوئی پتہ نہ تھا۔ غالباً الفاظ یہ تھے (کوئی کہنے والا کہتا ہے) کہ مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کہاں ہیں۔ چنانچہ خاکسار نے خود میاں نجم الدین صاحب مرحوم سے دریافت کیا کہ کیا آپ کو بھی اس کا علم ہے۔ تو مرحوم نے فرمایا کہ مَیں آج سے تیس سال پہلے سے جانتا تھا کہ مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح بننے والے ہیں کیونکہ میری برادر زادی کو اس وقت جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی کوئی ذکر نہ تھا خدا تعالیٰ نے بتلایا تھا کہ مولوی نور الدین صاحب کو خلیفۃ المسیح بنایا جائے گا۔

سید محمود عالم صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ

حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مَیں نے ایک مرتبہ خدا تعالیٰ کے حضور التجا کی کہ جماعت میں فتنہ پڑ گیا ہے اسے دور کر دے۔ اس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ مَیں نے تو تیرہ سو سال پہلے سے احمد کے بعد تیری بھی پیشگوئی کی ہوئی ہے۔ پس تجھے کون مٹا سکتا ہے۔

(روزنامہ الفضل قادیان 22/ اگست 1940ء)

سامعین! حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر اپنے مضمون ”وصالِ حبیب“ میں تحریر فرماتے ہیں:

”سچ تو یہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود کی زندگی میں ہی بہت لوگوں کی نظریں اس طرف جارہی تھیں کہ ہمارے درمیان حضرت اقدس کے بعد جانشین ہونے والا وجود نور الدین کا ہی ہے۔ چند ماہ کی بات ہے کہ مخدومی خواجہ کمال الدین صاحب نے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ اگر خدانخواستہ آج حضرت صاحب ہمارے درمیان میں سے اُٹھ جاویں تو پھر کیا ہو۔ کیونکہ مخالفین کی نظر اس بات پر ہے کہ جو قوت لوگوں کو ایک لڑی میں پرونے اور ایک جگہ جمع کر دینے کی حضرت مرزا صاحب میں موجود ہے آئندہ زندگی اس

سلسلہ کی کسی ایسی ہی قوت والے جانشین کے پیدا ہونے پر منحصر ہے۔ تو مَیں نے خواجہ صاحب کی خدمت میں عرض کی تھی کہ یہ قوت اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مولوی نور الدین صاحب میں موجود ہے اور ان کے بعد خدا تعالیٰ کسی اور کو دے دے گا۔ اس واسطے ظاہری نظر میں ہی یہ سلسلہ پورا استحکام رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے کسی زلزلہ کا خوف نہیں۔ خواجہ صاحب نے میری بات کی تائید کی اور فرمایا کہ میرا تو دل تیار ہے کہ مولوی صاحب موصوف کے ہاتھ پر بیعت کر لے۔ حضرت مرزا صاحب کی وفات کے وقت ہی حضرت سید مولوی محمد احسن صاحب نے حضرت مولوی صاحب موصوف کی خدمت میں حاضر ہو کر جو پہلا لفظ بولا وہ یہی تھا کہ آپ صدیق اکبر ہیں۔ حضرت کا جنازہ لاتے ہوئے ریل گاڑی میں ہم سوار تھے اور مَیں مختلف احباب کو دیکھنے کے واسطے راہ کے اسٹیشنوں پر مختلف گاڑیوں میں بیٹھتا رہا۔ مَیں نے دیکھا کہ سب کے قلوب اس امر کی طرف جھکے ہوئے تھے کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب ہمارے امام ہوں اور میر محمد سعید صاحب نے تو مجھے اپنی نوٹ بک میں ایک یادداشت دکھائی جس پر یہ الفاظ لکھے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ أَجْمَعِيْنَ

ہم لوگ حضرت خلیفہ رسول ربُّ العالمین عالی جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب ایدہ اللہ بروح منہٗ سے بیعت کرنے کے لئے تیار ہیں۔

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

میر محمد سعید۔ حافظ احمد اللہ صاحب۔ حافظ محمد اسحٰق صاحب۔ سید عبد الحیٔ صاحب۔ شیخ شبراتی صاحب۔ عبد الرحمن صاحب۔ مخدوم محمد اشرف صاحب۔ سید ولی اللہ شاہ صاحب۔ مرزا خدا بخش صاحب۔"

(البدر 02/جون 1908ء)

سامعین! یاد رہے کہ حضرت خلیفۃُ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا انتخاب قادیان پہنچ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جنازہ پڑھنے سے پہلے ہوا تھا۔

خواجہ کمال الدین صاحب اپنے ایک مطبوعہ مضمون جو آپ نے 6 جولائی 1913ء کو لندن سے "خداداد شہادت" کے عنوان سے بدر میں شائع ہونے کے لئے بھجوایا۔ اس مضمون کا چربہ یعنی نقل تاریخ احمدیت

جلد 3 میں موجود ہے۔ جہاں اس مضمون میں بیان حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے خلافت کے منصب پر فائز ہونے کی پیش خبری لئے ہوئے تھا وہیں خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کی زندگی کے پیش آمدہ واقعات کا بھی غماز تھا لیکن بدقسمتی سے اللہ تعالیٰ سے واضح خبر پانے کے باوجود ان احباب نے اپنی وہ روش قائم کی کہ جماعت مبائعین میں شامل نہ رہ سکے۔

خواجہ کمال الدین صاحب تحریر کرتے ہیں کہ

”احمدی جماعت میں بہت تھوڑوں کو اس بات کا علم ہے کہ مَیں نے ہی سب سے اول حضرت قبلہ کو اپنی طرف سے اور اپنے خاص احباب کی طرف سے خلافت کا بار گراں اٹھانے کے لئے عرض کیا۔ اس کی بناء کوئی مصلحت وقت نہ تھی بلکہ اشارہ ربّی جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام 26/مئی 1908ء کو اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ مَیں نے شب درمیان 23-24/مئی 1908ء کو ایک عجیب رؤیا دیکھا۔ میں ان واقعات کا ذکر بھی نہ کرتا لیکن چونکہ بعد کے واقعات اور موجودہ واقعات نے اس رؤیا کی صداقت پر مہر لگادی ہے۔ اُس لئے میرے نزدیک ہر ایک سلیم الفطرت احمدی کے لئے یہ ایک قطعی شہادت ہے۔ مَیں نے دیکھا کہ مَیں اور میرے ہمراہ شاید اور نو یا دس یا گیارہ احباب ہیں جن میں سے ایک مولوی محمد علی صاحب ہیں ہم سب کسی شاہی خاندان میں سے ہیں لیکن جس خاندان کے ہم ممبر ہیں ان کا سر تاج تخت سے الگ ہو چکا ہے اور نئی سلطنت قائم ہو گئی ہے اور پہلا دور بدل گیا ہے اور ہم یہ نو دس آدمی اسیر ان سلطانی ٹھہرائے گئے ہیں۔ ہم سخت تشویش میں ہیں کہ اتنے میں ہمیں اطلاع ہوئی کہ نئی سلطنت کا سر تاج ہم کو طلب کرتا ہے اور ہمیں ہماری قسمت کا فیصلہ سناتا ہے کیا شان ایزدی ہے کہ ہم جو نو دس آدمی ہیں ان کی بھی دو جماعتیں بنائی گئی ہیں حکم ہوا کہ باری باری جماعت میں نئے حاکم کے سامنے ہم پیش ہوں۔ چنانچہ پہلی جماعت جو نئے سلطان کے سامنے پیش ہوئی وہ بسر کردگی مولوی محمد علی صاحب گئی ہم کمرہ سلطان سے باہر تھے لیکن مجھے یہ سمجھ آئی کہ نئے فرمان روا نے جو کچھ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہمراہیوں کو کہا انہوں نے خاموشی سے سن کر سرِ تسلیم خم کیا اور خاموش ہی باہر آگئے اس کے بعد مجھے حکم ہوا۔ میرے ہمراہ بھی چار پانچ احباب باقی تھے اور وہ میری سر کردگی میں پیش ہوئے جب میں کمرہ سلطان کے اندر داخل ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ نیا حاکم

خود مولوی نور الدین صاحب ہیں۔ آپ نے نہایت متانت اور تمکنت کے ساتھ مجھے اور میرے ہمراہیوں کو دیکھا اور پھر حسب ذیل گفتگو شروع ہوئی اور میرا انداز جواب کس قدر تیز تھا۔

مولوی نور الدین صاحب! تم جانتے ہو کہ تم کون ہو اور تمہاری حیثیت اس وقت کیا ہے؟

مَیں: مَیں خوب جانتا ہوں کہ جس شاہی خاندان کے ہم رکن تھے وہ دور بدل گیا ہے اور ہم اس وقت اسیر ان سلطانی ہیں۔

مولوی نور الدین صاحب۔ کیا وجہ ہے کہ تمہارے ساتھ وہی سلوک نہ کیا جاوے جو اسیر ان سلطانی کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ تم کو ان وطنوں سے نکال کر دوسرے وطنوں میں آباد نہ کیا جاوے۔

مَیں: (بڑے جوش اور لاپرواہی کے ساتھ) آپ کی جو مرضی ہے کریں جب ہم اسیر سلطانی ہیں تو ہمارا چارہ ہی کیا ہے اور ہم خوب سمجھتے ہیں کہ ہمارا اب دور بدل گیا ہے اور ہم اب قیدی ہیں اگر ہم کچھ اور چاہیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں جو آپ کی خوشی ہو کرو۔

اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ میرے جسم پر سخت رعشہ اور سنسناہٹ تھی اور ایک مدت تک مَیں اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا۔ یہ تہجد کا وقت تھا۔ مَیں اٹھا اور سب سے اول اسی واقعہ کو قلم بند کیا اور صبح تک استغفار میں مصروف رہا۔ بعد از صبح حضرت مرزا صاحب مغفور باہر آئے تو سب سے اول جو موقع مجھے تنہائی میں آپ سے ملا۔ مَیں نے وہ کاغذ پیش کیا۔ دو دن کے بعد یہ رؤیا بالکل بدیہی واقعہ ہو جانے والا تھا۔ لیکن مصلحت ربّی نے آپ کی طبیعت کو اس طرف نہ آنے دیا۔ آپ نے صرف اس قدر فرمایا۔ کہ خواب میں اسیر سلطانی ہونا نہایت ہی مبارک، نہایت ہی مبارک ہے۔

حضرت صاحب کے بعد حضرت حکیم صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ کاغذ دکھایا۔ وہ حسرت آج تک میرے پیش نظر ہے۔ جو اس کاغذ کو دیکھ کر مولوی صاحب کے چہرے پر نمودار ہوئی۔ آپ نے کئی منٹوں تک گردن نیچی رکھی اور پھر بعد میں اس کاغذ کو اپنی جیب میں ڈال کر فرمایا کہ مَیں اس کی تعبیر بعد غور بتلاؤں گا۔ 48 گھنٹہ اس واقعہ پر گزرے کہ بادشاہ وقت جہاں سے رخصت ہو گیا اور نئے کار کے آثار شروع ہو گئے اس خواب سے اطلاع اسی دن مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب کو دی گئی تھی اور وہ خدا واسطہ اس امر کی شہادت دے سکتے ہیں۔ الغرض جب ہم

اس اچانک موت کے ضروری انتظام سے فارغ ہو کر ریل میں بغرض قادیان بیٹھے۔ تو مَیں نے حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب سے جبکہ ہر دو ڈاکٹر صاحب بھی ہمراہ تھے پوچھا۔ کہ بتلاؤ! اب خلیفہ کون ہو گا۔ تو شیخ صاحب نے فی الفور بجواب کہا کہ وہی جس کی تمہیں دو دن پہلے اطلاع ہو چکی ہے۔ شیخ صاحب کا اس رؤیا کی طرف اشارہ تھا۔ جب ہم قادیان پہنچے اور حضرت فاضل امروہی اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی استرضا کے بعد گول کمرہ قادیان میں جمع ہوئے تو مَیں نے حضرت قبلہ کو وہاں آنے کی تکلیف دی۔ اس وقت بھی مَیں نے یہ نہیں کہا کہ اب آپ خلافت کو قبول کریں۔ بلکہ مَیں نے یہ عرض کیا کہ حضور کو جو کاغذ پرسوں لاہور میں مَیں نے دیا تھا اور جس میں میرا رؤیا تھا وہ کیا حضور کو یاد ہے۔

مولوی صاحب۔ ہاں میاں! وہ کاغذ اب بھی میری جیب میں ہے۔

مَیں: تو اب پھر وہ وقت آ گیا۔

اس کے بعد حضرت نے دو نفل ادا کی اور مجھے حکم دیا کہ حضرت مائی صاحبہ اور میر صاحب سے استرضا کروں۔"

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 192-194)

سامعین! آخر میں صرف دو اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ جس سے حضور علیہ السلام کی نظر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے مقام کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب سرّ الخلافۃ میں تحریر فرماتے ہیں:

"میرے ایک دوست ہیں، سب دوستوں سے زیادہ پیارے اور تمام عزیزوں سے بڑھ کر سچے، فاضل، علامہ، حاذق فہیم و فطین، کتاب مبین (قرآن) کے رموز کے عالم، علومِ حکمت اور دین کا عرفان رکھنے والے، جن کا نامِ نامی اُن کی صفاتِ گرامی کی طرح حکیم مولوی نور الدین ہے۔"

(سرّ الخلافۃ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 381- ترجمہ از عربی)

حضور علیہ السلام اپنی تصنیف حمامۃُ البشریٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

”میرے سب دوست متقی ہیں لیکن اِن سب سے قوی بصیرت اور کثیر العلم اور زیادہ تر نرم اور حلیم اور اکمل الایمان والاسلام اور سخت محبت اور معرفت اور خشیت اور یقین اور ثبات والا ایک مبارک شخص بزرگ، متقی، عالم، صالح، فقیہہ اور جلیل القدر محدّث اور عظیم الشان حاذق حکیم، حاجی الحرمین، حافظِ قرآن قوم کا قریشی نسب کا فاروقی ہے جس کا نام نامی مع لقب گرامی حکیم مولوی نور الدین بھیروی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو دین و دنیا میں بڑا اجر دے اور صدق و صفا اور اخلاص اور محبت اور وفاداری میں میرے سب مریدوں سے وہ اوّل نمبر پر ہے اور غیر اللہ سے انقطاع میں اور ایثار اور خدمات دین میں وہ عجیب شخص ہے اس نے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے مختلف وجوہات سے بہت مال خرچ کیا ہے اور مَیں نے اس کو ان مخلصین سے پایا ہے جو ہر ایک رضا پر اور اولاد و ازواج پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتے ہیں اور ہمیشہ اس کی رضا چاہتے ہیں اور اس کی رضا کے حاصل کرنے کے لئے مال اور جانیں صرف کرتے ہیں اور ہر حال میں شکر گزاری سے زندگی بسر کرتے ہیں اور وہ شخص رقیق القلب صاف طبع حلیم، کریم اور جامع الخیرات، بدن کے تعہد اور اس کی لذات سے بہت دور ہے۔ بھلائی اور نیکی کا موقع اس کے ہاتھ سے کبھی ضائع نہیں ہوتا اور وہ چاہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دین کے اعلاء اور تائید میں پانی کی طرح اپنا خون بہادے اور اپنی جان کو بھی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی راہ میں صَرف کرے۔ وہ ہر ایک بھلائی کے پیچھے چلتا ہے اور مفسدوں کی بیخ کنی کے واسطے ہر ایک سمندر میں غوطہ زن ہوتا ہے۔

مَیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایسا اعلیٰ درجہ کا صدیق دیا جو راستباز اور جلیل القدر فاضل ہے اور باریک بین اور نکتہ رس۔ اللہ تعالیٰ کے لئے مجاہدہ کرنے والا اور کمال اخلاص سے اس کے لئے ایسی اعلیٰ درجہ کی محبت رکھنے والا ہے کہ کوئی محب اس سے سبقت نہیں لے گیا۔“

(حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 180-181 ترجمہ از عربی)

ہے بندوں پہ گر انتخابِ خلافت
حقیقت میں ہے دستِ قدرت خلافت

تصرف خدا کا جھکاتا ہے سب کو
ہے گویا خدا کی مشیت خلافت
سراجِ نبوت جو ہوتا ہے او جھل
تو آتی ہے پھر حسبِ سنت خلافت

(اس تقریر کی تیاری میں کتاب ”جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارے میں الہامات، کشوف و رؤیا اور الٰہی اشارے“ مرتبہ حنیف محمود سے مدد لی گئی)

(کمپوزڈ: زاہد محمود)



﴿42﴾ ﴿مشاہدات۔ 821﴾

خلافتِ حقہ اور اشاراتِ الٰہیہ

(تقریر نمبر 2 بابت خلافتِ ثانیہ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (النور:56-58)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ ہر گز گمان نہ کر کہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ (مومنوں کو) زمین میں بے بس کرتے پھریں گے جبکہ ان کا ٹھکانا آگ ہے اور بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

سامعین کرام! خاکسار کی گزارشات کا موضوع **"خلافتِ حقہ اور اشاراتِ الٰہیہ - خلافتِ ثانیہ"** ہے۔ یعنی آج خاکسار آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بعض بندوں پر ہونے والے اُن اشارات کا ذکر کرے گا جن میں لوگوں کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے کے متعلق خبر دی گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

سامعین! اللہ تعالیٰ کی یہ سُنّت ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں کو اپنے منتخب کردہ خلیفہ کی طرف مائل کر دیتا ہے اور بعض اوقات اپنے انتخاب سے لوگوں کو بھی بذریعہ رؤیا و کشوف یا اور طریق پر مطلع فرماتا ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کی پیشگوئی کے تذکرہ میں یہود کی شریعت کی کتاب طالمود میں لکھا ہے۔

It is said that he(The Messiah) Shall die and his kingdom descend to his son and grandson.

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ (یعنی مسیح) وفات پا جائے گا اور اس کی سلطنت اس کے بیٹے اور پوتے کو ملے گی۔

(طالمود از جوزف بر کلے باب پنجم مطبوعہ لندن 1878ء)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے ایک لطیف نکتہ اپنے خطبہ جمعہ میں بیان فرمایا۔ آپؓ فرماتے ہیں:

”ایک نکتہ قابل یاد سنائے دیتا ہوں کہ جس کے اظہار سے مَیں باوجود کوشش کے رک نہیں سکا۔ وہ یہ کہ مَیں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ اُن کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا۔ اُن کے ساتھ مجھے بہت محبت ہے۔ اٹھتر برس تک انہوں نے خلافت کی۔ بائیس برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے تھے۔ یہ بات یاد رکھو کہ مَیں نے کسی خاص مصلحت اور خالص بھلائی کے لئے کہی ہے۔“

(خطبہ جمعہ 14/ جنوری 1910ء- خطبات نور صفحہ 453)

یاد رہے کہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو 25 سال کی عمر میں خلافت کا منصب ملا اور حضورؓ کا دورِ خلافت 51 سال سے زائد عرصہ پر محیط ہے۔

حضرت شوق محمد صاحب رضی اللہ عنہ عرائض نویس لاہور اپنے ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں:

”1903ء میں مَیں قادیان میں بغرض تعلیم مقیم تھا۔ مَیں نے اپنے زمانۂ قیام دارالامان میں متعدد بار دیکھا کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بچپن میں ہی چلتے وقت نہایت نیچی نظریں رکھا کرتے تھے اور چونکہ آپ کو آشوب چشم کا عارضہ عموماً رہتا تھا۔ اس لئے کئی بار مَیں نے حضرت حکیم الامت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کو خود اپنے ہاتھ سے آپ کی آنکھوں میں دوائی ڈالتے دیکھا۔ وہ دوائی ڈالتے وقت عموماً نہایت محبت اور شفقت سے آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا کرتے اور رخسار مبارک پر دست مبارک پھیرتے ہوئے فرمایا کرتے۔

”میاں تو بڑا ہی میاں آدمی ہے۔ اے مولا۔ اے میرے قادرِ مطلق مولا! اس کو زمانہ کا امام بنادے۔“

بعض اوقات فرماتے۔ ”اس کو سارے جہاں کا امام بنادے۔“ مجھ کو حضور کا یہ فقرہ اس لئے چبھتا کہ آپ کسی اور کے لئے ایسی دعا نہیں کرتے۔ صرف اِن کے لئے دعا کرتے ہیں۔ چونکہ طبیعت میں شوخی تھی۔ اس لئے مَیں نے ایک روز کہہ ہی دیا کہ آپ میاں صاحب کے لئے اس قدر عظیم الشان دعا کرتے ہیں۔ کسی اور شخص کے لئے ایسی دعا کیوں نہیں کرتے۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ اُس نے تو امام ضرور بننا ہے مَیں تو صرف حصولِ ثواب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ ورنہ اس میں میری دعا کی ضرورت نہیں۔ مَیں یہ جواب سن کر خاموش ہو گیا۔“

(روزنامہ الفضل قادیان 13/مارچ 1938ء صفحہ 3)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبدالوہاب عمر صاحب اپنے ایک مضمون میں تحریر کرتے ہیں:

”ملک غلام فرید صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مولوی عبد الحی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی، حضرت خلیفۃ اولؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے مولوی عبدالحی صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا۔

”بچے تم مجھے پیارے ہو۔ بہت پیارے بہت پیارے ہو۔ مگر (حضور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) محمود ہمیں تم سے بہت زیادہ پیارا ہے۔“

عبد الوہاب عمر صاحب مزید لکھتے ہیں:

”ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کوئی شکایت کی گئی۔ والدہ صاحبہ کہتی ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ اولؓ نے فرمایا کہ محمود کی کوئی کتنی شکایتیں ہمارے پاس کرے۔ ہمیں اُس کی پرواہ نہیں۔ ہمیں تو اُس میں وہ چیز نظر آتی ہے جو اُن کو نظر نہیں آتی۔ یہ لڑکا بہت بڑا بنے گا اور اس سے خدا تعالیٰ عظیم الشان کام لے گا۔

ہمارے ہاں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ کی ایک کاپی ہے۔ مکرم منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل کے پاس اُس کی نقل بھی موجود ہے۔ یہ کاپی حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے لیے بنائی تھی۔ اِس میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو نصیحتیں فرمائی ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ موعود لڑکے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام اشتہارات مع سبز اشتہار کے آپ نے اس کاپی کے ساتھ لگا کر جلد کروائے ہوئے ہیں۔ کیا اس سے صاف پتہ نہیں لگتا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ پسر موعود والی تمام پیشگوئیوں کا مصداق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو ہی جانتے تھے۔“

(روزنامہ الفضل قادیان 04/ اگست 1937ء صفحہ 4-5)

سامعین! افسوس کہ اس قدر واضح نشانات کا پتہ اپنے گھر میں موجود ہونے کے باوجود میاں عبد الوہاب عمر صاحب اور ان کے بھائی میاں عبد المنان عمر صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے خلاف لاہوریوں کے آلہ کار بنے اور آخر انہی کی جھولی میں جا گرے اور اپنے عظیم والد کے طرز عمل سے بھی روگردان ٹھہرے۔

سامعین! الفضل میں ”خلیفہ ثانی کے بارے میں الہامات کشوف و رؤیا“ کے عنوان سے حضرت مولوی عبد الستار صاحب رضی اللہ عنہ کا تعارف اور الہام و کشوف درج ہیں۔ حضرت مولوی صاحبؓ کا تعارف بھی ضروری ہے تا کہ وہ کس پائے کہ انسان تھے اس کا اندازہ ہو سکے۔ الفضل میں جو نوٹ آپ کے متعلق چھپا اس میں تحریر ہے کہ

”مولوی عبد الستار صاحب ساکن خوست مہاجر دارالامان جو حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف شہید رضی اللہ عنہ کے خاص شاگردوں میں سے ہیں اور حضرت اقدس علیہ السلام کے وقت سے قادیان میں

ہجرت کر کے آ چکے ہیں۔ اور جو اپنے زہد و تقویٰ کی وجہ سے مشہور و معروف ہیں اور جن سے حضور مسیح موعودؑ بھی مہمات امور میں دعا کرایا کرتے تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ) بھی اُن کے الہامات و کشوف ورؤیا کو سچے مانا کرتے تھے۔"

سامعین کرام! خاکسار حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کے دو خواب بیان کرتا ہے۔

آپؓ اپنا خواب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خلیفۃ المسیح کی زندگی میں دیکھا۔ آپ فرماتے ہیں! کہ میاں محمود اور شریف احمد مسیح موعود کے ولی عہد ہیں اور اس وقت لوگوں کے درمیان خلافت کا جھگڑا تھا۔"

ایک دوسرا خواب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خواب میں دیکھا کہ ایک لڑکا میرے پاس آیا اور کہا کہ تم کیوں نہیں کہتے کہ میاں محمود قدرت ثانی ہے اور اس لڑکے کا نام فضل محمد ہے۔ تو مَیں نے کہا۔ قدرتِ ثانیہ ہے۔ قدرتِ ثانیہ ہے یا مددِ ثانیہ ہے۔ مددِ ثانیہ ہے۔"

(الفضل قادیان 25/مارچ 1914ء صفحہ 5)

حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"جب حضرت اقدس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حسبِ فرمودہ الٰہی ایک لڑکے کا اشتہار دیا اور اس کی بہت صفت و ثنا لکھی گئی تو کچھ معترضین نے اعتراض کئے ان اعتراضوں میں سے ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ لڑکے ہوا ہی کرتے ہیں اس کی پیدائش کی میعاد بتلائی جائے پس حضرت اقدس علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے نو سال کی میعاد مقرر کی غیر تو یونہی باتیں بنا بنا کے چپ ہو گئے مگر ہمیں اور تمام احمدیوں کو ایسا شوق ہوا کہ ایک ایک دن گنتے رہے اور بعض ہم میں سے زبانی اور خطوں کے ذریعہ سے حضرت اقدس علیہ السلام سے دریافت کرتے رہے اور جب آٹھ سال ان نو سال سے گزر گئے تو بہت اشتیاق بڑھ گیا۔

دیدہ لبریزم سراپا انتظاری کیستم
ذوق دیداری کہ دارم بے قراری کیستم

مختصر یہ ہے کہ جب ساڑھے آٹھ سال گزر کر چھ مہینے نو سال کی میعاد میں باقی رہ گئے اور کئی لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہو گئے تو چاروں طرف سے احباب کے خط آنے لگے کچھ میرے پاس اور کچھ مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم اور کچھ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں اور جو صاحب دارالامان میں آتے وہ دریافت کرتے حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے کہ ابھی ہم پر خدا تعالیٰ نے پورے طور پر اس امر کو نہیں کھولا اور جتنا جتنا آپ پر انکشاف ہوتا تھا۔ وہ فرمادیا کرتے تھے لیکن تھوڑی میعاد رہنے اور لوگوں کے سوال کرنے پر اور نیز مولوی صاحب کے اصرار پر کہ لوگوں کے خطوط آتے ہیں ہم کیا جواب دیں اور مَیں نے بہت سا عرض کیا تو فرمایا کہ ہاں اب توجہ الی اللہ کریں گے اور دعا کریں گے تا کہ اِن موجودہ لڑکوں میں سے موعود لڑکے کی تعیین ہو جاوے یا اور ہو تو وہ معلوم ہو جاوے جب کئی روز ہو گئے تو صبح کی نماز کے لیے حضرت تشریف لائے اور کھڑے کھڑے فرمایا کہ ایک گھنٹہ ہوا ہو گا ہم نے دیکھا کہ والدہ محمود قرآن شریف آگے رکھے ہوئے پڑھتی ہیں جب یہ آیت پڑھی وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓـئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ‌ وَحَسُنَ اُولٰٓـئِكَ رَفِيۡقًا جب اُولٰٓـئِكَ پڑھا تو محمود سامنے آ کھڑا ہوا۔ پھر دوبارہ پڑھا تو بشیر آ کھڑا ہوا پھر شریف آ گیا۔ پھر فرمایا جو پہلے ہے وہ پہلے ہے پھر کچھ دنوں کے بعد مولوی عبد الکریم صاحب سے بہت تفصیلی باتیں کی اور بہت سے واقعات جو آپ کے بعد ہونے والے تھے وہ بیان کر رہے تھے جو مَیں بھی پہنچ گیا اور سلسلہ کلام جاری رہا فرمایا خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ہمارے سلسلہ میں بھی سخت تفرقہ پڑے گا اور فتنہ انداز اور ہوا و ہوس کے بندے جدا ہو جائیں گے پھر خدا تعالیٰ اس تفرقہ کو مٹا دے گا باقی جو کٹنے کے لائق اور راستی سے تعلق نہیں رکھتے اور فتنہ پرداز ہیں وہ کٹ جائیں گے اور دنیا میں ایک حشر برپا ہو گا وہ اول الحشر ہو گا اور تمام بادشاہ آپس میں ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے اور ایسا کُشت و خون ہو گا کہ زمین خون سے بھر جائے گی اور ہر ایک بادشاہ کی رعایا بھی آپس میں خوفناک لڑائی کرے گی۔ ایک عالمگیر تباہی آوے گی اور اس تمام واقعات کا مرکز ملک شام ہو گا۔ صاحبزادہ صاحب (خاکسار راقم کو فرمایا) اس وقت میرا لڑکا موعود ہو گا خدا نے اس کے ساتھ ان حالات کو مقدر کر رکھا ہے۔ ان واقعات کے بعد ہمارے سلسلہ کو ترقی ہو گی اور سلاطین

ہمارے سلسلہ میں داخل ہوں گے تم اس موعود کو پہچان لینا۔ یہ ایک بہت بڑا نشان پسر موعود کی شناخت کا ہے۔

مولوی صاحب موصوف مرحوم نے باہر نکل کر حضرت اقدس کی اِس بات کو دہرایا اور مجھے فرمایا پیر صاحب تم کو مبارک ہو۔ مَیں نے کہا کیسی مبارک باد؟۔ فرمایا۔ تم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان نہیں سنا کہ خاص تم سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ تم اس ولد موعود کو پہچان لینا مجھے نہیں فرمایا وہ ہنگامہ محشر تم دیکھو گے اور موعود کو بھی سو الحمدللہ وہ ہنگامہ محشر اور پسر موعود مَیں نے اپنی آنکھ سے دیکھا اور مولود مسعود کو پہچانا۔"

(تذکرۃ المہدی حصہ دوم از پیر سراج الحق صفحہ 273-275)

سامعین! مکرم برکات احمد رندھیر کالج کپورتھلہ اپنے ایک مضمون "حضرت مسیح موعود علیہ اصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک کی بعض دلچسپ باتیں" میں حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں۔ حضرت منشی صاحبؓ فرماتے ہیں۔

"ایک دفعہ ہم ٹانگہ میں بیٹھ کر قادیان جارہے تھے۔ نہر پر جب ہم کچھ دیر ستانے کے لئے ٹھہرے۔ تو ایک سکھ نے جو قادیان سے آرہا تھا بیان کیا کہ آج مرزا صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) جب سیر سے آتے ہوئے تالاب کے پاس سے گزرے تو میاں محمود (حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کو تالاب (ڈھاب) کے پاس کھیلتے ہوئے دیکھ کر آواز دی۔ میاں صاحب دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے۔ جب آپ کے پاس پہونچے۔ تو آپ نے فرمایا "میاں صاحب! اگر تم وہی محمود ہو۔ جس کی خدا تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے تو جاؤ کھیلو! خدا تعالیٰ تمہیں خود پڑھائے گا۔"

(روزنامہ الفضل قادیان یکم اپریل 1938ء صفحہ 4)

سامعین! جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی وفات پر جماعت میں اختلاف ہوا تو مرزا رسول بیگ صاحب بمقام منچن آباد (ریاست بہاولپور) میں تھے۔ ایک طرف مولوی محمد علی صاحب حقانیؓ کے راولپنڈی سے خلافت کی تائید میں اور دوسری طرف آپ کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی خلافتِ ثانیہ کے خلاف خطوط آنے شروع ہوئے۔ آپ نے ایک رات استخارہ کیا اور صبح کی

اذان سے کچھ وقت قبل اپنے اہل خانہ سے کہا کہ لو جی! ہمارا فیصلہ ہو گیا۔ مَیں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آسمان سے ایک رسہ لٹک رہا ہے۔ مَیں نے اُسے پکڑا یہ دیکھنے کے لئے کہ مضبوط ہے یا کہ نہیں دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اس پر اپنا بوجھ ڈالا۔ جونہی مَیں نے بوجھ ڈالا اور دیکھا کہ رسہ مضبوط ہے، غیب سے آواز آئی "اِسے مضبوطی سے پکڑو یہ میاں محمود کا رسہ ہے۔" یہ خواب سن کر آپ کے اہلبیت نے آپ کو مبارک باد کہی اور دن چڑھنے پر آپ نے اپنی بیعت کا خط حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھ دیا۔

(اصحاب احمد از ملک صلاح الدین ایم اے جلد اول صفحہ 83-84)

الفضل میں "خلیفۂ ثانی کے بارے میں الہام، کشوف و رؤیا" کے عنوان سے مضمون میں ماسٹر عبد الرحیم صاحب اکونوی کا رؤیا درج ہے۔ محترم ماسٹر صاحب فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ) کی سابقہ بیماری کے ایام میں ایک دن جبکہ حضور خلد مکان کی حالت یاس افزا تھی اور ہمارے چہروں پر افسردگی چھا رہی تھی۔ اور آئندہ کے خیالی ہولناک واقعات کا تصور خوفزدہ کر رہا تھا۔ تو مَیں نے تہجد کی نماز میں دعا کی "الٰہی! بنے گا کیا" محمود کے ہاتھ پر تو بیعت کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ اس کے بعد مَیں سو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ "حضرت خلیفۃ المسیح نے میاں صاحب کی گردن پر ہاتھ رکھا ہوا ہے اور مجھے دیکھ کر فرمایا۔ دیکھو! یہ پہلے بھی اوّل تھے، اب بھی اوّل ہیں۔"

پس مَیں نے اُسی دن سے اپنے ناقص خیال سے رجوع کر لیا اور یقین کرنے لگا کہ "محمود کی آمین" میں جو مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں ہیں۔ ایک دن اُن کی قبولیت کا اظہار حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد کے امیر المومنین اور امام سلسلہ عالیہ احمدیہ ہونے کی صورت میں ہو گا۔

مَیں نے اِس رؤیا کو اس جلسہ میں بھی سنا دیا تھا جو حضرت صاحبزادہ صاحب مصروح کے لئے رخصت کرنے کی تقریب پر ہوا اور جس پر غفران مکان حضرت خلیفۃ المسیح بھی تشریف فرما تھے۔"

(الفضل قادیان 28/مارچ 1914ء صفحہ 8)

سامعین! اب آخر میں مَیں چند حوالے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے آپ کی خدمت میں پیش کر کے اپنی گزارشات کو ختم کرتا ہوں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ جمعہ 25/جون 1937ء میں فرماتے ہیں:

''مَیں ابھی سترہ سال کا تھا۔ جو کھیلنے کودنے کی عمر ہوتی ہے کہ اس سترہ سال کی عمر میں خدا تعالیٰ نے الہاماً میری زبان پر یہ کلمات جاری کئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہاتھوں سے ایک کاپی پر لکھ لئے کہ اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡكَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡۤا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیَامَۃِ کہ وہ لوگ جو تیرے متبع ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں قیامت تک اُن لوگوں پر فوقیت اور غلبہ دے گا۔ جو تیرے منکر ہوں گے۔''

(روزنامہ الفضل قادیان 09/جولائی 1937ء صفحہ 4)

پھر آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''کیا تمہیں مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں پر اعتبار نہیں۔ اگر نہیں تو تم احمدی کس بات کے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے سبز اشتہار میں ایک بیٹے کی پیشگوئی کی تھی کہ اُس کا ایک نام محمود ہو گا۔ دوسرا نام فضل عمر ہو گا اور تریاق القلوب میں آپؑ نے اس پیشگوئی کو مجھ پر چسپاں بھی کیا ہے۔ پس مجھے بتاؤ کہ عمرؓ کون تھا۔ اگر تمہیں علم نہیں تو سنو! وہ دوسرا خلیفہ تھا۔ پس میری پیدائش سے پہلے خدا تعالیٰ نے یہ مقدّر کر چھوڑا تھا کہ میرے سپرد وہ کام کیا جائے جو حضرت عمرؓ کے سپرد ہوا تھا۔ پس اگر مرزا غلام احمد خدا کی طرف سے تھا تو تمہیں اِس شخص کے ماننے میں کیا عذر ہے جس کا نام اُس کی پیدائش سے پہلے عمر رکھا گیا اور مَیں تمہیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی میں اس پیشگوئی کا مجھے کچھ بھی علم نہ تھا۔ بلکہ بعد میں ہوا۔''

(کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 16-17)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مجلس مشاورت 1936ء کے پہلے دن 10/اپریل 1936ء کو اپنی افتتاحی تقریر میں فرمایا:

''مَیں اس لئے خلیفہ نہیں کہ حضرت خلیفہ اوّل کی وفات کے دوسرے دن جماعت احمدیہ کے لوگوں نے جمع ہو کر میری خلافت پر اتفاق کیا بلکہ اس لئے بھی خلیفہ ہوں کہ حضرت خلیفہ اول کی خلافت سے بھی

پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا کہ مَیں خلیفہ ہوں گا۔ پس مَیں خلیفہ نہیں موعود خلیفہ ہوں۔ مَیں مامور نہیں مگر میری آواز خدا کی آواز ہے کہ خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس کی خبر دی تھی۔ گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے۔ جس طرح یہ بات درست ہے کہ نبی روز روز نہیں آتے اِسی طرح یہ بھی درست ہے کہ موعود خلیفے بھی روز روز نہیں آتے۔“

(خطبات شوریٰ جلد 2 صفحہ 18)

خدا کی عطا کردہ نعمت خلافت
ہے ایمان والوں کی دولت خلافت
نبوت کی زندہ صداقت خلافت
خدا کی طرف سے امانت خلافت
نبوت خدا کی مکمل ہدایت
ہدایت کی کامل اِشاعت خلافت

(اس تقریر کی تیاری میں کتاب ”جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارے میں الہامات، کشوف و رؤیا اور الٰہی اشارے“ مرتبہ حنیف محمود سے مدد لی گئی)

(کمپوزڈ: زاہد محمود)



﴿43﴾ ﴿مشاہدات۔822﴾

خلافتِ حقّہ اور اشاراتِ الٰہیہ

(تقریر نمبر 3 بابت خلافتِ ثالثہ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمَصِیْرُ (النور:56-58)

یعنی تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ ہرگز گمان نہ کر کہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ (مومنوں کو) زمین میں بے بس کرتے پھریں گے جبکہ ان کا ٹھکانا آگ ہے اور بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

سامعین کرام! خاکسار کی گزارشات کا موضوع ”**خلافتِ حقّہ اور اشاراتِ الٰہیہ۔ خلافتِ ثالثہ**“ ہے۔ یعنی آج خاکسار آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بعض بندوں پر ہونے والے ان اشارات کا ذکر کرے گا جن میں لوگوں کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ بننے کے متعلق خبر دی گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

(رسالہ الوصیت از روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں کو اپنے منتخب کردہ خلیفہ کی طرف مائل کر دیتا ہے اور بعض اوقات اپنے انتخاب سے لوگوں کو بھی بذریعہ رؤیا و کشوف یا اور طریق پر مطلع فرماتا ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کی پیشگوئی کے تذکرہ میں یہود کی شریعت کی کتاب طالمود میں لکھا ہے۔

It is said that he(The Messiah) Shall die and his kingdom descend to his son and grandson.

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ (یعنی مسیح) وفات پا جائے گا اور اس کی سلطنت اس کے بیٹے اور پوتے کو ملے گی۔

(طالمود از جوزف برکلے باب پنجم مطبوعہ لندن 1878ء)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنی 1956ء کی جلسہ سالانہ کی تقریر میں خلیفہ ثالث کے ساتھ تائیدات الہیہ کی بشارات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"مَیں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لاکر کھڑا ہو جائے گا تو اگر دنیا کی حکومتیں بھی اُس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔"

(خلافت حقہ اسلامیہ صفحہ 17)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ان بشارتوں میں سے ایک یہ ہے کہ مَیں نے دیکھا کہ مَیں بیت الدعاء میں بیٹھا تشہد کی حالت میں دعا کر رہا ہوں کہ الٰہی! میرا انجام ایسا ہو جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کا ہوا۔ پھر جوش میں آکر کھڑا ہو گیا ہوں اور یہی دعا کر رہا ہوں کہ دروازہ کھلا ہے اور میر محمد اسمٰعیل صاحب اس میں کھڑے روشنی کر رہے ہیں۔

اسمٰعیل کے معنی ہیں خدا نے سن لی اور ابراہیمی انجام سے مراد حضرت ابراہیمؑ کا انجام ہے کہ ان کے فوت ہونے پر خدا تعالیٰ نے حضرت اسحاقؑ اور حضرت اسماعیلؑ دو قائمقام کھڑے کر دیئے۔ یہ ایک طرح کی بشارت ہے۔ جس سے آپ لوگوں کو خوش ہو جانا چاہئے۔“

(عرفان الٰہی، انوار العلوم جلد 4 صفحہ 350)

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”مجھے بھی خدا تعالیٰ نے ایسی خبر دی ہے کہ مَیں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہو گا اور اسلام کی خدمت پر کمر بستہ ہو گا۔“

(الفضل 8/ اپریل 1915ء)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں آپ کے فرزند مصلح موعود اور پوتے کے متعلق بھی بشارات موجود ہیں۔ چنانچہ تذکرہ میں یہ الہامات درج ہیں۔

”اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ مَظْھَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَافِلَۃً لَّکَ۔ یعنی ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہو گا۔ گویا آسمان سے خدا کا نزول ہو گا اور ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہو گا۔“

(تذکرہ جدید ایڈیشن صفحہ 554)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”بیالیسواں نشان یہ ہے کہ خدا نے نافلہ کے طور پر پانچویں لڑکے کا وعدہ کیا تھا جیسا کہ اسی کتاب مواہب الرحمن کے صفحہ 139 میں یہ پیشگوئی لکھی ہے۔ وَبَشَّرَ بِخَامِسٍ فِیْ حِیْنَ الْاَحْیَانِ یعنی پانچواں لڑکا ہے جو چار کے علاوہ بطور نافلہ پیدا ہونے والا تھا۔ اس کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہو گا اور اس کے بارے میں ایک اور الہام بھی ہوا کہ جو اخبار البدر اور الحکم میں مدّت ہوئی کہ شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے۔ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَافِلَۃً لَّکَ۔ نَافِلَۃٌ مِنْ عِنْدِیْ۔ یعنی ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں کہ جو نافلہ ہو گا۔ یعنی لڑکے کا لڑکا۔ یہ نافلہ ہماری طرف سے ہے۔“

(حقیقۃ الوحی از روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 228-229)

سامعین! یہ موعود نافلہ درحقیقت پسر موعود کا ہی فرزند تھا اور اسی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پانچواں بیٹا قرار دیا گیا ہے اور اس پانچویں فرزند کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"خدا کی قدرتوں پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ يَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَكِ۔ یعنی ایک حلیم لڑکے کی تجھے خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہو گا اور اس کا قائم مقام اور اس کا شبیہ ہو گا۔ پس خدا نے نہ چاہا کہ دشمن خوش ہو۔ اس لئے اس نے بمجرد وفات مبارک احمد کے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دے دی۔ تا یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 587)

اور اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ کا الہام 16/ستمبر 1907ء کو ہوا تھا جس روز کہ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی وفات ہوئی تھی۔ پھر 1907ء کو الہام ہوا۔ "آپ کے لڑکا پیدا ہوا ہے۔"

(تذکرہ جدید ایڈیشن صفحہ 626)

اور 6۔7/نومبر 1907ء کو الہام ہوا۔

"اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اِسْمُهٗ يَحْيٰی۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ"

(تذکرہ جدید ایڈیشن صفحہ 626)

یعنی ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے۔

حالانکہ اس سے پہلے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی وفات جو الہام اِنِّی اُسْقِطُ مِنَ اللّٰهِ وَاُصِيْبُهٗ کے مطابق ہوئی تھی جس میں یہ خبر دی گئی تھی کہ وہ جلد فوت ہو جائے گا۔ آپ کے متعلق یہ الہام بھی ہوا تھا کہ كَفٰى هٰذَا

(تذکرہ جدید ایڈیشن صفحہ 279)

جس کا ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے یہ فرمایا ہے کہ

"یہ نسل یا اولاد کافی ہے اور اب اس کے بعد کوئی نرینہ اولاد نہیں ہو گی۔"

(صادقوں کی روشنی کو کون دُور کر سکتا ہے، انوار العلوم جلد اول صفحہ 150)

لیکن صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی وفات کے بعد ایک اور لڑکے کی پیدائش کے متعلق مذکورہ بالا الہامات میں جو بشارات دی گئی تھیں۔ ان سے مراد موعود نافلہ ہی تھا جیسا کہ اوپر بحوالہ حقیقۃ الوحی ذکر آچکا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس پانچویں فرزند سے مراد پوتا ہی لیا تھا اور عملاً بھی حضورؑ کے الہام کَفٰی ھٰذَا کے مطابق مرزا مبارک احمد مرحوم کے بعد کوئی نرنیہ اولاد نہیں ہوئی۔

گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذکورہ بالا الہامات کا مصداق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے پہلے بیٹے مرزا نصیر احمد مرحوم کو قرار دیا۔ لیکن وہ کم عمری میں ہی فوت ہوگئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مذکورہ بالا الہامات کے مصداق نہیں تھے کیونکہ ان الہامات میں اس موعود کا ایک نام یحیٰ ہے جس کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود یہ فرماتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے زندہ رہنے والا۔

(تذکرہ جدید ایڈیشن صفحہ 626)

سامعین! یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ موعود پوتا آپ کے پسر موعود مصلح موعود سے یہ مشابہت رکھتا ہے کہ جیسے لمبی عمر پانے والے مصلح موعود کی پیشگوئی کے بعد پہلے بشیر اول ارہاص کے طور پر پیدا ہوئے جنہیں پسر موعود والی پیشگوئی کا مصداق سمجھا گیا۔ لیکن وہ جلد وفات پا گئے اور ان کی وفات کے بعد پسرِ موعود کی پیشگوئی کا اصل مصداق بشیر ثانی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پیدا ہوئے۔ بالکل اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبشر بہ لمبی عمر پانے والے موعود پوتے کی پیشگوئی کے بعد 1907ء میں بشیر ثانی مصلح موعود کے ہاں نصیر احمد مرحوم پیدا ہوا جسے مبشر بہ موعود نافلہ کا مصداق سمجھا گیا۔ لیکن وہ بھی بشیر اول کی طرح ہی چھوٹی عمر میں وفات پاگئے اور اس کے بعد لمبی عمر پانے والے موعود پوتے اور دوسرے لفظوں میں پانچویں فرزند کا حقیقی مصداق پیدا ہوا یعنی صاحبزادہ مرزا ناصر احمد۔

پوتے کے لئے بیٹے کا لفظ بکثرت ہر زبان میں استعمال ہوتا ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت اماں جان نے اپنے تمام پوتوں میں سے صرف حضرت مرزا ناصر احمد خلیفہ المسیح الثالث کو ہی اپنے بیٹوں کی طرح پالا اور ان کی تربیت فرمائی۔ آپ اس الہامی نام سے ہی آپ کو پکارا کرتی تھیں۔

سامعین! حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مرحومہ نے حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب مرحوم کو ایک خط میں یوں تحریر فرمایا:

"یہ درست ہے کہ حضرت اماں جان ناصر احمد کو بچپن میں اکثر یحییٰ کہا کرتیں اور فرماتی تھیں کہ یہ میرا مبارک ہے۔ یحییٰ ہے جو مجھے بدلہ میں مبارک کے ملا ہے۔

مبارک احمد کی وفات کے بعد کے الہامات بھی شاہد ہیں۔ ایک بار میرے سامنے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت اماں جان سے اور بڑے زور سے اور بہت یقین دلانے والے الفاظ میں فرمایا تھا کہ "تم کو مبارک کا بدلہ بہت جلد ملے گا۔ بیٹے کی صورت میں یا نافلہ کی صورت میں۔ "مجھے مبارک احمد کی وفات کے تین روز بعد ہی خواب آیا کہ مبارک احمد تیز تیز قدموں سے آرہا ہے اور دونوں ہاتھوں پر ایک بچہ اُٹھائے ہوئے ہے۔ اُس نے آکر میری گود میں وہ بچہ ڈال دیا اور وہ لڑکا ہے۔ اور کہا کہ "لو آپا! یہ میرا بدلہ ہے۔" (یہ فقرہ بالکل وہی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا)۔ مَیں نے جب یہ خواب صبح حضرت اقدس کو سنایا تو آپؑ بہت خوش ہوئے۔ مجھے یاد ہے آپؑ کا چہرہ مبارک مسرت سے چمک رہا تھا اور فرمایا تھا کہ "بہت مبارک خواب ہے۔" آپ کی بشارتوں اور آپ کے کہنے کی وجہ تھی کہ ناصر سلمہ اللہ تعالیٰ کو اماں جان نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ اماں جان کے ہی ہاتھوں میں ان کی پرورش ہوئی۔ شادی بیاہ بھی انہوں نے کیا اور کوٹھی بھی بنا کر دی (النصرۃ) تمام پاس رہنے والے جو زندہ ہوں گے اب بھی شاہد ہوں گے کہ حضرت اماں جان ناصر کو مبارک سمجھ کر اپنا بیٹا ظاہر کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں "یہ تو میرا مبارک ہے" عائشہ والدہ نذیر احمد جس کو حضرت اماں جان نے پرورش کیا اور آخر تک ان کی خدمت میں رہیں۔ یہی ذکر اکثر کیا کرتی ہے کہ اماں جان تو ناصر کو اپنا مبارک ہی کہا کرتی تھیں کہ یہ تو میرا مبارک مجھے ملا ہے... کئی سال ہوئے مَیں بہت بیمار ہوئی تو مَیں نے ایک کاپی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض باتیں جو یاد تھیں لکھی تھیں۔ اُن میں یہ روایت اور اپنا خواب مَیں نے لکھا تھا وہ کاپی میرے پاس رکھی ہوئی ہے۔"

سامعین! آغا محمد عبد اللہ خان صاحب فاروقی احمدی بمقام بھڈانہ تحصیل گوجر خان اپنی تصنیف کوکب دُرّی مطبوعہ 1930ء کے صفحہ 5 پر اپنا ایک کشف درج کر کے تحریر فرماتے ہیں۔

"لیکن اب آفتاب ایک پرندہ کی شکل میں متمثل ہو گیا۔ اس کے چار پر تھے پہلے پر کے اگلے حصہ پر "نور" لکھا ہوا تھا اور دوسرے کے 1/3 حصہ پر "محمود"۔ تیسرے پر کے عین وسط میں

”ناصر الدین“ اور چوتھے پر ”اہل بیت“۔ ان چاروں پروں کے زیر ایک زرد چادر اور ایک سرخ چادر تھی۔ سرخ چادر زمین پر گر پڑی اور زرد چادر آفتاب میں سما گئی۔ تخمیناً 75 لمحوں کے بعد آفتاب منارہ بیضاء کے عین جنوب کی طرف غائب ہو گیا اور پھر سارے کشف میں نظر نہ آیا۔

لفظ ناصر الدین میں اور اسی طرح بعض اور رؤیا میں تیسرے خلیفہ کا صفاتی نام دکھایا گیا اور یہ بالکل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اس بشارت کے مطابق جو آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی کہ میرا ابھی ایک لڑکا دین کی نصرت کرنے والا ہو گا اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے انتخاب کے بعد ان کا نام بعض جرائد نے ناصر الدین ہی لکھا۔

(دیکھئے نوائے وقت لاہور 10/نومبر 1965ء)

مکرم چوہدری ولی داد خان صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ اپریل 1930ء میں جب ریٹائر ہو کر گھر شیخوپورہ تشریف لائے تو خواب دیکھا کہ

”مَیں قادیان میں ہوں اور وہاں اور بھی بہت سے لوگ جمع ہیں جن میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی موجود ہیں اور میاں ناصر احمد صاحب جو ابھی بچہ ہیں وہاں پاس بیٹھے ہیں کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول نے تین بار بڑے جوش سے میاں ناصر احمد صاحب کی طرف انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ”محمود! یہ بادشاہ ہو گا۔ محمود! یہ بادشاہ ہو گا۔ محمود! یہ بادشاہ ہو گا۔“
پھر آپ کی آنکھ کھل گئی۔“

سامعین! مکرم فضل حق صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ صدر گوگیرہ ضلع منٹگمری (ساہیوال) بیان کرتے ہیں:

”بندہ نے غالباً 1934ء میں خواب میں دیکھا کہ ایک پختہ عمارت بنی ہوئی ہے۔ اس کے ایک کمرہ میں جسے لوہے کا پھاٹک لگا ہے۔ میاں ناصر احمد صاحب ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ہم سے جدا ہو رہے ہیں اور حضور میرا بازو پکڑ کر میاں ناصر احمد صاحب کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر کہہ رہے ہیں کہ
”اب میرے بعد میری جگہ یہ آپ کے خلیفہ ہوں گے۔“

مکرم مستری بدرالدین صاحب دارالصدر غربی الف ربوہ بیان کرتے ہیں:

”آج سے چھبیس ستائیس سال قبل مَیں نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کے مکان کے سامنے والے لنگر خانہ میں جو صرف جلسہ سالانہ میں جاری ہوتا تھا۔ اس کے ایک کمرہ کے اندر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ٹہل رہے ہیں اور مَیں کمرہ کے دروازے پر باہر بیٹھا پڑا رو رہا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ حضور وفات پا چکے ہیں۔ مَیں اسی غم میں روتا جارہا ہوں کہ حضور ٹہلتے ٹہلتے دروازے کے پاس آئے اور فرمایا۔ ”بدر الدین! اتنے کیوں رو رہے ہو؟“ لیکن مَیں کوئی جواب نہیں دے سکا اور برابر روتا جارہا ہوں۔ یہ سمجھ کر کہ حضور وفات پا چکے ہیں۔ اس کے بعد پھر دوبارہ حضور ٹہلتے ٹہلتے دروازے کی طرف آئے اور فرمایا ”بدر الدین! اتنے کیوں رو رہے ہو۔ میاں ناصر احمد جو ہیں۔“ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ مَیں اس رؤیا کو خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ مَیں نے یہی نظارہ رؤیا میں دیکھا۔“

سامعین! مکرم مولوی رشید احمد چغتائی صاحب دارالرحمت ربوہ اپنے والد صاحب مکرم بابو نور احمد صاحب چغتائی مرحوم (وفات 1954ء) کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔

”آپ کو اپنی وفات سے سالہا سال قریباً بیس سال قبل پہلے کشفی طور پر ایک رؤیا میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد کی خلافت ایک نور کی شکل میں دکھائی گئی۔ چنانچہ آپ نے بتایا کہ جہاں تک میری نظر کام کرتی تھی حضور کا یہ نور خلافت مجھے ممتد اور لمبا دکھائی دیا۔ جس کے آخر میں معاً بعد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے پوتے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی خلافت مجھے جلوہ افروز دکھائی گئی۔ مَیں اسی رؤیا کی حالت میں کہتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خلافت بفضلہ تعالیٰ اتنی لمبی ہے کہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی خلافت اس کے بعد چھوٹی رہ جائے گی۔

اپنے والد بزرگوار بابو نور احمد صاحب چغتائی کے منہ سے خود سنی ہوئی رؤیا اوپر درج کرنے کے بعد خاکسار (رشید احمد چغتائی) خدا تعالیٰ جس کے قبضہ قدرت میں میری اور میرے اہل و عیال کی جان ہے قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے یہ حلفیہ بیان کرتا ہے کہ مذکورہ بالا رؤیا بلا کم و کاست جس طرح خاکسار نے اپنے والد سے سنی تھی تحریر کر دی ہے۔ وَاللّٰہُ عَلٰی مَا اَقُوْلُ شَھِیْد“

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 8 ستمبر 1950ء میں فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مَیں تو جاتا ہوں۔ لیکن خدا تمہارے لئے قدرت ثانیہ بھیج دے گا۔ مگر ہمارے خدا کے پاس قدرت ثانیہ ہی نہیں۔ اس کے پاس قدرت ثالثہ بھی ہے اور اس کے پاس قدرت ثالثہ ہی نہیں۔ اس کے پاس قدرت رابعہ بھی ہے۔ قدرت اولیٰ کے بعد قدرت ثانیہ ظاہر ہوئی اور جب تک خدا اس سلسلہ کو ساری دنیا میں نہیں پھیلا دیتا۔ اس وقت تک قدرت ثانیہ کے بعد قدرت ثالثہ آئے گی اور قدرت ثالثہ کے بعد قدرت رابعہ آئے گی اور قدرت رابعہ کے بعد قدرت خامسہ آئے گی اور قدرت خامسہ کے بعد قدرت سادسہ آئے گی اور خدا تعالیٰ کا ہاتھ لوگوں کو معجزہ دکھاتا چلا جائے گا اور دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت اور زبردست سے زبردست بادشاہ بھی اس سکیم اور مقصد کے راستہ میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔ جس مقصد کے پورا کرنے کے لئے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہلی اینٹ بنایا اور مجھے اس نے دوسری اینٹ بنایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ دین جب خطرہ میں ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لئے اہل فارس میں سے کچھ افراد کھڑا کرے گا۔ حضرت مسیح موعود ان میں سے ایک فرد تھے اور ایک فرد میں ہوں۔ لیکن رجالٌ کے ماتحت ممکن ہے کہ اہل فارس میں کچھ اور لوگ بھی ایسے ہوں۔ جو دین کی عظمت قائم رکھنے اور اس کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے کھڑے ہوں۔“

(روزنامہ الفضل لاہور 22؍ستمبر 1950ء صفحہ 6)

خلافت نبوت کا اک تکملہ ہے
خلافت نبوت، نبوت خلافت
نہیں ہوتے معزول ہرگز خلیفے
کہ رکھتی ہے اک خاص نصرت خلافت
نہیں چھین سکتا خلیفہ سے کوئی
خدا کا عطیہ ہے خلعت خلافت

(اس تقریر کی تیاری میں کتاب ”جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارے میں الہامات، کشوف و رؤیا اور الٰہی اشارے“ از مرتبہ حنیف محمود سے مدد لی گئی)



﴿44﴾ ﴿مشاہدات۔823﴾

خلافتِ حقّہ اور اشاراتِ الٰہیہ

(تقریر نمبر 4 بابت خلافتِ رابعہ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (النور:56-58)

یعنی تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ ہر گز گمان نہ کر کہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ (مؤمنوں کو) زمین میں بے بس کرتے پھریں گے جبکہ ان کاٹھکانا آگ ہے اور بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

سامعین کرام! خاکسار کی گزارشات کا موضوع **"خلافتِ حقّہ اور اشاراتِ الٰہیہ۔ خلافتِ رابعہ"** ہے۔ یعنی آج خاکسار آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بعض بندوں پر ہونے والے ان اشارات کا ذکر کرے گا جن میں لوگوں کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ بننے کے متعلق خبر دی گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔“

(رسالہ الوصیت از روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں کو اپنے منتخب کردہ خلیفہ کی طرف مائل کر دیتا ہے اور بعض اوقات اپنے انتخاب سے لوگوں کو بھی بذریعہ رؤیا و کشوف یا اور طریق پر مطلع فرماتا ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کی پیشگوئی کے تذکرہ میں یہود کی شریعت کی کتاب طالمود میں لکھا ہے۔

It is said that he(The Messiah) Shall die and his kingdom descend to his son and grandson.

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ (یعنی مسیح) وفات پا جائے گا اور اس کی سلطنت اس کے بیٹے اور پوتے کو ملے گی۔

(طالمود از جوزف برکلے باب پنجم مطبوعہ لندن 1878ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ان بشارتوں میں سے ایک یہ ہے کہ مَیں نے دیکھا کہ مَیں بیت الدعاء میں بیٹھا تشہد کی حالت میں دعا کر رہا ہوں کہ الٰہی! میرا انجام ایسا ہو جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کا ہوا۔ پھر جوش میں آکر کھڑا ہو گیا ہوں اور یہی دعا کر رہا ہوں کہ دروازہ کھلا ہے اور میر محمد اسمٰعیل صاحب اس میں کھڑے روشنی کر رہے ہیں۔ اسمٰعیل کے معنی ہیں خدا نے سن لی اور ابراہیمی انجام سے مراد حضرت ابراہیمؑ کا انجام ہے کہ ان کے فوت ہونے پر خدا تعالیٰ نے حضرت اسحاقؑ اور حضرت اسماعیلؑ دو قائمقام کھڑے کر دیئے۔ یہ ایک طرح کی بشارت ہے۔ جس سے آپ لوگوں کو خوش ہو جانا چاہئے۔“

(عرفان الٰہی، انوار العلوم جلد 4 صفحہ 350)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت ام طاہر رضی اللہ عنہا کو مخاطب ہو کر ایک مرتبہ فرمایا:

”مجھے خدا تعالیٰ نے الہاماً بتایا ہے کہ طاہر ایک دن خلیفہ بنے گا۔“

(ایک مرد خدا صفحہ 208)

15/ فروری 1984ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے رات کو اوپر تلے تین مبشر رؤیا دیکھیں۔ ان مبارک نظاروں کا ذکر حضور رحمہ اللہ نے مورخہ 17/فروری 1984ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

ان میں سے پہلی رؤیا میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ، حضور رحمہ اللہ سے ملتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

”اب تم خلافت کا پوری طرح چارج لے لو اور اب مجھے رخصت کرو“

حضور رحمہ اللہ اس خواب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”مَیں نے پہلی رؤیا میں یہ دیکھا کہ ایک بر آمدہ میں ایک مجلس لگی ہوئی ہے جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کے ساتھ دوسرے احمدی احباب کرسیوں میں بیٹھے آپ کی باتیں سن رہے ہیں۔ مَیں بھی اس مجلس میں جاتا ہوں تو خواب میں مجھے کوئی تعجب نہیں ہوتا بلکہ یہ علم ہے کہ اس وقت مَیں خلیفۃ المسیح ہوں اور یہ بھی علم ہے کہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں اور اس بات میں آپس میں کوئی ٹکراؤ نہیں ہے۔ یعنی ذہن میں یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ آپ فوت شدہ ہیں اس نظارے سے طبیعت میں کسی قسم کا تردّد نہیں پیدا ہوتا چنانچہ جب آپ کی مجھ پر نظر پڑی تو ساتھ والی کرسی پر بیٹھے ہوئے شخص جس کا چہرہ میں پہچانتا نہیں، ان کے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں لیکن مَیں ان کے نام نہیں جانتا۔ لیکن جو آپ کے قریب آدمی بیٹھا ہوا ہے اس کو اشارہ سے فرماتے ہیں کہ کرسی خالی کرو اور مجھے پاس بٹھا کر مصافحہ کرتے ہیں اور میرے ہاتھ کو اسی طرح بوسہ دیتے ہیں جس طرح کوئی خلیفہ وقت کے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہے اور مجھے اس سے شرمندگی ہوتی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں کہ مَیں جانتا ہوں کہ تم خلیفۃ المسیح ہو۔ لیکن طبیعت میں سخت شرم محسوس ہوتی ہے اور انکسار پیدا ہوتا ہے۔ مَیں فوراً آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہوں۔ تو آپ یہ بتانے کے لئے میرا بوسہ باقی رہے گا تمہارے بوسے سے یہ

منسوخ نہیں ہوتا دوبارہ میرے ہاتھ کو کھینچ کر پھر بوسہ دیتے ہیں اور پھر مَیں محسوس کرتا ہوں کہ اب تو اگر مَیں نے یہ سلسلہ شروع کر دیا تو ختم نہیں ہو گا اس لئے اس بحث کا کوئی فائدہ نہیں۔ چنانچہ مَیں اصرار بند کر دیتا ہوں۔

اس کے بعد مجھے فرماتے ہیں کہ اب تم خلافت کا پوری طرح چارج لے لو اور اب مجھے رخصت کرو، میرے ساتھ رہنے کی اب ضرورت کیا ہے۔ تو مَیں کہتا ہوں کہ اس میں ایک حکمت ہے اور وہ یہ کہ خلافت کوئی شریکا نہیں، دنیا کی کوئی ایسی چیز نہیں جس میں کسی قسم کا حسد یا مقابلہ ہو بلکہ یہ ایک نعمت ہے اور انعام ہے۔ مَیں دنیا کو بتانا چاہتا ہوں کہ صاحب انعام لوگوں میں آپس میں محبت ہوتی ہے اور پیار کا تعلق ہوتا ہے اور کسی قسم کا حسد یا مقابلہ نہیں ہوتا۔ تو یہ مفہوم آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں اور یہ نظارہ ختم ہو جاتا ہے۔"

سامعین! آغا محمد عبد اللہ خان صاحب فاروقی احمدی بمقام بھڈانہ تحصیل گوجر خان اپنی تصنیف کوکب دُرّی مطبوعہ 1930ء کے صفحہ 5 پر اپنا ایک کشف درج کر کے تحریر فرماتے ہیں۔

"لیکن اب آفتاب ایک پرندہ کی شکل میں متمثل ہو گیا۔ اس کے چار پر تھے پہلے پر کے اگلے حصہ پر "نور" لکھا ہوا تھا اور دوسرے کے 1/3 حصہ پر "محمود"۔ تیسرے پر کے عین وسط میں "ناصر الدین" اور چوتھے پر "اہل بیت"۔ ان چاروں پروں کے زیر ایک زرد چادر اور ایک سرخ چادر تھی۔ سرخ چادر زمین پر گر پڑی اور زرد چادر آفتاب میں سما گئی۔ تخمیناً 75 لمحوں کے بعد آفتاب منارہ بیضاء کے عین جنوب کی طرف غائب ہو گیا اور پھر سارے کشف میں نظر نہ آیا۔"

اس کشف کو مکرم مولانا جلال الدین شمس صاحب سابق ناظر اصلاح وارشاد نے اپنی تصنیف بشارات ربانیہ میں بھی درج فرمایا ہے اور سیدنا طاہر سووینیر از جماعت احمدیہ برطانیہ میں یہ کشف درج کر کے لکھا ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کا شجرہ نسب ماں اور ننھیال کی طرف سے حضرت علیؓ سے جا ملتا ہے۔

مکرمہ امۃ الرشید بیگم صاحبہ دارالبرکات ربوہ بیان کرتی ہیں:

”خدائے قدوس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے عرض کرتی ہوں کہ 1940-41ء میں مَیں نے ہاتف غیبی کی نہایت صاف اور بڑی اثر انگیز آواز سنی۔

”خلیفۃ المسیح حضرت میاں طاہر احمد صاحب ہوں گے“

میرے مرحوم میاں ان دنوں انبالہ چھاؤنی میں ریلوے ملازم تھے۔ انہیں مَیں نے یہ بات بتا کر اپنے محبوب امام حضرت مصلح موعودؓ کی بارگاہ میں بذریعہ ڈاک یہ سب واقعہ لکھ بھیجا۔ جس کا جواب حضور کی طرف سے یہ موصول ہوا کہ خلیفہ کی موجودگی میں ایسے رؤیا و کشوف صیغہ راز میں رہنے چاہیے اور تشہیر نہیں کرنی چاہیے، چنانچہ خلافتِ ثالثہ کے قیام کے موقع پر مَیں یہی سمجھی کہ شاید میاں طاہر احمد صاحب سے اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ ہمیں ایسا خلیفہ عطا ہو جو طاہر اور مطہر ہو۔ اب حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے انتخاب پر معاملہ صاف ہو گیا۔ خدا کا کہنا پورا ہوا اور روح جھوم اٹھی الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

سامعین! مکرم عبد المنان شاہد صاحب مربی سلسلہ احمدیہ ہال کراچی بیان کرتے ہیں:

”1952ء میں خواب میں دیکھا تھا کہ آسمان پر بے شمار چاند اور موٹے موٹے ستارے ہیں اور ان کا عجیب منظر ہے اور مَیں احمد نگر کی بیت احمدیہ کی طرف آ رہا ہوں تو حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد ظاہر ہوئے تو دیکھا کہ آپ کے منہ اور ناک اور آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں اور مجھے آج تک لطف آ رہا ہے۔ اس وقت سے مجھے حضرت صاحبزادہ صاحب سے بہت ہی محبت ہے اور سمجھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت بلند مقام بخشے گا۔“

(تاریخ تحریر 04/جولائی 1982ء)

مکرم سردار احمد خادم صاحب معلم وقف جدید نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ بیان کرتے ہیں:

”خاکسار 1946ء میں تحقیق حق کے لئے قادیان دارالامان گیا اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کا تعارف جناب قیس مینائی صاحب کے ذریعہ حاصل کرتا رہا۔

ایک دن بیت مبارک گیا تو سیڑھیوں کے اوپر جناب میاں طاہر احمد صاحب کھڑے تھے۔ آپ اس وقت نوعمر تھے۔ سر پر کاسنی رنگ کی پگڑی باندھ رکھی تھی۔ نہایت خوبصورت جوان تھے۔ مَیں بغل گیر ہوا اور باتیں کیں تو ان کی مدلّل گفتگو سے مَیں بہت خوش ہوا۔ جب بیعت کر کے واپس گجرات آیا تو ایک دن خواب میں جناب میاں طاہر احمد صاحب کو اسی پگڑی میں دیکھا۔ کسی نے کہا کہ یہ زین العابدین ہیں۔ مَیں اس کی تعبیر یہ کرتا رہا کہ میاں صاحب بہت عابد و زاہد انسان ہیں۔ جب بھی آپ کو دیکھتا تو یہ بات یاد آجاتی۔ اب 10/ جون 1982ء کو تعبیر سامنے آگئی کہ خاکسار چونکہ اثناء عشریہ سے احمدی ہوا تھا اور اثناء عشری عقیدے کے لحاظ سے زین العابدین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چوتھے امام تھے۔ اور اب حضرت مرزا طاہر احمد صاحب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے چوتھے خلیفہ اور امام جماعت احمدیہ بنے ہیں۔"

مکرمہ امۃ الرشید صاحبہ والدہ نعیم احمد طاہر کراچی بیان کرتی ہیں:

"عاجزہ نے 1965ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی وفات سے چند روز قبل خواب میں دیکھا کہ حضرت ام ناصر اپنے گھر میں ہیں اور ایک بہت بڑا کمرہ ہے اور بہت خوبصورت پلنگ بچھا ہوا ہے اس پر ایک خوبصورت گاؤ تکیہ کے سہارے حضرت ام ناصر بیٹھی ہوئی ہیں۔ مَیں ان کو دیکھ کر جلدی سے اندر جاتی ہوں اور بڑے زور سے آپ کو السلام علیکم کہتی ہوں۔ آپ مجھے فرماتی ہیں کہ چھوٹی آپا کے گھر آج دعوت ہے سب لوگ کھانا کھا رہے ہیں تم نے کھایا ہے۔ مَیں نے عرض کیا کہ کس بات کی دعوت ہے آپ فرماتی ہیں کہ تمہیں علم نہیں آج ناصر دولہا بنا ہے۔ اس ساری گفتگو کے دوران مَیں نے دیکھا کہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب حضرت امّ ناصر کے پیچھے اس طرح کھڑے ہیں کہ ان کے دونوں کندھوں کے درمیان میں ہیں اور آپ مجھے دیکھ کر مسکرا رہے ہیں۔ جب حضرت ام ناصر نے فرمایا کہ تمہیں علم نہیں آج ناصر دولہا بنا ہے تو ساتھ ہی حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس کے بعد ان کی باری ہے۔ اس کے بعد مَیں چھوٹی آپا کے گھر جاتی ہوں۔ وہاں جا کر دیکھا کہ سب لوگ وہاں جمع ہیں اور کھانے کا اہتمام ہے اور ساتھ ہی میرے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ نماز پڑھنی چاہیے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔"

سامعین! مکرمہ نصرت صاحبہ بنت صوبیدار عالم اعوان صاحب منڈی بہاؤالدین کا بیان ہے کہ

”غالباً 1974ء میں مہینہ یاد نہیں۔ ایک رات نفل پڑھنے کے بعد میں سوئی تو خواب میں دیکھا کہ مَیں نے کسی بہت بڑی دعوت کا انتظام کیا ہے اور مَیں بے شمار مہمانوں کی آمد کا انتظار کر رہی ہوں۔ اس ہجوم میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اور حضور کی حرم محترمہ حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ بھی ہمراہ ہیں۔ حضور مجھ سے فرماتے ہیں ”آج ہم آپ سب میں موجود ہیں۔ آپ کے بلانے پر ہم آئے ہیں مگر پھر شاید ہم ایسا جس طرح آپ کے گھر آئے ہیں۔ موقع نہ ہو“ مَیں نے شرارت سے کہا اے ہمارے پیارے والد! آپ نہ ہوں گے تو پھر کون ہو گا؟ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کچھ دیر میری طرف دیکھ کر مسکراتے رہے اور پھر فرمایا ”طاہر“ اس سے آگے حضور کچھ نہ بولے۔

پھر حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ نے فرمایا ”مَیں پہلے ہی اس جہان میں نہ رہوں گی۔“

اس کے بعد کچھ دیر مَیں کھڑی رہی اور اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔

مکرم عبد اللطیف مؤمن صاحب مسلم بازار بھکر کا بیان ہے کہ

”عرصہ تقریباً 7۔ 8 سال کا ہوا مَیں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کرسی پر تشریف فرما ہیں اور حضور کا چہرہ اقدس مشرق کی طرف ہے آپؑ کے دائیں طرف چار کرسیاں ہیں جن پر علی الترتیب حاجی الحرمین حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اور چوتھی کرسی پر حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع بیٹھے ہیں۔ مَیں اس پر خدائے ذوالجلال کی قسم کھا سکتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے مَیں نے اس کا ذکر بعض دوستوں سے کیا تھا۔“

(تاریخ تحریر 17/جون 1982ء)

سامعین! مکرم کیپٹن ڈاکٹر بشیر احمد صاحب گولبازار ربوہ بیان کرتے ہیں:

”کافی عرصہ ہوا خاکسار نے خواب میں دیکھا کہ فضا میں اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا لوگ سخت گھبراہٹ میں اِدھر اُدھر پریشان حال ہیں۔ اسی حالت میں ایک طرف سے روشنی نمودار ہوئی۔ لوگ پکار اٹھے یا کسی نے آواز دی۔ یا غیب سے آواز آئی کہ خلیفہ احسان الٰہی آگیا۔ روشنی آہستہ آہستہ

میرے قریب آگئی۔ میں منتظر ہوں کہ احسان الٰہی خلیفہ ظاہر ہوں۔ جب شبیہ مبارک ظاہر ہوئی۔ تو وہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی تھی۔ اس خواب کا ذکر مَیں نے اپنی بیوی مبارکہ سے کر دیا اور کسی سے ذکر نہ کیا۔ نہ ہی حضرت صاحب کو لکھا۔ کیونکہ ایک خلیفہ کی موجودگی میں کسی دوسری خلافت کا ذکر نا جائز بات ہے۔ بات بھول گئی۔ کبھی ذہن میں اس کا خیال بھر نہ آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی اچانک وفات پا جانے پر میری بیوی نے مجھے یاد کرایا اور مَیں اللہ تبارک و تعالیٰ عالم الغیب کا یہ نشان دیکھ کر از حد محظوظ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے صد فی صد خواب سچ کر دکھایا۔"

(تاریخ تحریر 15/جون 1982ء)

سامعین! مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب دارالنصر غربی ربوہ بیان کرتے ہیں:

"مَیں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے لکھتا ہوں کہ مَیں نے آج سے تقریباً ایک سال قبل ایک خواب دیکھی جو اپنے چند دوستوں کو بھی سنائی۔ جن میں مکرم یوسف سہیل صاحب اور مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب بھابڑی صاحب وغیرہ شامل ہیں۔

مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا مجمع ہے یا جلسہ ہے جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث (رحمہ اللہ) خطاب فرما رہے ہیں۔ تقریر کافی لمبی بھی ہے موضوع مجھے یاد نہیں رہا۔ تقریر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں کہ مَیں اب تھک گیا ہوں۔ قدرے توقف ایک منٹ کے وقفے کے بعد تقریر جاری رہتی ہے اور آواز لب و لہجہ اور موضوع بھی وہی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد مَیں سر اٹھا کر دیکھتا ہوں کہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب خطاب فرما رہے ہیں۔"

(تاریخ تحریر 19/جون 1982ء)

سامعین! خاکسار حنیف احمد محمود بیان کرتا ہے:

"اگست 1979ء کی ایک رات کی بات ہے کہ خاکسار نے خواب میں دیکھا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ وفات پا گئے ہیں اور جماعت کی طرف سے اعلان ہو رہا ہے کہ خلیفۃ المسیح الرابع حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ہوں گے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

اس خواب سے غالباً دو اڑھائی سال قبل جبکہ خاکسار جامعہ احمدیہ ربوہ کا طالب علم تھا بعینہٖ اسی طرح کی خواب دیکھی۔ اس خواب میں خاکسار نے دیکھا کہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث (رحمہ اللہ) کی نعشِ مبارک ایک کھلے میدان میں پڑی ہے اور ان کے ارد گرد بہت بڑا ہجوم ہے اور وہاں بھی یہی اعلان ہو رہا ہے کہ چوتھے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ہوں گے۔

خاکسار نے ہر دو خوابوں کو مصلحتِ وقت کی بناء پر کسی پر ظاہر نہ کیا۔ ہاں دوسری خواب (جو کہ خاکسار نے اگست 1979ء کو دیکھی) کا ذکر خاکسار نے اس وقت بدوملہی جماعت احمدیہ کے صدر محترم عبدالغنی بٹ مرحوم سے کر دیا تھا۔“

(تاریخ تحریر 21/جون 1982ء)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 8 ستمبر 1950ء میں فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مَیں تو جاتا ہوں۔ لیکن خدا تمہارے لئے قدرت ثانیہ بھیج دے گا۔ مگر ہمارے خدا کے پاس قدرت ثانیہ ہی نہیں۔ اس کے پاس قدرت ثالثہ بھی ہے اور اس کے پاس قدرت ثالثہ ہی نہیں۔ اس کے پاس قدرت رابعہ بھی ہے۔ قدرت اولیٰ کے بعد قدرت ثانیہ ظاہر ہوئی اور جب تک خدا اس سلسلہ کو ساری دنیا میں نہیں پھیلا دیتا۔ اس وقت تک قدرت ثانیہ کے بعد قدرت ثالثہ آئے گی اور قدرت ثالثہ کے بعد قدرت رابعہ آئے گی اور قدرت رابعہ کے بعد قدرت خامسہ آئے گی اور قدرت خامسہ کے بعد قدرت سادسہ آئے گی اور خدا تعالیٰ کا ہاتھ لوگوں کو معجزہ دکھاتا چلا جائے گا اور دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت اور زبردست سے زبردست بادشاہ بھی اس سکیم اور مقصد کے راستہ میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔ جس مقصد کے پورا کرنے کے لئے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہلی اینٹ بنایا اور مجھے اس نے دوسری اینٹ بنایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ دین جب خطرہ میں ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لئے اہل فارس میں سے کچھ افراد کھڑا کرے گا۔ حضرت مسیح موعود ان میں سے ایک فرد تھے اور ایک فرد میں ہوں۔ لیکن رجالٌ کے ماتحت ممکن ہے کہ

اہل فارس میں کچھ اور لوگ بھی ایسے ہوں۔ جو دین کی عظمت قائم رکھنے اور اس کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے کھڑے ہوں۔"

(روزنامہ الفضل لاہور 22/ستمبر 1950ء صفحہ 6)

ہے بندوں پہ گر انتخابِ خلافت
حقیقت میں ہے دستِ قدرت خلافت
تصرف خدا کا جھکاتا ہے سب کو
ہے گویا خدا کی مشیت خلافت
تقرب اِلی اللہ کا واحد ذریعہ
ہے صدق و وفا کی علامت خلافت

(اس تقریر کی تیاری میں کتاب "جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارے میں الہامات، کشوف و رؤیا اور الٰہی اشارے" مرتبہ حنیف محمود سے مدد لی گئی)



﴿45﴾ ﴿مشاہدات۔824﴾

خلافتِ حقّہ اور اشاراتِ الٰہیہ

(تقریر نمبر 5 بابت خلافتِ خامسہ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (النور:56-58)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ ہر گز گمان نہ کر کہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ (مومنوں کو) زمین میں بے بس کرتے پھریں گے جبکہ ان کا ٹھکانا آگ ہے اور بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

سامعین کرام! خاکسار کی گزارشات کا موضوع ”**خلافتِ حقہ اور اشاراتِ الٰہیہ۔خلافتِ خامسہ** ہے۔ یعنی آج خاکسار آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بعض بندوں پر ہونے والے ان اشارات کا ذکر

کرے گا جن میں لوگوں کو حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خلیفہ بننے کے متعلق خبر دی گئی۔

ہمارا پیارا خدا ہاں جماعتِ احمدیہ کا خدا بہت سی صفاتِ حسنہ کا مالک خدا ہے جو ہر کس و ناکس، چھوٹے بڑے، مرد عورت اور ہر بچے اور بچی کی دُعا اور پکار کو سُنتا اور ان کی التجاؤں کا جواب دیتا ہے۔ اس کو ہم روزانہ ہی صبح و شام اپنی ذاتی زندگی میں اور جماعتی زندگی میں بھی مشاہدہ کرتے ہیں ۔ اس حقیقت کا اظہار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں فرمایا ہے۔

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

جماعت احمدیہ کی تاریخ خدا تعالیٰ کے اپنے پیارے بندوں سے بولنے اور اُن کی راہنمائی کرنے سے بھری پڑی ہے۔ اِس کا نظارہ ہم ہر خلافت کے چناؤ کے موقع پر دیکھتے آئے ہیں۔ اِس کا ایک نظارہ ہم نے سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کے انتخابِ خلافت کے موقع پر دیکھا جب تمام کرۂ ارض انتشارِ روحانیت سے معمور تھا۔ صرف آس پاس نہیں بلکہ ہر گاؤں میں، ہر شہر میں، ہر ملک میں، ہر چھوٹے اور بڑے میں، ہر عورت اور مرد میں یکساں طور پر خدا تعالیٰ کا نور نازل ہو رہا تھا۔ خدا کے انتشارِ روحانیت کی یہ تجلّی پہاڑوں پر بسنے والے لوگوں کے دلوں پر بھی اُترتی دکھائی دی، میدانوں اور صحراؤں کے باسی بھی اس سے جُدا نہ رکھے گئے۔ ہاں ارضِ مقدس کے باسیوں اور عرب کے صحراؤں میں رہنے والے احمدیوں کے دل بھی اُسی خدا کے قبضہ میں تھے جو خلافتِ خامسہ کے قیام کے لئے اور سیدنا صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کی تائید میں دلوں کو بدل رہا تھا۔ ان مبشر رؤیا، خوابوں اور الٰہی اشاروں کو اکھٹا کیا گیا تو یہ تعداد اڑھائی سو سے زائد بنی۔ ابھی کئی ہوں گی جو اکھٹی نہیں ہو سکیں۔ خواب دیکھنے والوں میں سے اکثریت حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کے نام سے ناواقف تھی۔ آپ کی شخصیت سے جان پہچان نہ تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ایسے رنگ میں راہنمائی فرمائی کہ کسی کو رؤیا میں بتلایا گیا کہ آئندہ آنے

والے خلیفہ کا نام "میم" سے شروع ہو گا، کسی کو بتلایا گیا کہ "مِرجا" ہو گا، کسی کو "خامس" کے الفاظ میں سمجھایا گیا۔ جو "خامس" کے لفظ اور معنی سے بھی نابلد تھے۔ دُنیا میں بسنے والے کروڑوں احمدی، مختلف بولی بولنے والے جن کو عربی یا اُردو کے الفاظ سے بھی آشنائی نہ تھی اُن میں کسی کی راہنمائی "Masar" احمد کے الفاظ میں کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک بندی کی راہنمائی یوں کی کہ آنے والا خلیفہ عینک پہنتا ہو گا اور انتخابِ خلافتِ خامسہ کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کو بغیر عینک کے دیکھ کر وہ پریشان ہو گئی کہ یہ تو بغیر عینک کے ہیں مگر شرائط بیعت کے لئے جب حضور ایدہ اللہ نے اپنی عینک نکالی تو وہ حیران رہ گئی اور سجدہ شکر بجالائی۔ ایک خاتون کو تو اس رنگ میں اللہ تعالیٰ نے راہنمائی کر دی کہ آنے والے خلیفہ کے ہاتھ پر ایک کالا نشان ہو گا اور انتخاب خلافت کے دنوں میں امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ کی انگلی پر کالا نشان نمایاں طور پر ہم سب نے MTA پر دیکھا۔ یہ نشان عارضی تھا جو کسی چوٹ کی وجہ سے بنا تھا

سامعین! یہ خوابیں دیکھنے والے بڑی عمر کے بھی تھے اور چھوٹی عمر کے بچے بھی تھے جن کی اللہ تعالیٰ نے راہنمائی فرمائی۔ اکھٹی کی گئی 250 خوابوں میں سے چند خوابیں آپ سامعین کے سامنے پیش ہیں۔

1۔ عزیزم عزّت احمد ابن مکرم بشارت احمد انیس صاحب جرمنی بعمر 12 سال نے خواب میں حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو خلیفۃ المسیح کے طور پر دیکھ لیا تھا۔

2۔ عزیزم عبد الوحید صاحب آف جرمنی نے اپنے ابا محترم شیخ عبد الکریم صاحب کو اپنی ایک خواب بتلائی کہ مَیں نے خواب میں نئے خلیفۃ المسیح کو دیکھا ہے۔ والد محترم نے کہا بیٹا! ابھی تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع زندہ ہیں۔ پھر جب آپ فوت ہوئے اور حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب نئے خلیفہ بنے تو بچے نے کہا یہی ہیں وہ جن کو مَیں نے اپنی خواب میں دیکھا۔ جو 2001ء میں دکھلائی گئی۔

3۔ عزیزم ناصر الدین آف پاکستان نے 2001ء میں مجلس خدام الاحمدیہ کی تربیتی کلاس میں ساتویں روز خواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ مہمان خصوصی بن کر آئے ہیں اور اپنے خطاب میں فرماتے ہیں کہ "مَیں اعلان کرتا ہوں کہ آنے والے وقت میں نئے خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ہوں گے۔"

4۔ مکرم محمود احمد صاحب انجم طالبِ علم جامعہ احمدیہ ربوہ نے تحریر کیا کہ میں خواب مَیں مسجد مبارک کے باہر والے صحن میں خلیفۃ المسیح سے ملتا ہوں۔ مگر پگڑی پہنے حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب تھے جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ابھی زندہ تھے۔

5۔ مکرم محمد کامل مبشر صاحب ضلع جھنگ نے لکھا کہ انتخابِ خلافت کی رات خاکسار کو نیند آگئی تو خاکسار اپنے اباجان کو یہ کہہ کر سویا کہ جب نئے امام کا اعلان ہو تو مجھے جگا دیں۔ دورانِ نیند مجھے خواب آئی کہ مرزا مسرور احمد صاحب کو جماعت کا نیا امام منتخب کرلیا گیا ہے اور جب نئے امام کا اعلان ہونے لگا تو ابو نے مجھے جگایا۔ مَیں نے اُٹھتے ہی ابو کو بتایا کہ مجھے خواب آئی ہے کہ مرزا مسرور احمد صاحب امام منتخب ہو گئے ہیں تو ابو بہت حیران ہوئے اور مجھے بتایا کہ ہاں مرزا مسرور احمد صاحب ہی نئے امام منتخب ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے خاکسار حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو نہ جانتا تھا۔

6۔ مکرم خالد احمد سعید صاحب۔ راولپنڈی سے لکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات کی خبر سن کر مَیں دفتر سے فوراً گھر لوٹا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور دل میں دعائیں کر رہا تھا۔ دل تھا کہ غم سے پھٹا جارہا تھا کہ اچانک میری طبعیت میں بے چینی اور گھبراہٹ شروع ہوگئی اور مَیں بستر پر لیٹنے کے لیے چلا گیا۔ بستر پر لیٹتے ہی میری آنکھ لگ گئی۔ ابھی مجھے لیٹے ہوئے چند منٹ ہی ہوئے تھے کہ مَیں نے خواب میں زبردست نظارہ دیکھا کہ دور دور تک پھیلے ہوئے نیلگوں آسمان پر بہت بڑے سائز کا ایک سفید رنگ میں چلتا ہوا banner نظر آرہا ہے جس پر لکھا ہے "مرزا مسرور احمد" اور خواب میں محسوس ہوتا ہے کہ یہ نئے خلیفۃ المسیح کا نام ہے۔ مَیں ایک دم اُٹھ کر بیٹھ جاتا ہوں اور بستر پر بیٹھے بیٹھے یہ سوچنے لگتا ہوں کہ یہ کیا نظارہ ہے۔ 10-15 منٹ کے بعد دوبارہ لیٹتا ہوں تو پھر آنکھ لگ جاتی ہے پھر اس سے ملتا جلتا نظارہ نظر آتا ہے کہ دور دور تک نیلا آسمان پھیلا ہوا ہے اور اس پر تاحدِّ نظر بڑے سائز میں لکھا ہوا ہے۔ "مرزا مسرور احمد" اور اس دفعہ یہ نظارہ میری آنکھوں کے بالکل سامنے بہت واضح تھا اور خواب میں ہی محسوس کرتا ہوں کہ جیسے بہت بڑا پارک ہے اور اس میں لوگوں کا مجمع ہے۔ مَیں آگے آگے بڑھتا جاتا ہوں اور ساتھ ساتھ آسمان پر متواتر بڑا بڑا "مرزا مسرور احمد" نظر آرہا ہے اور یہ نظارہ کافی دیر تک دیکھتا رہتا ہوں حتیٰ کہ آنکھ کھل جاتی ہے اور مَیں اُٹھ کر بیٹھ جاتا ہوں اس وقت رات کو پونا ایک بجا تھا۔

7۔ مکرم منصور احمد لقمان صاحب۔ ربوہ لکھتے ہیں کہ یہ اُن دنوں کی بات ہے جب ابھی MTA کا کوئی وجود بھی نہ تھا اور خاکسار ضلع فیصل آباد میں مقیم تھا۔ خواب میں دیکھا کہ نماز فجر سے پہلے کا وقت ہے۔ لوگوں کا جم غفیر ہے کہ TV پر مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن ظاہر ہوتے ہیں اور حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کے خلیفۃ المسیح منتخب ہونے کا اعلان کرتے ہیں جبکہ خاکسار اس وقت طالب علم تھا اور مکرم صاحبزادہ صاحب کے نام سے بھی ناواقف تھا اور نہ ہی ان کی کوئی تصویر دیکھی تھی۔ عین نظارہ کے مطابق چودہ پندرہ سال بعد جو رونما ہوا وہ ازدیادِ ایمان کا باعث ہے۔

سامعین! مکرم مقصود الحق صاحب۔ لندن تحریر کرتے ہیں کہ میری امی نے مجھے بتایا کہ تمہارے ابا (مولانا ابوالمنیر نور الحق صاحب) کی وفات (30 دسمبر 1995ء) سے دو تین سال قبل کی بات ہے کہ صبح سویرے اٹھنے پر انہوں نے بتایا کہ مَیں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ ایک کمرہ ہے جس میں خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے افراد ایک دائرے کی شکل میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تشریف لاتے ہیں تو ان کے ہاتھ میں دو ہار ہیں ایک ہار بڑا ہے اور ایک چھوٹا ہار ہے آپ دائرے میں بیٹھے ہوئے تمام افراد پر نظر ڈالتے ہیں اور بڑا ہار حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کے گلے میں ڈال دیتے ہیں۔ یہ خواب بیان کر کے تمہارے ابا نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان دو وجودوں سے اپنے دین کے لئے اہم کام لے گا۔ انہوں نے کہا کہ مَیں نے یہ خواب تمہارے سامنے اس لئے بیان کیا ہے کہ خدا جانے اُس وقت مَیں موجود ہوں یا نہ ہوں۔

9۔ مکرم لئیق احمد صاحب۔ ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ فروری 1966ء کی بات ہے کہ خاکسار نے خواب میں دیکھا کہ ربوہ مسجد خضر سلطانہ کے قریب اسٹیشن روڈ پر مکرم مولانا برکات احمد صاحب کا گھر ہے۔ مسجد خضر سلطانہ کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع اور دونوں خلفاء کے درمیان مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب آرہے ہیں۔ یعنی دونوں خلفاء کے درمیان میں محترم میاں منصور احمد صاحب ہیں۔ میاں صاحب کے بائیں جانب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اور دائیں جانب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ ہیں۔ محترم میاں منصور احمد صاحب نے سفید شرٹ اور پینٹ پہنی ہوئی ہے اور ہاتھ میں چھڑی ہے۔

ان بزرگوں کے سامنے سے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب، ایک اور بزرگ اور خاکسار آتے ہیں یعنی ہم سب مشرق کی طرف سے مغرب کی جانب ان بزرگوں کی ملاقات کے لئے جارہے ہیں۔ خاکسار اور ایک اور صاحب، حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کے پیچھے پیچھے ہیں اور آپ چند قدم ہم سے آگے آگے چل رہے ہیں چنانچہ جب دونوں خلفاء اور میاں منصور احمد صاحب ملاقات سے ہوتی ہے تو محترم میاں منصور احمد صاحب، محترم صاحبزادہ صاحب کو پگڑی پہناتے ہیں جو سفید رنگ کی اور بہت ہی خوبصورت کپڑے کی ہے۔

10۔ مکرم رشید احمد زاہد صاحب۔ لندن سے بتاتے ہیں کہ خاکسار اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر حلفیہ بیان کرتا ہے کہ 5-6 سال قبل خواب میں دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ ربوہ میں وفات پا گئے ہیں اور جنازہ قصر خلافت کے مغربی دروازے سے نکل کر جامعہ نصرت ربوہ کے سامنے سڑک پر سے گزرتا ہوا بہشتی مقبرہ کی طرف جارہا ہے۔ اس جنازہ کو دیکھنے کے لئے سڑک کے دونوں طرف بہت ہی تعداد میں لوگ کھڑے ہیں اور اس موقع پر خاکسار بھی ان میں شامل ہے۔ خدام حسبِ معمول بڑی مستعدی سے ڈیوٹیاں دے رہے ہیں۔ جنازہ آہستہ آہستہ جارہا ہے اور جنازہ کے پیچھے ایک بہت بڑا ہجوم ہے۔ جوں جوں جنازہ آگے بڑھ رہا ہے جنازے کے ساتھ لوگ بھی چل رہے ہیں اور جو لوگ آگے ہیں الٹے پاؤں پیچھے ہٹتے جاتے ہیں اور جب جنازہ عین جامعہ نصرت ربوہ کے سامنے سے گزر رہا ہوتا ہے تو خاکسار نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ بھی جنازہ کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ تو خواب میں میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ حضور رحمہ اللہ تو زندہ ہیں اور اسی لمحہ نظارہ بدلتا ہے اور حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کا چہرہ مبارک دھندلا سا دکھائی دیا اور ساتھ ساتھ جنازہ آگے بڑھتا چلا جارہا ہے اور لجنہ اماء اللہ کے دفتر کے قریب بہشتی مقبرہ کی طرف مڑتا ہے تو دوبارہ یہ نظارہ دہرایا گیا ہے۔ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کا چہرہ مبارک بہت واضح اور صاف مع پگڑی دکھائی دیتا ہے حتّٰی کہ جنازہ بہشتی مقبرہ پہنچ کر رکھ دیا جاتا ہے اور نماز جنازہ کے لئے قطاریں بن رہی ہیں۔ بعدہٗ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ نماز جنازہ پڑھنے کے دوران ہی خواب میں میرے دل سے

آواز نکلی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے قریب ہو گی۔ اس کے بعد خاکسار کی آنکھ کھل گئی۔

11۔ مکرم ایس طارق احمد صاحب۔ سری لنکا سے لکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ بہت بیمار تھے۔ اس سال رمضان میں اعتکاف کے دوران مَیں نے خواب میں دیکھا کہ MTA کی سکرین پر ایک نیا چہرہ خطبہ دے رہا ہے۔ جس کا نام مسرور ہے۔ پھر مَیں بیدار ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد دوبارہ نیند آگئی تو بہت واضح آواز آئی "مسرور"۔ مَیں نے بہت سی خوابیں دیکھی ہیں۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو ساتھ ساتھ لکھتا رہا۔ اِسے نہ لکھا مگر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات کے بعد اس خواب کو خاکسار نے اپنی آنٹی صدر لجنہ اماء اللہ سری لنکا سے آنسوؤں کی لڑی میں بیان کیا۔ آج صبح 3:45 پر سری لنکا کے وقت کے مطابق جب MTA پر حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کے خلیفہ بننے کی خبر ملی تو الحمد للہ پڑھا۔

12۔ مکرمہ نصیرہ لیاقت صاحبہ۔ ربوہ لکھتی ہیں۔ مَیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی بیماری کے دوران آپریشن سے پہلے ایک رات حضور کی صحت کے لئے دعا کرتی کرتی سوئی کہ خواب میں مَیں خود سے کہتی ہوں کہ "ہائے! حضور فوت ہو گئے اور اب میاں مسرور احمد خلیفہ بنیں گے" ساتھ ہی ایک دم میری آنکھ کھل گئی۔ مَیں سخت بے چین ہوئی۔ حضور کے لئے بہت دعائیں کرتی رہی پھر حضور کے آپریشن کے بعد اللہ تعالیٰ نے جب صحت دی تو مَیں نے اپنی خواب میں مسرور کا مطلب خوشی اخذ کیا اور مَیں بہت خوش تھی کہ خدا نے حضور رحمہ اللہ کو موت کے منہ سے نکال کر ہمیں خوشی دی ہے اور جب مَیں نے اچانک حضور کی وفات کی خبر سنی تو دل کانپ اٹھا اور ساتھ ہی وہ خواب دوبارہ میرے ذہن میں آگئی تو اس رات مَیں نے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کا نام ایک پرچہ پر لکھ کر اس کو بند کر کے اپنی بیٹی کو دیا کہ اس کو تالے میں رکھ دو یہ میری امانت ہے۔ جب مَیں کہوں تو اس کو کھولنا۔ جب خدا نے ہمیں دوبارہ خلافت کی نعمت عطا کی اور جونہی آپ کا نام بولا گیا تو مَیں نے بے اختیار الحمد للہ کہا اور بیٹی سے کہا کہ جاؤ اور پرچی نکال کر اس کو پڑھو کہ اس سے ایمان بڑھتا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔

13۔ مکرمہ نعمت بی بی صاحبہ۔ محمود آباد فارم کنری میرپور خاص سے لکھتی ہیں کہ جب پہلی دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ بیماری سے صحت یاب ہوئے تو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے عاجزہ ربوہ

حضرت بی بی ناصرہ صاحبہ کے گھر میں ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں کہ مَیں کمزور اور بوڑھا ہو گیا ہوں اب مجھ سے کام نہیں ہوتا تو بی بی ناصرہ کہتی ہیں کہ میرا بیٹا مسرور جو ہے یہ مَیں آپ کو دیتی ہوں۔

سامعین! مکرم شیخ عمر احمد منیر صاحب۔ راولپنڈی لکھتے ہیں کہ جنوری 2003ء میں مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ مَیں لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے پیچھے نماز جمعہ ادا کر رہا ہوں۔ سلام پھیرنے کے بعد جاتے ہوئے حضور کی نظر جب مجھ پر پڑتی ہے تو مجھ سے پوچھتے ہیں کہ آپ کب آئے ہیں۔ حضور کی قدم بوسی کے لئے آگے بڑھتا ہوں اور حضور سے مصافحہ کرتا ہوں تو حضور فرماتے ہیں۔ شیخ صاحب! میرے بعد اب آپ نے صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب سے مصافحہ کرنا ہے۔ اتنی دیر میں مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب حضور کے ساتھ آکر کھڑے ہو جاتے ہیں اور مَیں فوراً صاحبزادہ صاحب سے مصافحہ کر لیتا ہوں تو حضور رحمہ اللہ میری کمر پر تھپکی دیتے ہیں اور اس کے بعد میری آنکھ کھل جاتی ہے۔

15۔ مکرم ناصر محمود احمد صاحب۔ لاہور لکھتے ہیں کہ آج سے قریباً دو سال قبل جب خاکسار "گنی کناکری" میں ملازم تھا تو ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑی تصویر جو لکڑی کے فریم میں ہے۔ ایک صاحب اٹھائے ہوئے مجھے دکھاتے ہیں۔ تصویر میں ایک شخص پگڑی میں ملبوس کھڑا ہے۔ مَیں پوچھتا ہوں کہ یہ کون ہے؟ تو آواز آتی ہے کہ یہ اگلے خلیفہ ہیں۔ مَیں پوچھتا ہوں کہ ان کا نام کیا ہے؟ تو آواز آتی ہے "مرزا مسرور احمد" اگلے روز صبح مَیں نے اس خواب کا ذکر مکرم مولانا خوشی محمد شاکر صاحب مربی سلسلہ گنی کناکری سے کیا۔ آپ نے کہا کہ اس خواب کا ذکر کسی سے نہ کریں جب تک ایسا ہو نہ جائے مگر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات پر قبل از خلافت مَیں نے یہ خواب اپنی والدہ کو سنا دی تھی۔

16۔ مکرم شیخ محمد نعیم صاحب۔ ربوہ لکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی علالت 1999ء کے دوران ساری جماعت نے خدا تعالیٰ کے حضور دعائے صحت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے حضور کو صحت عطا فرمائی اور حضور پھر سے حسب سابق اپنے فرائض ادا فرمانے لگے۔ حضور کی صحت کے دوران خاکسار نے ایک خواب دیکھا یہ غالباً 2001 کی بات ہے کہ مَیں MTA دیکھ رہا ہوں اور حضور کا چہرہ

مبارک سکرین پر ہے ایک دم یہ تصویر سکرین سے ہٹ گئی اور نمایاں حروف میں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ لکھا ہوا آ گیا اور ساتھ ہی یہ الفاظ بھی لکھے ہوئے تھے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحلت فرما گئے ہیں۔ یہ خبر پڑھ کر دکھ اور افسوس ہوا اور خواب میں ہی ہم ایک دوسرے سے تعزیت اور دعا کر رہے تھے کہ سکرین پر حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کی تصویر پگڑی پہنے اُبھرنی شروع ہوئی اور چند سیکنڈز میں تصویر مکمل ہو کر پوری سکرین پر چھا گئی اور ساتھ لکھا ہوا تھا۔ ”حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ امام جماعت احمدیہ“

خواب کے اندر ہی دل و دماغ پر سکون و اطمینان آ گیا اور اسی خوشی میں آنکھ کھل گئی۔ یہ واقعہ 19 اپریل 2003ء حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات پر MTA پر دیکھا اور 23 اپریل کو حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کو اُسی طرح سکرین پر پگڑی پہنے دیکھا۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالك۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی زندگی میں کسی سے اس خواب کا ذکر نہ کیا۔ حضور کی وفات کے بعد اس خواب کا ذکر کیا اور دو دن بعد خدا تعالیٰ نے یہ خواب پورا فرما دیا۔

17۔ مکرم محمد اشرف صاحب مربی سلسلہ۔ بلغاریہ سے لکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات سے تقریباً ایک سال قبل کی خواب ہے کہ ایک بہت بڑا جلسہ ہے ہم سب لوگ پیارے حضور کا انتظار کر رہے ہیں۔ لیکن حضور یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تشریف نہیں لاتے بلکہ ان کی جگہ حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب تشریف لاتے ہیں اور ہم سب حضرت صاحبزادہ صاحب سے شرفِ ملاقات حاصل کرتے ہیں۔

18۔ مکرمہ امۃ المصور صاحبہ۔ ربوہ لکھتی ہیں کہ مَیں نے 23 اپریل 2002ء کو ایک خواب دیکھا کہ مَیں خطبہ سن رہی ہوں جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ دے رہے ہیں اور اچانک غائب ہو جاتے ہیں اور ان کی جگہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خطبہ دینا شروع کر دیتے ہیں اور مَیں جب خطبہ سننے بیٹھتی ہوں تو مَیں اکیلی ہوتی ہوں اور جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ غائب ہوتے ہیں تو مَیں دیکھتی ہوں کہ میرے سامنے بہت زیادہ عورتیں بیٹھی ہیں تو مَیں ان سے پوچھتی ہوں کہ یہ کیا ہو گیا ہے کہ ابھی تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع خطاب فرما رہے تھے۔ اب یہ کون خطاب فرما رہے ہیں۔ وہ عورتیں مجھے بتاتی ہیں کہ آپ

کو نہیں پتہ یہ مرزا مسرور احمد صاحب ہیں جو ہمارے نئے خلیفہ ہیں۔ مَیں نے 25 اپریل 2002ء کو یہ خواب اپنی کزن کو سنائی۔ تو اس نے کہا کہ تمہارے پاس یہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ یہ اب کسی کو نہیں سنانی۔

19۔ مسز مہوش چوہدری صاحبہ۔ سڈنی آسٹریلیا سے لکھتی ہیں کہ حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کے خلیفہ بننے کے بعد میرے میاں نے اپنی ایک خواب مجھے سنائی جو 10، 12 ماہ قبل انہوں نے دیکھی تھی۔ خواب میں دیکھا کہ انہیں ایک آواز آئی کہ "اگلے خلیفہ مرزا مسرور احمد صاحب ہوں گے" یہ خواب انہوں نے آپ کے خلیفہ بننے کے بعد سب کو بتائی اور بتایا کہ وہ حضرت صاحبزادہ صاحب کو ربوہ اس خواب کی بناء پر ملنے بھی گئے تھے۔

سامعین! مکرم حفیظ احمد طاہر صاحب۔ ربوہ لکھتے ہیں کہ بندہ نے مورخہ 4۔5 مارچ 2003ء رات کو فجر کے وقت خواب میں دیکھا کہ مَیں مسجدِ اقصیٰ ربوہ سے جمعہ کی نماز ادا کر کے جلدی جلدی خلیفہ وقت کو سلام کرنے کے لئے اس سڑک تک پہنچا جس پر حضور کی گاڑی جاتی تھی تو جب گاڑی قریب آئی تو دیکھا کہ کالی گاڑی میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی جگہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفہ وقت کے لباس میں بیٹھے جارہے ہیں۔ مَیں نے انہیں سلام عرض کی اور اسی دوران میری آنکھ کھل گئی اور یہ خواب مَیں نے اگلے دن صبح دفتر میں حاضر ہو کر حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو سنائی۔ آپ نے پوچھا خواب کا ذکر کسی سے کیا تو نہیں۔ مَیں نے عرض کی کہ نہیں! تو فرمایا۔ کسی سے کرنا بھی نہیں۔ لوگ مختلف نتیجے اخذ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

21۔ مکرم مقصود احمد صاحب۔ میر پور خاص سندھ لکھتے ہیں کہ یہ اُس وقت کی بات ہے جب اپریل 2003ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قبل از خلافت ناصر آباد فارم سندھ کے دورہ پر آئے تھے۔ اِسی دوران ایک دن صبح کی نماز سے قبل خواب دیکھی کہ سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الرابع رحمہ اللہ تشریف لائے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں چمکتا ہوا چاند تارا ہے جو حقیقی معلوم ہوتا ہے تصویر یا بناوٹی چیز نہیں۔ پوری آب وتاب اور خوبصورتی کے ساتھ۔ چنانچہ وہ چاند حضور رحمہ اللہ نے ہمارے پیارے موجودہ امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کے ہاتھ پر یہ فرما کر کہ "مسرور احمد ہاتھ آگے

کرو" رکھ دیا۔ نیز فرمایا کہ مسرور احمد یہ چاند آپ کو دے کر جا رہا ہوں اس کو سنبھال کر رکھنا۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے وہ چاند حضور سے لے کر مٹھی بند کر لی۔

22۔ مکرم منصور احمد خاں صاحب۔ امریکہ سے لکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات سے ایک ہفتہ قبل خاکسار نے رؤیا میں دیکھا کہ کوٹ امیر شاہ (ربوہ) کا سا علاقہ ہے۔ حضور رحمہ اللہ کھڑے ہیں اور کچھ جماعت کے افراد بھی ہیں۔ خاکسار حضور رحمہ اللہ کے بالکل ساتھ کھڑا ہے اور جیسا کہ کوئی project ہے اور حضور رحمہ اللہ خاکسار سے دریافت فرماتے ہیں کہ کیا کرنا چاہیے یا کیا رائے ہے۔ دوسرے دن پھر دوبارہ یہ نظارہ خواب میں دیکھا تو پھر تیسرے روز خاکسار نے حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کو اُسی جگہ خواب میں دیکھا اور آپ بھی خاکسار سے اُسی طرح دریافت فرما رہے ہیں کہ کیا رائے ہے۔ خاکسار نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ خواب کی بناء پر ہمارے اگلے خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ہوں گے۔ (ان شاء اللہ) اور اگر خاکسار انتخابِ خلافت تک زندہ نہ رہا تو آپ ان کی بیعت ضرور کرنا۔

23۔ مکرم مقبول احمد صاحب۔ فیصل آباد تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار نے 18 اپریل 2003ء بروز جمعہ کی رات خواب دیکھا کہ آئندہ خطبہ جمعہ نئے خلیفہ صاحب پڑھائیں گے اور نئے خلیفہ صاحب کا نام بھی بتایا گیا "مسرور احمد" لیکن یہ نام خاکسار کی زبان پر نہیں چڑھ رہا تھا یا نہیں آرہا تھا۔ جب خلافت خامسہ کا انتخاب ہوا اور پیارے حضور کا نام سنا تو پھر یاد آگیا کہ یہی تو نام ہے (یعنی مسرور احمد) یہ نام حضور کے خلیفہ بننے کے کافی دیر بعد خاکسار کی زبان پر چڑھا یا بول سکا۔ کیونکہ اس وقت میری عمر 80 سال ہے اور میں زیادہ پڑھا لکھا بھی نہیں ہوں۔

24۔ مکرم نصیر احمد بدر صاحب۔ لیہ سے لکھتے ہیں کہ انتخابِ خلافتِ خامسہ کے موقع پر خاکسار خانیوال میں تھا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات پر غم اور پریشانی کے عالم میں بیت الذکر خانیوال میں بیٹھا تھا۔ ایم ٹی اے لگایا ہوا تھا کہ تھوڑی غنودگی کی کیفیت میں ایک اخبار دیکھا جس میں صرف ایک ہی صفحہ تھا۔ اس اخبار کے نیچے والی لائن پر جو دستخط تھے وہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کے تھے۔ یہ دستخط دیکھ کر میری زبان پر یہ فقرہ جاری ہوا کہ پہلے تو یہاں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے دستخط ہوا کرتے

تھے۔ اسی کے ساتھ وہ کیفیت جاتی رہی اور دل میں یہ احساس مضبوطی کے ساتھ گڑ گیا کہ اب لازماً حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح منتخب ہوں گے۔

خلافت ہے اثبات مرکز کا باعث
خدا کی جماعت کی طاقت خلافت
خلافت کا انکار کرتا ہے فاسق
سمجھتا ہے وہ بے حقیقت خلافت
کرو صدق دل سے اِطاعت ہمیشہ
خدا کی ہے لَاریب رحمت خلافت
ہمیں ناز ہے اس غلامی پہ ہر دم
ملی دائمی ایک نعمت خلافت

(خاکسار کا یہ مضمون بعنوان اِنِّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْرُ ماہنامہ تشحیذ الاذہان ستمبر، اکتوبر 2008ء سیدنا مسرور نمبر میں شائع ہوا)

(کمپوزڈ بائی: منہاس محمود۔ جرمنی)



﴿46﴾ ﴿مشاہدات۔832﴾

خلافتِ راشدہ کے خلاف سازشوں کے المناک اثرات

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور:56-57)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

سامعین! مجھے آج خلافتِ راشدہ کے خلاف سازشوں کے المناک اثرات پر روشنی ڈالنی ہے۔

خلافتِ راشدہ کے خلاف ان سازشوں اور فتنوں کے باعث نظامِ خلافت کو جو نقصان پہنچا اور اس کی جو بے حرمتی ہوئی اس کے نتیجہ میں عالَمِ اسلام کو کن کن تکالیف اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا، یہ ایک تکلیف دہ اور دردناک داستان ہے، جو اپنی وسعت کے لحاظ سے صدیوں تک پھیلی ہوئی ہے اور مختلف ممالک میں مسلمان اس کا نشانہ بنے ہیں۔ ان تمام نتائج اور اثرات کا بیان بہت وقت چاہتا ہے۔ اختصار کے ساتھ اس وقت چند ضروری اثرات و نتائج بیان کر دینے پر ہی اکتفا کروں گا۔

پہلا اثر

پہلا اثر یہ ہوا کہ مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ ہو کر رہ گیا۔ تین خلفاء شہید ہو گئے۔ حضرت علیؓ کے مفرط محبین اور غالی مبغضین کے دو گروہ مستقل طور پر پیدا ہو گئے۔ نہ صرف یہ کہ اس اختلاف کی تلافی نہیں ہو سکی بلکہ بہت سی قیمتی اور قابلِ عزت و احترام جانیں ضائع ہوئیں اور کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا دردانگیز سانحہ رونما ہوا اور متعدد دیگر سربرآوردہ افراد اذیت کا نشانہ بنے۔ حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کا اختلاف، حضرت عائشہؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کی لشکر کشی، جنگ جمل اور جنگ صفین ہوئیں۔ صرف جنگ صفین میں ہی 45 ہزار شامی اور 25 ہزار عراقی کام آئے اور دشمنانِ اسلام کی سازش کے نتیجہ میں مسلمانوں کی تلوار مسلمانوں کی گردنوں پر پڑی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

جنگِ بصر اور جنگِ کربلا، جنگ ذاب اعر، جنگ مکہ، یہ سب حادثات اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ خلافتِ راشدہ کے نظام کو نقصان پہنچانے کے نتیجہ میں مسلمانوں کے باہمی اتحاد اور اسلام کی یکجہتی اور اسلام کی یکجہتی پر ضرب لگی۔ ان سب تکلیف دہ واقعات نے اختلاف اور فرقہ داری کو مسلمانوں میں فروغ دیا اور بالآخر اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔

دوسرا اثر

دوسرا اثر یہ ہوا کہ خلافت کا احترام اُٹھ گیا اور یہ خیال پیدا ہو گیا کہ جس طرح بذریعہ انتخاب خلیفہ منصبِ خلافت پر فائز کیا جاتا ہے، اسی طرح لوگوں کی مرضی اور منشاء سے اُسے الگ بھی کیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انتخاب اور لوگوں کی رائے کو تو صرف ایک پردہ کے طور پر رکھا ہے، ورنہ حقیقت یہی ہے کہ خدا تعالیٰ خود مومنوں کے قلوب پر اپنا الہام خفی نازل کر کے جسے چاہتا ہے خلیفہ بناتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بجا لائے، ان سے (خدا تعالیٰ) نے پختہ پختہ وعدہ کیا ہے کہ مَیں انہیں ضرور زمین میں سے خلیفہ بنائے گا۔

اسی طرح حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مَیں نے ارادہ کیا تھا کہ ابو بکر کو بلا کر ان کو خلافت کے حق میں تحریر لکھ دوں تا کہ میری وفات کے بعد دوسرے لوگ خلافت کی خواہش لے کر کھڑے نہ ہو جائیں اور کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ مَیں ابو بکر کی نسبت خلافت کا زیادہ حقدار ہوں۔ مگر پھر مَیں نے اس خیال سے اپنا ارادہ ترک کر دیا کہ اللہ تعالیٰ ابو بکرؓ کے سوا کسی اور شخص کی خلافت پر راضی نہ ہو گا اور نہ ہی مومنوں کی جماعت کسی اور شخص کی خلافت قبول کرے گی“

(بخاری کتاب الاحکام جلد 4 صفحہ 150 باب الاستخلاف)

اسی طرح حضرت حفصہؓ کی ایک روایت شیعہ اصحاب کی مشہور کتاب تفسیر قمی میں بیان ہوئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”یقیناً ابو بکر میرے بعد خلیفہ ہو گا، پھر اس کے بعد تیرا باپ۔ حضرت حفصہؓ نے کہا: آپ کو یہ خبر کس نے دی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے علیم خبیر خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے“

(تفسیر قمی تفسیر سورہ تحریم)

پھر حضرت عثمانؓ کے متعلق آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ سے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ آپ کو ایک قمیص پہنائے گا۔ اگر لوگ اس قمیص کے اُتارنے کا ارادہ کریں تو اس قمیص کر نہ اُتارنا“

(ترمذی جلد دوم باب مناقب عثمان)

اللہ تعالیٰ اور اس کے پاک رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے واضح ہے کہ دراصل خلفاء کا تقرر بھی ایک مخفی الہام کے ماتحت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ قمر الانبیاء، حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، نے ان روایات سے استنباط کرتے ہوئے ایک بہت عمدہ نوٹ لکھا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

”اللہ، اللہ! اس چھوٹے سے فقرہ میں خلافت کا کتنا وسیع مضمون ودیعت کر دیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بے شک میرے بعد بظاہر مسلمانوں کی اکثریت ابو بکرؓ کو خلیفہ منتخب کرے گی مگر دراصل اس رائے کے پیچھے خدائے قدیر کی ازلی تقدیر کام کر رہی ہو گی اور وہی ہو گا جو خدا کا منشاء ہو گا اور

اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا اور باوجود اس کے اندرونی طور پر انصار نے اپنے میں سے کسی اور شخص کو کھڑا کرنا چاہا اور بیرونی طور پر عرب کے بدوی قبائل نے باغی ہو کر خلافت کے نظام کو ہی ملیا میٹ کر دینے کی تدبیر کی مگر چونکہ ابو بکرؓ خدا کا مقرر کردہ خلیفہ تھا اس لئے اس کے اتباع کی قلت اس کے مخالفین کی کثرت کو اس طرح کھا گئی جس طرح سمندر کا پانی اپنے اوپر جھاگ کو کھا جاتا ہے۔ پھر جو الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کے متعلق فرمائے ہیں "خدا تمہیں ایک قمیص پہنائے گا اور لوگ اسے اُتارنا چاہیں گے مگر تم اسے نہ اُتارنا۔" (ترمذی جلد دوم باب مناقب عثمان)

اس قدیم سُنَّتُ اللہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ دراصل خلیفہ خد بناتا ہے اور انتخاب کرنے والے لوگ صرف ایک پردہ کا کام دیتے ہیں اور ایک آلہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے جسے خدا تعالیٰ اپنی تقدیر کو جاری کرنے کے لیے اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔ ان الفاظ پر غور کرو، کیسے پیارے اور دانائی سے معمور ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ بنانے کے فعل کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب فرماتے ہیں اور خلافت سے معزول کرنے کی کوشش کو لوگوں کی طرف نسبت دیتے ہیں۔ گویا جو صورت بظاہر نظر آتی ہے اُس کے بالکل برعکس ارشاد فرماتے ہیں۔ خلافت کے انتخاب کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "خلیفہ خدا بناتا ہے۔"

(اسلام میں خلافت کا نظام)

تیسرا اثر

سامعین! تیسرا اثر یہ ہوا کہ خلافت ملوکیت میں بدل گئی۔ امیر معاویہؓ نے خلیفہ وقت کا تو انکار کیا، خود اقتدار حاصل کیا۔ پھر امیر معاویہ نے اپنی زندگی میں اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد مقرر کر کے اس کی بیعت لوگوں سے لے لی۔ ملوکیت کا یہ دور بنو امیہ کا چلتا رہا۔ پھر بنو عباس کا دور شروع ہوا اور اس کی انتہا خلیفہ المتوکل علی اللہ 912 ہجری مطابق 1506 عیسوی میں ہوئی۔ پھر سلسلہ عثمانیہ کا دور ملوکیت 923 ہجری مطابق 1517 عیسوی قائم ہوا اور بالآخر سلطان محمد خان سادس پر یہ سلسلہ بھی ختم ہو گیا اور یہ لمبا عرصہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے تصور سے عملی طور پر محروم رہا۔

چوتھا اثر

چوتھا اثر یہ ہوا کہ اسلامی فتوحات کی رفتار مدہم پڑ گئی۔ خانہ جنگی نے مسلمانوں کو مضمحل کر دیا اور اسلامی قوت کو کمزور و نڈھال کر دیا۔ وہ قومیں جو کبھی مسلمانوں کے نام سے کانپ اٹھتی تھیں اب مسلمانوں کو آنکھیں دکھانے لگیں اور جب بھی موقع ملا اپنی گزشتہ ناکامیوں کا دل کھول کر بدلہ لیا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں نے ہر چہار اطراف سے اسلامی قوتوں کو تہس نہس کرنے کا جو منصوبہ بنا رکھا ہے اس کے مظاہرے کہیں مذہبی رنگ میں کہیں سیاسی اور اقتصادی رنگ میں آئے دن دیکھنے میں آتے رہتے ہیں اور یہ سب حالات و کوائف سب پر واضح ہیں۔ خلافت راشدہ کا نظام اگر اسی نہج پر قائم رہتا جس پر خلافت کے ابتدائی سالوں میں تھا تو آج اسلام کا جھنڈا یورپ و امریکہ کے ایوان ہائے سلطنت پر لہراتا نظر آتا۔

پانچواں اثر

پانچواں اثر خلافتِ راشدہ کے نظام کو درہم برہم کرنے کا یہ ہوا کہ تبلیغ اسلام کے مقصد کو نقصان پہنچا اور بعض نو مسلم عیسائی اور دوسرے نو مسلم اختلاف سے گھبرا کر مرتد ہو گئے۔ ایک طرف تعلیم دین کا کام رک گیا، دوسری طرف خانہ جنگیوں کے باعث مسلمانوں اور اسلام کے خلاف نفرت کے جذبات پنپنے لگے، جس کے باعث لمبے عرصہ تک تبلیغ اسلام کے فریضہ کی طرف کوئی توجہ نہ رہی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ نے ایک دفعہ نظام خلافت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے تبلیغ اسلام کو بطور مثال پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا:

”دیکھو! ہم ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔ مگر تم نے کبھی غور کیا کہ یہ تبلیغ کس طرح ہو رہی ہے۔ ایک مرکز ہے جس کے ماتحت وہ تمام لوگ جن کے دلوں میں اسلام کا درد ہے اکٹھے ہو گئے ہیں اور اجتماعی طور پر اسلام کے غلبہ اور اس کے احیاء کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ وہ بظاہر چند افراد نظر آتے ہیں مگر ان میں ایسی قوت پیدا ہو گئی ہے کہ وہ بڑے بڑے اہم کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ جس طرح آسمان سے پانی قطروں کی صورت میں گرتا ہے پھر وہی قطرے دھاریں بن جاتی ہیں اور وہی دھاریں ایک بہنے والے دریا کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ اس طرح ہمیں زیادہ سے زیادہ قوت اور شوکت حاصل ہوتی چلی جا رہی

ہے... اس کی وجہ محض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں خلافت کی نعمت عطا کی ہے جس سے وہ لوگ محروم ہیں۔ اس خلافت نے تھوڑے سے احمدیوں کو بھی جمع کر کے انہیں طاقت بخشی ہے جو منفردانہ طور پر کبھی حاصل نہیں ہو سکتی"

(الفضل، 25 مارچ 1951)

اگر گزشتہ صدیوں میں خلافتِ راشدہ کا نظام اسی طرح جاری رہتا تو تبلیغ اسلام کی مہم ایسی کامیابی سے سرانجام پاتی کہ صفحۂ ہستی پر ڈھونڈے سے بھی کوئی مشرک، عیسائی، یہودی اور کسی اور مذہب سے وابستگی رکھنے والا نظر نہ آتا اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوتا یعنی اسلام اور ایک ہی پیشوا ہوتا یعنی حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ ہی کی اُمّت دنیا میں ہر طرف نظر آتی اور سب اقوام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے شرف سے مشرف ہوتیں۔

خلافت احمدیہ کو پیش آنے والے خطرات

اب ذیل میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کو پیش آنے والی بعض آزمائشوں اور فتنوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس سلسلے میں ایک تحریر پیش کی جاتی ہے جس میں آپ نے آنے والے خطرات سے خبر دار کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے سو خبر دار رہو! ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔ جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا۔ سو تم اس کو مت چھوڑو اور ضرور ہے کہ تم دُکھ دیئے جاؤ اور اپنی کئی اُمیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ، سو اِن صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں؟ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔

دیکھو! مَیں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا در حقیقت موجود ہے۔ اگرچہ سب اسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اس شخص کو چن لیتا ہے جو اس کو چنتا ہے وہ اس کے پاس آجاتا ہے، جو اس کے پاس جاتا ہے، جو اس کو عزت دیتا ہے وہ بھی اس کو عزت دیتا ہے۔ تم اپنے دلوں کو سیدھے کر کے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کر کے اس کی طرف آجاؤ کہ وہ تمہیں قبول کرے گا۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

جماعت احمدیہ کی کامیابی کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پیشگوئی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”مل کر ہمارے مقابلہ میں ایک فیصدی کامیابی کر سکیں تو وہ سچے مگر ناممکن ہے کہ انہیں کامیابی ہو۔ باقی رہیں عارضی مشکلات سو یہ آیا ہی کرتی ہیں ...وہ بے شک ہمیں ماریں، پیٹیں، ہم میں سے بعض کو لولا لنگڑا کر دیں یا جان سے مار دیں، ہمیں اس کی پروا نہیں! جس چیز کی پروا ہے وہ یہ ہے کہ ہم ہار نہ جائیں اور یہ یقینی بات ہے کہ دشمن ہی ہاریں گے ہم نہیں ہار سکتے چاہے کوئی گورنمنٹ کھڑی ہو جائے، علماء اور عوام سب مل جائیں۔ یہ قطعی اور یقینی بات ہے کہ ہم جیتیں گے، ہم کونے کا پتھر ہیں جس پر ہم گرے وہ بھی ٹوٹ جائے گا اور جو ہم پر گرا وہ بھی سلامت نہیں رہے گا۔ یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا۔“

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 448 - 449)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”پس خلافتِ احمدیہ کا وعدہ دائمی ہے اور بعد میں آنے والوں کے لئے ہے۔ جو نظامِ خلافت سے جڑے رہیں گے، اپنی کامل اطاعت کا اظہار کرتے رہیں گے، خلافت سے اخلاص و وفا کا تعلق رکھیں گے وہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوتا دیکھتے رہیں گے۔ دشمن اور بدفطرت انسانوں کی آنکھیں تو اندھی ہیں جو انہیں خدا تعالیٰ کی تائیدات کے نظارے نظر نہیں آتے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم تو ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظارے دیکھ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہماری نسبت جو وعدہ فرمایا ہے اُس کی نئی شان ہمیں ہر روز نظر آتی ہے۔ دشمن کا زیادتی پر اُتر آنا اور نہتوں پر ہتھیاروں سے حملے کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ دشمن کے پاس دلیل سے مقابلہ کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے اور جماعت احمدیہ کا

دلائل سے لوگوں کا منہ بند کرنا اللہ تعالیٰ کے وعدے کے پورا ہونے کی بھی دلیل ہے۔ اُس نے فرمایا کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ یہ غلبہ اُن دلائل سے ہے جن کے ردّ کرنے کی کسی مخالف میں طاقت نہیں ہے۔"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 27 مئی 2011ء)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"الٰہی جماعتوں کی یہی تاریخ ہوتی ہے۔ یہ طریق مخالفت کا بھی جاری رہتا ہے۔ اب بھی ایسا ہی ہے اور انہی مخالفتوں میں سے گزرتی ہوئی جماعت ترقی کرتی جاتی ہے اور اب بھی ان شاء اللہ تعالیٰ ترقی کرتی رہے گی اور کر رہی ہے۔ مخالفین بھی زور لگاتے ہیں، منافقین بھی زور لگاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے کام پورے کر کے رہتا ہے جو اس نے وعدے کیے ہوئے ہیں وہ پورے کر کے رہے گا۔ ان شاء اللہ۔"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 25 مارچ 2022ء)

یہ زندہ تو زندہ ہے دین متیں
یہ قدرت کے جلووں کا عکسِ حسیں
اسی سے سدا محوِ پرواز تُو
فرشتوں سے بڑھ کر فلک باز تُو
اگر پاسبانی کا احساس ہے
سدا یہ امانت تیرے پاس ہے

(بتعاون: چوہدری ناز احمد ناصر۔ لندن)



﴿47﴾ ﴿مشاہدات۔833﴾

خلافت راشدہ کے خلاف سازشیں

(خلافتِ اُولیٰ و ثانیہ کا ذکر)

(تقریر نمبر1)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَایُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ۔وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ (النور:56-57)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

سامعین! مجھے آج خلافتِ راشدہ کے خلاف شازشوں پر روشنی ڈالنی ہے۔ آج خلافتِ اولیٰ و ثانیہ مَیں ہونے والی شازشوں کا ذکر اختصار سے کروں گا۔

اسلامی تاریخ میں اختلافات کے متعلق حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ چنانچہ عرباض بن ساریہ کی مشہور روایت میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے وہ لوگوں میں بڑا اختلاف دیکھیں گے۔ پس ایسے وقت میں میری وصیت تمہیں یہی ہے کہ تم میری سنت اور میرے بعد میں آنے والے خلفاء الراشدین جو ہدایت یافتہ ہوں گے کی سنت کو اختیار کرنا۔ تم اس سنت کو مضبوطی سے پکڑ لینا۔ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ اور جس طرح کسی چیز کو دانتوں سے پکڑ لیا جاتا ہے، اسی طرح اس سنت سے چمٹے رہنا اور کبھی اس راستہ کو نہ چھوڑنا جو میرا ہے یا میرے خلفاء الراشدین کا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 127)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کے خلفاء کو خلفاء الراشدین قرار دے کر گویا ان کی خلافت کو خلافت راشدہ قرار دیا ہے۔ خلافت راشدہ کا بابرکت نظام چونکہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشد و ہدایت کے جاری کردہ سلسلہ کو ممتد اور مستحکم کرنے کے لئے جاری کیا گیا تھا، اس لئے خلفاء راشدین نے اپنے اس فریضہ کو احسن طور پر انجام دینے کے لئے جو سعی کی اور خدا تعالیٰ سے خاص توفیق پائی تاریخ اسلام کے زریں اوراق اس پر شاہد ناطق ہیں۔

خلافت کے خلاف دشمنانِ اسلام کے منصوبے

سامعین! دوسری طرف دشمنانِ اسلام تھے جو ہر لمحہ رشد و ہدایت کی ترقی اور غلبۂ اسلام اور دینِ متین کے استحکام کو دیکھ کر جل رہے تھے، اندر ہی اندر ایسے منصوبے اور سازشیں اس بابرکت نظام کو تہس نہس کرنے کے لیے سوچتے رہتے تا اسلام کی ترقی رک جائے اور رشد و ہدیت کا سلسلہ بند ہو جائے۔ چنانچہ اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ کے مطابق سب طاغوتی طاقتوں نے جن میں منافقین، یہود وعیسائی اور کفّار شامل تھے، اپنی اس ناپاک سازش کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہی ایسی سازشیں اور فتنہ انگیزیاں شروع کر دی تھیں، جن کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بعد اسلام کی ترقی اور کامیابیوں کا سلسلہ بند ہو جائے اور کوئی ایسا نظام قائم نہ ہو سکے جو اسلام کی

ترقی اُمّتِ محمدیہ کی دائمی کامیابی، مسلمانوں کی یک جہتی اور خوشحالی کا ضامن ہو۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل از وقت جہاں اختلافات کی خبر دی تھی وہاں اس قسم کی ریشہ دوانیوں، فتنوں اور سازشوں کی خبر بھی دی تھی۔ چنانچہ ایک جنگ کا واقعہ ہے کہ مسلمانوں کو فتح ہوئی اور بہت سے اموال غنیمت میں حاصل ہوئے تو خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اموال مستحقین میں تقسیم فرمائے۔ اس دوران ایک سیاہ رنگ کا شخص آیا، جس کے جسم کی بناوٹ میں بعض نقائص تھے اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ جب آپؐ مال تقسیم فرما چکے تو اس نے گردن اٹھائی اور بولا کہ آج مَیں نے مال کی ایسی تقسیم دیکھی ہے جس میں خدا تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کو مد نظر نہیں رکھا گیا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور فرمایا تیرا ستیاناس ہو، اگر مَیں عدل نہیں کروں گا تو پھر دنیا میں کون عدل کرے گا۔ پھر فرمایا۔ خدا تعالیٰ نے تو ساری دنیا کی حفاظت و امانت کا کام میرے سپرد کر دیا ہے اور مجھے امین قرار دیا ہے اور تم مجھے تھوڑے سے مال میں بھی امین نہیں سمجھتے۔ یہ سن کر حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ نے اس شخص کی تلاش کی تا کہ اُسے قتل کر دیں مگر انہوں نے دیکھا کہ وہ مسجد میں بڑی لمبی نماز پڑھ رہا ہے۔ یہ دیکھ کر اُن کے دل میں خوف پیدا ہوا اور اُس کے قتل کی جرات نہ ہوئی۔ پھر حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ مَیں اُسے ضرور قتل کر دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے اُسے ڈھونڈا مگر وہ نہ ملا۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ اگر یہ شخص آج مارا جاتا تو اسلام میں آئندہ کبھی فتنہ نہ پیدا ہوتا۔ مگر اب اس قسم کے لوگ جو اس شخص کے طریق کی اتباع کرنے والے ہوں گے اُمّتِ محمدیہ میں پیدا ہوں گے مگر وہ دین سے اسی طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ (طبری)۔ بعد میں خلفاء راشدین کے زمانہ میں ظہور پذیر ہونے والے واقعات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمودہ کی تصدیق ہوتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اتہام

سامعین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایک اور واقعہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ پر منافقین کی طرف سے اتہام اور الزام لگانے کا ہے۔ جس کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ نور میں ہوا ہے اور اس الزام کو ردّ کیا گیا ہے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے خلافت کا ذکر کیا ہے۔ اِن دونوں مضامین کے باہمی ربط و تعلق کے

حوالے سے ہمیں یہ غور کرنا ہو گا کہ وہ کون کون لوگ تھے جن کو بدنام کرنا منافقوں یا اُن کے سرداروں کے لیے فائدہ بخش ہو سکتا تھا اور کن کن لوگوں سے اس ذریعہ سے منافق اپنی دشمنی نکال سکتے تھے۔ ایک ادنیٰ تدبُّر سے بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت عائشہؓ پر الزام لگا کر دو شخصیتوں سے دشمنی نکالی جا سکتی تھی۔ ایک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور دوسرے حضرت ابو بکرؓ سے، کیونکہ ایک کی وہ بیوی تھیں اور دوسرے کی بیٹی تھیں۔ دونوں وجود ایسے تھے کہ ان کی بدنامی سیاسی لحاظ سے یا دشمنیوں کے لحاظ سے بعض لوگوں کے لئے فائدہ بخش ہو سکتی تھی یا بعض لوگوں کی اغراض ان کو بدنام کرنے کے ساتھ وابستہ تھیں۔ تا کہ حضرت عائشہؓ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے گر جائیں اور حضرت ابو بکرؓ کو جو مقام حاصل ہے وہ اس سے محروم ہو جائیں اور مسلمان آپؓ سے بدظن ہو کر اس عقیدت کو ترک کر دیں جو انہیں آپؓ سے تھی اور اس طرح حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکرؓ کے خلیفہ ہونے کا دروازہ بالکل بند ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ سورۃ نور میں خدا تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ پر الزام کے واقعہ کے بعد خلافت کا ذکر کیا اور اِس الزام کو لَا تَحۡسَبُوۡهُ شَرًّا لَّكُمۡ ؕ بَلۡ هُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ کو خَيۡرٌ قرار دیا جس کے معنی ہیں کہ تم یہ خیال مت کرو کہ یہ الزام کوئی بُرا نتیجہ پیدا کرے گا بلکہ یہ الزام بھی تمہاری بہتری اور ترقی کا موجب ہو جائے گا... یہ منافق زور لگا کر دیکھ لیں یہ ناکام رہیں گے اور بالآخر ہم خلافت کو قائم کر کے چھوڑیں گے کیونکہ خلافت نبوت کا ایک جزو ہے اور الٰہی نور کو محفوظ رکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔

حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں سازشیں اور فتنے

سامعین! جیسا کہ ہم اوپر سن آئے ہیں کہ گو اِن منصوبوں کی بنیاد حضورؐ کے دور میں رکھ دی گئی تھی مگر اسلام بدستور ترقی کی شاہراہوں پر گامزن تھا۔ جب حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر مدینہ میں بیعت ہوئی تو شیطان نے عصبیت کا وسوسہ لوگوں کے دلوں میں خلافتِ راشدہ کے نظام کو نقصان پہنچانے کے لیے پیدا کر دیا۔ حضرت سعد بن عبادہؓ نے قبائلی عصبیت ہی کی بنیاد پر آپؓ کی خلافت کو تسلیم کرنے سے اجتناب کیا۔ اسی طرح ابوسفیانؓ، حضرت ابو بکرؓ کی بیعت ہونے کے بعد حضرت علیؓ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے کہا کہ "قریش کے سب سے چھوٹے قبیلے کا آدمی کیسے خلیفہ بن گیا۔ تم اٹھنے کے لئے تیار ہو تو میں

سواروں اور پیادوں سے وادی بھر دوں"۔ مگر حضرت علیؓ نے یہ جواب دے کر ان کا منہ بند کر دیا:

"تمہاری یہ بات اسلام اور اہل اسلام کی دشمنی پر دلالت کرتی ہے۔ میں ہر گز نہیں چاہتا کہ تم کوئی سوار اور پیادے لاؤ۔ مسلمان سب ایک دوسرے کے خیر خواہ اور آپس میں محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔ ہم ابو بکرؓ کو اس منصب کا اہل سمجھتے ہیں۔ اگر وہ اہل نہ ہوتے تو ہم لوگ انہیں اس منصب پر مامور نہ ہونے دیتے۔"

(کنزالعمال، جلد 5 حدیث 2374۔ الطبری جلد 2، صفحہ 249)

اس طرح حضرت علیؓ نے ایمان افروز جواب سے ابو سفیان کے فتنے کا دروازہ بند کر دیا۔

سامعین! پھر ایک بڑی سازش اور فتنہ خلافتِ راشدہ کے نظام کو درہم برہم کرنے کا اس وقت ظہور میں آیا، جب حضرت ابو بکرؓ خلیفہ مقرر ہوئے تو اس وقت سارا عرب مرتد ہو گیا۔ سوائے مکہ اور مدینہ اور ایک چھوٹے سے قصبہ کے تمام لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تھا کہ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً (التوبہ:2) تُو ان کے مالوں سے صدقہ لے۔ کسی اور کو یہ اختیار نہیں کہ ہم سے زکوٰۃ وصول کرے اور لشکر لے کر مقابلہ کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ بعض جگہ تو ان کے پاس ایک ایک لاکھ کا بھی لشکر تھا۔ مگر ادھر صرف دس ہزار کا ایک لشکر تھا اور وہ بھی شام کو جا رہا تھا اور یہ وہ لشکر تھا جسے وفات کے قریب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رومی علاقہ کے لئے تیار کیا تھا اور حضرت اسامہؓ کو اس کا امیر مقرر کیا تھا۔ باقی لوگ جو رہ گئے تھے وہ یا تو کمزور اور بڈھے تھے یا پھر گنتی کے چند نوجوان تھے۔ یہ حالات دیکھ کر صحابہؓ نے سوچا کہ اگر بغاوت کے وقت اسامہؓ کا لشکر بھی روانہ ہو گیا تو مدینہ کی حفاظت کا کوئی سامان نہ ہو سکے گا۔ چنانچہ اکابر صحابہؓ کا ایک وفد، جس میں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ بھی شامل تھے، حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کچھ عرصہ کے لئے اس لشکر کو روک لیا جائے۔ جب بغاوت فرو ہو جائے تو پھر بے شک اُسے بھیج دیا جائے۔ حضرت ابو بکرؓ نے نہایت غصہ کی حالت میں فرمایا کہ ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ وہ حضورؐ کی وفات کے بعد سب سے پہلا کام یہ کرے کہ جس لشکر کو روانہ کرنے کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اُسے روک لے۔ مَیں اس لشکر کو کسی صورت میں روک نہیں سکتا۔ اگر تمام عرب باغی ہو گیا ہے تو بے شک ہو جائے اور اگر مدینہ کی

حفاظت کا کوئی سامان نہیں ہے تو بے شک نہ رہے۔ خدا کی قسم! اگر دشمن کی فوج مدینہ میں گھس کر ہمارے سامنے مسلمان عورتوں کی لاشیں کتّے گھسیٹے پھریں، تب بھی میں اس لشکر کو نہیں روکوں گا جس کو روانہ کرنے کا حکم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صادر فرمایا ہے۔

(تاریخ الخلفاء سیوطی صفحہ 51)

اگر تم دشمن کی فوج سے ڈرتے ہو، تو بے شک میرا ساتھ چھوڑ دو، مَیں اکیلا مقابلہ کروں گا۔ خلیفہ راشد، حضرت ابو بکرؓ کا یہ عزم اور توکل یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡـًٔا کا کتنا روشن ثبوت ہے۔

دوسرا سوال زکوٰۃ کا تھا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اگر آپ لشکر نہیں روک سکتے تو صرف اتنا کر لیجئے کہ ان لوگوں سے عارضی صلح کر لیں اور انہیں کہہ دیں کہ ہم اس سال زکوٰۃ نہیں لیں گے۔ اس دوران اِن کا جوش ٹھنڈا ہو جائے گا اور تفرقہ کے مٹنے کی کوئی صورت پیدا ہو جائے گی۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ لوگ اونٹ کے گھٹنے کو باندھنے والی ایک رسی بھی زکوٰۃ میں دیا کرتے تھے اور اب نہیں دیں گے تو مَیں اس وقت تک ان سے جنگ جاری رکھوں گا جب تک وہ رسی بھی ان سے وصول نہ کر لوں۔ اس پر صحابہؓ نے کہا کہ اگر جیش اسامہؓ بھی چلا گیا اور ان لوگوں سے عارضی صلح نہ کی گئی تو پھر دشمن کو کون مقابلہ کرے گا۔ مدینہ میں تو بڈھے اور کمزور لوگ ہیں اور یا صرف چند نوجوان ہیں، وہ بھلا لاکھوں کا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا۔ اے دوستو! اگر تم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو ابو بکرؓ اکیلا ان کا مقابلہ کرے گا۔

(تاریخ الخمیس جلد 2 صفحہ 224)

حضرت ابو بکرؓ نے کمال بصیرت و صفائی، عزم و جرات سے کام لیتے ہوئے دامن استقلال کو تھامے رکھا اور اپنے پائے ثبات میں لغزش نہ آنے دی اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلک سے ایک انچ بھی ادھر ادھر اپنے آپ کو نہ ہونے دیا اور فتنۂ ارتداد اور منکرین زکوٰۃ کی سازش کا قلع قمع کر کے مرتدین کو دوبارہ حلقہ بگوش اسلام کیا اور خلافت راشدہ کے نظام کو درہم برہم ہونے سے محفوظ کر لیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''حضرت ابو بکر صدیقؓ کا دورِ خلافت چاروں خلفائے راشدین میں سے مختصر دور تھا جو کہ تقریباً سوا دو سال پر مشتمل تھا لیکن یہ مختصر سا دور خلافت راشدہ کا ایک اہم ترین اور سنہری دور کہلانے کا مستحق تھا کیونکہ حضرت ابو بکرؓ کو سب سے زیادہ خطرات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا اور پھر خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت اور فضل کی بدولت حضرت ابو بکرؓ کی کمال شجاعت اور جوانمردی اور فہم و فراست سے تھوڑے ہی عرصہ میں دہشت و خطرات کے سارے بادل چھٹ گئے اور سارے خوف امن میں تبدیل ہو گئے اور باغیوں اور سرکشوں کی ایسی سرکوبی کی گئی کہ خلافت کی ڈولتی ہوئی امارت مستحکم اور مضبوط بنیادوں پر قائم ہو گئی۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4 مارچ 2022ء)

حضرت عمرؓ کا زمانہ خلافت اور سازشیں

حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں اسلام کو ترقی پر ترقی ہو رہی تھی۔ فتوحات کا دامن وسیع سے وسیع تر ہو رہا تھا۔ دشمنانِ اسلام اندر ہی اندر سیخ پا ہو رہے تھے اور خلافتِ راشدہ کے بابرکت نظام کو نقصان پہنچانے کے لئے منصوبے سوچ رہے تھے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کی زندگی کے آخری سال حج کے موقع پر ایک شخص نے کہا کہ اگر حضرت عمرؓ کا انتقال ہوا تو مَیں فلاں شخص کے ہاتھ پر بیعت کر لوں گا۔ کیونکہ ابو بکرؓ کی بیعت بھی تو اچانک ہوئی تھی اور آخر وہ کامیاب ہو گئی۔ حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپؓ کی دور بین نگاہ نے بھانپ لیا کہ یہ فتنہ ہے جو اگرچہ بظاہر خفیف نظر آتا ہے، لیکن انجام کار خلافت کے نظام کو نقصان پہنچانے کا موجب ہو گا۔ چنانچہ آپؓ نے فرمایا: مَیں اس معاملہ پر ایک تقریر کروں گا اور عوام کو ان لوگوں سے خبردار کروں گا جو ان کے معاملات پر غاصبانہ تسلّط قائم کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ مدینہ پہنچ کر آپؓ نے اپنی پہلی تقریر میں اس قصہ کا ذکر کیا اور بڑی تفصیل کے ساتھ ثقیفہ بن ساعدہ کی سرگزشت بیان کر کے یہ بتایا کہ اس وقت مخصوص حالات تھے جن میں اچانک حضرت ابو بکرؓ کا نام تجویز کر کے مَیں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اس سلسلہ میں انہوں نے فرمایا کہ ''اگر مَیں ایسا نہ کرتا اور خلافت کا تصفیہ کئے بغیر ہم لوگ مجلس سے اُٹھ جاتے تو اندیشہ تھا کہ راتوں رات لوگ کوئی غلط فیصلہ کر بیٹھتے اور ہمارے لیے

اس پر راضی ہونا بھی مشکل ہوتا اور بدلنا بھی مشکل۔ تم میں ابو بکرؓ جیسی بلند و بالا اور مقبول شخصیت کا آدمی اور کون ہے؟ اب اگر کوئی شخص مسلمانوں سے مشورہ کئے بغیر کسی کے ہاتھ پر بیعت کرے گا تو وہ اور جس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے گی، دونوں ہی اپنے آپ کو قتل کے لیے پیش کریں گے"

(بخاری کتاب المحاربین، مسند احمد جلد 1 صفحہ 391)

مسند احمد کی روایت میں حضرت عمرؓ کے الفاظ یہ ہیں:

"جس شخص نے مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر کسی امیر کی بیعت کی اس کی کوئی بیعت نہیں اور نہ اس شخص کی کوئی بیعت ہے جس سے اس نے بیعت کی۔"

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اسلام کی ترقی اور فتوحاتِ اسلامی کو دیکھ کر حضرت عمرؓ کو شہید کرنے کا پروگرام اسی اسلام دشمنی کا نتیجہ تھا۔

حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت کے آخری زمانے اور حضرت عثمانؓ کے دور خلافت کے پہلے سال شَھْرَکْ نے بغاوت کر دی اور اس نے اہلِ فارس کو ورغلایا اور ان کو بھڑکانے کے نتیجہ میں اہلِ فارس نے عہد شکنی کی۔ حضرت عثمان بن ابو العاص کو ان کی سرکوبی کے لیے دوبارہ بھیجا گیا اور پیچھے سے حضرت عبداللہ بن مَعْمَرؓ اور شِبْل بن مَعْبَد بَجَلِی کی معیت میں امدادی فوج بھیجی گئی۔ ان کا فارس کے مقام پر دشمن سے سخت مقابلہ ہوا جس میں شَھْرَکْ اور اس کا بیٹا مارا گیا اور اس کے علاوہ بہت سے لوگوں کو بھی قتل کیا گیا اور شَھْرَکْ کو حضرت عثمان بن ابو العاصؓ کے بھائی حَکَم بن ابو العاص نے قتل کیا۔

(تاریخ طبری مترجم جلد سوم حصہ اول صفحہ 192-193 دار الاشاعت کراچی 2003ء)

ایک روایت کے مطابق حضرت عَلَاء بن حَضْرَمِیؓ نے سترہ ہجری میں حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں پہلی مرتبہ اِصْطَخْر کو فتح کیا تھا۔ اس کے باشندوں نے صلح کے بعد بدعہدی کی جس کے نتیجہ میں بغاوت پھیل گئی۔ اس کی سرکوبی کے لیے حضرت عثمان بن ابو العاصؓ نے اپنے بیٹے اور بھائی کو بھیجا جنہوں نے بغاوت دور کی اور اِصْطَخْر کے امیر کو قتل کر دیا جس کا نام شَھْرَکْ تھا۔

(سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از صلابی صفحہ 436 دار المعرفہ بیروت 2007ء)

(الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد 2 صفحہ 383-382 دار الکتب العلمیہ بیروت 2006ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

”اس بارے میں کہ کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کوئی سازش کا نتیجہ تھی یا اس شخص کا ذاتی عناد تھا، بعد کے بعض مؤرخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کی شہادت صرف کسی ذاتی عناد کی بنا پر نہیں تھی بلکہ ایک سازش تھی۔ بہر حال حضرت عمرؓ جیسے بہادر خلیفہ کو جس طرح شہید کر دیا گیا، ہم دیکھتے ہیں کہ عام طور پر مؤرخین اور سیرت نگار شہادت کے واقعات تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد خاموش ہو جاتے ہیں اور یہ تاثر ملتا ہے کہ اَبُولُؤلُؤہ فیروز نے ایک وقتی جوش اور غصہ میں انہیں قتل کر دیا تھا۔ لیکن حال کے بعض مؤرخین، سیرت نگار اس پر تفصیل کے ساتھ بحث کرتے ہوئے یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ محض ایک فردِ واحد کے غصہ کی وجہ سے انتقامی کارروائی نہیں ہو سکتی بلکہ ایک سازش تھی اور باقاعدہ ایک پہلے سے طے شدہ منصوبہ کے تحت حضرت عمرؓ کو قتل کیا گیا تھا۔ اور اس سازش میں مشہور ایرانی سپہ سالار ہُرمُزَان جو کہ اب بظاہر مسلمان ہو کر مدینہ میں رہ رہا تھا وہ بھی شامل تھا..... مختصر یہ کہ ہرچند کہ یہ بعید از قیاس نہیں کہ یہ قتل ایک باقاعدہ سازش ہو لیکن اس وقت کے حالات کا تقاضا ہو کہ حضرت عثمانؓ فوری طور پر اس میں تحقیق نہ کروا سکے ہوں یا جو بھی حالات ہوں ابتدائی مؤرخ اس کے متعلق خاموش ہیں اور اس زمانے کے کچھ مؤرخ قرائن کی روشنی میں اس پر بحث کر رہے ہیں اور ان کے دلائل میں کچھ وزن معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ سازشی گروہ یہیں رکتا نہیں بلکہ پھر حضرت عثمانؓ بھی اسی طرح کی ایک سازش کا شکار ہوتے ہیں اور اس سے اس شبہ کو مزید تقویت ملتی ہے کہ اسلام کی بڑھتی ہوئی ترقی اور غلبہ کو روکنے کے لیے اور اپنے انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے بیرونی عناصر کی ایک سازش کے تحت حضرت عمرؓ کو شہید کیا گیا تھا۔ واللہ اعلم۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 اکتوبر 2021ء)

نظام خلافت ہے پائندہ تر
اسی سے یہ خاکی ہے تابندہ تر
عدوِّ مُبیں اس سے پامال ہے
قبائے خلافت تری ڈھال ہے

(بتعاون: چوہدری ناز احمد ناصر۔ لندن)



﴿48﴾ ﴿مشاہدات۔834﴾

خلافت راشدہ کے خلاف سازشیں

(خلافتِ ثالثہ ورابعہ کا تذکرہ)

(تقریر نمبر2)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور:56-57)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

سامعین! مجھے آج خلافتِ راشدہ کے خلاف شازشوں پر روشنی ڈالنی ہے۔ خلافتِ اولیٰ و ثانیہ کے خلاف سازشوں کا ذکر مَیں الگ تقریر میں کر آیا ہوں۔ اِس وقت مَیں حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کے اَدوار میں ہونے والی سازشوں کا ذکر اختصار سے کروں گا۔

حضرت عثمانؓ کے خلاف فتنہ وسازش

سامعین! حضرت عثمانؓ کی خلافت کے پہلے پانچ چھ سال نہایت امن و امان اور خوشحالی سے گزرے۔ بہت سی فتوحات مسلمانوں کو حاصل ہوئیں اور اسلام کے کئی ایک عظیم کارنامے سرانجام دیئے گئے۔ لیکن اسلام کا یہ زرّین ستارہ پوری آب و تاب کے ساتھ درخشاں نہ ہونے پایا تھا کہ نا تربیت یافتہ نومسلم اور حاسدین اور دشمنانِ اسلام کی طرف سے سازشوں اور فتنوں کی یورش ہوئی۔ دشمنانِ اسلام نے اسلامی یکجہتی کو پارہ پارہ کرنے کے لیے فتنہ و فساد کی ایسی آگ بھڑکائی جو کسی کے روکے نہ رک سکی۔ اسلامی مرکزیت یعنی خلافتِ راشدہ کے نظام کو تہس نہس کرنے کے لیے شر پسند عناصر نے ہر چہار طرف سے حضرت عثمانؓ کے خلاف ایسا محاذ کھڑا کیا کہ بالآخر حضرت عثمانؓ بے دردی کے ساتھ شہید کر دیئے گئے۔ اس فتنہ کو سب سے زیادہ بھڑکانے والا بلکہ بانی مبانی ایک نومسلم یہودی عبداللہ بن سبا تھا۔ یہ شخص صنعاء کا رہنے والا تھا، بڑا مکار اور سازشی تھا۔ چونکہ یہودی مذہب پر رہ کر اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب نہیں ہو سکتا تھا، اس لئے اس نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر حضرت عثمانؓ، بلکہ درحقیقت اسلام کی قوت، کو نیست و نابود کرنے کی ایک بہت بڑی سازش کی۔

ابن سبا نے سب سے پہلے بنی ہاشم اور اہلبیت کا حامی ہونے کی آڑ لے کر حضرت عثمانؓ کے خلاف زبردست پروپیگنڈا شروع کیا۔ سادہ لوح اور نئے نئے اسلام میں داخل ہونے والے مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھنسانے اور اُمّتِ مسلمہ میں تفرقہ ڈالنے کے لئے کئی ایک گمراہ کُن عقائد گھڑ لئے۔ مثلاً یہ بات کہ لوگ یہ تو کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام واپس آئیں گے لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئیں گے تو وہ اس بات کو جھوٹ سمجھتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّ الَّذِیۡ فَرَضَ عَلَیۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ اس لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰؑ کی بہ نسبت لوٹنے کے زیادہ حقدار ہیں۔ اس کے بعد وہ کہنے لگا کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی حضرت علیؓ ہیں اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر عمل نہیں کیا اور آپؐ کے وصی کے حق کو غصب کر کے اُمّتِ اسلامیہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اس کے بعد وہ مسلمانوں سے یہ کہنے لگا کہ عثمانؓ نے خلافت پر ناحق قبضہ کر لیا ہے۔

چنانچہ یہ شخص لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے عثمانی عُمّال و حکام کی سختیوں اور بد عنوانیوں کی من گھڑت داستانیں گھڑ کر مشہور کرواتا اور حضرت عثمانؓ کی کنبہ پروری کے فرضی قصّے بیان کر کے ہر ممکن طریقہ سے لوگوں کو ان کی مخالفت پر اُبھارتا رہا۔ ایرانیوں نے ابن سبا کی تحریک کی حمایت کی۔ ان حالات کی اطلاع جب حضرت عثمانؓ کو ہوئی تو آپؓ نے سب عُمّال کو لکھا کہ حج کے موقع پر اکٹھے ہوں تا مشورہ کر کے اس فتنہ کی بیخ کنی کا انتظام کیا جائے۔ جملہ عُمّال نے اگرچہ حضرت عثمانؓ کو اسے سختی سے کچل ڈالنے کا مشورہ دیا مگر حضرت عثمانؓ نے اس مشورہ کو قبول نہ فرمایا۔ امیر معاویہؓ جو علاقہ شام کے حاکم تھے، انہوں نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ آپؓ ان کے ہاں چلے آئیں مگر آپؓ نے فرمایا کہ مَیں قربِ رسولؐ کو چھوڑنا کسی حالت میں بھی گوارا نہیں کر سکتا۔ فوج بھجوانے کی امیر معاویہؓ نے پیشکش کی مگر حضرت عثمانؓ نے اسے بھی قبول نہ کیا کہ اہل مدینہ کو اس سے تکلیف ہوگی۔ جملہ عُمّال نے اگرچہ حضرت عثمانؓ کو اسے سختی سے کچل ڈالنے کا مشورہ دیا مگر حضرت عثمانؓ نے اس مشورہ کو قبول نہ فرمایا۔

اُدھر سبائی گروہ اپنے فتنہ کو فروغ دینے کے لئے سازشوں میں مصروف تھے۔ پہلے انہوں نے یہ پروگرام بنایا کہ مصر، بصرہ اور کوفہ تینوں علاقوں کے کچھ لوگ وفد بنا کر مدینہ جائیں اور مشہور کر دیں کہ وہ خلیفہ وقت کے حکام کی بدعنوانیوں کی رپورٹ لے کر جا رہے ہیں۔ اس طرح ان کی نیتوں پر کسی کو شک نہ گزرے گا اور عوام مزاحم نہیں ہوں گے۔ حضرت عثمانؓ کو علم ہوا تو دو معتبر صحابہؓ کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ معلوم کریں کہ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں اور ان کے کیا مطالبات ہیں۔ صحابہؓ نے واپس آکر بتلایا کہ وہ لوگ آپؓ کی غلطیاں جتا جتا کر آپؓ کو خلافت سے علیحدہ کرنے پر تُلے ہوئے ہیں اور اگر ان کی خواہش کے مطابق آپؓ خلافت سے دستبردار نہ ہوئے تو آپؓ کو وہ قتل کر دیں گے۔ یہ سن کر حضرت عثمانؓ مسکرائے۔ انصار اور مہاجرین کے معزز سرداروں کو بلا کر آپ نے مشورہ کیا کہ ان کے بارہ کیا کیا جائے۔ سب نے متفقہ طور پر کہا کہ ان شرانگیزوں کو موت کے گھاٹ اُتار دینا چاہیے۔ لیکن حضرت عثمانؓ بغیر شرعی حد کے کسی کو قتل کرنا نہیں چاہتے تھے۔ اس لئے وفد کو بلا کر ان کی شکایات سنیں اور ہر ایک الزام کا مفصّل جواب دینا شروع کر دیا۔ فتنہ پردازوں کی طرف سے حضرت عثمانؓ کے خلاف اگرچہ الزامات کی ایک بہت لمبی فہرست پیش کی گئی اور ان کے تسلّی بخش جوابات بھی دیئے گئے مگر اس سے فتنہ پردازوں کی تسلّی کیسے

ہو سکتی تھی کیونکہ ان کا تو مقصد ہی فتنہ و شرارت تھی۔ حضرت عثمانؓ نے باغیوں اور مفسدین کے سامنے بار بار اپنی صفائی پیش کی۔ اسلامی خدمات یاد دلائیں مگر ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ تنگ آکر فرمایا ”یاد رکھو! بخدا! اگر آج تم نے مجھے قتل کر دیا تو پھر قیامت تک نہ ایک ساتھ نماز پڑھو گے اور نہ ایک ساتھ جہاد کرو گے۔“ بالآخر باغیوں نے محاصرہ حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔ حضرت عثمانؓ شہادت کے وقت تلاوت قرآن کریم کر رہے تھے۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت نے قومی وحدت اور اُمّتِ مسلمہ کی مرکزیت اور شیرازہ بندی کو کچھ اس طرح برہم کیا کہ کسی کے سنبھالے نہ سنبھلی اور حضرت عثمانؓ کی وہ پیشگوئی حرف بہ حرف درست ثابت ہوئی جو آپؓ نے شہادت سے چند روز قبل فرمائی تھی کہ ”یاد رکھو! بخدا اگر آج تم نے مجھے قتل کر دیا تو قیامت تک ایک ساتھ نماز نہ پڑھ سکو گے۔“ چنانچہ اس کے بعد مسلمان کئی گروہوں اور فرقوں میں بٹ گئے اور پھر ان فتنہ پردازوں نے عصبیت، قبائلی رقابتوں اور اسلامی نظام سے نو مسلموں کی لاعلمی اور عدم تربیت کے باعث تشتُّت و افتراق کی ایسی آگ روشن کی کہ مسلمانوں کی تلواریں اپنے بھائیوں کے خلاف بے نیام ہونے لگیں۔ شیعہ، سنی، خارجی، عثمانی وغیرہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے نظر آنے لگے۔ اس افتراق کے نتیجہ میں اسلامی فتوحات کی رفتار مدہم پڑ گئی اور اندرونی جھگڑوں اور خانہ جنگی نے اسلامی قوتوں کو رفتہ رفتہ مضمحل کر دیا۔ آپؓ نے خلافت کے منصب کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں قائم رکھا۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

يَا عُثْمَانُ إِنَّهُ لَعَلَّ اللّٰهُ يُقَمِّصُكَ قَمِيْصًا فَإِنْ أَرَادُوْكَ عَلٰى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ

(الترمذی فی الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب فی مناقب عثمان)

کہ اے عثمان! اللہ تعالیٰ یقیناً تمہیں ایک قمیص (قمیصِ خلافت) پہنائے گا پس اگر لوگ اس کو اتارنا چاہیں تو تم ان کی خاطر اسے مت اتارنا۔

حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں اختلافات کا آغاز اور اس کی وجوہات کے بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

آپؓ فرماتے ہیں:

’’حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ‘‘ یہ دونوں بزرگ اسلام کے اوّلین فدائیوں میں سے ہیں اور ان کے ساتھی بھی اسلام کے بہترین ثمرات میں سے ہیں۔ ان کی دیانت اور ان کے تقویٰ پر الزام کا آنا در حقیقت اسلام کی طرف عار کا منسوب ہونا ہے۔ اور جو مسلمان بھی سچے دل سے اس حقیقت پر غور کرے گا اُس کو اِس نتیجہ پر پہنچنا پڑے گا کہ ان لوگوں کا وجود در حقیقت تمام قسم کی دھڑا بندیوں سے ارفع اور بالا ہے اور یہ بات بے دلیل نہیں بلکہ تاریخ کے اوراق اس شخص کے لئے جو آنکھ کھول کر ان پر نظر ڈالتا ہے اس امر پر شاہد ہیں۔ جہاں تک میری تحقیق ہے ان بزرگوں اور ان کے دوستوں کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہے وہ اسلام کے دشمنوں کی کارروائی ہے اور گو صحابہؓ کے بعد بعض مسلمان کہلانے والوں نے بھی اپنی نفسانیت کے ماتحت ان بزرگوں میں سے ایک یا دوسرے پر اتہام لگائے ہیں لیکن باوجود اس کے صداقت ہمیشہ بلند و بالا رہی ہے اور حقیقت کبھی پردۂ خفا کے نیچے نہیں چُھپی۔‘‘

(اسلام میں اختلافات کا آغاز، انوار العلوم جلد 4 صفحہ 249)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو تعلق تھا اور آپؐ کی نظر میں ان کا جو مقام تھا اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ حضرت عثمانؓ سے بغض رکھنے والے ایک شخص کا جنازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھا۔ اس کی تفصیل یوں بیان ہوئی ہے۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص کا جنازہ لایا گیا تاکہ آپؐ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیں لیکن آپؐ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔ کسی نے عرض کی یا رسول اللہؐ! اس سے پہلے ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپؐ نے کسی کی نماز جنازہ چھوڑی ہو۔ اس پر آپؐ نے فرمایا یہ شخص عثمانؓ سے بغض رکھتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ بھی اس سے دشمنی رکھتا ہے۔‘‘ (سنن الترمذی ابواب المناقب باب فی مناقب عثمان...... حدیث نمبر 3709)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9 اپریل 2021ء)

حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت میں سازشیں

سامعین! حضرت عثمانؓ کی شہادت پر مدینہ میں سراسیمگی پھیل گئی۔ باہر سے آنے والے فتنہ پرداز اور شورش پیدا کرنے والوں کا مدینہ میں اجتماع تھا۔ کہا جاتا ہے، اُس وقت ان فتنہ پردازوں کی تعداد جو عبد اللہ بن سبا کی سازش سے حضرت عثمانؓ پر حملہ آور ہوئے تھے، دو ہزار تھی۔ اُدھر مدینہ میں بھی ایسے لوگ تھے جو ان سازشیوں اور فتنہ پردازوں سے ملے ہوئے تھے۔ قاتلین حضرت عثمانؓ نے جو ناموافق حالات مدینہ میں پیدا کر دیئے تھے، اس کے پیش نظر مدینہ کے مہاجرین و انصار و تابعین نے حضرت علیؓ سے درخواست کی کہ وہ فوری طور پر خلافت کا منصب سنبھال لیں اور بیعت لیں لیکن حضرت علیؓ نے انکار کیا۔ بالآخر مسلمانوں کا بے حد اصرار پر مسجدِ نبوی میں اجتماع ہوا اور تمام مہاجرین و انصار کے مشورہ اور بار بار کے اصرار سے حضرت علیؓ نے بیعت لی۔ ان سب سازشیوں نے یہ چال چلی کہ سب نے حضرت علیؓ کی بیعت کر لی۔ لیکن درپردہ خلافتِ حقّہ اسلامیہ کے خلاف اپنی سازشوں میں لگے رہے۔ اس طرح حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت میں سبائی سازشیوں کی پہلی چال خلافتِ راشدہ کو نقصان پہنچانے میں حضرت علیؓ کو خلیفہ منتخب کروانے میں ان لوگوں کی شرکت اور ان کی بیعت میں شمولیت تھی جنہوں نے فی الواقع حضرت عثمانؓ کو قتل کیا تھا اور ان کی شرکت بھی جو آپؓ کے قتل کے محرکات اور اس میں اعانت کرنے والے تھے اور مجموعی طور پر سارے فتنہ و فساد کے ذمہ وار تھے، ان کی شمولیت نے اور دوسری طرف سر کردہ اصحاب النبیؐ کے اس خیال نے خلافت کے احترام کا یہ تقاضا ہے کہ قاتلین عثمانؓ سے فوری طور پر قصاص لیا جائے، بڑی مشکل پیدا کر دی۔ حضرت علیؓ کا یہ خیال تھا کہ قصاص کا مسئلہ حالات کے درست ہونے تک مؤخر کیا جائے۔

ان حالات کو دیکھ کر سازشیوں کی ایک جماعت نے جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک تھے، یہ چال چلی کہ حضرت عائشہؓ کو اس بات پر آمادہ کریں کہ آپؓ حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے جہاد کا اعلان کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے اس خیال کے پیش نظر کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کا بدلہ ضروری ہے، اس بات کا اعلان کر دیا اور صحابہ کرامؓ کو اپنی مدد کے لئے بلایا۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ وغیرہ سر کردہ اصحاب آپؓ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے مفسدین کی فتنہ انگیزیوں کے پیش نظر فوری طور

قصاص لینے کی وجہ سے جن مشکلات کے پیش آنے کا خطرناک اندیشہ تھا، ان کا بعض صحابہؓ کے سامنے ذکر کیا۔ صحابہؓ کے ایک وفد نے جو آپؓ کے پاس اس غرض سے آیا تھا ان باتوں کو سن کر آپؓ کی مجبوری کو تسلیم کیا اور اس کے پیش نظر سازگار حالات کے قیام تک قصاص مؤخر کرنے میں آپ سے اتفاق کیا اور ممکنہ تصادم مابین حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ میں دور ہو گیا۔ لیکن دراصل مفسدین اور فتنہ پردازوں کا اصل منشاء تو حضرت علیؓ کی خلافت میں رخنہ ڈالنا تھا۔ چنانچہ ان سازشوں اور فتنوں کی وجہ سے حضرت علیؓ کے لیے کام کرنا مشکل ہو گیا۔ حضرت علیؓ نے ایک خطبہ میں اپنی فوج کو جمع کر کے جب بصرہ کی طرف کوچ کرنے والے تھے، فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس اُمّت کا اتحاد خلیفہ اول کے ذریعہ قائم رکھا، پھر خلیفہ دوم کے ذریعہ، پھر خلیفہ سوم کے ذریعہ۔ پھر شہادت عثمانؓ کا حادثہ ہوا اور مختلف قوموں نے اپنی دنیا طلبی کی خاطر اُمّت میں پھوٹ ڈال دی۔ ان لوگوں کو اس بات کا حسد تھا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے لوگوں کو کیوں فضیلت عطا فرمائی۔ اس لئے یہ لوگ چاہتے تھے کہ زمانہ کو پھر دورِ جاہلیت میں تبدیل کر دیں، تاکہ ایک دوسرے پر کوئی فضیلت باقی نہ رہے.... خبردار! مَیں کل یہاں سے بصرہ کی طرف کوچ کروں گا، تم لوگ بھی میرے ساتھ کوچ کرو۔ ہمارے ساتھ کوئی ایسا شخص ہرگز نہ جائے، جس نے حضرت عثمانؓ کی شہادت میں کسی قسم کی معاونت کی ہو یا اس میں کسی قسم کا حصہ لیا ہو۔ یہ بے وقوف لوگ مجھ سے جدا ہو جائیں“

قاتلینِ عثمانؓ کے گروہ نے حضرت علیؓ کا یہ خطبہ سن کر اپنی خیریت نہ دیکھی۔ انہوں نے باہمی خفیہ مجالس منعقد کر کے مشورے لیے، جس پر عبداللہ بن سباء کے اس مشورے پر اتفاق کیا گیا کہ حضرت عائشہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ میں کسی طرح صلح نہ ہونے دی جائے کیونکہ اگر ان کی صلح ہو گئی تو ان کے خونوں پر ہو گی۔ اس فیصلہ کے ماتحت فسادی گروہ نے جو سینکڑوں، ہزاروں کی تعداد میں تھے، جب کہ باہم صلح کی سکیم، سفیروں کی گفتگو کے بعد مکمل ہو چکی تھی، رات کو اچانک عہد کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حضرت عائشہؓ کی فوج پر حملہ کر کے جنگ کی طرح ڈال دی، جس میں ہزاروں مسلمان دونوں طرف سے مارے گئے۔ بالآخر حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ میں صلح ہو گئی، مگر امیر معاویہؓ نے صفین میں حضرت

علیؓ کے خلاف فوج جمع کی۔ حضرت علیؓ کو بھی مقابلہ میں اپنی فوج کے ساتھ باہر نکلنا پڑا۔ ان میں منافقین اور فتنہ پرداز سازشیوں کی بھی بہت بڑی تعداد تھی۔ چنانچہ امیر معاویہؓ کی طرف جب ابو مسلم قاصد نے حضرت علیؓ سے عرض کیا کہ ”اگر قاتلینِ عثمانؓ کو میرے حوالے کر دو تو مَیں اور تمام اہل شام آپ کی بیعت کر لیں گے۔“ اس پر فوراً حضرت علیؓ کی فوج میں سے دس ہزار مسلم نوجوانوں نے آگے بڑھ کر کہا کہ ہم سب قاتلینِ عثمانؓ ہیں، گرفتار کر لو اور لے چلو۔

(خلفائے راشدین صفحہ 300)

دوسری مرتبہ حضرت معاویہؓ نے حضرت ابو درداء اور حضرت امامؓ کے ہاتھ حضرت علیؓ کے پاس کہا بھیجا کہ ”اگر آپؓ قاتلین عثمانؓ میرے سپرد کر دیں تو سب سے پہلے آپؓ کی بیعت کرنے کے لیے تیار ہوں“۔ تو اس پیغام کے سنتے ہی حضرت علیؓ کی فوج میں بیس ہزار سپاہی باہر نکل آئے اور چلانے لگے کہ ہم ہیں قاتلان عثمانؓ۔

(خلفائے راشدین صفحہ 303)

ایسے ہی مفسدین اور ان کے پیدا کردہ حالات کی وجہ سے حضرت علیؓ کا یہ موقف تھا کہ پہلے نظام کا استحکام ضروری ہے، اس کے بعد قصاص کی طرف توجہ دی جائے گی۔ اس معاملہ میں آپؓ ہی کا موقف درست تھا اور اس موقف کی تائید میں آپؓ کا ساتھ دینا ہر ایک کے لئے ضروری اور لازمی تھا اور کسی خاص شرط کی وجہ سے بیعت سے توقف کرنا دراصل استحکامِ نظام خلافت میں رخنہ پیدا کرنے کے مترادف تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اِس زمانہ کے مامور اور حکم وعدل ہیں، حضرت علیؓ کے مؤقف کو درست قرار دیتے ہوئے فرمایا ”وَالحَقَ اَنَّ الحَقَّ مَعَ المُرتَضیٰ فَمَنْ قَاتَلَہٗ فِی وَقتِہٖ فَقَد بَغٰی وَ طَغٰی“ (سر الخلافہ) سچ ہے کہ حق حضرت علی المرتضیٰ کی طرف تھا، پس ان کے وقت میں جس نے بھی ان سے مقاتلہ کیا، اس نے بغاوت کی اور سرکشی دکھائی۔

جنگ صفین، جس میں حضرت معاویہؓ کے حامیوں کو شکست ہو رہی تھی ان کے بعض سرکردہ ساتھیوں نے یہ ہوشیاری کی کہ نیزوں پر قرآن اٹھالئے اور کہا کہ جو کچھ قرآن فیصلہ کرے وہ ہمیں منظور ہے اور اس غرض کے لیے حکم مقرر ہونے چاہئیں۔ اس پر انہی فتنہ پردازوں اور مفسدین نے جو حضرت عثمانؓ کے

قتل کی سازشوں میں شامل تھے، حضرت علیؓ پر یہ زور دینا شروع کیا کہ یہ بالکل درست کہتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے بہتیرا انکار کیا مگر انہوں نے اور کچھ ان کمزور طبع لوگوں نے جو ان کے دھوکے میں آ گئے تھے حضرت علیؓ کو اس بات پر مجبور کیا۔ حضرت معاویہؓ کی طرف سے عمرو بن العاصؓ اور حضرت علیؓ کی طرف سے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ حکم مقرر کئے گئے۔ یہ تحکیم دراصل قتل عثمانؓ کے واقعہ میں تھی اور شرط یہ تھی کہ قرآن کے مطابق فیصلہ ہو گا لیکن حکمَین نے جو غلط فیصلہ کیا وہ یہ تھا کہ حضرت علیؓ معزول ہو جائیں۔ یہ فیصلہ چونکہ غیر متعلق اور قرآن کریم کے مطابق نہ تھا، کیونکہ جس غرض کے لیے انہیں مقرر کیا گیا تھا اس سے علیحدہ ہو کر انہوں نے ایک اور امر کے متعلق فیصلہ دے دیا تھا، اس لئے حضرت علیؓ نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اس انکار میں آپ حق پر تھے۔ مفسدین نے حضرت علیؓ کے مؤقف کو تسلیم نہ کیا اور بیعت سے علیحدہ ہو گئے۔ تاریخوں میں لکھا ہے کہ علیحدہ ہونے والوں کی تعداد بارہ ہزار کے قریب تھی۔ بہر حال یہ لوگ بیعت سے علیحدہ ہو گئے اور اس وجہ سے خوارج کہلائے اور اس مذہب کی ترویج شروع کی کہ واجب الاطاعت خلیفہ کوئی نہیں، کیونکہ کسی ایک شخص کو امیر و واجب الاطاعت ماننا لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ کے خلاف ہے۔

(تاریخ الکامل جلد 2 صفحہ 130)

ان خارجیوں نے حضرت علیؓ کی تکفیر و تکذیب کی اور بالآخر سازش کر کے حضرت علیؓ کو بھی شہید کر دیا۔ خارجیوں نے امیر معاویہؓ کو بھی قتل کرنے کی سازش کی مگر وہ بچ نکلے۔ یہ سازشی اور فتنہ پرداز اور ان کے ساتھ شامل ہونے والے ایسے لوگ تھے کہ ان میں سے کوئی بھی سابق بالایمان نہیں تھا۔ سب نئے مسلمان تھے جن کے دلوں میں خدا، رسول اور خلیفۃ الرسول کی جو عظمت ہونی چاہیے وہ بالکل نہ تھی۔ نہ انہوں نے اسلام میں تربیت حاصل کی تھی، نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی صحبت سے فائدہ اٹھایا تھا اور سبائی فتنہ پردازوں کا تو مقصد ہی یہ تھا کہ خلافتِ راشدہ کے نظام کو کلی طور پر ختم کر کے اسلام کی ترقی اور دین کی تمکنت کے کام میں روک ڈال دی جائے۔

خلیفہ گو چنتے ہیں اہل وفا
مگر اُس میں ہوتی ہے حق کی رضا

خلافت خدا کی نمائندگی
اسی کی جھلک اور درخشندگی

(بتعاون: چوہدری ناز احمد ناصر۔ لندن)



﴿49﴾ ﴿مشاہدات۔835﴾

خلافتِ احمدیہ کے خلاف سازشوں کا بد انجام

(خلافتِ ثانیہ کے خلاف ہونے والی سازشوں کا ذکر)

(تقریر نمبر1)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡامِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَایُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡـًٔا وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (النور:56)

کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

معزز سامعین! مجھے آج خلافتِ احمدیہ کے خلاف سازشیوں کا بد اور عبرتناک انجام آپ سامعین کے سامنے بیان کرنا ہے۔

لاریب خلافت ایک انعامِ ربّانی ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت دیکھنے کو ملتی ہے اور یہ دن دونی رات چونی ترقیات کی منازل طے کرتی جاتی ہے۔ اُس کے دَور اور زمانے کے مخالفین اِس کی راہ میں روڑے اٹکانے اور اِسے نیست و نابود کرنے کی پوری پوری کوششیں کرتے اور اِسے صفحۂ ہستی سے مٹانے

کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں مگر وہ اِسے کچھ نقصان پہنچانے کی بجائے خود ذلیل وخوار ہو کر صفحۂ ہستی سے مٹ جاتے ہیں۔ جماعتِ احمدیہ میں قائم للّٰہی خلافت کے خلاف بھی بہت سے لوگ انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر کچھ گروپس اور جماعتیں بھی اُٹھی اور حکومتوں نے بھی اِس خلافت سے ٹکر لی مگر خاک کے سوا کچھ اُن کے ہاتھ نہ آیا اور اِن کے بالمقابل جماعتِ احمدیہ ترقیات کی منازل طے کرتی گئی اور مسلسل طے کرتی چلی جارہی ہے۔ یہاں خلافتِ احمدیہ کے خلاف سازشوں کا بد انجام اختصار کے ساتھ رکھنے جارہا ہوں۔ سب سے پہلے خلافتِ ثانیہ کے خلاف اُٹھنے والے مخالفت کے بادلوں کا ذکر اور مخالفین کے بدانجام کا ذکر کروں گا اور بعد کی خلافتوں سے ٹکر لینے والی حکومتوں اور اُن کے بدانجام کا ذکر آئندہ تقریر میں ہو گا۔ اِن شاء اللہ

پہلی مخالفانہ تحریک اور اس کا انجام

سامعین! آئیں دیکھتے ہیں خلافتِ احمدیہ کے خلاف پہلی مخالفانہ تحریک اور اس کے انجام کو۔ 1932ء میں بعض مخالفین جماعت احمدیہ کی بڑھتی ہوئی ترقی کو روکنے بلکہ اُسے صفحۂ ہستی سے مٹانے کی دھمکی دے کر میدانِ مخالفت میں اُتر پڑے، حتیٰ کہ صوبہ پنجاب میں برسرِ اقتدار انگریز حکومت حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور جماعت احمدیہ کے خلاف حرکت میں آگئی اور سراسر ناروا، ناشائستہ اور ناجائز حربوں سے حملہ آوروں کی پشت پناہی کرنے لگی۔ خلافت احمدیہ اور احمدیت کے خلاف اپنی نوعیت کی اس پہلی منظم اور ہمہ گیر مخالفت میں کیسے عروج وزوال آیا اس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ 1932ء میں جب مخالفین ابھی اپنی تیاریوں میں لگے ہوئے تھے اور اندر ہی اندر سازش تیار ہو رہی تھی۔ ایک احراری لیڈر نے اظہار کر دیا کہ وہ احمدیوں کو کچل کر رکھ دیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس کے بارہ میں فرمایا:

”ابھی تھوڑے دنوں کا واقعہ ہے کہ احرار کے لیڈروں میں سے ایک لیڈر نے جو اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکتے تھے ایک مجلس میں جو صلح کے لئے منعقد ہوئی تھی کہہ دیا کہ ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم احمدیوں کو کچل ڈالیں گے۔“

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 9)

مخالفین کی فہرست جن کو نقصان پہنچانا مقصود تھا، میں سب سے اوپر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور پھر جماعت کا وجود تھا۔ خلافت سے خطرہ محسوس کرتے ہوئے احرار اور گورنمنٹ ہمیشہ اس کوشش میں رہی کہ کسی طرح اس کا خاتمہ کیا جائے جیسا کہ احراری لیڈر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''عنقریب چند یوم میں خلیفۂ قادیان قتل کیا جائے گا اور منارہ گرا دیا جائے گا اور گورنمنٹ سن لے کہ ہم جلدی خلیفۂ قادیان کو قتل کرا دیں گے۔''

(تاریخ احمدیت جلد نمبر 7 صفحہ 386)

اس سے واضح ہو گیا کہ مخالفین کے مدّ نظر خلیفہ اور خلافت ہی تھی جو جماعت احمدیہ کی یکجائیت اور ترقی کی وجہ تھی۔ دوسرا اس سے یہ بھی کھل گیا کہ گورنمنٹ کھلے طور پر لوگوں کا ساتھ دے رہی تھی ورنہ ممکن نہ تھا کہ اس طرح کھلے طور پر عوام میں تقریر کرتے ہوئے کسی کو قتل کی دھمکیاں دی جائیں اور اس پر قانونی گرفت نہ ہو۔ یہ سب کچھ گورنمنٹ اور احرار کی ملی بھگت سے ہو رہا تھا جس کی وجہ سے احراری لیڈر دندناتے پھرتے تھے۔ احراریوں نے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے ہر حربہ استعمال کیا ان میں سے چند ایک کا ذکر کرتا ہوں:

1۔ احراریوں نے گورنمنٹ سے مطالبہ شروع کر دیا کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے یہ مطالبہ ان کا اپنا نہیں تھا بلکہ ہندو لیڈروں کے ذہن کی پیداوار تھا جس کی تکمیل کے لئے احرار کو استعمال کیا گیا۔

2۔ دوسرا حربہ احرار نے یہ استعمال کیا کہ (معاذاللہ) بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق یہ پھیلانا شروع کر دیا کہ آپ انگریز کے جاسوس اور خود کاشتہ پودا تھے۔

3۔ تیسرا حربہ احراریوں نے یہ استعمال کیا کہ پراپیگنڈا (propaganda) شروع کر دیا کہ احمدی لوگ در پردہ اپنی طاقت بڑھا کر سیاسی اقتدار قائم کرنا چاہتے ہیں انہوں نے قادیان میں ایک متوازی حکومت قائم کر رکھی ہے جس کے قوانین برطانوی آئین سے مزاحم ہیں۔

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 389-407)

گویا یہ مخالفت صرف مذہبی نہ تھی بلکہ مذہبی، سیاسی اور اقتصادی تینوں لحاظ سے تھی جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اس وقت ہمارے خلاف جو فتنہ ہے یہ صرف مذہبی نہیں، نہ صرف سیاسی

اور نہ صرف اقتصادی ہے بلکہ یہ مذہبی بھی ہے اقتصادی بھی ہے اور سیاسی بھی.... تینوں وجوہات کی بنا پر مذہبی، سیاسی اور اقتصادی رنگ میں ہماری مخالفت کی جاتی ہے۔ ہم ہر ایک کے دوست اور خیر خواہ ہیں.... ہماری ترقی کو دیکھ کر سب جماعتیں پریشان ہو گئی ہیں اور ہمارے تباہ کرنے کے لئے متفق ہو گئی ہیں یا پھر موجودہ فتنہ کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری آزمائش کرنا چاہتا ہے ہم جو روزانہ اس کے سامنے فخر سے کہتے ہیں کہ اے اللہ! ہم تجھ پر اور تیرے رسولوں پر ایمان لائے اور اس کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہیں، اس کے مطابق اب خدا تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ ہم کس حد تک قربانیاں کرتے ہیں اور ہمارے دلوں میں کتنا ایمان ہے؟"

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 430-438)

قادیان میں احرار کی اشتعال انگیز سرگرمیاں

سامعین! سلسلہ احمدیہ کا مقدس نظام چونکہ ایک واجبُ الاطاعت امام اور ایک فعّال مرکز سے وابستہ ہے اس لیے اس وقت کے احرار اور حکومت دونوں نے جماعت احمدیہ کو پارہ پارہ کرنے کے لئے براہ راست قادیان ہی کو اپنی اشتعال انگیزیوں کی آماجگاہ بنالیا اور سر توڑ کوششیں شروع کر دیں کہ احمدیوں کے خلاف ایسی فضا پیدا کر دی جائے کہ وہ صبر و تحمّل کا دامن چھوڑ کر قانون شکنی پر مجبور ہو جائیں اور بالآخر ملکی آئین کے ساتھ ایسا کھلا تصادم شروع ہو جائے کہ حکومت کے لیے پہلے حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ پر اور پھر آپؓ کے بعد قادیان اور اس سے باہر پورے صوبے میں پھیلے ہوئے دوسرے احمدیوں پر ہاتھ ڈالنا آسان ہو جائے۔ اس سکیم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے سب سے پہلا اور اہم قدم یہ اٹھایا گیا کہ ابتداء 6 اکتوبر 1933ء کو دو نوجوان قادیان میں صورتِ حال کا جائزہ لینے کے لئے بھیجے گئے پھر جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ 1933ء میں ہر طرح سے لوگوں کو روکنے اور فساد ڈالنے کی کوشش کی گئی لیکن احمدیوں کے صبر کی وجہ سے احرار کو کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ 1934ء کی ابتداء میں قادیان میں احرار کا دفتر قائم کر دیا گیا۔ قادیان میں احرار کے دفتر کی بنیاد جس شخص کے ذریعے رکھی گئی اس کی نسبت اپریل 1935ء میں اخبار "زمیندار" نے لکھا کہ " اس نے مسجد کے نام پر لوگوں سے پیسہ جمع کیا

لیکن حساب کتاب مانگنے پر جواب ندارد ۔ بالآخر اعتراف جرم کر کے فرار ہونے کی کوشش کی مگر حوالۂ پولیس ہوا“۔

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 438-442)

گورنمنٹ کی مخالفانہ سرگرمیاں

سامعین! احرار کے ساتھ ساتھ گورنمنٹ نے بھی جماعت کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ڈاک پر سنسر شپ (censor ship) بٹھادی گئی، کسی نہ کسی بہانے وہ حضور رضی اللہ عنہ پر گرفت کرنے پر تُلی ہوئی تھی۔ اُنہی دنوں کا ذکر کرتے ہوئے مکرم شیخ عبد القادر صاحب لکھتے ہیں:

”سر ایمرسن (Sir Emerson) (گورنر پنجاب) حضرت اقدس رضی اللہ عنہ کی خدا داد ذہانت اور فراست دیکھ کر حیران تھے۔ وہ کہتے تھے کہ یہ عجیب انسان ہے۔ اپنی قوم کو بیدار کرنے اور ابھارنے کے لئے ایسی زبردست تقریر کرتا ہے کہ جو سراسر قابل اعتراض ہوتی ہے مگر آخر میں ایک فقرہ ایسا کہہ جاتا ہے کہ جس سے پہلی تقریر ساری کی ساری ناقابل اعتراض ہو کر رہ جاتی ہے اور ہم اس پر کوئی گرفت نہیں کر سکتے۔“

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 457)

قادیان میں احرار تبلیغ کانفرنس

سامعین! احرار اور حکومت پنجاب نے احمدیت کے خلاف مظالم کا جو سلسلہ شروع کر رکھا تھا اس کی ایک کڑی ”احرار تبلیغ کانفرنس“ جو 21 تا 23 / اکتوبر 1934ء کو منعقد ہوئی تھی۔ یہ کانفرنس جس کا نام ”تبلیغ کانفرنس“ رکھا گیا تھا شروع سے لے کر آخر تک جماعت احمدیہ اور اس کے امام کے خلاف اشتعال پھیلانے کے لیے وقف رہی اور دشنام آمیز گندی زبان میں شدید حملے کئے گئے یہ کانفرنس محض فساد کے لیے کی گئی تھی۔ احمدیوں کو اس میں جانے سے روک دیا گیا۔ اگر تبلیغی کانفرنس تھی تو احمدیوں کو کھلے عام بلاتے اور پھر سارے لوگ یہ قریباً پانچ ہزار (5000) تھے جو باہر سے آئے ہوئے تھے وہ کسی اَور جگہ بھی اکٹھے ہو سکتے تھے بلکہ اگر لاہور، امر تسر یا جالندھر وغیرہ میں کانفرنس ہوتی تو زیادہ سامعین ہوتے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ قادیان میں کانفرنس کا مقصد صرف اور صرف فساد تھا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ مختلف علاقوں میں احمدیوں

کو مارا پیٹا گیا، ان پر حملے کئے گئے، پانی بند کیا گیا، مال لوٹ لیا گیا، بائیکاٹ کیا گیا اور قبرستانوں میں احمدیوں کو اپنے مردے دفنانے سے روکا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 485-537)

قادیان میں فساد کرانے کی شرمناک سازش

سامعین! 8 جولائی 1935ء کو ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لختِ جگر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ پر قاتلانہ حملہ کر دیا۔ جس سے آپؓ معجزانہ طور پر بچ گئے۔ صاحبزادہ صاحبؓ پر حملہ کوئی انفرادی نوعیت کا فعل نہیں تھا بلکہ ایک سوچی سمجھی سکیم کا نتیجہ تھا جس کے پیچھے قادیان میں فساد کرنے کی سازش کارفرما تھی۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 12 جولائی 1935ء کو خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:

”وہ حملہ جو شریف احمد صاحب پر کیا گیا ہے ہمیں عقل وجذبات کا توازن قائم رکھتے ہوئے اس کے متعلق سوچنا چاہئے کہ یہ انفرادی فعل تھا یا سازش کا نتیجہ تھا؟ .... جہاں تک مَیں سمجھتا ہوں اس فعل کی نوعیت بتاتی ہے کہ یہ فعل انفرادی نہیں تھا.... لیکن اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ وہ دشمن جو ہمیں ذلیل کرنا چاہتا تھا دنیا کی نظروں میں ذلیل ہو گیا۔ دشمن کی شدید انگیخت کے باوجود امن قائم رہا۔ گویا صیاد نے جو جال ہمارے لئے بچھایا تھا وہ خود ہی اس کا شکار ہو گیا ہے۔ جب دنیا کے سامنے یہ بات آئے گی کہ اس حملہ سے پہلے ہمیں اس کی اطلاع تھی اور ہم نے حکومت کو اس کی اطلاع دے دی تھی جس نے قطعاً کوئی کارروائی نہیں کی اور وہ یہ واقعات پڑھے گی کہ ایک ذلیل گداگر جس کی ساری عمر احمدیوں کے ٹکڑوں پر بسر ہوئی ہے، مرزا شریف احمد صاحب پر حملہ آور ہوا اور احمدی پھر بھی خاموش رہے تو وہ وقت تمہاری فتح کا ہو گا۔“

(الفضل 20 جولائی 1935ء)

احرار کا عبرتناک انجام

سامعین! مخالفینِ احمدیت خوشی کے مارے پھولے نہیں سما رہے تھے کہ ہم احمدیوں کے خلاف ملک گیر شورش برپا کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور اب عنقریب احمدیت کا نام ونشان مٹا دیں گے کہ اچانک خدا کی بے آواز لاٹھی مسجد شہید گنج کے قضیے کی شکل میں نمودار ہوئی اور ان کے پاؤں تلے سے زمین نکل

گئی۔ لاہور میں ایک مسجد شہید گنج تھی جو سکھوں کے قبضے میں تھی۔ 8 جولائی 1935ء میں سکھوں نے یکایک یہ مسجد مسمار کر دی اس کے نتیجہ میں فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا ہو گئی، پولیس کو گولی چلانا پڑی، مسلمانوں میں زبردست ہیجان پیدا ہو گیا، عام مسلمانوں کا خیال تھا کہ احرار مسلمانوں کی قیادت کے فرائض سرانجام دیں گے مگر احراری لیڈر نہ صرف اپنے دفتر میں آرام سے بیٹھے تماشا دیکھتے رہے بلکہ مسجد پر قربان ہونے والوں کو حرام موت مرنے والا قرار دیا۔ اس سے احراری حقیقت کے رُخ سے نقاب اُٹھ گیا۔ مسلمان ان سے بیزاری کا اظہار کرنے لگے اور سخت سے سخت الفاظ استعمال کرنے لگے۔ نمونے کے طور پر دہلی کے رسالہ ''اسلامی دنیا'' نے جولائی 1935ء میں لکھا:

''مجلس احرار جیسی افتراق انگیز انجمنوں نے ہمیشہ مسلمانوں کو نقصان پہنچایا ہے ایسے ہی غداروں کے ہاتھوں مسلمان ذلیل ہوئے ہیں۔ مجلسِ احرار کی اس غدارانہ رَوِش کے بعد مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ عطاء اللہ شاہ بخاری کی مجلس احرار کُوفیوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی جنہوں نے آلِ رسول کو اور عاشقانِ اسلام کو بُلا کر یزید کے ہاتھوں شہید کرا دیا تھا۔''

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 561)

الغرض ہر طرف احرار کی رُسوائی ہوئی۔ کانگریس جس کے روپے پیسے پر احرار پل رہے تھے انہوں نے احرار کو مسلمانوں کا نمائندہ ماننے سے انکار کر دیا، مسلمانوں نے ردّ کر دیا، آپس میں بھی اختلاف پڑ گیا، مولوی ظفر علی خان جو کبھی احراریوں کے ساتھ تھے، وہ گالیاں دینے لگے۔ مولوی ظفر علی خان صاحب نے صرف مجلس احرار کی تذلیل و تحقیر ہی نہیں کی بلکہ ان کی خلافِ احمدیت سرگرمیوں پر بھی زبردست تنقید کی اور جماعت احمدیہ کی تبلیغی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ چنانچہ احراری لیڈر مولوی مظہر علی صاحب اظہر اپنی کتاب ''ایک خوفناک سازش'' میں لکھتے ہیں:

''مولوی (ظفر علی خاں) نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا: احمدیوں کی مخالفت کی آڑ میں احرار نے خوب ہاتھ رنگے۔ احمدیوں کی مخالفت کا احرار نے محض جلبِ زر کے لیے ڈھونگ رَچا رکھا ہے، قادیانیت کی آڑ میں غریب مسلمانوں کی گاڑھے پسینہ کی کمائی ہڑپ کر رہے ہیں۔ کوئی ان احرار سے پوچھے۔ بھلے مانسو! تم نے مسلمانوں کا کیا سنوارا؟ کون سی اسلامی خدمت تم نے سرانجام دی ہے؟ کیا بھولے سے بھی تم نے تبلیغ اسلام کی؟ احرار! کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر

سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا خاک دھرا ہے؟ تم میں ہے کوئی جو قرآن کے سادہ حروف بھی پڑھ سکے؟ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔ تم خود کچھ نہیں جانتے تم لوگوں کو کیا بتاؤ گے؟ مرزا محمود کی مخالفت تمہارے لیے فرشتے بھی نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے ایک اشارہ پر اس کے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے۔ تمہارے پاس کیا ہے؟ گالیاں اور بدزبانی! تُف ہے تمہاری غدّاری پر! لاہور میں مسجد شہید ہوئی تم ٹَس سے مس نہ ہوئے.... سوائے چند تنخواہ دار اور بھاڑے کے ٹٹوؤں کے تم کسی کو جیل خانہ نہیں بھجوا سکے۔ **مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں، مختلف علوم کے ماہر ہیں، دنیا کے ہر ایک ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے.... مَیں حق بات کہنے سے باز نہیں رہ سکتا یہ مَیں ضرور کہوں گا کہ اگر تم نے مرزا محمود کی مخالفت کرنی ہے تو پہلے قرآن سیکھو، مبلغ تیار کرو، عربی مدرسہ جاری کرو۔ قادیان میں دو چار مفسدہ پرداز بھیجنے سے کام نہیں چلتا۔ یہ تو چندہ بٹورنے کے ڈھنگ ہیں۔ اگر مخالفت کرنی ہے تو پہلے مبلغ تیار کرو، غیر ممالک میں ان کے مقابلہ میں تبلیغ اسلام کرو.... یہ کیا شرافت ہے کہ.... مرزائیوں کو گالیاں دلوادیں۔ کیا یہ تبلیغ اسلام ہے؟ یہ تو اسلام کی مٹی خراب کرنا ہے۔"**

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 556-557)

خلافتِ احمدیہ کے خلاف دوسری مخالفانہ تحریک

سامعین! خلافتِ احمدیہ کے خلاف پہلی تحریک 1934ء میں ناکام ہوئی تو احرار مسلسل اس کوشش میں رہے کہ کوئی نہ کوئی موقع پیدا کیا جائے جس سے ان کے مذموم مقاصد کی تکمیل ہو سکے اور وہ اپنی کھوئی ہوئی سیاسی شہرت بھی حاصل کر سکیں۔ چنانچہ یہ موقع انہیں 1952ء میں میسر آ گیا۔

یہ تحریک دراصل ایک سیاسی تحریک تھی جس کی کامیابی کے لیے عوام کو اپنے ساتھ ملا کر مذہبی رنگ دے دیا گیا جیسا کہ خواجہ ناظم الدین صاحب وزیر اعظم پاکستان نے تحقیقاتی عدالت میں اس کا اعتراف کیا وہ کہتے ہیں:

"اس تحریک کے پس پردہ وہ لوگ ہیں جو سیاسی اقتدار حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میری مراد صوبہ پنجاب کے ان لیڈروں سے تھی جن کے ہاتھوں میں صوبائی حکومت کی باگ دوڑ تھی مجھے برابر اطلاع مل رہی تھی کہ خود وزیر اعلیٰ اور ان کے افسر خود تحریک کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے۔"

(تاریخ احمدیت جلد 15 صفحہ 462)

اس دوسری تحریک کا آغاز مئی 1952ء میں جماعت احمدیہ کراچی کے سالانہ جلسہ کی مخالفت سے کیا گیا۔ اس جلسہ کو روکنے کے لیے ہر طرح کی کوشش کی گئی لیکن اللہ کے فضل سے جلسہ کامیاب ہوا۔ جلسہ کامیاب ہوتا دیکھ کر ہنگامہ آرائی کرنے والوں نے احمدیوں کے املاک کو نقصان پہنچانا شروع کر دیا اور اِکّادُکّا احمدیوں کو پکڑ کر مارا پیٹا گیا۔ جون 1952ء میں احرار نے حکومت پاکستان سے تین مطالبات شروع کر دیئے:

1۔ احمدی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جائیں،

2۔ چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب وزیر خارجہ کے عہدے سے برطرف کئے جائیں،

3۔ احمدیوں کو تمام کلیدی آسامیوں سے ہٹایا جائے۔

(تاریخ احمدیت جلد 15 صفحہ 127)

یہ مطالبات تو محض ایک آڑ تھے ورنہ اصل مقصد درپردہ اپنے سیاسی اغراض حاصل کرنا تھا جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جلسہ سالانہ 1952ء کے موقع پر فرمایا:

”جماعت احمدیہ کے خلاف فتنہ گزشتہ دو سال سے جاری تھا مگر اُس سال اس نے خاص شہرت اختیار کر لی تھی کیونکہ ملک کے بعض عناصر نے اپنی اپنی سیاسی اور ذاتی اغراض کے ماتحت احراریوں سے جوڑ توڑ کرنے اور انہیں ملک میں نمایاں کرنے کی کوشش کی۔ احمدیت کی مخالفت اور اسی طرح چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی مخالفت تو محض ایک آڑ تھی ورنہ اصل مقصد درپردہ وہ اپنی سیاسی اغراض حاصل کرنا تھا۔“

(تاریخ احمدیت جلد 15 صفحہ 371،372)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خطبہ جمعہ میں مخالفین کے انجام کے متعلق فرمایا:

”یاد رکھو! اگر تم نے احمدیت کو سچا سمجھ کر ماناہے تو تمہیں یقین رکھنا چاہیئے کہ احمدیت خدا تعالیٰ کی قائم کی ہوئی ہے۔ مودودی، احراری اور ان کے ساتھی اگر احمدیت سے ٹکرائیں گے تو ان کا حال اُس شخص کا سا ہو گا جو پہاڑ سے ٹکراتا ہے۔ اگر یہ لوگ جیت گئے تو ہم جھوٹے ہیں لیکن اگر ہم سچے ہیں تو یہی لوگ ہاریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وباللہ التوفیق۔“ (تاریخ احمدیت جلد 15 صفحہ 486-487)

فروری 1953ء کے آخر میں پنجاب میں بالخصوص اور پورے پاکستان میں بالعموم عام فسادات شروع ہو گئے جس میں حکومتی لوگوں کی املاک کی توڑ پھوڑ کی گئی اور نقصان پہنچایا گیا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ ایک مقدس نام یعنی ختمِ نبوت کے نام پر کیا جا رہا تھا۔ انہیں ایام میں حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک پیغام میں جماعت کو فرمایا:

”آپ بھی دعا کرتے رہیں، مَیں بھی دعا کرتا ہوں، انشاء اللہ فتح ہماری ہے۔ کیا آپ نے گزشتہ چالیس سال میں کبھی دیکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے چھوڑ دیا؟ تو کیا اب وہ مجھے چھوڑ دے گا؟ ساری دنیا مجھے چھوڑ دے مگر وہ ان شاء اللہ مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا۔ سمجھ لو کہ وہ میری مدد کے لئے دوڑا آرہا ہے۔ وہ میرے پاس ہے، وہ مجھ میں ہے، خطرات ہیں اور بہت ہیں مگر اس کی مدد سے سب دور ہو جائیں گے۔“

(تاریخ احمدیت جلد 15 صفحہ 492، 493)

خدائی نشان کا ظہور

سامعین! 18 مارچ 1953ء گورنر پنجاب کی طرف سے حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ کو نوٹس جاری کیا گیا کہ آپ احرار احمدی تنازع یا جماعت احمدیہ کے خلاف ایجی ٹیشن (agitation) یا اور کسی امر کے بارے میں جس سے مختلف طبقات کے مابین منافرت یا دشمنی کے جذبات کے اُبھرنے کا امکان ہو تقریر کرنے یا بیان یا رپورٹ شائع کرنے سے احتراز کریں۔ باوجود اس کے کہ ان دنوں میں مخالفین پورے جوش و خروش سے جماعت مخالف لٹریچر تقسیم کر رہے تھے اور ہر طرح کے بیان بھی دے رہے تھے لیکن حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے قانون پر عمل کیا اور ساتھ ہی گورنر کو بھی انتباہ فرمایا۔ حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”بے شک میری گردن آپ کے ہاتھ میں ہے لیکن آپ کے گورنر کی گردن میرے خدا کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کے گورنر نے میرے ساتھ جو کچھ کرنا تھا کر لیا اب میرا خدا ہاتھ دکھائے گا۔“

(تاریخ احمدیت جلد 16 صفحہ 242)

خدا کے خلیفہ کا قول پورا ہوا اور چند دن کے اندر اندر گورنر پنجاب کو برطرف کر دیا گیا۔ اس کی جگہ نیا گورنر مقرر ہوا۔ اس نے یکم مئی 1953ء کو یہ ظالمانہ نوٹس واپس لے لیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 16 صفحہ 240-247)

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں ہاتھ
شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زارو نزار

انہیں ایام میں قصرِ خلافت کی تلاشی لی گئی اور حضرت مرزا ناصر احمد (خلیفۃ المسیح الثالثؒ) اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرفتار کر لیا گیا اور دو ماہ قید رکھا گیا۔ علاوہ ازیں 1953ء میں 6 احمدی شہید ہوئے اور 12 احمدیوں کو اسیرانِ راہ مولیٰ کی سعادت نصیب ہوئی۔

تحریک کا انجام

اس مخالفانہ تحریک کا انجام یہ ہوا کہ صوبائی اور مرکزی حکومت ٹوٹ گئی اور تحریک خود ہی سرد پڑ گئی اور اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ مخالفین کا کوئی بھی مطالبہ پورا نہ ہوا اور وہ آپس میں لڑ پڑے۔
(تاریخ احمدیت جلد 16 صفحہ 253)

6 مارچ 1953ء کو لاہور میں مارشل لاء کا نفاذ عمل میں لایا گیا جو 15 مئی 1953ء تک رہا۔
1953ء کی مخالفانہ تحریک میں مجلسِ احرار اور جماعتِ اسلامی دونوں ہی سب سے نمایاں اور پیش پیش تھیں اور انہوں نے اپنے مطالبات منوانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن تحریک بُری طرح ناکام ہو گئی اور لیڈر گرفتار کر لیے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد جب یہ لوگ رہا ہوئے تو باہم برسرِ پیکار ہو گئے اور ایک دوسرے کے خلاف قلمی اور لسانی جنگ کا وسیع محاذ کھول دیا۔ سید ابو الاعلیٰ مودودی امیر و بانی جماعت اسلامی نے احراریوں کی ”تحریک ختم نبوت“ کے متعلق اپنی رائے یہ دی کہ:
”اس کارروائی سے دو باتیں میرے سامنے بالکل عیاں ہو گئیں۔ ایک یہ کہ احرار کے سامنے اصل سوال تحفظِ ختمِ نبوت کا نہیں ہے بلکہ نام اور سہرے کا ہے اور یہ لوگ مسلمانوں کے جان و مال کو اپنی اغراض کے لئے جوئے کے داؤ پر لگا دینا چاہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ رات کو بالاتفاق ایک قرار داد طے کرنے کے بعد چند آدمیوں نے الگ بیٹھ کر سازباز کیا ہے اور ایک دوسرا ریزولیوشن بطور خود لکھ لائے ہیں جو بہرحال کنونشن کی مقرر کردہ سبجیکٹس کمیٹی کا مرتب کیا ہوا نہیں ہے۔ مَیں نے محسوس کیا کہ جو کام اس نیت اور ان طریقوں سے کیا جائے اس میں کبھی خیر نہیں ہو سکتی اور اپنی اغراض کے لیے خدا اور رسول کے نام سے کھیلنے والے جو مسلمانوں کے سروں کو شطرنج کے مہروں کی طرح استعمال کریں، اللہ کی تائید سے کبھی سرفراز نہیں ہو سکتے۔“ (تاریخ احمدیت جلد 16 صفحہ 515)

احرار اور گورنمنٹ کے متعلق ججوں نے تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ میں اِن الفاظ میں اپنی رائے کا اظہار کیا کہ

”احراریوں سے تو ایسا برتاؤ کیا گیا گویا وہ خاندان کے افراد ہیں اور احمدیوں کو اجنبی سمجھا گیا۔ احراریوں کا رویہ اس بچے کا سا تھا جس کو اس کا باپ کسی اجنبی کو پیٹنے پر سزا کی دھمکی دیتا ہے اور وہ بچہ یہ جان کر کہ اسے سزا نہ دی جائے گی اجنبی کو پھر پیٹنے لگتا ہے اس کے بعد چونکہ دوسرے لوگ دیکھ رہے ہوتے ہیں اس لیے باپ محض پریشان ہو کر بیٹے کو مارتا ہے لیکن نرمی سے تاکہ اسے چوٹ نہ لگے۔“

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت اردو صفحہ 422)

اس تحریک میں حصہ لینے والے سب کے سب اپنے انجام کو پہنچے۔ بہت سے مولوی جیلوں میں بند کر دیئے گئے، ختمِ نبوت کے نام پر جمع ہونے والوں میں روپے کا جھگڑا شروع ہو گیا، ایک دوسرے پر الزام لگائے اور کفر کے فتوے لگائے گئے، مولوی اختر علی خان خلف مولوی ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار نے تحریک میں خوب روپیہ اکٹھا کیا لیکن یہ ڈھنگِ دولت ان کے ہاتھ سے انجام کار جاتا رہا اور ایسی گمنامی کی حالت میں مرے کہ جنازے میں بیس تیس لوگ بھی نہ تھے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب لیڈر احرار جب فالج کی وجہ سے بیمار پڑے تھے تو خود اپنے متعلق کہتے ہیں:

”جب تک یہ کُتیا (یعنی ان کی زبان۔ ناقل) بھونکتی تھی سارا برصغیر ہندو پاک ارادتمند تھا۔ اس نے بھونکنا چھوڑ دیا ہے تو کسی کو پتہ ہی نہیں رہا کہ میں کہاں ہوں۔“

(تاریخ احمدیت جلد 16 صفحہ 529)

دوسری طرف اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو اپنے وعدوں کے مطابق بے انتہا ترقی عطا فرمائی اور اس مخالفانہ تحریک کے بعد تو ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے یہ تحریک جماعت کی ترقی کی رفتار کو اَور تیز کرنے کے لیے چلائی گئی تھی اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پیشگوئی کہ خدا میری مدد کے لیے دوڑا چلا آ رہا ہے لفظ بلفظ پوری ہوئی۔

حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”دشمن نے انفرادی طور پر بھی کوششیں کیں اور منظم ہو کر بظاہر ایک ہو کر جماعت کے خلاف منصوبہ بندی کرنے کی بھی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے جو آپ علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا کہ ”مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔“ (تذکرہ صفحہ 260 ایڈیشن چہارم) اور پھر فرمایا کہ ”مَیں

تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بڑھاؤں گا۔" (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 648)
اس کے مطابق ہم جماعت کو دنیا میں پھیلتا دیکھ رہے ہیں۔ یہ نام نہاد علماء اور مخالفین سمجھتے ہیں کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو اپنی پھونکوں سے ختم کر دیں گے لیکن نہیں جانتے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مقابل پر جب کھڑے ہوں تو اپنی ہی تباہی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد اور تائید اور نصرت فرماتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19 مئی 2023ء)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"الٰہی جماعتوں کی یہی تاریخ ہوتی ہے۔ یہ طریق مخالفت کا بھی جاری رہتا ہے۔ اب بھی ایسا ہی ہے اور انہی مخالفتوں میں سے گزرتی ہوئی جماعت ترقی کرتی جاتی ہے اور اب بھی انشاء اللہ تعالیٰ ترقی کرتی رہے گی اور کر رہی ہے۔ مخالفین بھی زور لگاتے ہیں، منافقین بھی زور لگاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے کام پورے کر کے رہتا ہے جو اس نے وعدے کیے ہوئے ہیں وہ پورے کر کے رہے گا۔ ان شاء اللہ۔"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 25 مارچ 2022ء)

خدا کا ہاتھ پنہاں ہے خلافت کے ارادوں میں
مرادیں حق کی شامل ہیں خلافت کی مرادوں میں
خلافت شہپرِ پروازِ آدم کی توانائی
یدِ بیضا خلافت ہے خلافت ہے مسیحائی

(بتعاون: مکرم چوہدری ناز احمد ناصر۔ لندن)



﴿50﴾ ﴿مشاہدات۔836﴾

خلافت احمدیہ کے خلاف سازشوں کا بد انجام

(خلافتِ ثالثہ اور رابعہ کا ذکر)

(تقریر نمبر2)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡامِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢبَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَایُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (النور:56)

کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

معزز سامعین! مجھے آج خلافتِ احمدیہ کے خلاف سازشیوں کا بد انجام آپ سامعین کے سامنے بیان کرنا ہے۔ آج کی تقریر میں خلافتِ ثالثہ، رابعہ میں ہونے والی بدخواہوں کی سازشوں اور اُن کے ہولناک اور عبرت ناک انجام کا ذکر کروں گا۔ یہ تقریر میری اُس تقریر کا تسلسل ہے جس میں خلافتِ ثانیہ کے سازشوں کا عبرتناک انجام کا ذکر کیا تھا۔

خلافت ثالثہ کے متعلق پیشگوئی

سامعین! حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خلافت ثالثہ کے متعلق فرمایا:

”مَیں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو جائے گا.... اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔“

(تاریخ احمدیت جلد 19 صفحہ 161)

ساری دنیا جانتی ہے کہ خلافت ثالثہ میں یہ پیشگوئی خلافت ثالثہ کے حق میں حرف بہ حرف پوری ہوئی۔

خلافت احمدیہ کے خلاف تیسری تحریک اور اس کا انجام

دو سازشوں کا ذکرِ مَیں پہلی تقریر میں کر آیا ہوں۔ اب تیسری سازش کا ذکر کروں گا۔ خلافتِ احمدیہ کے خلاف تیسری تحریک کا بڑا کردار مسٹر ذوالفقار علی بھٹو تھا۔ جس نے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے بطور وزیر اعظم اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کیا۔ حضرت خلیفۃُ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بھٹو کی ان کوششوں کے پس پردہ اس فتنہ کی اصل حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

” 1973ء میں بھٹو صاحب نے پاکستان میں بڑے ٹھاٹھ سے اسلامی ممالک کی ایک کانفرنس منعقد کی۔ بھٹو صاحب کی شدید خواہش تھی اور اُن میں اس کی صلاحیت بھی تھی کہ بین الاقوامی سطح پر ان کا تشخّص ایک قد آور لیڈر کی حیثیت سے تسلیم کیا جائے۔ ظاہر ہے اس مقصد کے لیے پاکستان کی سٹیج تو بے حد محدود اور ناکافی تھی اس لیے کچھ عرصہ تک تو وہ تیسری دنیا کا لیڈر بننے کی کوشش میں لگے رہے جس میں برطانیہ اور فرانس کی نو آبادیات اور دیگر ممالک شامل تھے لیکن سوئے اتفاق سے یہ گدی پہلے ہی پنڈت نہرو اور اس کی بیٹی مسز اندرا گاندھی کے قبضے میں آچکی تھی۔ چنانچہ مایوس ہو کر وہ دُنیائے اسلام کا لیڈر بننے کا خواب دیکھنے لگے۔ اس سلسلے میں انہیں سعودی عرب کی پوری حمایت حاصل تھی، اس کے صلے میں کامیابی کی صورت میں جہاں بھٹو صاحب عالم اسلام کے سرکردہ سیاسی لیڈر کی حیثیت سے اُبھر کر سامنے آجاتے وہاں سعودی عرب کے فرمانروا کو بھی مسلمانوں کے روحانی سربراہ اور خلیفہ کے طور پر تسلیم کرالیا جاتا۔“

(ایک مرد خدا، مترجم چوہدری محمد علی مرحوم صفحہ 154-155)

”ظاہر ہے کہ اس منصوبہ کی راہ میں ایک ہی روک تھی جو ایک ناقابل عبور اور بلند و بالا پہاڑ کی طرح حائل تھی اور وہ تھی جماعت احمدیہ کی خلافت اور اس عظیم منصب اور ادارے کا پورے تمکن۔ تحریک اور استحکام کے ساتھ اس کا فعال قیام اور اس کی موجودگی۔ یہ تو ہو نہیں سکتا تھا کہ بیک وقت مسلمانوں کے دو خلفا ہوں اس لیے انہیں اس کا ایک ہی حل نظر آیا اور وہ یہ تھا کہ خلافت احمدیہ کو سرے سے راستے سے ہٹا دیا جائے یا بالفاظِ دیگر احمدیوں کے اسلامی تشخص کو ختم کر کے انہیں غیر مسلم قرار دے دیا جائے۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔“

(ایک مرد خدا صفحہ 156)

اس کے لیے پہلے سے سازش تیار کر لی گئی تھی۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ) نے بعض حکومتی نمائندگان سے ذکر کیا تو وہ ماننے کے لئے تیار نہ ہوئے لیکن ہوا وہی جسے آپ کی دُور بین نگاہوں نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا۔ بھٹو صاحب کی یہ سازش تو ناکام ہو گئی پھر وہ جماعت کی کھلم کھلا مخالفت پر اُتر آئے جس کے نتیجے میں وہ بدنام زمانہ قرار داد پیش کی گئی جس کا واحد مقصد یہ تھا کہ جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو دائرہ اسلام سے خارج تصور کیا جا سکے۔ 1974ء میں مجوّزہ آئینی ترمیم پیش کی گئی۔ یہ ساری کارروائی عوام سے مخفی رکھی گئی اور احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

وہ دن اور آج کا دن احمدیوں کو اجازت نہیں ہے کہ وہ مکّہ مکرّمہ جا کر فریضہ حج ادا کر سکیں، برّی اور ہوائی افواج سے سینئر احمدی افسروں کو ریٹائر کر دیا گیا، نوجوان احمدی افسروں کی ترقیاں روک دی گئیں، سرکاری اور نیم سرکاری محکموں میں کام کرنے والے احمدی افسروں اور ماتحتوں سے یہی سلوک روا رکھا گیا، احمدی سفار تکاروں اور سفیروں پر ترقی کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے، اس کے بعد یونیورسٹیوں میں کام کرنے والے احمدی لیکچراروں پر پروفیسر بننے کے امکانات ختم ہو گئے، اسی طرح ہسپتالوں میں کام کرنے والے احمدی ڈاکٹر بھی اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹ کی صدارت کے فرائض سر انجام دینے کے نااہل قرار دے دیئے گئے اَور تو اَور ٹیلیفون (Telephone) اور کمپیوٹر انجینئرنگ (Computer Engineering) وغیرہ قسم کے محکموں میں بھی احمدی نوجوانوں کے ساتھ اسی قسم کا امتیازی سلوک روا رکھا جانے لگا، نئے

فارغ التحصیل احمدی نوجوان طلبا اعلیٰ تیکنیکی (technical) اور سائنسی امتحانات نمایاں کامیابی کے ساتھ پاس کرنے کے بعد جب سرکاری ملازمت حاصل کی۔

(ایک مرد خدا صفحہ 153-182)

سامعین! اِن ایام کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت خلیفۃُ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''مسٹر بھٹو کی حکومت بتدریج تیزی کے ساتھ غیر مستحکم ہوتی چلی گئی۔ ان کی مقبولیت کا گراف تیزی سے گر رہا تھا۔ انہوں نے بڑی مایوسی اور پریشانی کے عالم میں ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے کہ اقتدار کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے اور سیاسی مصلحت کے ہاتھوں مجبور ہو کر جب بھی موقع ملا اپنے پرانے ساتھی چھوڑ کر نئے ساتھی تلاش کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ جولائی 1977ء میں جنرل ضیاء الحق نے جسے مسٹر بھٹو نے سینئر افسروں کو نظر انداز کر کے پاکستان کی برّی افواج کا کمانڈر انچیف مقرر کیا تھا ایک فوجی انقلاب کے ذریعے مسٹر بھٹو کی حکومت کا تختہ الٹ دیا اور پھر دو سال بعد دنیا بھر کے احتجاج کے باوجود اسی جنرل ضیاء الحق نے مسٹر بھٹو کو ایک سیاسی مخالف کے والد کے قتل کے الزام میں ماخوذ کر کے مقدمہ عدالت کے سپرد کر دیا۔ عدالت نے پھانسی کی سزا سنائی، اس فیصلے کے خلاف عالم گیر صدائے احتجاج بلند ہوئی اور اکناف عالم میں احتجاج کا ایک شور برپا ہو گیا۔ عام تاثر یہی تھا کہ سزائے موت کا عدالتی فیصلہ مبنی بر انصاف نہیں بلکہ یہ ایک سیاسی فیصلہ ہے اور سیاسی مصلحتوں اور ضرورتوں کا مرہون منت ہے تاہم جنرل ضیاء الحق اس کانٹے کو اپنے راستے سے ہٹانے کا کتنا ہی خواہش مند کیوں نہ ہو وہ مسٹر بھٹو کو تختہ دار پر لٹکانے کی جرأت کبھی نہیں کر سکے گا۔ یہ کسی کے وہم گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس سزا پر عمل درآمد بھی ہو گا۔''

(ایک مرد خدا صفحہ 179)

لیکن اس کے ساتھ خدا کی تقدیر کچھ اور ہی ظاہر کرنا چاہتی تھی جو دنیا کی نظروں سے اوجھل تھا لیکن بعد میں کھل گیا۔ 4 اپریل 1979ء کو بھٹو کو پھانسی دے دی گئی اور خدا کے مسیح کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ کَلْبٌ یَمُوْتُ عَلٰی کَلْبٍ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ایک شخص کی موت کی نسبت خدا تعالیٰ نے اعدادِ تہجی میں مجھے خبر دی جس کا ماحصل یہ ہے کہ کَلْبٌ یَمُوْتُ عَلٰی کَلْبٍ یعنی وہ کتا ہے اور کتے کے عدد پر مرے گا جو باون (52) سال پر دلالت کر رہے ہیں۔ اس

یعنی اس کی عمر باون (52) سال سے تجاوز نہیں کرے گی، جب باون سال کے اندر قدم دھرے گا تب اسی سال کے اندر اندر ہی ملک بقا ہو گا۔"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 190)

خلافت احمدیہ کے خلاف چوتھی مخالفانہ تحریک اور اس کا انجام

سامعین! خلافت احمدیہ کے خلاف چوتھی تحریک جنرل ضیاء الحق نے چلائی اور اس نے خلافت اور جماعت احمدیہ کو تباہ کرنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو اُس کی یہ سزا دی کہ رہتی دنیا تک اُسے عبرت کا نشان بنا دیا۔ جنرل ضیاء الحق کے اقتدار پر قبضہ کرنے سے بعد کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے آئن ایڈم سن صاحب (Iean Adam Son) لکھتے ہیں:

"جولائی 1977ء میں مسٹر بھٹو کی پیپلز پارٹی خاصی اکثریت کے ساتھ ایک بار پھر بر سر اقتدار آگئی تھی۔ مخالف سیاسی جماعتوں کو شکایت تھی کہ الیکشن (Election) کے دوران دھاندلی ہوئی ہے، وہ سڑکوں پر نکل آئی تھیں، ہنگامے ہو رہے تھے، مخالف جماعتوں اور مسٹر بھٹو کے درمیان گفت و شنید جاری تھی۔ بالآخر باہم ایک معاہدہ طے پا گیا جس کے مطابق مسٹر بھٹو اس بات پر آمادہ ہو گئے تھے کہ پیپلز پارٹی قومی اسمبلی کی کچھ نشستیں خالی چھوڑ دے"۔ اس طرح اس شکایت کا ازالہ بھی مقصود تھا کہ الیکشن میں تصرّف ہوا ہے۔ معاہدے کو ضبطِ تحریر میں لایا جا رہا تھا اور جلد اس کا اعلان ہونے والا تھا۔ صبح کے چھ بج رہے تھے جنرل ضیاء الحق کمانڈر انچیف برّی افواج پاکستان نے اچانک اقتدار پر قبضہ کر لیا اور مسٹر بھٹو ان کے وزیروں اور نو جماعتی حزب اختلاف کے تمام لیڈروں کو گرفتار کر لیا گیا۔ جنرل ضیاء الحق اور پانچوں علاقائی کمانڈروں نے مارشل لا (Martial Law) کا اعلان کر دیا۔ جنرل ضیاء الحق نے اعلان کیا کہ نئے انتخابات نوے دن کے اندر اندر کروا دیئے جائیں گے۔ شروع شروع میں تو لوگ پُر امید تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ جنرل ضیاء سچ بول رہا ہے اور حقیقتاً چاہتا ہے کہ ملک سے رشوت ستانی اور بد دیانتی کا خاتمہ ہو اور پاکستان جلد سے جلد پارلیمانی جمہوریت کی طرف واپس آجائے۔

(ایک مرد خدا صفحہ 272-273)

ضیاء نے لوگوں سے انتخاب کا وعدہ تو کیا لیکن پورا کرنے کی بجائے اپنے اقتدار کو طول دیتا گیا اور اصل مقصد سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کے لیے اُس نے جماعت احمدیہ کے خلاف ایک محاذ کھول دیا۔ ہر طرح سے دق کرنے کی کوشش کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ان دنوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ایسے مطلق العنان آمروں کا جانا پہچانا طریقہ واردات یہ بھی ہوا کرتا ہے کہ وہ عوام کی توجہ ان کے حقیقی مسائل سے ہٹانے کے لیے کسی مذہبی یا نسلی اقلیت کو چن لیتے ہیں اور تعصب کی چنگاریوں کو ہوا دے کر ان اقلیتوں کے خلاف مخالفت کی آگ بھڑکا دیتے ہیں یہی کچھ ضیاء نے بھی کیا۔ ضیاء کی نظر انتخاب جماعت احمدیہ پر پڑی۔ ایک سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت جماعت پر ایذا رسانی کے دروازے کھول دیئے گئے ظلم وستم کی انتہا کر دی گئی، احمدیوں کی دکانیں لوٹی اور جلائی گئیں، مشتعل ہجوم ان کی مساجد کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے ان پر حملہ آور ہوئے اور مساجد کے اندر داخل ہو کر انہیں توڑ پھوڑ کر رکھ دیا، مسٹر بھٹو نے سرکاری محکموں میں احمدی ملازمین کے خلاف امتیاز کی جو مہم شروع کی تھی اب اس میں شدت پیدا ہو گئی، معصوم اور بے گناہ احمدیوں کو جن کا واحد قصور یہ تھا کہ وہ احمدی تھے اور کسی قانونی یا اخلاقی کوتاہی یا جرم کے مرتکب نہیں ہوئے تھے، بپھرے ہوئے ہجوم اور کرائے کے غنڈوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا، ان کو سرِ عام زَدو کوب کیا گیا، انہیں قتل کیا گیا، اس سارے عمل کو پولیس خاموش تماشائی بن کر دیکھتی رہی، نہ ہی اس نے جرم کے ارتکاب کو روکا اور نہ ہی کسی کاروائی کی ضرورت سمجھی، دُور جانے کی ضرورت نہیں ماضی قریب میں بھی ایسا ہی تشدد اور اسی قسم کی ایذا رسانی ایک اَور مذہبی اقلیت کے خلاف بھی رَوا رکھی گئی تھی۔ سب جانتے ہیں کہ دنیا کو اس کی کتنی بڑی قیمت ادا کرنی پڑی تھی“

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مظلوم احمدیوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

”جارحیت کا جواب جارحیت سے نہ دو۔ اپنی حفاظت ضرور کرو لیکن حملہ کرنے والوں پر حملہ مت کرو نہ جسمانی طور پر اور نہ ہی زبان سے۔ یاد رکھو کہ (حضرت) مسیح موعود (علیہ السلام) نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ تمہیں ستایا جائے گا اور تم پر ستم توڑے جائیں گے، گند اُچھالا جائے گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ پیش گوئی بھی کی تھی کہ انجام کار جماعت احمدیہ ہی فتح یاب ہو گی۔“

(ایک مرد خدا۔ مترجم چوہدری محمد علی صفحہ 274-275)

اپنے امام کے حکم کے مطابق احمدیوں نے تو صبر کا دامن نہ چھوڑا لیکن ضیاء اپنے ظلم و ستم میں بڑھتا چلا گیا سب سے بڑا اقدم اس نے اپریل 1984ء میں اٹھایا جب آرڈیننس نافذ کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جمعرات کا دن تھا اور 26 اپریل 1984ء کی تاریخ جب حکومت پاکستان کے گزٹ (Gazett) میں صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق کی طرف سے مارشل لا (martial Law) کا بدنام زمانہ آرڈیننس نمبر بیس (Ordinance Number 20) جاری کیا گیا تا کہ احمدیوں کو خواہ مخواہ قادیان کی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں یا لاہوری جماعت سے ان کی "اسلام دشمن سرگرمیوں" سے باز رکھا جا سکے۔ آرڈیننس (Ordinance) کے الفاظ یہ تھے: "ہر گاہ کے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ قانون میں ایسی ترمیم کی جائے جس سے احمدیوں کو خواہ وہ قادیانی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں یا لاہوری جماعت سے انہیں ان کی اسلام دشمن سرگرمیوں سے روکا جا سکے اور ہر گاہ صدر پاکستان کو اطمینان ہے کہ ایسے وجوہ موجود ہیں جن کی وجہ سے اس بارے میں فوری اقدامات ناگزیر ہو گئے ہیں۔ لہٰذا پانچ جولائی 1977ء کے اعلان اور ان اختیارات کے ماتحت جو صدر پاکستان کو اس اعلان کے ذریعے حاصل ہیں۔ صدر پاکستان مندرجہ ذیل فرمان کا اجرا اور نفاذ کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتے ہیں:

مختصر عنوان اور آغاز:

1۔ یہ آرڈیننس (Ordinance) قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں (امتناع و تعزیر) آرڈیننس 1984ء کے نام سے موسوم ہو گا۔

2۔ یہ فی الفور نافذ العمل ہو گا۔

آرڈیننس (Ordinance) عدالتوں کے احکام اور فیصلوں پر غالب ہو گا۔

اس آرڈیننس (Ordinance) کے احکام کسی عدالت کے کسی حکم یا فیصلے کے باوجود موئثر ہوں گے۔

ایکٹ نمبر 45 بابت 1860ء میں نئی دفعات:

298۔ب (298-B) اور 298۔ج (298-C) کا اضافہ۔

مجموعہ تعزیرات پاکستان ایکٹ نمبر 1860-45 کے باب میں دفعہ 298 الف کے بعد حسب ذیل نئی دفعات کا اضافہ کیا جائے گا: یعنی 298۔ ب (298-B) بعض مقدس شخصیات یا مقامات کے لئے مخصوص القاب، اوصاف یا خطابات وغیرہ کا ناجائز استعمال۔

1۔ قادیانی گروپ لاہوری گروپ (جو خود کو ''احمدی'' یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہوں) کا کوئی فرد جو الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا نظر آنے والی کسی علامت کے ذریعے۔

الف۔ خلفائے راشدین یا (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کے علاوہ کسی اور شخص کو امیر المومنین یا خلیفۃ المسلمین یا صحابی یا رضی اللہ عنہ کہہ کر پکارے۔

ب۔ (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے علاوہ کسی اور کو اُم المؤمنین کے نام سے یاد کرے یا مخاطب کرے۔

ج۔ اہل بیت کے علاوہ کسی فرد کو اہل بیت کہہ کر یاد کرے یا مخاطب کرے یا

د۔ اپنی عبادت گاہ کو مسجد کے نام سے یاد کرے یا پکارے۔

تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہو گا۔

ہ۔ قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہوں) کو کوئی شخص جو زبانی یا تحریری الفاظ کے ذریعے یا کسی مرئی طریقے سے اپنی مذہبی عبادت کے لئے بلانے کے طریقے یا طرز کو اذان کہہ کر یاد کرے یا اس طرح اذان دے جس طرح مسلمان اذان دیتے ہیں تو اسے ایک ہی قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا مستوجب بھی ہو گا۔

298۔ج (298-C) قادیانی گروپ وغیرہ کا شخص جو خود کو مسلمان کہے یا اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے۔

قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بالواسطہ یا بلا واسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر موسوم کرے یا منسوب کرے یا الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا کسی مرئی طریقے سے اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر

کرے یا دوسروں کو اپنی مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے تو اس کو کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا مستوجب ہوگا۔"

دنیا اس آرڈیننس کی خبر سن کر سکتے میں آگئی۔ خود پاکستان میں کیا وکلا، اساتذہ اور سفارت کار اور کیا عام شہری اور کاروباری لوگ، سبھی اس بات پر حیران اور ششدر تھے کہ اب اذان اور نماز بھی جرم قرار دیئے جا چکے تھے۔

سبھی افسردہ خاطر تھے کہ ان کا وطن عزیز مذہبی تعصّب، منافرت، مذہب کے نام پر مفاد پرستی کی ایک خوفناک اور بھیانک دلدل میں پھنس کر رہ گیا ہے اور ان بدنام زمانہ ممالک کی فہرست میں شامل ہو گیا ہے جن کی حکومتیں اپنا اُلو سیدھا کرنے کے لئے اپنے شہروں کو مذہب یا رنگ و نسل کی آڑ میں طرح طرح کے ظلم و تشدّد کا نشانہ بناتی رہتی ہے۔"

(ایک مرد خدا صفحہ 283-286)

حضورؒ مزید فرماتے ہیں:

"اس آرڈیننس (Ordinance) کے نفاذ کے بعد صورت حال یکسر بدل گئی۔ اب صرف میری اپنی سلامتی ہی خطرے میں نہیں تھی بلکہ میری زبان بندی بھی کر دی گئی تھی۔ اس نئے قانون کی آڑ میں جنرل ضیاء الحق نے مجھ پر ہی نہیں بلکہ جماعت احمدیہ کے فعّال امام اور سربراہ کی حیثیت سے میری زبان پر بھی پہرے بٹھا دیئے تھے اور میرے لئے فرائض منصبی کی ادائیگی محال کر دی تھی یعنی پاکستان میں تو رہوں لیکن بولوں تو جیل (Jail) کی ہوا کھاؤں اور جب سزا بھگت کر واپس آؤں اور پھر بولوں تو پھر تین سال کے لیے جیل (Jail) بھیج دیا جاؤں"

(ایک مرد خدا۔ مترجم چوہدری محمد علی مرحوم صفحہ 289)

ضیاء کی غلطی

چنانچہ جب آپ لندن تشریف لے جانے کے لیے ربوہ سے کراچی پہنچے تو کراچی کے ایئر پورٹ کے پاسپورٹ کنٹرول (passport control) کے سامنے جنرل ضیاء کا اپنے دستخطوں سے جاری کردہ ایک حکم نامہ پڑا تھا۔ یہ حکم نامہ ملک کے تمام ہوائی، سمندری اور برّی راستوں اور گزر گاہوں تک پہنچ چکا تھا۔

حکم نامے کے الفاظ یہ تھے: ”مرزا ناصر احمد کو جو اپنے آپ کو جماعت احمدیہ کا خلیفہ کہتے ہیں، پاکستان کی سر زمین چھوڑنے کی ہرگز اجازت نہیں۔“

جبکہ حضرت خلیفہ رابعؒ کے پاسپورٹ پر وضاحت سے لکھا ہوا تھا کہ ان کا نام مرزا طاہر احمد ہے اور یہ کہ وہ عالمی جماعت احمدیہ کے امام ہیں۔“

(ایک مرد خدا۔ مترجم چوہدری محمد علی صفحہ 300۔301)

آسمانی فیصلہ

حضرت خلیفۃُ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاکستان سے تشریف لے جانے کے بعد ضیاء کے تشدّد میں سختی آگئی۔ حضور نے ضیاء سے کہا کہ وہ باز آجائے اور خدا کے غضب سے بچ جائے۔ چنانچہ ضیاء الحق کے باز نہ آنے پر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے 10 جون 1987ء کو مباہلے کا چیلنج دے دیا۔ آپؒ نے فرمایا:

”اگر تمہارے دل میں خدا کی کوئی رمق موجود ہے اور اگر اپنی دنیوی وجاہت کی وجہ سے اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے ہچکچاتے ہو تو تم کم از کم اتنا کرو کہ اس ظلم و ستم سے باز آجاؤ اور احمدیوں پر کئے جانے والے تشدّد سے ہاتھ کھینچ لو اور خاموشی اختیار کر لو۔ ہم فرض کر لیں گے کہ تم نے مباہلے کا چیلنج قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے اور ہم خدا تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ وہ تمہیں اپنے غضب کی آگ سے بچالے! لیکن افسوس کہ اس پر بھی ایذا رسانیاں بند نہ ہوئیں۔“

(ایک مرد خدا صفحہ 377، 378)

بعض لوگوں کو خیال تھا کہ مباہلہ کی شرائط پوری نہیں ہوئیں کیونکہ ضیاء نے علی الاعلان چیلنج قبول نہیں کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس نقطۂ نظر کو مسترد کرتے ہوئے فرمایا:

”ضروری نہیں کہ ایسا شخص چیلنج قبول کرنے کا اعلان بھی کرے۔ اس ظلم و ستم پر اصرار ہی اس امر کا اعلان ہے کہ اس نے چیلنج قبول کر لیا ہے۔ اب وقت ہی فیصلہ کرے گا۔ ظالم خدا تعالیٰ کے سامنے کہاں تک اپنے کبر و غرور اور ہٹ دھرمی پر قائم رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ فریق ثانی کی خاموشی کا کیا مطلب ہے۔“

(ایک مرد خدا صفحہ 378)

12 اگست 1987ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفہ رابعؒ نے اعلان کیا کہ جنرل ضیاء الحق نے لفظاً، معناً، عملاً کسی شکل میں بھی احمدیوں پر کئے جانے والے مظالم پر پشیمانی کا اظہار نہیں کیا۔ اب معاملہ اللہ کے سپرد ہے، ہم اس کی فعلی شہادت کے منتظر ہیں۔ آپ نے واشگاف الفاظ میں اعلان کیا: ”اب جنرل ضیاء الحق اللہ تعالیٰ کی گرفت اور اس کے عذاب سے بچ کر نہیں جاسکتا۔“

(ایک مرد خدا صفحہ 381)

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ بعینہٖ پورے ہوئے اور 17 اگست 1988ء جنرل ضیاء ان جرنیلوں کے ساتھ جو ظلم میں اس کے دست و بازو تھے ایک طیارے کے حادثے میں ہلاک ہو گیا۔ آج تک طیارے کے حادثے کی وجہ معلوم نہیں کی جا سکی لیکن یہ سب جانتے ہیں یہ حادثہ کیوں ہوا تھا۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ خلافت کے مقابل پر جو بھی آیا تباہ و برباد ہو گیا، جس نے خلافت کو نقصان پہنچانے کے لیے جس طرح کی کوشش کی اس طرح کا اس کا انجام ہوا۔

سامعین! اب مَیں تقریر کے آخر پر احمدیت کی فتح کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔

”ہم اُن سے کہتے ہیں تم کیا؟ اگر تم دنیا کی ساری حکومتوں اور ساری قوموں کو بلا کر بھی اپنے ساتھ لے آؤ پھر بھی تم جیت جاؤ تو ہم جھوٹے۔ اگر ان لوگوں نے ایسا کیا تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس چیز سے ٹکراتے ہیں۔ اگر انہوں نے ہم پر حملہ کیا تو چکنا چور ہو جائیں گے اور اگر ہم نے ان پر حملہ کیا تو بھی وہ چکنا چور ہو جائیں گے۔ یہ خدا کا قائم کردہ سلسلہ ہے اور یہ اس کی مشیّت اور ارادہ ہے کہ اسے کامیاب کرے۔ اس کے خلاف کوئی انسانی طاقت کچھ نہیں کر سکتی۔ بے شک ہم کمزور ہیں، ضعیف ہیں اس کا ہمیں اقرار ہے مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ پر ہمیں یقین ہے اور اس کے متعلق ہم کوئی ضعف نہیں دکھا سکتے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ان کو کچل دیں گے مگر یہ ضرور یقیناً اور حتمی طور پر کہتے ہیں کہ خدا ان کو کچل دے گا خواہ وہ کتنی بڑی فوجوں کے ساتھ ہمارے خلاف کھڑے ہو جائیں۔ لڑائی کا نام اسلامی اصطلاح میں آگ رکھا گیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے: ”آگ سے ہمیں مت ڈراؤ! آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔“ (تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 447)

سامعین! حضرت خلیفۃُ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آئندہ والی خلافتوں کے مستقبل کے حوالے سے فرمایا۔

”آج جس جماعت کو مٹانے کی یہ کوشش کر رہے ہیں، مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کل یہی جماعت سینکڑوں گنا بڑھ کر اُبھرے گی اور چھوٹے چھوٹے ممالک وہم بھی نہیں کر سکیں گے کہ ہم اکیلے اس جماعت کے اوپر حملہ کرنے کا بھی خیال کر سکتے ہیں۔ اگلی نسلیں جو مخالفتیں دیکھیں گی ،وہ بڑی بڑی حکومتوں کی اجتماع کی مخالفتیں ہوں گی ... یہ چھوٹی چھوٹی چند حکومتیں مل کر جن کی اپنی کوئی حیثیت نہیں ہے، جو دنیا سے مانگ کر پلتی ہیں اور ہر چیز میں محتاجی رکھتی ہیں اور خدا نے جو تھوڑا بہت دیا ہے، اسی پر تکبر کا یہ عالم ہو گیا ہے کہ خدا کی جماعتوں سے ٹکر لینے کی سوچ رہی ہیں۔ پس یہ دور مٹنے والا ہے۔ آئندہ بھی مخالفت ضرور ہو گی، اس سے انکار نہیں، کیونکہ جماعت کی تقدیر میں یہ لکھا ہوا ہے کہ مشکل راستوں سے گزرے اور ترقیات کے بعد نئی ترقیات کی منازل میں داخل ہو۔ یہ مشکلات ہی ہیں جو جماعت کی زندگی کا سامان مہیا کرتی ہیں۔ اس مخالفت کے بعد جو وسیع پیمانے پر اگلی مخالفت مجھے نظر آ رہی ہے وہ ایک دو حکومتوں کا قصہ نہیں، اس میں بڑی بڑی حکومتیں مل کر جماعت کو مٹانے کی سازشیں کریں گی اور جتنی بڑی سازشیں ہوں گی اتنی ہی بڑی ناکامی ان کے مقدر میں لکھ دی جائے گی“

پھر فرمایا:

”مجھ سے پہلے خلفاء نے آئندہ آنے والے خلفاء کو حوصلہ دیا تھا اور کہا تھا کہ تم خدا پر توکل رکھنا اور کسی مخالفت کا خوف نہ کھانا، میں آئندہ آنے والے خلفاء کو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم بھی حوصلے رکھنا اور میری طرح ہمت و صبر کے مظاہرے کرنا اور دنیا کی کسی طاقت سے خوف نہ کھانا۔ وہ خدا جو ادنیٰ مخالفتوں کو مٹانے والا خدا ہے وہ آئندہ آنے والی زیادہ قوی مخالفتوں کو بھی چکنا چور کر کے رکھ دے گا اور دنیا سے ان کے نشان مٹا دے گا۔ جماعت احمدیہ نے بہر حال فتح کے بعد ایک اور فتح کی منزل میں داخل ہونا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اس تقدیر کو بہر حال بدل نہیں سکتی“

(خطاب فرمودہ 29ر جولائی 1984ء بر موقعہ پہلا یورپین اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ)

سامعین! پھر حتمی طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا:

”مَیں آپ کو ایک خوشخبری دیتا ہوں کہ... اب آئندہ ان شاء اللہ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو گا۔ جماعت بلوغت کے مقام کو پہنچ چکی ہے خدا کی نظر میں اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل، کوئی دشمن کوشش اس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گی اور خلافت احمدیہ ان شاء اللہ تعالیٰ اسی شان کے ساتھ نشوونما پاتی رہے گی جس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے وعدے فرمائے ہیں۔ کم از کم ایک ہزار سال تک یہ جماعت زندہ رہے گی۔ تو دعائیں کریں، حمد کے گیت گائیں اور اپنے عہدوں کی پھر تجدید کریں۔“

(الفضل 28 جون 1982ء)

الحمد للہ ! حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہ مبارک الفاظ بڑی شان کے ساتھ پورے ثابت ہوئے اور خلافتِ خامسہ بالحمد للہ اِن ناپاک فتنوں سے پاک بڑی کامیابی اور کامرانی کے ساتھ اپنے 22 سال مکمل کر کے آگے بڑھ رہی ہے اور آئندہ بھی یہ الفاظ پورے ہوتے رہیں گے۔ حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ خلافت کے روشن مستقبل کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

”آپؑ کے یہ الفاظ کہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے اور وہ دوسری قدرت یعنی خلافت تم میں قیامت تک قائم رہے گی۔ ایسے لوگ ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے جو خلافتِ احمدیہ کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔ پس خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ لوگ جو خلافت احمدیہ کے ساتھ ہمیشہ جڑے رہیں اور اپنی نسلوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں اور بد قسمت ہیں وہ جو خلافت احمدیہ کو کسی دَور تک محدود کرنا چاہتے ہیں یا یہ سوچ رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ ہمیشہ کی طرح ناکامی اور نامرادی دیکھیں گے...... پس اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور ترقی کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو وعدے کیے ہوئے ہیں، جن باتوں کے پورا ہونے کا اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بتایا ہوا ہے وہ ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور پوری ہوں گی، وہ وعدے ضرور پورے ہوں گے۔ اسلام کے غلبہ کے دن جماعت ان شاء اللہ دیکھے گی۔ جماعت کی ترقی کے دن جماعت دیکھے گی۔ ان شاء اللہ۔ جو لوگ خلافت سے جڑے رہیں گے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے چلے جائیں گے۔“

(خطبہ جمعہ 27 مئی 2022ء)

خلافت شاہبازوں سے ممولوں کو لڑاتی ہے
یہی آئینِ فطرت ہے خلافت غالب آتی ہے
خلافت ضامنِ امنِ حقیقی خوف سے خالی
اِسی سے وحدتِ باری کی پاتی ہے نمو ڈالی

(بتعاون: مکرم چوہدری ناز احمد ناصر۔لندن)

